

B9ED102CCT

متعلم کی نفسیات اور اکتساب

(Psychology of Learner and Learning)

بیچلر آف ایجوکیشن (بی۔ ایڈ۔)

(پہلا سمسٹر)

Bachelor of Education

(First Semester)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ-انڈیا

Copyright © 2025, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN : 978-81-975953-7-0
Course : Psychology of Learner and Learning
First Edition : August 2024
Copies : 1000
Price : 175

Programme Coordinator (B. Ed.)

Prof. Sayyad Aman Ubed, Professor (Education), CDOE, MANUU

Editorial Board/Editors

Prof. Mushtaq Ahmed I. Patel (Chairperson) Professor, CDOE, MANUU	Dr. Shaikh Wasim (Member Convener) Associate Professor, CDOE, MANUU
Prof. Shaikh Shaheen Altaf (Member) HOD, Dept. of Edu & Training, MANUU	Dr. Sameena Basu (Member) Associate Professor, CDOE, MANUU
Prof. Siddiqui Mohd Mahmood (Member) Senior Professor, Dept. of Edu & Training, MANUU	Dr. Khan Shahnaz Bano, Associate Professor, MANUU, CTE, Aurangabad (Content Editor)
(Late) Prof. Najmus Saher (Member) Professor, CDOE, MANUU	Dr. Badarul Islam, Assistant Professor MANUU, CTE, Aurangabad (Language Editor)
Prof. Sayyad Aman Ubed (Member) Programme Coordinator, B.Ed. (ODL)	

Production

Prof. Nikhath Jahan, Professor (Urdu), CDOE, MANUU	Mr. P Habibulla, Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU	Dr. Mohd Akmal Khan, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU
Mohd Abdul Naseer, Section Officer, CDOE, MANUU	Shaik Ismail, UDC, CDOE, MANUU	Faheemuddin, LDC, Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India

Director: dir.dde@manuu.edu.in Publication: ddepublishation@manuu.edu.in

Phone number: 040-23008314

Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by: Dr. Mohd Adil, Asst. Prof. (C), CDOE, MANUU

Title Page: Dr. Mohd Akmal Khan

Printed at: Print Plus Private Limited, Chembur, Mumbai

فہرست

5	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی		پیغام
6	ڈائریکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم		پیغام
7	پروگرام کو آرڈینیٹر (بی۔ ایڈ)		کورس کا تعارف
صفحہ نمبر	مصنف	اکائی کا نام	اکائی نمبر
بلاک I: تعلیمی نفسیات کی نوعیت اور طریقہ کار (Nature and Methods of Educational Psychology)			
9	پروفیسر رفید علی پروفیسر، مانو، ریجنل سنٹر، کولکاتہ Prof. Rafeed Ali Professor, MANUU Regional Centre, Kolkata	نفسیات: معنی، نوعیت اور وسعت (Psychology: Meaning, Nature and Scope)	1-
22		تعلیمی نفسیات کے معنی، نوعیت، مقاصد اور وسعت (Meaning, Nature, Aims and Scope of Educational Psychology)	2-
33		تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار (Methods of Educational Psychology)	3-
49		معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت (Need and Importance of Educational Psychology to the Teacher)	4-
بلاک II: متعلم کی نمو اور نشوونما (Growth and Development of the Learner)			
62	پروفیسر شفاعت احمد پروفیسر مانو، سی ٹی ای، دربھنگہ Prof. Shafayat Ahmad Professor MANUU CTE, Darbhanga	نمو، نشوونما اور پختگی کا تصور اور نوعیت (Concept and Nature of Growth, Development and Maturation)	5-
78		نمو اور نشوونما میں فرق، نشوونما کے اصول، نمو اور نشوونما کو متاثر کرنے والے عوامل: توارث اور ماحول (Difference between Growth and Development, Principles of Development, Factors Influencing Growth and Development: Heredity and Environment)	6-
97		نمو اور نشوونما کے مراحل: شیرخوارگی، بچپن اور غنفوان شباب	7-

		(Stages of Growth and Development- Infancy, Childhood and Adolescence)	
117		نشوونما کے نظریات (Theories of Development)	-8
بلاک III: فرد بطور ایک منفرد متعلم، متعلم کی شخصیت اور اس کا اندازہ قدر (Individual as a Unique Learner, Personality of Learner and its Assessment)			
137	ڈاکٹر آفاق ندیم خان ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ تعلیمی مطالعات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی Dr. Afaq Nadeem Khan Associate Professor Dept. of Educational Studies, JMI, New Delhi	انفرادی اختلافات (Individual Differences)	-9
152		شخصیت (Personality)	-10
166		شخصیت کو متاثر کرنے والے عوامل (Factors Influencing Personality)	-11
180		شخصیت کا اندازہ قدر (Assessment of Personality)	-12
بلاک IV: اکتساب اور حافظہ (Learning and Memory)			
209	ڈاکٹر تلمیز فاطمہ نقوی ایسوسی ایٹ پروفیسر مانو، سی ٹی ای بھوپال Dr. Talmeez Fatma Naqvi Associate Professor MANUU CTE, Bhopal	اکتساب (Learning)	-13
225		اکتساب کو متاثر کرنے والے عوامل (Factors Affecting Learning)	-14
250		اکتساب کے نظریات اور ان کا کمرہ جماعت میں اطلاق (Theories of Learning and Their Classroom Implications)	-15
276		اکتساب کی منتقلی (Transfer of Learning)	-16
294	نمونہ امتحانی پرچہ		

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ A+ حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) روایتی اور فاصلاتی طریقہ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشنے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری / گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعہ کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصول معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقے کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہو گا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو / ہندی / انگریزی / عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔ اے، بی۔ ایس سی اور بی۔ کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصد قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن
شیخ الجامعہ، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقہ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقہ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامت فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک دُہرے طرز (ڈوئل موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقہ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس میسڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جا چکے ہیں۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جا رہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آنرز پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایم بی اے پروگرام او ڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نور بیجنل سنٹرز (بگلوڑ، بھوپال، در بھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹرز (حیدر آباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امر اوتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنر سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جا رہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹیریل (SLM) کی سوفٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای-میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جا رہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جا رہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائریکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کی جانب سے فاصلاتی نظام کے طلبہ کے لیے تیار کردہ یہ درسی کتاب بی۔ ایڈ (پہلا سمسٹر) کے کورس "متعلم کی نفسیات اور اکتساب" پر مشتمل ہے۔ اس کورس کا مقصد معلم طلبہ کو نشوونما، شخصیت اور سیکھنے کے عمل کے حوالے سے نفسیاتی بنیادوں سے روشناس کرانا ہے تاکہ وہ کمرہ جماعت میں زیادہ مؤثر تدریسی حکمت عملی اپنا سکیں۔ یہ کورس چار بلاکس اور سولہ اکائیوں پر مشتمل ہے:

بلاک اول: تعلیمی نفسیات کی نوعیت اور طریقہ کار: اس بلاک میں نفسیات اور تعلیمی نفسیات کے معنی، وسعت اور مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ساتھ ہی تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار جیسے محاکمہ نفس، مشاہدہ، تجربہ اور مطالعہ حالات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی اہمیت اور ضرورت پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

بلاک دوم: متعلم کی نمو اور نشوونما: یہ بلاک نمو، نشوونما اور پختگی کے مفہیم، ان کے باہمی فرق اور بنیادی اصولوں پر مشتمل ہے۔ اس میں توارث اور ماحول کے اثرات کے ساتھ شیرخوارگی، بچپن اور عفو ان شباب جیسے مراحل کی نشوونما کو واضح کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ مشہور مفکرین کے نظریات جیسے پیاجے (دوقنی)، ایرکسن (نفسی سماجی)، کوبل برگ (اخلاقی)، فرائیڈ (نفس تجزیہ) اور نوم چومسکی (لسانی) کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

بلاک سوم: فرد بطور ایک منفرد متعلم، شخصیت اور اس کا اندازہ قدر: اس بلاک میں انفرادی تفاوت کا تصور اور اس کے اثرات بیان کیے گئے ہیں۔ شخصیت کی تعریف، نوعیت اور اقسام کے ساتھ توارث اور ماحول کے اثرات پر بھی بات کی گئی ہے۔ مزید برآں شخصیت کے اندازہ قدر کے مختلف طریقے جیسے انعکاسی و غیر انعکاسی تکنیکیں، مشاہدہ، سوالنامے، انٹرویو اور رویہ جاتی پیمانے وغیرہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

بلاک چہارم: اکتساب اور حافظہ: اس حصے میں اکتساب کے تصور، اصول اور عمل کو بیان کیا گیا ہے۔ اکتساب کو متاثر کرنے والے عوامل جیسے جسمانی، نفسیاتی، سماجی، جذباتی، تعلیمی اور ماحولیاتی عناصر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مزید برآں اکتساب کے مختلف نظریات اور ان کے کمرہ جماعت میں اطلاقیہ بحث کی گئی ہے۔ آخر میں اکتساب کی منتقلی، اس کے اہم نظریات، حافظہ اور نسیان کے تصورات، ان کے اسباب اور یادداشت بہتر بنانے کے مؤثر طریقے پیش کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کی تیاری میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ تمام مواد آسان اور رواں زبان میں ہو تاکہ فاصلاتی طلبہ با آسانی اسے سمجھ سکیں۔ ترتیب ایسی رکھی گئی ہے جو مطالعے کو مرحلہ وار اور دلچسپ بنائے۔ ہر اکائی کے آخر میں معروضی اور غیر معروضی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ اپنی فہم کو جانچ سکیں اور مطالعے کے نتائج کا اندازہ لگا سکیں۔

مختصر آئیہ کورس معلمین کو طلبہ کی نفسیاتی نشوونما، شخصیت اور اکتسابی عمل کی گہری بصیرت فراہم کرتا ہے، جس کی روشنی میں وہ کمرہ جماعت کو زیادہ مؤثر، نتیجہ خیز اور طلبہ کی ضرورت کے مطابق بنا سکتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب فاصلاتی طلبہ کے لیے نہایت مفید اور رہنما ثابت ہوگی۔

پروفیسر سید امان عبید

پروگرام کوآرڈینیٹر

اکائی 1- نفسیات: معنی، نوعیت اور وسعت

(Psychology: Meaning, Nature and Scope)*

اکائی کے اجزاء

1.0	تمہید (Introduction)
1.1	مقاصد (Objectives)
1.2	نفسیات کا مفہوم (Meaning of Psychology)
1.3	علم نفسیات کا تاریخی پس منظر (Historical Background of Psychology)
1.4	نفسیات کی تعریف (Definition of Psychology)
1.5	نفسیات کی نوعیت (Nature of Psychology)
1.6	نفسیات کی وسعت (Scope of Psychology)
1.7	نفسیات کی شاخیں (Branches of psychology)
1.7.1	نظریاتی نفسیات (Pure Psychology)
1.7.2	اطلاقی نفسیات (Applied Psychology)
1.8	خلاصہ (Summary)
1.9	اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)
1.10	فرہنگ (Glossary)
1.11	نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)
1.12	تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1.0 تمہید (Introduction)

چار سال کا بچہ رومی اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ کھیلتا ہے، جب اس کے بھائی بہن اسکول چلے جاتے ہیں تو وہ پیڑ پودوں سے باتیں کرتا ہے، ناچ گانے میں بھی دلچسپی رکھتا ہے، لہذا پڑوسی ورشتہ دار اس کو پسند کرتے ہیں اور پیار سے اسے خوش و خرم بچہ کے نام سے پکارتے ہیں۔

* Prof. Rafeedali. E, Regional Director, MANUU Regional Centre, Kolkata

اس کا بھائی 'اسلم' بھی چار سال کا ہے، وہ ہمیشہ اکیلا بیٹھا رہتا ہے، دوسروں سے بات نہیں کرتا ہے، پڑوسیوں و اجنبیوں سے دور بھاگتا ہے اور اداس سا رہتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ اس کو غمگین بچہ کہتے ہیں۔

متذکرہ مثالوں سے ہم نے سمجھا کہ انسان زندگی کے مختلف حالات میں دوسروں کے کردار کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کی بنیاد پر انہیں خوش، غمگین، اداس، ذہین اور ظالم کی صفت سے متصف کرتا ہے۔ نیز وہ واقف ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کا انسان ہے اور زندگی کے مختلف حالات میں اس کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے۔ اس کو مکمل طور پر جاننے اور سمجھنے کے لئے انسان کو نفسیات کے علم کی ضرورت پڑتی ہے۔ انسانی زندگی اور انسانی طرز عمل کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لیے علم نفسیات مدد فراہم کرتا ہے جس کا تعلق ان امور سے ہے کہ ہم کیسے سوچتے، محسوس کرتے اور برتاؤ کرتے ہیں۔ اس میں دماغ کی گہرائیوں کو تلاش کرتا ہے اور ساتھ ہی رویے، ادراک اور جذبات کے اسرار و رموز کو کھولتا ہے۔ نفسیات ایک روشنی کی مانند ہے جو ہمارے خیالات اور جذبات کی بھول بھلیوں میں ہماری رہنمائی کرتی ہے اور یہ سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہے کہ ہم کون ہیں اور ہمارے انسان ہونے کا مطلب کیا ہے۔ سائنس اور فلسفے کی مدد سے ایک خوبصورت ڈیزائن بنا کر علم نفسیات ہمیں یہ بصیرت فراہم کرتا ہے کہ وہ کیا عوامل ہیں جو انسانوں کو ایک دوسرے سے منفرد بناتے ہیں، نیز ایک فرد کا ماحول، اس کی ثقافت اور حیاتیات اس کے خیالات اور طرز عمل کو کس انداز میں تشکیل دیتے ہیں۔

1.1 مقاصد (Objectives)

- اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:
- نفسیات کے معنی اور مفہوم کو بیان کر سکیں۔
- نفسیات کے تاریخی پس منظر کی وضاحت کر سکیں۔
- نفسیات کی تعریف بیان کر سکیں۔
- نفسیات کی نوعیت اور وسعت کی تشریح کر سکیں۔
- نفسیات کی مختلف شاخوں کو متعارف کر سکیں۔
- نظری نفسیات اور اطلاقی نفسیات میں فرق کی وضاحت کر سکیں۔

1.2 نفسیات کا مفہوم (Meaning of Psychology)

لفظ Psychology (بمعنی نفسیات) دو یونانی الفاظ "Psyche" اور "Logos" سے 16 ویں صدی میں وضع کیا گیا تھا۔ Psyche کا معنی روح اور Logos کا معنی مضمون کا مطالعہ کے ہیں، چنانچہ Psychology کا ابتدائی معنی روح کا مطالعہ ہے۔ علم نفسیات ایک سائنس ہے جس میں انسانی برتاؤ اور ذہنی عمل کے پہلوؤں جیسے وقوفیت، یادداشت، بھولنا (نسیان)، شخصیت، ذہانت، تحریک (Motivation) اور جذبات وغیرہ کا مطالعہ شامل ہے۔ اگر ایک طرح سے دیکھا جائے تو ہم سب ماہر نفسیات ہیں۔ ہم

اکثر خود اپنے اور دوسروں کے بھی جذبات و احساسات اور افعال پر غور کرتے رہتے ہیں۔ بہت سارے ادیبوں، شاعروں اور فلسفیوں نے انسانی برتاؤ کی نوعیت پر اپنی رائے اور بصیرت پیش کی ہے۔ یہ سوال قائم ہونا لازم ہے کہ مذکورہ علم، علم نفسیات کے ذریعے حاصل شدہ علم سے الگ ہے یا نہیں؟ بالکل الگ ہے۔ کس طرح؟ ماہرین نفسیات نے جو علم اکٹھا کیا ہے اس میں انھوں نے سائنسی طریقہ کار کا استعمال کیا ہے۔ سائنس کسی بھی موضوع سے متعلق منظم علم کے ذخیرہ کا نام ہے جسے واقعات و حادثات کے بغور مشاہدے اور محتاط پیمائش کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ ماہرین نفسیات ایسے مشاہدات اور تجربات کرتے ہیں جنہیں دوسرے بھی دہرا سکتے ہیں، وہ ایسے معطیات (Data) اکٹھا کرتے ہیں جن کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ یہی مشاہدے اور تجربات سائنسی طریقہ کار کی بنیاد ہیں۔ اسی سائنسی طریقہ کار کا استعمال علم نفسیات کو سائنس کے زمرے میں شامل کرتا ہے۔ الغرض نفسیات سائنسی طور پر انسانی برتاؤ کو سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔ لہذا نفسیات کا مطالعہ ہر ایک شخص کے لئے لازمی ہے اور خصوصی طور پر اساتذہ کے لئے کیوں کہ وہ اس کی مدد سے آنے والی نسل کو مؤثر طور پر علم، تہذیب، اقدار اور مہارتوں سے آراستہ کر سکتے ہیں۔

1.3 علم نفسیات کا تاریخی پس منظر (Historical Background of Psychology)

نفسیات کی تعریف ابتدائی طور پر روح کے علم سے کی گئی، اور سولہویں صدی کے اخیر تک اسے روحانی علم ہی تسلیم کیا گیا۔ افلاطون (Plato 428-348BC)، ارسطو (Aristotle 384-322BC) اور رینی ڈیکارٹس (Rene Descartes 1596-1650AD) جیسے یونانی فلسفیوں نے اس علم کو روح کی سائنس قرار دیا۔ لیکن سولہویں صدی کے اخیر کے فلسفیوں نے اسے "دماغ کی سائنس (Science of Mind)" قرار دیا، جن میں اطالوی فلسفی پومپوناچی (Pomponazzi 1462-1525) کا نام سرفہرست ہے۔ اس تصور کو ماننے والوں کی فہرست میں لیبنز (Leibniz 1646-1716)، تھامس ہوبز (Thomas Hobbes 1588-1679)، جان لاک (John Lock 1632-1704) اور ایمانوئل کانٹ (Immanuel Kant 1724-1804) بھی شامل ہیں۔ کچھ مدت بعد ماہرین نفسیات سگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud 1856-1939) اور کارل جینگ (Carl Jung 1875-1961) نے اپنے تجربات کی بنیاد پر اس حقیقت کو واضح کیا کہ انسانی نفس کی دو سطحیں ہوتی ہیں۔ ایک شعور Conscious اور دوسرا لا شعور Unconscious۔ ان کا کہنا تھا کہ انسان کا طرز عمل ان دونوں پر منحصر ہوتا ہے۔ انھوں نے نفسیات کو شعور اور لا شعور کی سائنس (Science of Conscious and Unconscious) سے موسوم کیا۔ اس طرح سے شعور اور لا شعور کے مطالعہ کی شروعات ہوئی۔ چنانچہ نفسیات کو شعور کی سائنس کہا گیا (Psychology is the science of consciousness)۔ اس کو ماننے والے ماہرین میں ولیم میکس میلین ونٹ (William Maximilian Wundt 1832-1920) اور ولیم جیمس (William James 1842-1910) شامل ہیں۔

20 ویں صدی عیسوی کے شروع میں J.B. Watson نے علم نفسیات کو طرز عمل کی سائنس (science of behaviour) سے موسوم کیا۔ نفسیات کی تعریف میں "ذہن کی سائنس" سے "رویے کی سائنس" کی طرف تبدیلی اس شعبے میں توجہ اور نقطہ نظر میں

ایک ارتقاء کی نمائندگی کرتی ہے۔ روایتی طور پر نفسیات ابتداء میں ذہنی عمل کو سمجھنے سے متعلق تھی۔ تاہم؛ وقت کے ساتھ، نفسیات کے شعبے میں ماہرین نے قابل مشاہدہ رویوں اور ان کے مطالعہ کے لیے استعمال ہونے والے سائنسی طریقوں پر زیادہ زور دینا شروع کیا۔ یہ تبدیلی مختلف عوامل سے متاثر ہوئی، نئے نئے تجرباتی طریقے وجود میں آئے۔ چنانچہ جے بی واٹسن نے یہ نظریہ پیش کیا کہ نفسیات کو ناقابل مشاہدہ ذہنی عمل کی بجائے قابل مشاہدہ طرز عمل پر توجہ دینی چاہئے۔ اس نظریے کے حامل ماہرین کا ماننا ہے کہ علم نفسیات کی مدد سے انسان انسانی اعمال کو سمجھ سکتا ہے اور اس کی پیش گوئی کر سکتا ہے۔ یہ طے کیا جاسکتا ہے کہ ماحولیاتی محرکات کس طرح رویے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور طرز عمل کو کس طرح تقویت یا سزا دی جاتی ہے۔

آگے چل کر ماہر نفسیات جے بی واٹسن نے (J B Watson 1913) انسان کے ذہنی طرز عمل (Mental Behaviour) کو بھی نفسیات کے موضوع میں شامل کیا۔ انسانی رویہ ناقابل یقین حد تک پیچیدہ ہے۔ جس میں حیاتیاتی، نفسیاتی، سماجی، ثقافتی، اور ماحولیاتی متغیرات جیسے مختلف عوامل شامل ہیں۔ علم نفسیات اس پیچیدگی کا مطالعہ کر کے یہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ عوامل رویے، ادراک، جذبات اور نشوونما میں انفرادی اختلاف کو کس طرح تعامل اور اثر انداز کرتے ہیں۔

رابرٹ ایس ووڈور تھ ((Robert Woodworth 1938) نے نفسیات کے اس تاریخی پس منظر کو خوشنما پیرائے میں پیش کیا ہے:

“First psychology lost its soul then it lost its mind; then it lost its consciousness; it still has behaviour of a kind.”

"نفسیات نے پہلے اپنی روح کھوئی، پھر اپنا ذہن، پھر شعور اور اس کے پاس اب بھی ایک کردار ہے۔"

1.4 نفسیات کی تعریف (Definition of Psychology)

ماہرین نفسیات اور دیگر نفسیاتی تنظیموں کی طرف سے نفسیات کے لیے دی گئی اہم تعریفیں درج ذیل ہیں:

1- "امریکی نفسیاتی ایسوسی ایشن کے مطابق "نفسیات افراد کے برتاؤ اور ان کے ذہنی عمل کا سائنسی مطالعہ ہے۔"

"Psychology is the scientific study of the behaviour of individuals and their mental processes" (American Psychological Association).

2- "برطانوی نفسیاتی ایسوسی ایشن کے مطابق "نفسیات کی تعریف لوگوں، ان کے دماغ اور طرز عمل کے سائنسی مطالعہ کے طور پر کی جاتی ہے۔"

"Psychology is the scientific study of people, the mind and behaviour" (British Psychological Association).

3- "بی ایف اسکینر کے مطابق "نفسیات برتاؤ اور تجربہ کی سائنس ہے۔"

“Psychology is the science of behaviour and experience” (Burrhus Frederic Skinner).

4- ”وڈور تھ کے بقول ”نفسیات کسی جاندار کی اس کے ماحول کے تناظر میں سرگرمیوں کا سائنسی مطالعہ ہے۔“

“Woodworth defined 'Psychology' as the 'scientific study of activities of the organism in relation to its environment”.

5- ”کرو اور کرو کے مطابق ”نفسیات انسانی طرزِ عمل اور انسانی تعلقات کا مطالعہ ہے۔“

According to Crow and Crow “Psychology is the study of human behavior and human relationship”.

1.5 نفسیات کی نوعیت (Nature of Psychology)

نفسیات بنیادی طور پر ایک سائنسی شعبہ ہے، جس کی بنیاد تجرباتی تحقیق اور تحقیق کے منظم اصولوں پر قائم ہے۔ ماہرینِ نفسیات مفروضوں کو جانچنے اور انسانی رویے اور ذہنی عمل کے بارے میں نتائج اخذ کرنے کے لیے منظم مشاہدے، تجربات اور شماریاتی تجزیہ کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ سائنسی نقطہ نظر ایسے نظریات اور ماڈلز قائم کرنے میں مدد کرتا ہے جو انسانی رویے کی وضاحت اور پیش گوئی کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

نفسیات کا شعبہ متحرک اور مسلسل ارتقا پذیر ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ نئے نظریات، تحقیقی نتائج اور طریقہ کار سامنے آتے رہتے ہیں۔ جیسے جیسے انسانی رویے کے بارے میں ہماری سمجھ گہری ہوتی ہے اور ٹیکنالوجی کی ترقی ہوتی ہے، علمِ نفسیات جدید علوم و نقطہ نظر کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالتا رہتا ہے۔

نفسیات کی نوعیت کثیر جہتی ہے اور اس میں مختلف پہلو شامل ہیں۔ حسب ذیل نکات سے نفسیات کی نوعیت واضح ہو جاتی ہے۔

1- نفسیات ایک حقیقی سائنس ہے۔

2- نفسیات، نظریات وضع کرنے کے لئے سائنسی طریقہ کار Scientific method کو اپناتا ہے۔

3- نفسیات انسان کے برتاؤ اور ذہنی عمل کا سائنس ہے۔

4- نفسیات کے نظریات انسان اور جانوروں کے برتاؤ کا مشاہدہ اور تجربہ کر کے منظم (Systematic) طریقے سے تشکیل دیئے گئے ہیں۔

5- نفسیات کی بنیاد تجربات اور مشاہدات سے ثابت شدہ حقائق پر ہوتی ہے۔

6- نفسیات کے ذریعے انسان اور حیوان کے برتاؤ کے سلسلے میں پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔

7- نفسیات علت و معلول Cause and effect کے تعلق پر قائم ہے۔

8- نفسیات کے اصول و ضوابط لائق عمل ہیں۔ جن کا اطلاق ہر ایک شعبہ جیسے تعلیم، صنعت اور طب وغیرہ میں ترقی کا ضامن ہے۔

9- نفسیات کے نظریات سے حاصل شدہ نتائج کی مزید تحقیق و توثیق کے لئے ہمیشہ دروازے کھلے رہتے ہیں۔

10- نفسیات کے نظریات عالمگیر (Universal) اور مستند (Authentic) ہوتے ہیں۔ اور وہ عالمی پیمانے پر یکساں طور پر قابل عمل (Universally applicable) ہیں۔

11- نفسیات انسان کو اپنے اور دوسروں کے غیر مناسب برتاؤ پر قابو پانے اور مناسب برتاؤ کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

12- نفسیات کا مطالعہ آج کے زمانے میں بہت اہمیت کا حامل ہیں۔

1.6 نفسیات کی وسعت (Scope of Psychology)

نفسیات کی وسعت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصے میں اس کا عملی اور اطلاقی پہلو ہے اور دوسرے میں ان کی شاخیں ہیں۔ نفسیات کا عملی اور اطلاقی پہلو کافی وسیع ہے۔ اس میں انسان اور حیوان کے برتاؤ کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور اس کی تشریح کی جاتی ہے۔ نفسیات کی مدد سے غیر مناسب برتاؤ پر قابو پایا جاتا ہے اور مناسب برتاؤ کو فروغ دیا جاتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ انسان و حیوان کے برتاؤ کا مفہوم وسیع ہے۔ برتاؤ میں زندگی سے وابستہ ہر ایک ظاہری اور باطنی سرگرمی اور تجربات شامل ہیں چاہے وہ وقوفی ہوں یا تاثراتی، شعوری ہوں یا غیر شعوری وغیرہ۔ اس طرح نفسیات زندگی کے ہر ایک پہلو کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کی مدد سے زندگی میں درپیش نئے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ اور دوسرے حصہ کو آگے ذکر کیا جا رہا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)
1: نفسیات کی تعریف اور اس کی نوعیت بیان کریں؟
2: علم نفسیات کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالیں؟

1.7 نفسیات کی شاخیں (Branches of psychology)

نفسیات کو اس کی نوعیت اور دائرہ کار کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

نظری نفسیات (Pure Psychology)

اطلاقی نفسیات (Applied Psychology)

1.7.1 نظری نفسیات (Pure Psychology)

نظری نفسیات، جسے اکثر نظریاتی یا علمی نفسیات کہا جاتا ہے، عملی مسائل پر براہ راست اطلاق کیے بغیر انسانی طرز عمل اور ذہنی عمل کی بنیادی تفہیم پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ نظری نفسیات مضمون سے متعلق نظریات اور خاکے فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک نظریاتی سائنس ہے جس کا مقصد نفسیات کے تئیں انسانی معلومات میں اضافہ کرنا ہے۔ اس میں نفسیات کے اصول اور نظریات کو تشکیل دی جاتی ہے اور برتاؤ کا تجزیہ، احتساب، اصلاح اور فروغ کے لئے مختلف طریقوں اور تکنیکوں کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ خالص نفسیات کے محققین شعور، ادراک،

یادداشت، جذبات، حوصلہ افزائی اور دیگر نفسیاتی مظاہر کی نوعیت کے بارے میں بنیادی سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کرتے ہیں۔
 دراصل ماہرین نفسیات و مفکرین حضرات نے مختلف میدانوں میں تحقیق کی ہیں۔ ان میدانوں میں درپیش مسائل کی شناخت کی
 اور ان کو حل کرنے کے لئے اصول و ضوابط بنائے اور مسائل کو حل کر کے دیکھا۔ بعدہ اس میدان میں جو نظریات انھوں نے پیش کئے وہ
 اس میدان کے نفسیاتی نظریے Psychological theories بن گئے۔
 بنیادی نظری نفسیات مندرجہ ذیل ہیں:

- 1- عمومی نفسیات (General Psychology)
 - 2- غیر معمولی نفسیات (Abnormal Psychology)
 - 3- ارتقائی نفسیات (Developmental Psychology)
 - 4- سماجی نفسیات (Social Psychology)
 - 5- وقوفی نفسیات (Cognitive Psychology)
- 1- عمومی نفسیات (General Psychology): صحیح سالم عام انسانوں کے برتاؤ کے مطالعہ سے متعلق نفسیات کے بنیادی اصول و ضوابط
 اور نظریات سے بحث کرتا ہے۔ یہ مختلف نفسیاتی امور جیسے احساس، تصور، جذبہ، اکتساب، ذہانت اور شخصیت وغیرہ کی وضاحت
 کرتا ہے۔
- 2- غیر معمولی نفسیات (Abnormal Psychology): غیر طبعی نفسیات میں غیر معمولی (abnormal) انسان کے بارے میں مطالعہ
 کیا جاتا ہے۔ یہ ان کے غیر طبعی برتاؤ کو بیان کرتا ہے اور اس کے بارے میں پیش گوئی کرتا ہے۔ نیز اس کی وجوہات، علامات اور معالجہ
 سے بحث کرتا ہے۔
- 3- ارتقائی نفسیات (Developmental Psychology): ارتقائی نفسیات کا تعلق انسان کی نشوونما اور بالیدگی سے ہے اس میں انسان
 کی شیرخوارگی سے لے کر بڑھاپے تک ہونے والے نشوونما کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ الغرض ہر ایک دور میں انسان کے برتاؤ میں ہونے والی
 جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی ارتقا سے بحث کرتا ہے۔
- 4- سماجی نفسیات (Social Psychology): سماجی نفسیات میں گروہی برتاؤ اور لوگوں کے آپسی تعلقات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جس میں
 گروہی حرکات Group dynamics، لوگوں کی پسندیدگی یا ناپسندیدگی، دلچسپی اور رویے وغیرہ سے بحث کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ
 بیان کیا جاتا ہے کہ دوسرے کی حقیقی یا ذہنی موجودگی لوگوں کے خیالات، احساسات اور رویے کو کیسے متاثر کرتی ہے۔
- 5- وقوفی نفسیات (Cognitive Psychology): وقوفی نفسیات، نفسیات کی ایک شاخ ہے جو ذہنی عمل کے مطالعہ پر توجہ مرکوز کرتی
 ہے۔ وقوفی نفسیات اکتساب، یادداشت، توجہ، تصور، زبان، تصوراتی ترقی اور فیصلہ سازی کے ذہنی عمل کو شامل ہے۔ اس میں اس پر
 تحقیق و تفتیش ہوتی ہے کہ انسان دماغ کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لیے معلومات کیسے حاصل کرتے ہیں، پروسیس کرتے ہیں، ذخیرہ کرتے
 ہیں اور استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی پتہ لگانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کس طرح وقوفی صلاحیتیں اور اعمال بچپن سے لے کر بڑھاپے

تک بدلتے اور ترقی کرتے ہیں۔

1.7.2 اطلاقی نفسیات (Applied Psychology)

اطلاقی نفسیات سے مراد عملی مسائل کو حل کرنے اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں نتائج کو بہتر بنانے کے لیے نفسیاتی اصولوں، نظریات اور طریقوں کا استعمال کرنا ہے۔ اس میں نفسیاتی علم اور تکنیک کا حقیقی دنیا کے حالات پر اطلاق شامل ہے، جس کا مقصد انفرادی اور اجتماعی بہبود کو بڑھانا ہے۔ اطلاقی نفسیات میں خالص نفسیات کے اصول، قوانین، نظریات کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مسائل کو حل کرنے کے لئے ماہرین نے خالص نفسیات میں جو اصول اور نظریے Principles and Theories بنا رکھے ہیں ان ہی کو اطلاقی نفسیات میں عمل میں لایا جاتا ہے۔ اب جس میدان میں اس کا نفاذ ہوتا ہے اس کو اسی نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اطلاقی نفسیات میں مندرجہ ذیل شاخیں شامل ہیں:

1- تعلیمی نفسیات (Educational Psychology)

2- سیاسی نفسیات (Political Psychology)

3- صنعتی نفسیات (Industrial Psychology)

4- فوجی نفسیات (Military Psychology)

5- طبی نفسیات (Clinical Psychology)

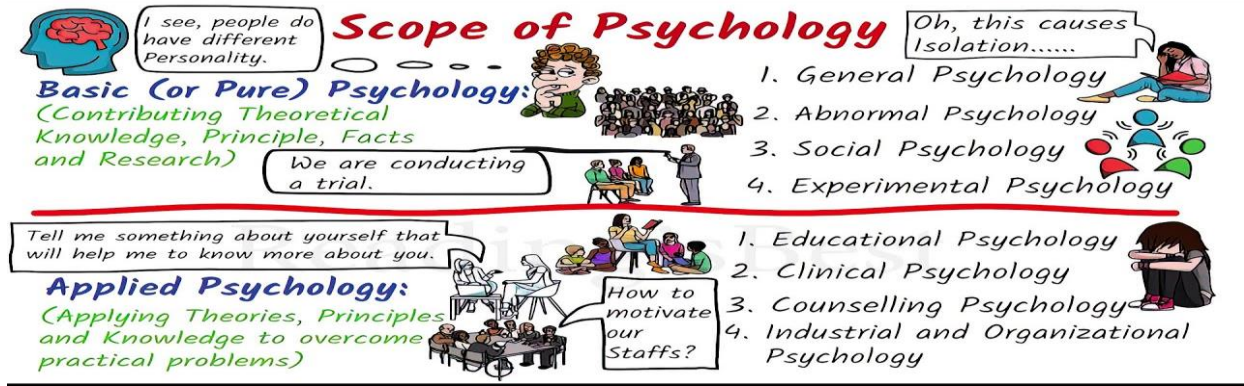
6- قانونی نفسیات (Legal Psychology)

- 1- تعلیمی نفسیات: تعلیمی نفسیات اس بات کو سمجھنے پر مرکوز ہے کہ فرد تعلیمی ماحول میں کیسے سیکھتا ہے اور اس کی نشوونما کیسے ہوتی ہے۔ نیز تعلیمی نفسیات کا علم تدریس و اکتساب، تدریسی طریقہ کار، تعین قدر اور طلبہ کی تحصیل کو بہتر بنانے کے لیے لاگو کیا جاتا ہے۔
- 2- سیاسی نفسیات: سیاسی نفسیات سیاسی طرز عمل، فیصلہ سازی اور رویوں کو متاثر کرنے والے نفسیاتی عوامل کی تحقیق و تفتیش کرتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ سیاسی مہمات، حکمرانی اور بین الاقوامی تعلقات جیسے امور میں اس علم کا اطلاق ہوتا ہے۔
- 3- صنعتی نفسیات: صنعتی نفسیات کا تعلق صنعت و حرفت سے جڑے ہوئے امور اور معاملات میں نفسیاتی اصولوں کے اطلاق سے ہے، جس کے بنیادی مقاصد میں عملے کے انتخاب، تربیت اور انتظامی صلاحیتوں میں ترقی کے ذریعے یہ یقینی بنانا شامل ہے کہ کمپنی کا انتظام و انصرام موثر ہو، ملازمین مطمئن ہوں اور پیداواری صلاحیت میں مزید سے مزید اضافہ ہو۔

- 4- فوجی نفسیات: فوجی نفسیات فوجی اہلکاروں کی نفسیاتی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ عسکری حالات میں تشخیص، علاج اور امدادی خدمات کے ساتھ ساتھ کارکردگی، لچک اور فلاح و بہبود کو بہتر بنانا اس قسم کی نفسیات کے مطالعے کا موضوع ہیں۔
- 5- طبی نفسیات: طبی نفسیات دماغی صحت کی خرابیوں کی تشخیص، تعین اور علاج پر توجہ مرکوز کرتی ہے، ساتھ ہی ساتھ تھیراپی (Therapy)، مشاورت اور انفرادی ضروریات کے مطابق مداخلت (Intervention) کے ذریعے نفسیاتی بہبود کو فروغ دیتی ہے۔

6- قانونی نفسیات: قانونی نفسیات میں نفسیاتی اصولوں کا اطلاق قانونی اور فوجداری انصاف کے ضمن میں ہوتا ہے۔ مزید برآں قانونی نفسیات کے دائرہ کار میں یہ بھی شامل ہے کہ گواہ کی شہادت قابل قبول ہے یا نہیں اس کا اندازہ لگانا، قابلیت کا اندازہ لگانا، کیس کے متعلقہ شعبے میں ماہرین کی گواہی فراہم کرنا، اور قانونی فیصلہ سازی اور پالیسی سے آگاہ کرنا۔

<https://www.youtube.com/watch?v=MLcXU2Wcgy4>



1.8 خلاصہ (Summary)

علم نفسیات ایک سائنس ہے جس میں انسانی رویے، شعور، احساسات اور جذبات کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نفسیات کی تعریف شروع میں "روح کی سائنس" کے طور پر کی گئی، پھر "دماغ کی سائنس" اور اس کے بعد "شعور کی سائنس" کے طور پر۔ لیکن اخیر میں اسے "رویے کی سائنس" کے طور پر تسلیم کیا گیا، جس میں ماہرین نفسیات انسان کے طرزِ عمل اور ذہنی عمل کو سائنسی طریقہ کار کی مدد سے مطالعہ کرتے ہیں۔ یہ علم اس سلسلے میں مختلف نظریات اور ماڈلز کی تشکیل میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اس کا مقصد انسانی رویے کی وضاحت اور پیشگوئی میں مدد کرنا ہے۔ نفسیات کا مطالعہ ہر ایک پیشہ ورانہ کام کے لئے لازمی ہے۔ اس کی مدد سے افراد اپنے اور دوسروں کے برتاؤ کو بہتر سمجھ سکتے ہیں، اور انسانی تعلقات کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اساتذہ کے لئے بھی یہ بہت اہم ہے، کیونکہ وہ اس کی مدد سے آنے والی نسل کو مؤثر طور پر علم، تہذیب اور مہارتوں سے آراستہ کر سکتے ہیں۔

1.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبا سمجھ گئے کہ:
- علم نفسیات ایک سائنس ہے جس میں انسانی برتاؤ اور ذہنی عمل کے پہلوؤں جیسے: وقوفیت، یادداشت، بھولنا (نسیان)، شخصیت، ذہانت، تحریک Motivation اور جذبات وغیرہ کا مطالعہ شامل ہے۔
- علم نفسیات میں مطالعہ بالکل ایک سائنسی طریقے سے کیا جاتا ہے جس میں مشاہدات، تجزیات اور تجربات کی بنیاد پر تحقیقی اصولوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے انسانی طرزِ عمل کو سمجھا جاتا ہے۔

- نفسیات کی تعریف ابتدائی طور پر روح کے علم سے کی گئی۔ افلاطون، ارسطو اور رینے ڈیکارٹس جیسے یونانی فلسفیوں نے اس علم کو روح کی سائنس قرار دیا۔
- 20 ویں صدی کے آغاز میں، جے بی واٹسن نے نفسیات کی تعریف "طرز عمل کی سائنس" کے طور پر کی۔
- نفسیات کو اس کی نوعیت اور دائرہ کار کے اعتبار سے خالص نفسیات اور اطلاقی نفسیات کے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔
- خالص نفسیات، جسے اکثر نظریاتی یا علمی نفسیات کہا جاتا ہے۔ عملی مسائل پر براہ راست اطلاق کیے بغیر انسانی طرز عمل اور ذہنی عمل کی بنیادی تفہیم پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔
- اطلاقی نفسیات سے مراد عملی مسائل کو حل کرنے اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں نتائج کو بہتر بنانے کے لیے نفسیاتی اصولوں، نظریات اور طریقوں کا استعمال کرنا ہے۔

1.10 فرہنگ (Glossary)

نفسیات: انسانی برتاؤ اور ذہنی عمل کے پہلوؤں جیسے وقوفیت، یادداشت، بھولنا (نسیان)، شخصیت، ذہانت تحریک اور جذبات وغیرہ کے سائنسی مطالعہ کو نفسیات کہتے ہیں۔

نظری نفسیات: نفسیات کی وہ قسم جس میں عملی مسائل پر براہ راست اطلاق کیے بغیر انسانی طرز عمل اور ذہنی عمل کی بنیادی تفہیم پر توجہ مرکوز ہوتی ہے اور جس میں نفسیات کے اصول اور نظریات تشکیل دی جاتی ہے۔

عمومی نفسیات: نفسیات کی وہ قسم جس میں صحیح سالم عام انسانوں کے برتاؤ کے مطالعہ سے متعلق نفسیات کے بنیادی اصول و ضوابط اور نظریات سے بحث ہوتی ہے۔

ارتقائی نفسیات: نفسیات کی اس قسم کا تعلق انسان کی نشوونما اور بالیدگی سے ہے اس میں انسان کی شیر خوارگی سے لے کر بڑھاپے تک ہونے والے نشوونما کے مطالعہ سے ہے۔

اطلاقی نفسیات: اطلاقی نفسیات سے مراد عملی مسائل کو حل کرنے اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں نتائج کو بہتر بنانے کے لیے نفسیاتی اصولوں، نظریات اور طریقوں کا استعمال کرنا ہے۔

1.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1- "نفسیات نے پہلے اپنی روح کھوئی، پھر اپنا ذہن، پھر شعور اور اب کچھ کردار بچے ہیں" یہ قول کس کا ہے؟

Carl Jung (c)

Woodworth (b)

Freud (a)

2- "نفسیات انسانی طرزِ عمل اور انسانی تعلقات کا مطالعہ ہے" یہ قول کس کا ہے؟

Skinner (c) William James (b) Crow and Crow (a)

3- اکتساب، یادداشت، توجہ، تصور، زبان، تصوراتی ترقی اور فیصلہ سازی کے ذہنی عمل کے مطالعہ سے وابستہ ہے۔

(a) سماجی نفسیات (b) ترقیاتی نفسیات (c) وقوفی نفسیات

(Cognitive Psychology) (Developmental) (Social Psychology)

(Psychology)

4- ایک سائنس کے طور پر نفسیات کا مقصد کیا ہے؟

(a) انسانی طرزِ عمل کو سمجھنا اور پیش گوئی کرنا۔ (b) روح کے اسرار کو سمجھنا۔
(c) صرف قابلِ مشاہدہ طرزِ عمل کا مطالعہ کرنا۔ (d) مذہبی اور روحانی مظاہر کو دریافت کرنا۔

5- رابرٹ ووڈور تھ کے مطابق، کون سی ترتیب نفسیات کے تاریخی ارتقا کو بیان کرتی ہے؟

(a) روح، شعور، دماغ، طرزِ عمل (b) روح، دماغ، شعور، طرزِ عمل
(c) شعور، دماغ، روح، طرزِ عمل (d) دماغ، روح، شعور، طرزِ عمل

6- درج ذیل فلسفیوں میں سے کون نفسیات کو "دماغ کی سائنس" کے طور پر ماننے سے وابستہ ہے؟

(a) ارسطو (b) افلاطون
(c) رینی ڈیکارٹس (d) پوپونازی

7- نفسیات کا بنیادی مرکز کیا ہے؟

(a) صرف قابلِ مشاہدہ طرزِ عمل کا مطالعہ (b) صرف اندرونی ذہنی عمل کا مطالعہ
(c) قابلِ مشاہدہ طرزِ عمل اور اندرونی ذہنی عمل دونوں کا مطالعہ (d) جسمانی صحت اور تندرستی کا مطالعہ۔

8- مندرجہ ذیل میں سے کون سی خالص نفسیات کی خصوصیت نہیں ہے؟

(a) یہ انسانی طرزِ عمل اور ذہنی عمل کو سمجھنے پر مرکوز ہے۔
(b) یہ انسانی طرزِ عمل کا مطالعہ کرنے کے لیے سائنسی طریقوں کا اطلاق کرتا ہے۔
(c) یہ نفسیاتی اصولوں کے عملی اطلاق سے متعلق ہے۔
(d) اس میں انسانی رویے کی وضاحت کے لیے نظریات اور ماڈلز کی ترقی شامل ہے۔

9- اطلاقی نفسیات کا بنیادی فوکس کیا ہے؟

(a) نظریات اور ماڈل تیار کرنا (b) تحقیقی تجربات کا انعقاد
(c) حقیقی دنیا کے مسائل اور مسائل کو حل کرنا (d) شعور کی بنیادی نوعیت کو دریافت کرنا

10۔ نفسیات انسانی سمجھ اور ترقی میں کس طرح تعاون کرتی ہے؟

- (a) مکمل طور پر فلسفیانہ مباحث پر توجہ مرکوز کر کے (b) انسانی طرزِ عمل اور ادراک کے بارے میں بصیرت فراہم کر کے
(c) مذہبی عقائد پر سختی سے عمل کرتے ہوئے (d) توہمات اور غیر معقول عقائد کو فروغ دے کر

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Questions)

- 1۔ نفسیات کے تصور کی وضاحت کیجیے؟
- 2۔ نفسیات کی نوعیت کی وضاحت کریں؟
- 3۔ اطلاقی نفسیات کے دائرہ کار کی وضاحت کریں؟
- 4۔ تعلیمی نفسیات کا بنیادی مرکز کیا ہے؟
- 5۔ نفسیات انسانی طرزِ عمل اور ذہنی عمل کو سمجھنے میں کس طرح تعاون کرتی ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Essay Question)

- 1۔ ماہرین کی تعریف کی روشنی میں نفسیات کے مفہوم اور اس کی نوعیت کی وضاحت کریں؟
- 2۔ ایک سائنس کے طور پر نفسیات کے ارتقاء کے تاریخی پس منظر پر مفصل بحث کریں؟
- 3۔ اطلاقی نفسیات کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام کی تفصیل بیان کریں؟
- 4۔ نظری نفسیات اور اس کی شاخوں پر بحث کیجیے۔

Q.No	Answer Key	Q.No	Answer Key
1	B	6	A
2	A	7	C
3	C	8	C
4	A	9	C
5	B	10	B

1.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1. Allport, G. W. (1961). Pattern and Growth in Personality. New York: Holt, Rinehart & Wintson.
2. Baron, R. A. (2005). Psychology. New Delhi: Prentice-Hall.
3. Feldman, R. S. (2002). Understanding Psychology. New Delhi: Tat McGraw-Hill.

4. Sdorow, L. M. (1998). Psychology. USA: McGraw Hill.
5. Wantson, R. I. (1971). The Great Psychologists (3rd Edn). New York: J.B Lippincolt.
6. Zimbardo, P. G., Weber, A. L. & Harpet. (1994). Psychology. USA: Collins College Publishers.
7. Mangal,S.K (2012). Advanced Educational Psychology. New Delhi:PHI Publishers
8. Dandapani, S. (2007). Advanced Educational Psychology. New Delhi: Anmol Publications.
9. Smith, D. E. & Nolen, S. H. & Fredrickson, B. & Loftes, G. R. (2006). Atkinson & Hilgards Introduction to Psychology. Banglore: Thomson Wordsworth.
10. Arjun NK (2017) Psychological Bases of Education. Palakkad: Yuga Publications.

اکائی 2۔ تعلیمی نفسیات کے معنی، نوعیت، مقاصد اور وسعت

(Meaning, Nature, Aims and Scope of Educational Psychology)*

اکائی کے اجزاء

2.0	تمہید (Introduction)
2.1	اكتسابی مقاصد (Learning Objectives)
2.2	تعلیمی نفسیات کا مفہوم (Meaning of Educational Psychology)
2.3	تعلیمی نفسیات کی تعریف (Definition of Educational Psychology)
2.4	تعلیمی نفسیات کی نوعیت (Nature of Educational Psychology)
2.5	تعلیمی نفسیات کی وسعت (Scope of Educational Psychology)
2.5.1	متعلم (The Learner)
2.5.2	معلم (The Teacher)
2.5.3	مواد (The Content)
2.5.4	تدریسی و آموزشی عمل (Teaching Learning Process)
2.5.5	تدریسی اکتسابی ماحول (Teaching Learning Environment)
2.6	تعلیمی نفسیات کے مقاصد (Aims of Educational Psychology)
2.6.1	تعلیمی نفسیات کے مقاصد: کیلی "Kelley" کے مطابق
2.6.2	اسکینر (Skinner) کے مطابق تعلیمی نفسیات کے مقاصد
2.7	خلاصہ (Summary)
2.8	اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)
2.9	فرہنگ (Glossary)
2.10	نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)
2.11	تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

* Prof. Rafeedali. E, Regional Director, MANUU Regional Centre, Kolkata

2.0 تمہید (Introduction)

تعلیمی نفسیات؛ اطلاقی نفسیات کی ایک شاخ ہے جو اس بات کو سمجھنے پر مرکوز ہے کہ فرد تعلیمی ماحول کے اندر کیسے سیکھتا ہے اور نشوونما کے مراحل طے کرتا ہے؟ یہ اکتساب، ادراک، تحریک اور سماجی تعامل میں شامل نفسیاتی عمل کا جائزہ لیتا ہے۔ جس کا مقصد تدریس کی تاثیر کو بڑھانا، طلبہ کے اکتسابی نتائج کو بہتر بنانا اور تعلیمی حصولیابی کو فروغ دینا ہے۔ تعلیمی نفسیات کے ماہرین ان عوامل کا مطالعہ کرتے ہیں جو تدریس و اکتساب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جیسے: علمی ترقی، انفرادی تفاوت، سماجی و ثقافتی پس منظر اور تعلیمی ماحول۔ وہ نفسیاتی نظریات اور تحقیقی محاصل کو تعلیم کے شعبہ میں عملی مسائل کو حل کرنے کے لیے لاگو کرتے ہیں، جن میں نصاب کی تشکیل، تدریسی طریقے، تعین قدر کے طریقے، کمرہ جماعت کا انتظام اور طالب علم کی سرگرمیاں شامل ہیں۔ نفسیات اور تعلیم کے اصولوں کو یکجا کر کے تعلیمی نفسیاتی تدریس اور اکتساب کے لیے ثبوت و شواہد پر مبنی حکمت عملیوں کو بناتی ہے، تعلیمی پالیسیوں اور طریقوں سے آگاہ کرتی ہے اور تعلیمی نظریہ و عمل کو آگے بڑھانے میں تعاون کرتی ہے۔ تعلیمی ماہر نفسیات مختلف تناظر میں کام کرتے ہیں۔ ساتھ ہی اسکول، کالج، یونیورسٹیاں، تعلیمی ادارے، سرکاری ایجنسیاں اور تحقیقی تنظیمیں، اساتذہ، منتظمین، پالیسی ساز، والدین اور طلبہ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے مؤثر تدریسی و اکتسابی تجربات کو فروغ دینے کے لیے بھرپور کام کرتی ہے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

- اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:
- تعلیمی نفسیات کے معنی اور مفہوم کو بیان کر سکیں۔
- تعلیمی نفسیات کی تعریف بیان کر سکیں۔
- تعلیمی نفسیات کی نوعیت اور وسعت کی تشریح کر سکیں۔
- تعلیمی نفسیات کے مختلف مقاصد کو متعارف کرا سکیں۔
- تعلیمی نفسیات کے مختلف مقاصد کو آئندہ کی پیشہ ورانہ زندگی میں عمل میں لاسکیں۔

2.2 تعلیمی نفسیات کا مفہوم (Meaning of Educational Psychology)

تعلیمی نفسیات اطلاقی نفسیات کے شاخوں میں سے ایک ہے جو تعلیمی میدان میں آنے والے مسائل سے تعلق رکھتی ہے۔ عام طور پر تعلیم کے مسائل کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے میں ماہرین نفسیات کے ذریعے اصولوں و ضابطوں کے استعمال کے علم کو ہی تعلیمی نفسیات کہتے ہیں۔

یہ بات عیاں ہے کہ تعلیم کا مقصد انسانوں کے اندر میں مثبت تبدیلی لانا ہے اور نفسیات ایک حقیقی سائنس ہے جس میں انسان کے طرز عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے دونوں کا تعلق انسانوں و حیوانوں کے طرز عمل اور ان دونوں میں باہمی ہم آہنگی سے ہے۔ تعلیم سے

انسان کے طرز عمل میں تبدیلی لائی جاتی ہے کہ وہ سماج کا ایک اچھا فرد بن سکے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسانوں کے طرز عمل کو سمجھنا ایک پیچیدہ Complex کام ہے۔ اس پیچیدگی کو سمجھنے اور دور کرنے کے لئے نفسیات کی مدد لینی ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے نفسیات کی ایک نئی شاخ کا فروغ ہوا، جسے تعلیمی نفسیات Educational Psychology کہتے ہیں۔ اس نفسیاتی شاخ کا بانی Edward Lee Thorndike کو سمجھا جاتا ہے۔

2.3 تعلیمی نفسیات کی تعریف (Definition of Educational Psychology)

ماہرین نفسیات کی طرف سے تعلیمی نفسیات کے کی اہم تعریفیں درج ذیل ہیں:

1- "تعلیمی نفسیات تعلیم کے میدان میں نفسیات کی دریافت اور نظریات کا اطلاق ہے۔" کولیسنک

"Educational Psychology is the application of the findings and the theories of psychology in the field of education." W. B. Kolesnik

2- "تعلیمی نفسیات، نفسیات کی ایک شاخ ہے جو تدریس و اکتساب کے عمل سے بحث کرتی ہے۔" بی ایف اسکینر

"Educational Psychology is that branch of psychology which deals with teaching and learning."

B. F. Skinner (1958)

3- "تعلیمی نفسیات تعلیم کی سائنس ہے۔" ایف اے پیل

"Educational Psychology is the science of education." F. A. Peel (1956)

4- "تعلیمی نفسیات ایک فرد کے پیدائش سے بڑھاپے تک کے حاصل کردہ اکتسابی تجربات کی تفسیر و توضیح کرتی ہے۔" کرو اور کرو

"Educational Psychology describes and explains the learning experience of an individual from birth through old age." Crow & Crow (1973)

2.4 تعلیمی نفسیات کی نوعیت (Nature of Educational Psychology)

تعلیمی نفسیات کی نوعیت سائنسی ہے۔ وہ اپنی تحقیقات کے لئے سائنسی طریقوں و تکنیکوں کا استعمال کرتی ہے۔ یہ بات تو سبھی سمجھتے ہیں کہ جیسے سائنس میں مسئلہ کا انتخاب ہوتا ہے اسی طرح تعلیمی نفسیات میں بھی مسئلہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ نیز سائنس کی طرح یہاں بھی مفروضہ (Hypothesis) اور مقاصد تیار کئے جاتے ہیں۔

تعلیمی نفسیات کی نوعیت کو مندرجہ ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

1- تعلیمی نفسیات ایک اطلاقی نفسیات Applied Psychology ہے۔

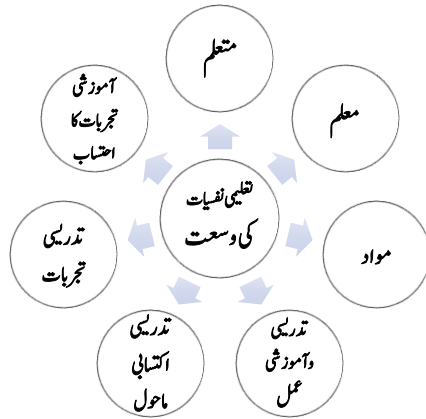
2- تعلیمی نفسیات کے استعمال سے انسان کے طرز عمل کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔

- 3- تعلیمی نفسیات میں صرف انسانوں کے ہی طرز عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے کیونکہ حصول تعلیم کی صلاحیت انسان ہی کے اندر موجود ہے۔
- 4- تعلیمی نفسیات اکتسابی ماحول اور عمل (Learning environment and process) کو سازگار بناتا ہے۔
- 5- تعلیمی نفسیات میں تعلیم اور نفسیات دونوں شامل ہیں۔
- 6- تعلیمی نفسیات بچے کی نشوونما سے متعلق سارے عوامل، تکنیک اور قوانین کو محیط ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)
1: تعلیمی نفسیات کا مفہوم بیان کریں؟
2: تعلیمی نفسیات کی نوعیت بیان کریں؟

2.5 تعلیمی نفسیات کی وسعت (Scope of Educational Psychology)

تعلیمی نفسیات تعلیمی سائنس ہے جو خصوصی طور پر درس و تدریس میں درپیش مسائل سے بحث کرتا ہے اور اساتذہ کو متعلم کے طرز عمل میں نکھار لانے اور اس کی شخصیت کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ تعلیمی نفسیات کے میدان اور مواد مضمون کو درج ذیل نکات (Diagram) کے ذریعے بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے:



2.5.1 متعلم (The Learner)

طالب علم کو تعلیم فراہم کرنے سے قبل اس کی انفرادیت و شخصیت سے واقفیت ضروری ہے۔ کیوں کہ اس کے ذریعے طرز عمل کی اصلاح کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ لہذا وہ مواد اور مضامین جو طالب علم کی انفرادیت و شخصیت کو جاننے میں معاون ہیں انہیں تعلیمی نفسیات میں شامل کیا گیا ہے۔ ایک فرد کی اپنی زندگی کے مختلف ادوار کے دوران واقع ہونے والی نمو اور نشوونما کے خاکے، اعمال، اندرونی صلاحیتیں، سیکھی ہوئی صلاحیتیں، انفرادی تفاوت، دلچسپیاں، رویے، ذہانت اور اختراعت وغیرہ شخصیت کو جاننے کے لئے انتہائی اہم ہیں، جو ہم تعلیمی

نفسیات میں سیکھتے ہیں۔

2.5.2 معلم (The Teacher)

تدریس و آموزش کے عمل کو کامیاب بنانے میں استاد ایک کلیدی رول ادا کرتا ہے۔ ایک کامیاب تدریس کا دار و مدار استاد کی صلاحیت و استعداد پہ منحصر ہوتا ہے۔ اس لئے ایک معلم طالب علم کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے طرز عمل میں مثبت تبدیلی ہو، ہمہ جہت ترقی فراہم کرانے کے قابل ہو اور ساتھ ہی یہ بھی اہم ہے کہ وہ اپنی شخصیت، کردار، مرتبہ و اپنے تئیں تمام تر توقعات سے خوب خوب واقف ہو۔ اسی لیے تعلیمی نفسیات میں ایسے ہی مضامین شامل کیے جاتے ہیں۔ جیسے: ایک اچھے استاد کے شخصی خصائل اور کردار، ان کے فرائض و ذمہ داریاں، تنازع، پریشانی و کشیدگی سے واقفیت اور اس کا حل وغیرہ جس پر مکمل طور پر وہ بحث کرتا ہے۔

2.5.3 مواد (The Content)

تعلیمی نفسیات طالب علم کی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی نشو و نما کے ہر ایک مرحلہ کے لئے مناسب اکتسابی تجربات (Learning experiences) فراہم کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ کس درجہ کے نصاب میں کون سے مواد و مضمون شامل کرنا چاہئے، نصاب کی تدوین کے دوران افراد کی انفرادیت کا کیسے خیال رکھنا چاہئے؟ یہ طلبہ کی عمر کے لحاظ سے اکتسابی تجربات کو منظم کرنے، منتخب کرنے اور منصوبہ بندی کرنے میں بھی اساتذہ کی رہنمائی کرتا ہے۔

2.5.4 تدریسی و آموزشی عمل (Teaching Learning Process)

تدریس و آموزش کے عمل کو موثر بنانے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ طلبہ کو منصوبہ بند اکتسابی تجربات کیسے فراہم کیے جا رہے ہیں؟ طلبہ اور اساتذہ کے باہمی تعامل کو کیسے موثر بنایا جا رہا ہے اور اس کے لئے کون سے طریقے کار کو استعمال میں لایا جا رہا ہے؟ جس کے لئے تعلیمی نفسیات اہم کارنامہ انجام دیتا ہے وہ اکتساب کی نوعیت، اصول و ضوابط، نظریئے، یادداشت اور نسیان (بھول جانا)، اکتساب و یاد کرنے کے موثر طریقے، اکتساب کی منتقلی (Transfer of learning)، اور تصور کی تشکیل وغیرہ سے واقف کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے تدریسی و اکتسابی عمل موثر بن جاتا ہے اور اس کے لئے موزوں طریقہ کار کو اختیار کرنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

2.5.5 تدریسی اکتسابی ماحول (Teaching Learning Environment)

طلبہ کو اکتسابی تجربات ہمہ وقت اور ہر جگہ فراہم کرنا موثر ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ تدریسی و اکتسابی پروگرام کی تاثیر کافی حد تک مناسب تدریسی اکتسابی ماحول پر منحصر ہوتی ہے کہ تعلیم کس وقت، کہاں کیسے اور کس ماحول میں دی جا رہی ہے۔ تعلیمی نفسیات، تدریسی و اکتسابی مقاصد کے موثر حصول کے لئے مناسب ماحول کو جاننے اور سمجھنے میں طلبہ اور اساتذہ کی مدد کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ تدریسی و اکتسابی ماحول کو مطلوبہ نتائج کے لئے کیسے ہموار کرنا ہے؟ اس کے لئے مندرجہ ذیل مواد فراہم کرتا ہے:

- 1- کمرہ جماعت کا ماحول۔
- 2- ادارتی اور تنظیمی ماحول۔
- 3- انفرادی، ذاتی اور نگرانی کے تحت گروہی مطالعہ۔
- 4- توجہ کو متاثر کرنے والے عوامل۔
- 5- جزا و سزا کا کردار۔

2.6 تعلیمی نفسیات کے مقاصد (Aims of Educational Psychology)

درس و تدریس کے عمل میں معلم کے لیے تعلیمی نفسیات ایک بہترین ہتھیار کے طور پر کام کرتا ہے۔ طلبہ کی مختلف صلاحیتوں کو سمجھنے میں تعلیمی نفسیات بہت ہی معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس کی مدد سے درس کا ماحول خوشگوار اور دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔ نفسیاتی علم کا اطلاق تعلیم کے میدان میں نہایت ہی اہم ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

1- کمرہ جماعت کی نوعیت کو سمجھنا: اس کا علم استاد کو کمرہ جماعت کے مسائل سے آگاہ کرتا ہے۔ اس سے کمرہ جماعت کی تعلیم کے لیے مربوط نظریہ وضع کرنے میں مدد ملتی ہے۔

2- انفرادی اختلاف کو سمجھنا: اس کی بدولت معلم طلبہ کے انفرادی اختلاف کو سمجھتا ہے۔ کوئی بھی دو بچے خواہ وہ جڑواں ہی کیوں نہ ہوں ہر ایک شئی میں یکساں نہیں ہوتے اور ان کی رعایت کرتے ہوئے تدریس کو موثر بنانے کے لیے مختلف طریقہ کار کو معلم استعمال میں لاتا ہے۔

3- موثر تدریسی طریقوں کو سمجھنے میں مدد: تعلیمی نفسیات کا علم اساتذہ کو واقف کرتا ہے کہ کون سا طریقہ تدریس عمل میں لانے پر طلبہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور ان کے اندازِ آموزش کے اعتبار سے کون سا طریقہ زیادہ موزوں ہے جس میں ہر طالب علم کا خیال رکھا گیا ہے اور زیادہ سے زیادہ حواس کو استعمال میں لایا گیا ہے۔

4- اکتسابی عمل کی سمجھ میں معاون: متعلم کو جاننے اور کسی طرح کے تجربات فراہم کرنے کے بعد سب سے بڑا مسئلہ یہ سامنے آتا ہے کہ یہ اکتسابی تجربات کیسے حاصل کئے جائیں؟ اس لئے یہ اکتساب کی نوعیت اور اکتساب کیسے بہتر ہو اس سے تعلق ہے۔ تعلیمی نفسیات، طلبہ کی ذہنی سطح سے ہی متعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکتسابی حالات کی اس طرح سے ترتیب ہوں کہ طلبہ کی آموزش بہتر ہو سکے۔ اس لئے اس میں اکتسابی نظریات، اصول اور قوانین کے مطالعہ کے ساتھ حافظہ اور بھولنا پر بھی زور دیا جاتا ہے۔

انہیں مختصر اَمند رَجہ ذیل نکات میں بیان کیا جا رہا ہے:

- طلبہ کو سمجھنا۔
- طلبہ و طالبات کی ذہانت، رویوں، رجحانات، دلچسپیوں، ضرورتوں اور صلاحیتوں کو سمجھنا۔
- انفرادی اختلاف کو سمجھ کر اس کا خیال رکھنا۔
- طلبہ کے ترقیاتی مراحل، طفولیت، عنفوانِ شباب، بلوغیت کی سمجھ حاصل کرنا۔

- تدریسی و اکتسابی عمل سے آشنا ہونا۔
- موثر طریقہ تدریس کا علم حاصل کرنا۔
- طلبہ کے مسائل سے آگاہ ہونا۔
- کمرہ جماعت میں تعمیری اور تخلیقی نظم قائم کرنے پر قادر ہونا۔
- طلبہ کی رہنمائی کرنا۔
- مسائل حل کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- طلبہ کے رویے کی تشکیل میں جزا اور سزا کے کردار کو سمجھنا۔
- خصوصی طلبہ کے ضروریات کی شناخت کرنا۔
- خود اساتذہ میں اچھی شخصیت کا فروغ جو طلبہ کے رویے میں تبدیلی کا باعث بنے۔

2.6.1 تعلیمی نفسیات کے مقاصد کیلی ”Kelley“ کے مطابق:

کیلی ”Kelley“ کے مطابق تعلیمی نفسیات کے مقاصد درج ذیل ہیں:

- الف۔ بچوں کے مزاج سے آشنا کرنا۔
- ب۔ بچوں کو نشوونما اور فروغ سے آگاہ کرنا۔
- ج۔ بچوں کو اپنے ماحول سے ربط و ضبط قائم کرنے میں مدد کرنا۔
- د۔ تعلیم کے مقاصد اور منصوبوں سے واقف کرانا۔
- ہ۔ کردار سازی۔
- و۔ تعلیمی نفسیات کے اصولوں کا پتہ لگانے کے لیے استعمال کیے جانے والے طریقوں کا علم فراہم کرنا۔

2.6.2 اسکینر (Skinner) کے مطابق تعلیمی نفسیات کے مقاصد:

اسکینر Skinner کے مطابق تعلیمی نفسیات کے مقاصد کو دو حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے:

- الف: عمومی
 - ب: خصوصی
- عمومی مقاصد: بچوں کے پسندیدہ طرز عمل کے مطابق تعلیم کے معیار اور مقاصد کو متعین کرنے میں مدد دینا۔
- خصوصی مقاصد: اصولوں کی تلاش اور بچوں کی شخصیت کو فروغ دینا۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. متعلم کے حوالے سے تعلیمی نفسیات کن کن پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے؟
2. معلم کے کردار کو مؤثر بنانے کے لیے تعلیمی نفسیات کن نکات پر زور دیتی ہے؟
3. اسکینر (Skinner) نے تعلیمی نفسیات کے مقاصد کو کس طرح تقسیم کیا ہے؟

2.7 خلاصہ (Summary)

تعلیمی نفسیات، تعلیمی میدان میں پیش آنے والے مسائل کو سمجھنے اور ان کا حل کرنے کے لیے نفسیاتی اصولوں اور نظریات کا اطلاق ہے۔ اس کی مدد سے فرد کی تعلیمی رہنمائی، ان کے باہمی تعلقات کی سمجھ اور تعلیمی عمل کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ و تشریح کی جاتی ہے۔ تعلیمی نفسیات کے ماہرین ان کا سائنٹفک مطالعہ کرتے ہیں اور اس کی روشنی میں تعلیمی منصوبے، انفرادی تفاوت، سماجی ماحول اور تعلیمی عمل کی تنظیم و تدبیر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تعلیمی نفسیات، نظریہ اور عمل کو آپس میں ملا کر تعلیمی عمل کو فروغ دیتی ہے اور مختلف تعلیمی اسکولوں، اساتذہ اور والدین کو تعلیمی تجربات میں بہتری لانے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

تعلیمی نفسیات کا دائرہ کافی وسیع ہے اور یہ تعلیمی سائنس کا اہم حصہ ہے۔ اس کا موضوع تعلیم کے عمل میں مختلف پہلوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں طالب علم کی شخصیت کی ترقی، استاد کی صلاحیت و شخصیت، تعلیمی مواد کا انتخاب، موثر تدریسی اور اکتسابی عمل کا فروغ اور موزوں تدریسی ماحول کی فراہمی شامل ہے۔ تعلیمی نفسیات کے مقاصد میں طلبہ کی شخصیت و انفرادیت کو سمجھنا، مناسب تدابیر اختیار کرنا، موثر تدریسی طریقوں کو استعمال کرنا، اکتسابی عمل کی سمجھ میں مدد فراہم کرنا اور تدریسی ماحول کی موزوں ترتیب اور فراہمی شامل ہیں۔

2.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبہ سمجھ گئے ہیں کہ:

- تعلیمی نفسیات اطلاقی نفسیات کی ایک شاخ ہے جو تعلیمی ماحول اور تناظر میں انسانی طرز عمل کو سمجھنے پر مرکوز ہے۔
- ایڈورڈ لی تھارن ڈانک کو تعلیمی نفسیات کا بانی سمجھا جاتا ہے۔
- تعلیمی نفسیات اکتسابی ماحول اور عمل (Learning environment and process) کو سازگار بناتا ہے۔
- تعلیمی نفسیات متعلم کی انفرادیت اور شخصیت کی شناخت کو مد نظر رکھتی ہے۔
- تعلیمی نفسیات معلم کی صلاحیت اور استعداد کو مد نظر رکھتی ہے۔
- تعلیمی نفسیات مواد کے انتخاب اور اس کی ترتیب کو دھیان میں رکھتی ہے۔
- انفرادی اختلاف اور طلبہ کی عمر کے مطابق منتخب کردہ مواد شامل ہوتے ہیں۔

- تعلیمی نفسیات کے مطالعہ میں کمرہ جماعت، ادارتی و تنظیمی ماحول، انفرادی اور گروہی مطالعہ، توجہ کو متاثر کرنے والے عوامل اور جزا و سزا کے کردار شامل ہوتے ہیں۔
- تعلیمی نفسیات مدد فراہم کرتی ہے کہ معلم کمرہ جماعت کے مسائل کو سمجھے اور مناسب تدریسی نظام وضع کرے۔
- اس سے معلم طلبہ کی انفرادیت کو سمجھتا ہے اور مختلف طلبہ کے لئے مختلف تدریسی طریقوں کو اپناتا ہے۔
- تعلیمی نفسیات معلم کو بتاتی ہے کہ کون سا طریقہ تدریس طلبہ کے لیے زیادہ موزوں ہے اور ان کی ذہانت، رجحانات اور صلاحیتوں کے مطابق کون سا طریقہ بہتر ہو سکتا ہے۔

2.9 فرہنگ (Glossary)

تعلیمی نفسیات: تعلیمی نفسیات، نفسیات کی وہ شاخ ہے جس میں تعلیم کے میدان میں نفسیات کے اصول و نظریات کا اطلاق کر کے خصوصی طور پر درس و تدریس میں درپیش مسائل کا سائنسی مطالعہ ہوتا ہے۔

نشو و نما کے مراحل: جسمانی، علمی، سماجی اور جذباتی نشو و نما و پختگی کے الگ الگ ادوار یا مراحل جن سے افراد اپنی عمر کے دوران گزرتے ہیں۔

انفرادی تفاوت: انفرادی اختلاف سے مراد وہ انوکھے تغیرات اور خصوصیات ہیں جو کسی گروہ یا آبادی کے اندر ایک فرد کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔

اکتساب کی منتقلی: ایک سیاق و سباق میں سیکھے گئے علم یا ہنر کو دوسرے سیاق و سباق میں لاگو کرنے کی صلاحیت۔

ذہانت: علم حاصل کرنے اور اس کا اطلاق کرنے، مسائل کو حل کرنے، نئے حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے اور تجربے سے سیکھنے کی صلاحیت۔

2.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- 1۔ تعلیمی نفسیات کا بنیادی مرکز کیا ہے؟
 - (a) جانوروں کے رویے کا مطالعہ کرنا
 - (b) معاشرتی مسائل کا تجزیہ کرنا
 - (c) تدریس اور اکتساب کے عمل کو سمجھنا
 - (d) ثقافتی تنوع کو تلاش کرنا
- 2۔ کون سا بیان تعلیمی نفسیات کی تعریف کو بہترین انداز میں بیان کرتا ہے؟
 - (a) یہ معاشرتی اصولوں اور ثقافتی طریقوں کا مطالعہ ہے۔
 - (b) یہ تعلیم کے میدان میں نفسیاتی تحقیق کے نتائج اور نظریات کا اطلاق ہے۔
 - (c) یہ انسانی شعور اور ادراک کی کھوج ہے۔
 - (d) یہ سیکھنے کے عمل میں سماجی اصولوں کو لاگو کرنے کا نام ہے۔

- 3- ایف اے پیل نے تعلیمی نفسیات کی تعریف کن الفاظ میں کی ہے؟
 (a) انسانی ترقی کا مطالعہ (b) تعلیم کی سائنس (c) انفرادی اختلافات کی (d) سیکھنے پر ثقافتی اثرات کا جانچ تجزیہ
- 4- "تعلیمی نفسیات ایک فرد کے پیدائش سے بڑھاپے تک کے حاصل کردہ اکتسابی تجربات کی تفسیر و توضیح کرتا ہے۔" یہ کس کا قول ہے؟
 (a) سگمنڈ فروئڈ (b) کرو اور کرو (c) اسکینر (d) جان ڈیوی
- 5- "تعلیمی نفسیات، نفسیات کی ایک شاخ ہے جو تدریس و اکتساب کے عمل سے بحث کرتی ہے۔" یہ تعریف کس نے کی ہے؟
 (a) ولیم جیمس (b) اسکینر (c) کرو اور کرو (d) ایف اے پیل
- 6- تعلیمی نفسیات کا بانی۔۔۔۔۔ کو کہا جاتا ہے؟
 (a) تھارن ڈانک (b) جے بی واٹسن (c) ارسطو (d) افلاطون
- 7- تعلیمی نفسیات کی نوعیت کیا ہے؟
 (a) فلسفیانہ (b) ادبی (c) سائنسی (d) تاریخی
- 8- تعلیمی نفسیات کا بنیادی مقصد متعلم کے بارے میں کیا سمجھنا ہے؟
 (a) ان کا ثقافتی پس منظر (b) ان کا انفرادی اختلاف اور شخصیت (c) ان کی جسمانی صحت (d) غیر ملکی زبانوں میں ان کی مہارت
- 9- تدریس سیکھنے کے عمل میں استاد کے کردار کو کیوں اہم سمجھا جاتا ہے؟
 (a) کیونکہ اساتذہ نصاب کی تشکیل کے ذمہ دار ہیں۔ (b) کیونکہ اساتذہ تعلیمی فلسفے کے ماہر ہوتے ہیں۔ (c) کیونکہ اساتذہ متعلم کے طرز عمل اور اس کی شخصیت کو (d) کیونکہ اساتذہ صرف اور صرف تعلیمی حصولیابی پر توجہ نکھارنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔
- 10- درس و تدریس کے ماحول کے بارے میں سب سے موزوں بیان کون ہے؟
 (a) اس کا تعلیمی پروگراموں کی تاثیر پر بہت کم اثر پڑتا (b) یہ موثر تدریس اور اکتساب کے تجربات کے لیے سازگار ہونا چاہیے۔ (c) یہ سیکھنے کے عمل سے غیر متعلق ہے۔ (d) تدریسی طریقوں سے زیادہ تادیبی اقدامات کو ترجیح دینی چاہیے۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Questions)

1- تعلیمی نفسیات کے تصور کی وضاحت کیجیے؟

- 2- وضاحت کریں کہ کس طرح تعلیمی نفسیات انسانی طرزِ عمل اور اکتسابی نتائج کو بہتر بنانے میں معاون ہے؟
- 3- تعلیمی نفسیات کی وسعت کو بیان کیجیے؟
- 4- تعلیمی نفسیات متعلم کے کن مخصوص پہلوؤں کو سمجھنا چاہتی ہے، اور وہ تدریس و اکتساب کے عمل میں کیوں اہم ہیں؟
- 5- تعلیمی نفسیات کے مطابق تدریس و اکتساب کے عمل میں معلم کے کردار پر بحث کریں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Questions)

- 1- تعلیمی نفسیات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یہ وضاحت کریں کہ ایک استاد کے لیے تعلیمی نفسیات کیوں اہم ہے؟
- 2- تعلیمی نفسیات کی وسعت اور اس میں شامل مختلف عناصر کی وضاحت کریں؟
- 3- تعلیمی نفسیات کے مقاصد کو تفصیل سے بیان کریں؟

Q.No	Answer Key	Q.No	Answer Key
1	C	6	A
2	B	7	C
3	B	8	B
4	B	9	C
5	B	10	B

2.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1. Allport, G. W. (1961). Pattern and Growth in Personality. New York: Holt, Rinehart & Wintson.
2. Baron, R. A. (2005). Psychology. New Delhi: Prentice-Hall.
3. Feldman, R. S. (2002). Understanding Psychology. New Delhi: Tata McGraw-Hill.
4. Sdorow, L. M. (1998). Psychology. USA: McGraw Hill.
5. Zimbardo, P. G., Weber, A. L. & Harpet. (1994). Psychology. USA: Collins College Publishers.
6. Mangal, S.K (2012). Advanced Educational Psychology. New Delhi: PHI Publishers
7. Dandapani, S. (2007). Advanced Educational Psychology. New Delhi: Anmol Publications.
8. Smith, D. E. & Nolen, S. H. & Fredrickson, B. & Loftes, G. R. (2006). Atkinson & Hilgards Introduction to Psychology. Bangalore: Thomson Wordsworth.

اکائی 3۔ تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار: محاکمہ نفس، مشاہداتی، تجرباتی اور مطالعاتی وجوہات

(Methods of Educational Psychology: Introspection, Observation, Experimental and Case Study)*

اکائی کے اجزاء

- 3.0 تمہید (Introduction)
- 3.1 مقاصد (Objectives)
- 3.2 تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار کی ضرورت اور اہمیت
- (Need and Importance of Methods of Educational Psychology)
- 3.3 محاکمہ نفس (Introspection)
 - 3.3.1 محاکمہ نفس کے مراحل (Stages of Introspection)
 - 3.3.2 محاکمہ نفس کی خوبیاں (Characteristics of Introspection)
 - 3.3.3 محاکمہ نفس کی حد بندیاں (Limitation of Introspection)
- 3.4 مشاہداتی طریقہ (Observation Method)
 - 3.4.1 مشاہدہ کے مراحل (Stages of Observation)
 - 3.4.2 مشاہداتی طریقہ کار کے اقسام (Types of Observation Method)
 - 3.4.3 مشاہداتی طریقہ کار کی خوبیاں (Characteristics of Observation Method)
 - 3.4.4 مشاہداتی طریقہ کار کی حد بندیاں (Limitations of Observation Method)
- 3.5 تجرباتی طریقہ کار (Experimental Method)
 - 3.5.1 تجرباتی طریقہ کار کے مرحلے (Stages of Experimental Method)
 - 3.5.2 تجرباتی طریقہ کار کی خوبیاں (Characteristics of Experimental Method)
 - 3.5.3 تجرباتی طریقہ کار کی حد بندیاں (Limitations of Experimental Method)
- 3.6 شخصی معاملہ کا طریقہ (Case Study Method)
 - 3.6.1 شخصی معاملہ کے مراحل (Stages of Case Study)

* Prof. Rafeedali. E, Regional Director, MANUU Regional Centre, Kolkata

3.6.2 شخصی معاملہ کی خوبیاں (Characteristics of Case Study)

3.6.3 شخصی معاملہ کی حد بندیاں (Limitations of Case Study)

3.7 خلاصہ (Summary)

3.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

3.9 فرہنگ (Glossary)

3.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

3.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

3.0 تمہید (Introduction)

تعلیمی نفسیات اس بات پر توجہ مرکوز کرتی ہے کہ لوگ کس طرح تعلیمی عمل اور ماحول میں سیکھتے اور ترقی کرتے ہیں، جس کا مقصد تدریسی حکمت عملیوں، نصاب کے ڈیزائن اور مجموعی تعلیمی نتائج کو بہتر بنانا ہے۔ اس غرض سے تعلیمی نفسیات میں مختلف طریقہ کار کا استعمال تدریس و اکتساب کے عمل کو سمجھنے اور اس کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان طریقوں میں سیکھنے والوں کی متنوع ضروریات کو پورا کرنے اور ان کے اکتسابی تجربات کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے نفسیاتی اصولوں اور تحقیقی نتائج کا اطلاق شامل ہے۔ موجودہ اکائی میں انہی طریقہ کار کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار کی ضرورت اور اہمیت بتا سکیں گے۔
- تعلیمی نفسیات کے مختلف طریقہ کار کی تعریف بیان کر سکیں گے۔
- تعلیمی نفسیات کے تناظر میں محکمہ نفس کی وضاحت کر سکیں گے۔
- تعلیمی نفسیات کے تناظر میں مشاہداتی طریقہ کار کی وضاحت کر سکیں گے۔
- تعلیمی نفسیات کے تناظر میں تجرباتی طریقہ کار کی وضاحت کر سکیں گے۔
- تعلیمی نفسیات کے تناظر میں شخصی معاملہ کی وضاحت کر سکیں گے۔

3.2 تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Methods of Educational Psychology)

تعلیمی نفسیات میں استعمال ہونے والے طریقہ کار کو سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ طریقہ کار اساتذہ کو طلبہ کے اکتساب اور ان کے طرز عمل کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لیے آلات فراہم کرتے ہیں۔ ان طریقوں کو بروئے کار لا کر اساتذہ موثر تدریسی حکمت عملیوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں، طلبہ کے درمیان انفرادی اختلافات دور کر سکتے ہیں اور تعلیمی کامیابی کے لیے سازگار تعلیمی ماحول پیدا کر سکتے ہیں۔ مزید برآں، یہ طریقے اساتذہ کو تجرباتی ثبوت و شواہد جمع کرنے، معطیات (Data) کا تجزیہ کرنے، تدریسی طریقوں میں بہتری لانے اور طلبہ کے مثبت نتائج کو فروغ دینے کے لیے مضبوط دلائل پر مبنی فیصلے لینے کے قابل بناتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ان طریقوں کا مطالعہ اور ان کا اطلاق بہترین اکتسابی تجربات کو فروغ دینے اور طلبہ کی ہمہ جہت نشوونما میں سہولت فراہم کرنے کے لیے ضروری ہے۔

تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار کا ایک اہم پہلو سیکھنے کے عمل اور نتائج کی تحقیق و تفتیش کے لیے تجرباتی تحقیق اور ڈیٹا پر مبنی طریقوں کا استعمال ہے۔ محققین مختلف تدریسی حکمت عملیوں، کلاس روم کی مداخلتوں (Interventions)، اور تعلیمی پروگراموں کی تاثیر کو جانچنے کے لیے تجربات، سروے، مشاہدات، اور کیس اسٹڈیز سمیت مختلف مقداری (Quantitative) اور معیاری (Qualitative) تحقیقی طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ڈیٹا اکٹھا کرنے اور ان کا بغور تجزیہ کر کے سیکھنے پر اثر انداز ہونے والے عوامل مثلاً: وقوفی عمل، تحریک، سماجی و ثقافتی اثرات اور انفرادی اختلاف وغیرہ کے بارے میں بصیرت حاصل کرتے ہیں۔ جس کی روشنی میں وہ تدریسی و اکتسابی عمل سے متعلق تعلیمی پالیسیوں کے لیے ثبوت و شواہد پر مبنی سفارشات فراہم کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل طریقہ کار بنیادی اہمیت کے حامل ہیں:

1- محاکمہ نفس (Introspection Method)

2- مشاہداتی طریقہ کار (Observation Method)

3- تجرباتی طریقہ کار (Experimental Method)

4- شخصی معاملہ / کیس اسٹڈی (Case Study)

3.3 محاکمہ نفس (Introspection)

"Introspection" لفظ لاطینی زبان کے دو لفظ "Intro" اور "spiere" سے مل کر بنا ہے۔ "Intro" کا مطلب "within" یعنی اندر اور spiere کا مطلب "دیکھنا" Look ہے۔ اس طرح محاکمہ نفس کا لفظی معنی "اپنے اندر دیکھنا" (Looking within) ہے۔ انسان طرز عمل کے ضمن میں محاکمہ نفس کا مفہوم ہو گا: "کسی فرد کے ذریعہ خود کے طرز عمل کا مطالعہ کرنا"۔

اسٹاؤٹ Stout کے مطابق: "اپنے نفس کی سرگرمیوں کا منظم طریقے سے مطالعہ کرنا ہی محاکمہ نفس ہے۔"

یہ سب سے قدیم طریقہ کار ہے۔ اس طریقہ کی شروعات England سے ہوئی۔ یہ طریقہ ابتدا میں علم فلسفہ میں نفسیاتی مطالعہ

کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ ایک منفرد طریقہ ہے جو صرف نفسیات میں موجود ہے، دیگر کسی بھی شعبہ میں اس طریقہ پر عمل نہیں کیا جاتا۔ یہ آسان اور ہمیشہ دستیاب طریقہ ہے۔ ہمارے ذہن میں جو کچھ گذرتا ہے وہی موجود ہوتا ہے کیونکہ اس پر کبھی بھی نگاہ کی جاسکتی ہے۔ محاکمہ نفس ایسا طریقہ کار ہے جو تعلیمی نفسیات میں کسی کے اپنے خیالات، احساسات اور تجربات کو سمجھنے و تجزیہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ خود شناسی کے ذریعے افراد اپنے ذہنی عمل پر غور کرتے ہیں۔ مثلاً: وہ معلومات کو کیسے سمجھتے ہیں، کیسے process کرتے ہیں، مسائل کو حل کرتے ہیں اور فیصلے کرتے ہیں۔ اس طریقہ کار میں خود شناسی (Self awareness) اور خود کی عکاسی (Self reflection) شامل ہے، جس سے اساتذہ اور محققین سیکھنے کے وقوفی اور جذباتی پہلوؤں کی بصیرت حاصل کرتے ہیں۔ محاکمہ نفس ان بنیادی محرکات، عقائد اور رویوں سے پردہ اٹھانے میں مدد کرتی ہے جو تعلیمی سیاق و سباق میں سیکھنے اور طرزِ عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مجموعی طور پر محاکمہ نفس تدریسی طریقوں میں بہتری لانے، اکتسابی عمل میں طلباء کی شرکت کو فروغ دینے اور بامعنی اکتسابی تجربات میں سہولت فراہم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

3.3.1 محاکمہ نفس کے مراحل (Stages of Introspection)

- 1- سب سے پہلے مدعی کی باہری چیز یا عمل کے تئیں اپنے رد عمل کو دیکھنا اور سمجھنا۔
- 2- بعدہ اپنے ذہنی رد عمل کا تجزیہ کرنا ہے اور اس رد عمل کے وجوہات کا پیہ لگانا۔
- 3- آخر میں اپنے رد عمل کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لینا پھر ان کی اصلاح کرنا۔

3.3.2 محاکمہ نفس کی خوبیاں (Characteristics of Introspection)

محاکمہ نفس طریقہ کار کی درج ذیل خوبیاں ہیں:

- 1- اس طریقہ کار میں کسی بھی قسم کے وسائل یا آلات کی ضرورت نہیں پڑتی۔
- 2- اس کا استعمال کسی بھی فرد، جگہ اور وقت پہ کیا جاسکتا ہے۔
- 3- اس کے ذریعے مدعی کو براہ راست جانکاری حاصل ہوتی ہے۔
- 4- یہ آسان طریقہ ہے اور ہر فرد کو آسانی سے فراہم بھی ہے۔
- 5- اس طریقہ کار کے ذریعہ کسی دیگر طریقہ سے حاصل نتائج کی جانچ کی جاسکتی ہے۔
- 6- طلباء کے سوچنے کے عمل اور سیکھنے کی حکمت عملیوں کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے۔
- 7- اساتذہ کو طلباء کی انفرادی ضروریات کے مطابق تدریسی طریقوں کو تیار کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- 8- طلباء میں خود شناسی کی مہارتوں کو فروغ دیتا ہے۔
- 9- بامعنی اکتسابی تجربات میں سہولت فراہم کرتا ہے۔

3.3.3 محاکمہ نفس کی حد بندیاں (Limitation of Introspection)

- 1- اس طریقہ کار کو آفاقی (Universal) نہیں مانا جاسکتا ہے۔
- 2- اس سے حاصل شدہ معطیات کی تصدیق و توثیق ممکن نہیں ہے۔
- 3- اس سے حاصل شدہ معطیات میں معقولیت (validity) اور اعتباریت (reliability) کی کمی رہتی ہے۔
- 4- اس کا استعمال دیگر افراد پر نہیں کیا جاسکتا ہے۔
- 5- اس طریقہ کار کا استعمال شیر خوار، اطفال اور کند ذہن افراد پر نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان میں اپنی ذہنی کیفیات کو سمجھنے اور ان کا تجربہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

3.4 مشاہداتی طریقہ (Observation Method)

مشاہدہ کا مطلب "دیکھنا" اور مشاہداتی طریقہ کار کا لفظی معنی ہے کسی چیز یا عمل کو با مقصد دیکھنا۔ اس میں عمل کو دیکھنا، سمجھنا اور اس کے متعلق حقائق کا پتہ لگانا ہوتا ہے۔ مشاہدہ تعلیمی نفسیات میں ایک اہم طریقہ کار ہے، جو تعلیمی ماحول میں سیکھنے اور طرز عمل کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے ایک منظم انداز پیش کرتا ہے۔ مشاہدے کے ذریعے محققین اساتذہ اور طلبہ کے تعاملات (Interactions)، ان کی شرکت (Engagement) کی سطح، سیکھنے کے انداز اور کلاس روم کی حرکیات (Dynamics) کے بارے میں قیمتی ڈیٹا اکٹھا کر سکتے ہیں۔ طلبا کا ان کے قدرتی ماحول میں بغور مطالعہ اور مشاہدہ کر کے اساتذہ الگ الگ طلبہ کی سیکھنے کی انفرادی ضروریات کے بارے میں بصیرت حاصل کر سکتے ہیں، ممکنہ مسائل اور چیلنجوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں اور اس کے مطابق تدریسی حکمت عملی تیار کر سکتے ہیں۔ مزید برآں، مشاہدہ کے ذریعہ کلاس روم کے اندر سماجی حرکیات (Social Dynamics) کی تفتیش میں مدد ملتی ہے۔ اس کی مدد سے طلبہ کا اپنے ہم عمر دوستوں سے معاملات، گروپ کے طور پر ان کی سرگرمیاں، طلبہ اور اساتذہ کے آپسی تعلقات وغیرہ سے متعلق مستند معلومات فراہم ہوتی ہیں جو اکتسابی عمل کو موثر بنانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مجموعی طور پر مشاہدہ اساتذہ کے لیے طلبہ کے طرز عمل اور ان کے سیکھنے کے عمل کے بارے میں بصیرت حاصل کرنے کے لیے ایک قابل قدر آلہ (Tool) فراہم کرتا ہے۔

3.4.1 مشاہدہ کے مراحل (Stages of Observation)

مشاہداتی طریقہ کار میں درج ذیل مراحل شامل ہوتے ہیں:

(الف) انتخاب (Selection): کسی بھی فرد یا گروہ کے تمام کردار کا مشاہدہ نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس کے لیے ایک مخصوص کردار کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کی دلچسپی یہ جاننے میں ہو سکتی ہے کہ درجہ گیارہ میں تعلیم حاصل کرنے والے بچے اسکول میں اپنا وقت کیسے صرف کرتے ہیں۔

(ب) اندراج یا ریکارڈنگ (Recording): مشاہدہ کرتے وقت محقق انتخاب شدہ کردار کا اندراج بھی کرتا ہے جیسے پہلے سے شناخت شدہ

کردار کے وقوع پذیر ہونے پر ان کے لیے گنتی (Telly) کا نشان لگا سکتا ہے، خط شکستہ (Short hand) علامات کا استعمال، فوٹو گرافی، ویڈیو گرافی وغیرہ کا استعمال کرتے ہوئے ہر ایک سرگرمی کی زیادہ تفصیلی وضاحت کے لیے نوٹ لے سکتا ہے۔

(ج) معطیات کا تجزیہ (Analysis of data): مشاہدہ کر لینے کے بعد جن چیزوں کو ریکارڈ کرتا ہے، ان سے معنی اخذ کرنے کے لیے ان کا تجزیہ کرتا ہے۔ اس مرحلے میں نمونوں، رجحانات اور تعلقات کی شناخت کے لیے جمع کردہ ڈیٹا کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ محققین اعداد و شمار کی تشریح کرنے اور معنی خیز نتائج اخذ کرنے کے لیے معیاری یا مقداری تجزیہ کی تکنیک استعمال کر سکتے ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اچھا مشاہدہ کرنا ایک ہنر ہے۔ ایک عمدہ مشاہدہ جانتا ہے کہ وہ کیا دیکھنا چاہتا ہے۔ کن لوگوں کا وہ مشاہدہ کرنا چاہتا ہے، کب اور کہاں مشاہدہ کیے جانے کی ضرورت ہے، مشاہدہ کس شکل میں مندرج یا ریکارڈ کیا جائے گا اور مشاہدہ کیے گئے کردار کے تجزیہ کے لیے کیا طریقے استعمال ہوں گے۔

3.4.2 مشاہداتی طریقہ کار کے اقسام (Types of Observation Method)

مشاہداتی طریقہ کار کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

کنٹرول بمقابلہ فطری مشاہدہ (Control versus Natural Observation)

کنٹرول مشاہدہ (Control Observation): اس طریقہ کار کے مشاہدہ میں مشاہدہ کار (observer) اپنے ادارے میں ہی مدعی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اپنے ہی ادارے کے اندر ہی اس کا دیکھ بھال کر کے بچوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔

فطری مشاہدہ (Natural Observation): اس میں مشاہدہ فطری یا حقیقی دنیا کے پس منظر میں کیا جاتا ہے۔ مشاہدہ کار حالات کو کنٹرول کرنے یا اس میں جوڑ توڑ کرنے کی کوشش نہیں کرتا ہے۔

شریک بمقابلہ عدم شریک مشاہدہ (Participant vs Non-Participant Observation)

شریک مشاہدہ (Participant Observation): شریک مشاہدہ میں مشاہدہ کار اس گروہ کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ اس میں اشخاص اور ان کے کردار کا مطالعہ فطری پس منظر میں کرتا ہے۔ تاہم یہ طریقہ مشاہدہ دقت طلب، زیادہ وقت لینے والا اور مشاہدہ کی جانب داری کے لیے حساس ہوتا ہے۔

عدم شریک مشاہدہ (Non-Participant Observation): اس میں مشاہدہ علیحدہ رہ کر کیا جاتا ہے اس میں مشاہدہ کیے جانے والا / والے افراد اس سے بے خبر ہوتے ہیں کہ ان کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کسی مخصوص درجہ میں اساتذہ اور طلبہ کے مابین تعامل کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو اس مقصد کے لیے کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔ درس گاہ کی سرگرمیوں کو یکجا کرنے کے لیے آپ ایک ویڈیو کیمرہ لگا سکتے ہیں جسے بعد میں دیکھیں اور تجزیہ کریں۔ متبادل طور پر آپ درس گاہ کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر وہاں کے روزمرہ کی سرگرمیوں میں مداخلت یا حصہ لیے بغیر مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح کا مشاہدہ عدم شریک مشاہدہ کہلاتا ہے۔ اس طرح کی حالت میں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ جب وہ اس بات سے واقف ہیں کہ کوئی شخص (جو گروہ کا حصہ نہ ہو) بیٹھا ہوا ان کا مشاہدہ کر رہا ہے طلبا اور استاد کے کردار میں تبدیلی لاسکتا

ہے اور در سگاہ کی فطری حالت کو ختم کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس شریک مشاہدہ میں در سگاہ میں ہونے والی تمام سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے جو استاد اور طلبا کر رہے ہوتے ہیں اور جن کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ ان کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ اس کو شریک مشاہدہ کہتے ہیں، اس میں ان کے کردار اور رویے فطری طور پر ہوں گے اور انھیں اصل صورت میں پڑھا جا سکتا ہے۔

3.4.3 مشاہداتی طریقہ کار کی خوبیاں (Characteristics of Observation Method)

مشاہداتی طریقہ کار کی درج ذیل خوبیاں ہیں:

- 1- اس طریقہ سے کسی بھی فرد کے طرز عمل کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ زندگی کے کسی بھی دور میں ہو مثلاً: شیر خوارگی، طفولیت، عنفوان شباب یا بلوغیت وغیرہ۔
- 2- اس طریقہ سے کسی مخصوص فرد اور افراد کے گروہ یا دونوں کے طرز عمل کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔
- 3- اس طریقہ سے طرز عمل کے ساتھ ساتھ صلاحیتوں، رجحانات اور دلچسپیوں کو بھی سمجھا جا سکتا ہے۔
- 4- اس طریقہ کا استعمال سبھی حالات یعنی جسمانی سرگرمی، ورکشاپ اور جماعت میں بھی کیا جا سکتا ہے۔
- 5- یہ طریقہ زیادہ معقول، بھروسہ مند اور معروضی ہوتا ہے۔
- 6- مشاہدے کے طریقہ کار کو مختلف حالات اور پس منظر کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔

3.4.4 مشاہداتی طریقہ کار کی حد بندیاں (Limitations of Observation Method)

مشاہداتی طریقہ کار کی درج ذیل حدود بندیاں ہیں:

- 1- مشاہدہ کار کا تعصب اور جانبداری نتیجے کو متاثر کر سکتی ہے۔
- 2- اس طریقہ سے حاصل شدہ نتائج کو جانچنا ممکن نہیں ہے۔
- 3- مدعی کو پتہ لگنے کی صورت میں درست نتیجہ پر پہنچنا دشوار ہے۔
- 4- یہ طریقہ دوسرے سائنسی طریقہ کی بہ نسبت کم بھروسہ مند ہے۔
- 5- ایک کامیاب مشاہدہ کے لیے ایک ماہر مشاہدہ کار درکار ہوتا ہے۔
- 6- مشاہدات کرنے کے لیے زیادہ وقت اور وسائل کی ضرورت ہوتی ہے، خاص طور پر جب پیچیدہ طرز عمل کا مطالعہ کیا جائے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1: تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار کی ضرورت اور اہمیت واضح کریں؟

2: محاکمہ نفس کی خوبیوں پر روشنی ڈالیں؟

3: تعلیمی نفسیات کے تناظر میں مشاہداتی طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی اقسام مختصراً بیان کریں؟

3.5 تجرباتی طریقہ کار (Experimental Method)

لفظ ”experiment“ لاطینی زبان کے ”Experimentum“ سے آیا ہے، جس کا مطلب ہوتا ہے ایک کوشش یا جانچ، تجربہ کا عام مفہوم ہوتا ہے کر کے دیکھنا Learning by doing۔ تجربہ سائنس میں تفتیش کا بنیادی طریقہ ہے، اس کے کلیدی خصوصیات میں سے متغیرات پر قابو پانا، محتاط پیمائش اور علت و معلول کے مابین رشتہ قائم کرنا۔ اس طریقہ کو سائنسی scientific بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں صحیح اعداد و شمار جمع کئے جاتے ہیں اور تجربہ کے نتائج کی تصدیق و توثیق بھی کی جاسکتی ہے۔

تعلیمی نفسیات میں تجرباتی طریقہ کار تعلیمی ماحول میں متغیرات کے درمیان علت و معلول (Cause and Effect) کے تعلقات کو سمجھنے کے لیے ایک بنیاد کا کام کرتا ہے۔ اس طریقہ کار میں ایک یا ایک سے زائد آزاد متغیرات میں منظم طریقے سے رد و بدل (Manipulate) کرنا شامل ہے جب کہ تابع متغیرات پر ان کے اثرات کا مشاہدہ کرنے کے لیے خارجی عوامل کو کنٹرول کرنا شامل ہے۔ اس کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے کہ تجربات کو احتیاط سے ڈیزائن کیا گیا ہو اور خارجی عوامل کے غیر ضروری اثرات کو ممکنہ حد تک کنٹرول کرنے کے لیے موزوں اقدامات کیے گئے ہوں۔ اسی صورت میں متغیرات کے درمیان آپسی تعلقات سے متعلق معتبر اور مستند نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ نتائج تعلیمی عمل سے متعلق کارآمد اور مفید بصیرتیں فراہم کرتے ہیں جن کی روشنی میں یہ طے کرنے میں مدد ملتی ہے کہ مختلف تعلیمی مداخلتیں (Interventions)، حکمت عملیاں (Strategies) یا تکنیکیں (Techniques) کس طرح اکتسابی نتائج، تعلیمی کارکردگی اور دیگر متعلقہ متغیرات کو متاثر کرتی ہیں۔ تجرباتی طریقہ کار محققین کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ مفروضوں (Hypotheses) کو ٹیسٹ کریں، علت و معلول کے باہمی ربط کا تعین کریں اور تعلیمی عمل سے متعلق پالیسیوں کے لیے ثبوت و شواہد کی بنیاد پر اپنی سفارشات (Recommendations) پیش کریں۔ اس طریقہ کار سے تدریسی و اکتسابی عمل کے بنیادی میکانزم کی گہری تفہیم ہوتی ہے۔ تجرباتی طریقہ کار تعلیمی نفسیات میں قابل اعتماد اور درست نتائج پیدا کرنے کی صلاحیت کے لیے ناگزیر ہے جو تعلیمی نظریہ اور تعلیمی عمل دونوں کی ترقی میں معاون ہے۔

3.5.1 تجرباتی طریقہ کار کے مراحل (Stages of Experimental Method)

تجربہ ایک پیچیدہ عمل ہے اس لئے تجربہ کرتے وقت مندرجہ ذیل مراحل کو مد نظر رکھنا چاہئے:

1۔ مسئلہ کی شناخت (Identification of problem)

2۔ مفروضہ کی تشکیل (Formulating the hypothesis)

3۔ صورت حال پر قابو (Control the situation)

4۔ جانچ کے خاکے کا انتخاب (Selection of design)

5۔ مفروضہ کی جانچ (Testing the hypothesis)

6۔ تعمیم (Generalization)

- 1- مسئلہ کی شناخت: سب سے پہلے اس مسئلہ کا انتخاب کرنا ہوتا ہے جس پر تجربہ کرنا ہے۔ بعدہ مسئلہ کو مکمل طور پر سمجھا جاتا ہے اور اس کی تشریح کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر مان لیجئے کہ طلبہ امتحان میں نقل کرتے ہیں۔ محتاط نگہ رانی میں بھی نقل ہوتی ہے۔ تو یہی مسئلہ تجربہ کے لیے متعین کریں اور اس سے متعلق مکمل جانکاری حاصل کریں۔
- 2- مفروضات کی تشکیل: مفروضات کا مطلب کسی مسئلہ کا فوری حل ہوتا ہے۔ اس لئے اس مرحلے میں تجربہ کار مسئلہ کا فوری حل سوچتا ہے۔ مفروضات کئی طریقہ کے ہوتے ہیں۔ اگر اوپر کی مثال لی جائے تو یہ مفروضہ بن سکتا ہے کہ محتاط نگاری اور لچک نگہ رانی سے نقل میں کوئی واضح فرق نہیں ہے۔
- 3- صورت حال پر قابو: ایک تجربہ کار تب تک درست نتیجہ نہیں دے سکتا جب تک متغیرہ variable پر قابو نہ کر لے۔ اگر تجربہ کا انعقاد مختلف طلباء کے ساتھ کیا جاتا ہے جن کے اقدار value مختلف ہیں تو نتیجہ بھی مختلف ہو گا۔ اس لئے اس کا اثر مطالعہ کرنے کے لئے سبھی متغیرات پر اختیار یا قابو کیا جاتا ہے۔
- 4- جانچ کے خاکے کا انتخاب: جانچ کے کئی خاکے ہیں۔ اس لئے تجربہ کار کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ خاکے کا انتخاب کریں کہ کون سا خاکہ کس جانچ اور مقاصد کے لئے موزوں ہے۔
- 5- مفروضات کی جانچ: مفروضات کی جانچ، تجزیہ کے انعقاد کے ذریعے کئے جاتے ہیں اور جب معطیات جمع کر لئے جاتے ہیں تو تجزیہ اور مفروضات کی جانچ کی جاتی ہے۔
- 6- تعمیم: نتیجہ میں تجربہ کار اپنے تجربہ کے نتیجہ کا بازیافت کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے کئے ہوئے تجربات کو درست پاتا ہے تو اسے اصول یا ضوابط میں مانخوذ کرتا ہے۔

3.5.2 تجرباتی طریقہ کار کی خوبیاں (Characteristics of Experimental Method)

تجرباتی طریقہ کار کی درج ذیل خوبیاں ہیں:

- 1- یہ ایک سائنسی طریقہ ہے۔
- 2- اس میں متغیرات پر قابو رکھ کر نتائج تک پہنچا جاتا ہے۔
- 3- اس سے حاصل شدہ نتائج معروضی، معقول اور معتبر ہوتے ہیں۔
- 4- اس میں علت و معلول کے مابین رشتہ کی پختگی کو پرکھا جاتا ہے۔
- 5- یہ ہر ایک میدان کے لیے قابل استعمال ہے۔
- 6- تجرباتی طریقہ محققین کو متغیرات اور حالات کو کنٹرول کرنے کی اجازت دیتے ہیں، جس سے مختلف عوامل کے درمیان کارآمد تعلقات کی شناخت میں آسانی ہوتی ہے۔
- 7- نتائج کی تصدیق و توثیق کرنے کے لیے تجربات کو از سر نو دہرایا جاسکتا ہے۔

8- تجرباتی طریقہ کار محققین کو مفروضوں کی جانچ کرنے کے قابل بناتا ہے اور نظریات کی حمایت یا تردید کے لیے تجرباتی ثبوت فراہم کرتا ہے۔

9- تجرباتی طریقہ کار تجرباتی ثبوتوں اور منظم مشاہدے پر زور دیتا ہے، تعلیمی تحقیق کی سائنسی نوعیت میں اضافہ کرتا ہے۔

3.5.3 تجرباتی طریقہ کار کی حد بندیاں (Limitations of Experimental Method)

اگرچہ تجرباتی طریقہ تعلیمی نفسیات میں ایک بہترین طریقہ کار ہے، لیکن اس کی کئی حدود بھی ہیں:

- 1- تجرباتی ترتیبات (Experimental Settings) میں اکثر حقیقی دنیا کے تعلیمی ماحول کی پیچیدگی اور باریکیوں کا فقدان ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ایسے نتائج سامنے آتے ہیں جن کو قدرتی ترتیبات (Natural Settings) میں مکمل طور پر لاگو نہیں کر سکتے ہیں۔
- 2- تجربات کرنے کے لیے اہم وقت، کوشش اور وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔
- 3- فنڈنگ، خصوصی آلات اور تربیت یافتہ عملہ کی کمی مطالعے کی فزہ بیلٹی کو محدود کر سکتا ہے۔
- 4- اس کے لئے تجربہ گاہ اور اس کے مشمولات کی ضرورت ہوتی ہے۔
- 5- اس میں غلطی کے امکانات زیادہ ہیں۔
- 6- مدعی کے طرز عمل سے متعلق بقیہ سبھی متغیرات کو قابو کرنا ممکن نہیں ہے۔
- 7- یہ ہمیشہ معروضی نظریہ پیش نہیں کرتا ہے۔

3.6 کیس اسٹڈیز کا طریقہ (Case Study Method)

اس میں کسی مخصوص معاملہ (Case) کا گہرائی سے مطالعہ کیا جاتا ہے تاکہ اس معاملے سے متعلق اہم معلومات یا نئی فہم حاصل کی جائے۔ معاملہ امتیازی خصوصیات کا حامل (نفسیاتی خلل کا مظاہرہ کرنے والا ایک مریض) ایک فرد، اپنے اندر عمومیت رکھنے والے افراد کا ایک گروہ، ادارے یا مخصوص واقعات و حادثات ہو سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر کسی بچے نوجوان یا بالغ شخص کے کسی غیر معمولی طرز عمل کی وجوہات پتہ لگانے اور کبھی کبھی اس کی پیدائش سے لے کر اس کی موجودہ عمر تک نشوونما کے مراحل کو جاننا ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں مدعی کے توارثی، خاندانی اور سماجی ماحول کی طبعیاتی اور ذہنی سمت، اس کی دلچسپیاں، رجحانات، عادات اور تعلیمی ترقی وغیرہ کے ضمن میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ پیدائش سے لے کر اس کی موجودہ عمر تک مخصوص واقعات جن کی وجہ سے اس کا طرز عمل متاثر ہوا ہے۔ ان کی پوری معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔

وجوہاتی مطالعہ صرف فرد کا نہیں ہوتا ہے، ساتھ ہی ساتھ، مقام، تنظیم اور واقعات وغیرہ کا بھی کیا جاتا ہے۔

3.6.1 کیس اسٹڈیز کے مراحل (Stages of Case Study)

اس طریقہ کار میں درج ذیل مراحل شامل ہیں:

1- مسئلہ کی شناخت (Identification of the Problem)

2- معطیات یکجا کرنا (Collection of the data)

3- معطیات کا تجزیہ (Analysis the data)

4- علاج (Treatment)

5- عمل آوری (Follow up)

3.6.2 کیس اسٹڈیز کی خوبیاں (Characteristics of Case Study)

کیس اسٹڈیز مطالعہ کی درج ذیل خوبیاں ہیں:

1- اس طریقہ کار میں مخصوص افراد، گروہوں یا حالات کی مکمل گہرائی سے تحقیق ہوتی ہے، جس سے محققین کو پیچیدہ مظاہر کی گہرائی تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

2- یہ طریقہ ماحولیاتی، سماجی، اور ثقافتی عوامل پر غور کرتے ہوئے رویے، ادراک، یا سیکھنے کے عمل کو ان کے حقیقی زندگی کے سیاق و سباق میں سمجھنے پہ مرکوز ہے۔

3- کیس اسٹڈیز میں عام طور پر موضوع کے بارے میں جامع معلومات اکٹھا کرنے کے لیے ڈیٹا کے مختلف ذرائع، جیسے: انٹرویوز، مشاہدات، دستاویزات اور معیاری آلات کا استعمال کرتے ہیں۔

4- اس طریقہ کار سے مدعی کے مخصوص طرز عمل کی وجوہات کی تفصیل اور اس کی درست معلومات حاصل کی جاسکتی ہے، یہ تشخیص مطالعے کا سب سے بہترین طریقہ ہے۔

5- اس طریقہ کی مدد سے غیر معمولی بچوں کے طرز عمل کے عناصر کا پتہ لگا کر انہیں دور کیا جاسکتا ہے۔

6- اس طریقے کا استعمال کسی بھی مدعی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔

3.6.3 کیس اسٹڈیز کے حدود (Limitations of Case Study)

کیس اسٹڈی کی حد بندیاں درج ذیل ہیں:

1- یہ ایک وقت میں ایک فرد کے طرز عمل کا مطالعہ ہے۔ اس کے ذریعے گروپ کا مطالعہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

2- مختلف وجوہات کی منفرد نوعیت کی وجہ سے حاصل کردہ نتائج آبادی (Population) کے دوسرے افراد پر عام (Generalize) نہیں کیا جاسکتا۔

3- محقق کے تجزیے پر اس کا ذاتی تعصب، پہلے سے قائم کردہ تصورات یا نظریاتی رجحانات ممکنہ طور پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

4- مکمل کیس اسٹڈیز کے انعقاد کے لیے زیادہ وقت، محنت اور وسائل درکار ہوتے ہیں، جس سے بڑے نمونوں کا مطالعہ کرنا یا بڑے پیمانے پر

تحقیق کرنا ناقابل عمل ہوتا ہے۔

5۔ اس طریقہ کار میں اکثر خارجی عوامل پر کنٹرول کا فقدان ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نتائج کو متاثر کرنے والے مخصوص عوامل کی نشاندہی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

6۔ اس طریقہ کار کے ذریعہ ہونے والی تحقیق کو از سر نو دہرانا مشکل ہوتا ہے۔

7۔ اس طریقہ کار کے لیے ماہر مطالعہ نگار کی حاجت ہے۔

8۔ یہ ہر ایک کے لیے نہ ہی موزوں اور نہ دسترس میں ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. تجرباتی طریقہ کار (Experimental Method) کی تعریف اور اس کی بنیادی خصوصیات کیا ہیں؟
2. تجرباتی طریقہ کار کے مراحل (Stages) میں مفروضہ کی تشکیل اور جانچ کے مرحلے کی وضاحت کریں۔
3. تعلیمی نفسیات میں تجرباتی طریقہ کار کی اہم حد بندیوں (Limitations) میں سے کوئی دو بیان کریں۔

3.7 خلاصہ (Summary)

تعلیمی نفسیات میں مختلف طریقہ کار کا استعمال تدریس و اکتساب کے عمل کو سمجھنے اور اس کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان طریقوں میں سیکھنے والوں کی متنوع ضروریات کو پورا کرنے اور ان کے اکتسابی تجربات کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے نفسیاتی اصولوں اور تحقیقی نتائج کا اطلاق شامل ہے۔ ان طریقوں کو بروئے کار لا کر اساتذہ موثر تدریسی حکمت عملیوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں، طلباء کے درمیان انفرادی اختلافات کو دور کر سکتے ہیں اور تعلیمی کامیابی کے لیے سازگار تعلیمی ماحول پیدا کر سکتے ہیں۔ تعلیمی نفسیات کے طریقوں کی مختلف اقسام ہیں۔ جیسے: محاکمہ نفس، مشاہداتی طریقہ کار، تجرباتی طریقہ کار اور مطالعہ معاملہ۔

3.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء سمجھ سکتے ہیں کہ:
- محاکمہ نفس میں طلباء کے سوچنے کے عمل، خود شناسی (Self awareness) اور خود کی عکاسی (Self reflection) اور سیکھنے کی حکمت عملیوں کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے۔
- مشاہداتی طریقہ کار کے ذریعے محققین اور اساتذہ طلبہ کے تعاملات (Interactions)، ان کی شرکت (Engagement) کی سطح، سیکھنے کے انداز اور کلاس روم کی حرکیات (Dynamics) کے بارے میں قیمتی ڈیٹا اکٹھا کر سکتے ہیں۔

- تجرباتی طریقہ کار کے ذریعے متغیرات کے درمیان علت و معلول (Cause and Effect) کے تعلقات کو سمجھنے کی منظم کوشش ہوتی ہے۔ ایک یا ایک سے زائد آزاد متغیرات میں منظم طریقے سے رد و بدل (Manipulate) کر کے دیگر خارجی عوامل کو کنٹرول کرتے ہوئے تابع متغیرات پر ان کے اثرات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔
- طریقہ کیس اسٹڈیز میں کسی مخصوص معاملہ (Case) کا گہرائی سے مطالعہ کیا جاتا ہے تاکہ اس معاملے سے متعلق اہم معلومات یا نئی فہم حاصل کی جائے۔ معاملہ امتیازی خصوصیات کا حامل (نفسیاتی خلل کا مظاہرہ کرنے والا ایک مریض) ایک فرد، اپنے اندر عمومیت رکھنے والے افراد کا ایک گروہ، ادارے یا مخصوص واقعات و حادثات ہو سکتے ہیں۔

3.9 فرہنگ (Glossary)

- محاکمہ نفس (Introspection):** فرد کا خود اپنے خیالات، احساسات اور تجربات کو سمجھنا اور تجزیہ کرنا۔
- مشاہدہ (Observation):** مشاہدے سے مراد تجزیہ اور تفہیم کے لیے ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے تعلیمی ترتیبات میں طرز عمل، تعاملات یا مظاہر کو منظم طریقے سے دیکھنا اور ریکارڈ کرنا ہے۔
- تجربہ (Experimentation):** متغیرات کے درمیان علت و معلول (Cause and Effect) کے تعلقات کو سمجھنے کی منظم کوشش، جس میں ایک یا ایک سے زائد زیادہ آزاد متغیرات میں منظم طریقے سے رد و بدل (Manipulate) کر کے تابع متغیرات پر ان کے اثرات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔
- شخصی مطالعہ (Case Study):** کسی خاص فرد، گروہ یا تعلیمی ماحول کے اندر موجود صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لینا تاکہ بنیادی عوامل یا طرز عمل کو سمجھا جائے۔
- مفروضہ (Hypothesis):** محدود شواہد کی بنیاد پر ایک مجوزہ وضاحت یا پیش گوئی جس کے صحیح یا غلط ہونے کا تعین مزید تحقیق یا تجربہ کی روشنی میں ہوتا ہے۔
- متغیر (Variable):** کوئی بھی خصوصیت (Characteristic)، تعداد (Number)، یا مقدار (Quantity) ہے جس میں تبدیلی کی صفت موجود ہو اور جسے تحقیق یا تجربہ میں مایا یا کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

3.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ تعلیمی نفسیات کا بنیادی مرکز کیا ہے؟

- (a) سماجی عوامل کو سمجھنا
(b) تدریسی و اکتسابی عمل میں بہتری لانا
(c) فلسفیانہ اصولوں کی تلاش
(d) معاشی عوامل کا تجزیہ کرنا

- 2- تعلیمی نفسیات میں استعمال ہونے والے طریقوں کو سمجھنا کیوں ضروری ہے؟
- (a) تحقیقی عمل کو سمجھنے کے لیے (b) معیاری نصاب نافذ کرنے کے لیے
- (c) بہتر اکتسابی تجربات میں سہولت فراہم کرنے کے لیے (d) طلباء کے درمیان انفرادی اختلافات کو کم کرنے کے لیے
- 3- تعلیمی نفسیات میں استعمال ہونے والے مختلف طریقوں میں کون سا پہلو عام طور پر شامل نہیں ہوتا ہے؟
- (a) تجرباتی ڈیٹا اکٹھا کرنا (b) تاریخی واقعات کا تجزیہ
- (c) مشاہدات کا انعقاد (d) نفسیاتی اصولوں کا اطلاق
- 4- خود شناسی مندرجہ ذیل میں سے کس طریقہ کار کی خصوصیت ہے؟
- (a) محاکمہ نفس (b) مشاہداتی
- (c) محاکمہ نفس اور مشاہداتی دونوں (d) کسی کی نہیں
- 5- مشاہداتی طریقہ کار کا استعمال کن حالات میں کیا جاسکتا ہے؟
- (a) صرف کلاس کی سرگرمیوں میں (b) ورکشاپ میں
- (c) جماعت میں (d) مندرجہ بالا سب میں
- 6- مشاہداتی طریقہ کار کی حدود بندیوں میں کون سی بات شامل ہے؟
- (a) مشاہدہ کار کا تعصب (b) حاصل شدہ نتائج کو جانچنا ممکن نہیں
- (c) اس کا انعقاد ناممکن ہے (d) مندرجہ بالا تمام
- 7- مندرجہ ذیل میں سے کون سا تجرباتی طریقہ کار کی خصوصیت نہیں ہے؟
- (a) متغیرات کا کنٹرول (b) سائنسی طریقہ کار
- (c) تجربات کو دوبارہ نہیں دہرایا جاسکتا (d) وجہ اور اثر کے تعلقات کی جانچ کرنا
- 8- تجرباتی طریقہ کار میں پہلا مرحلہ کیا ہے؟
- (a) مفروضے کی تشکیل (b) صورتحال پر کنٹرول
- (c) مسئلے کی شناخت (d) جانچ کے خاکے (ڈیزائن) کا انتخاب
- 9- تجرباتی طریقہ کار میں آخری مرحلہ کیا ہے؟
- (a) تعلیم (b) مفروضے کی جانچ کرنا
- (c) صورتحال پر کنٹرول (d) ڈیزائن کا انتخاب
- 10- مطالعہ معاملہ کے طریقہ کار کی بنیادی توجہ کا مرکز کیا ہے؟
- (a) کنٹرول شدہ ماحول میں تجربات کرنا (b) علت و معلول کے تعلقات کو تلاش کرنا

(c) مخصوص کیسز یا افراد کا گہرائی سے مطالعہ کرنا (d) آبادی کے لیے نتائج کو عام کرنا

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Questions)

- 1- تعلیمی نفسیات کے طریقہ کار کی ضرورت اور اہمیت واضح کریں؟
- 2- تعلیمی نفسیات کے تناظر میں محاکمہ نفس طریقہ کار کی وضاحت کریں؟
- 3- مشاہداتی طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی اقسام مختصراً بیان کریں؟
- 4- تجرباتی طریقہ کار کی خوبیوں کو بیان کریں؟
- 5- مطالعہ معاملہ طریقہ کار کی حد بندیاں کیا ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Essay Questions)

- 1- مشاہداتی طریقہ کار کیا ہے؟ اس کے مراحل اور اقسام کو بیان کریں۔
- 2- تجرباتی طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے مراحل اور خوبیوں کو تفصیل سے بیان کریں؟
- 3- محاکمہ نفس طریقہ کار کی وضاحت کریں، نیز اس کے مراحل، خوبیوں اور حد بندیوں کو بیان کریں؟

Q.No	Answer Key	Q.No	Answer Key
1	B	6	A
2	C	7	C
3	B	8	C
4	A	9	A
5	D	10	C

3.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1. Allport, G. W. (1961). *Pattern and Growth in Personality*. New York: Holt, Rinehart & Wintson.
2. Baron, R. A. (2005). *Psychology*. New Delhi: Prentice-Hall.
3. Feldman, R. S. (2002). *Understanding Psychology*. New Delhi: Tata McGraw-Hill.
4. Sdorow, L. M. (1998). *Psychology*. USA: McGraw Hill.
5. Wantson, R. I. (1971). *The Great Psychologists* (3rd Edn). New York: J.B Lippincolt.

6. Zimbardo, P. G., Weber, A. L. & Harpet. (1994). *Psychology*. USA: Collins College Publishers.
7. Mangal,S.K (2012). *Advanced Educational Psychology*. New Delhi:PHI Publishers
8. Dandapani, S. (2007). *Advanced Educational Psychology*. New Delhi: Anmol Publications.
9. Smith, D. E. & Nolen, S. H. & Fredrickson, B. & Loftes, G. R. (2006). *Atkinson & Hilgards Introduction to Psychology*. Banglore: Thomson Wordsworth.
10. Arjun NK (2017) *Psychological Bases of Education*. Palakkad: Yuga Publications

اکائی 4۔ معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Educational Psychology to the Teacher)*

اکائی کے اجزاء

- | | |
|---|--|
| 4.0 | تمہید (Introduction) |
| 4.1 | اكتسابی مقاصد (Objectives) |
| 4.2 | معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت |
| (Need and Importance of Educational Psychology for the Teacher) | |
| 4.3 | معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت: اساتذہ کے تناظر میں |
| (Need and Importance of Educational Psychology for the Teacher – Teacher Perspective) | |
| 4.4 | معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت: طلبہ کے تناظر میں |
| (Need and Importance of Educational Psychology for the Teacher – Learner Perspective) | |
| 4.5 | معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت: مختلف تدریسی حکمت عملیوں کو نافذ کرنے کے تناظر میں |
| (Need and Importance of Educational Psychology for the Teacher–In Perspective of Implementing Various Instructional Strategies) | |
| 4.6 | خلاصہ (Summary) |
| 4.7 | اكتسابی نتائج (Learning Outcomes) |
| 4.8 | فرہنگ (Glossary) |
| 4.9 | نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions) |
| 4.10 | تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials) |

4.0 تمہید (Introduction)

تعلیم کا مقصد محض یہ نہیں ہے کہ معلومات کی ترسیل کر دی جائے۔ بطور معلم، ایک استاد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے طلبہ کے ذہنوں کی تشکیل اور ان کے مستقبل کی تعمیر میں خود کو پیش پیش رکھے۔ اس تناظر میں تعلیمی نفسیات کی مختلف جہتوں اور نظریات کو سمجھنا نہ

* Prof. Rafeedali. E, Regional Director, MANUU Regional Centre, Kolkata

صرف اہم بلکہ اشد ضروری ہے۔ تعلیمی نفسیات میں بنیادی طور پر اس بات کا مطالعہ ہوتا ہے کہ افراد تعلیمی ماحول میں کیسے سیکھتے ہیں اور ان کی نشوونما کس طریقے سے مرحلہ وار ہوتی ہے۔ سیکھنے والوں کو سیکھنے کے لیے ترغیب اور تحریک کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ سیکھنے میں کون سے ذہنی عمل شامل ہوتے ہیں؟ سیکھنے میں قوتِ حافظہ اور مشق کی کیا اہمیت ہے وغیرہ۔ تعلیمی نفسیات میں ان نفسیاتی اعمال کی تحقیق و تفتیش ہوتی ہے جو تدریس، اکتساب اور تعینِ قدر کو مضبوطی عطا کرتے ہیں۔ ایک استاد کے لیے تعلیمی نفسیات کی بصیرت کا حامل ہونا ایک کمپاس رکھنے کے مترادف ہے جو طالب علم کی ضروریات، محرکات اور ان کی منفرد علمی صلاحیتوں کو سمجھنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ اس اکائی میں یہی موضوع زیر بحث ہے کہ تدریس، اکتساب اور تعینِ قدر کے تناظر میں تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت کیوں ہے؟ نیز موثر تدریس کے لیے تدریس و اکتساب کے نفسیاتی پہلوؤں کو سمجھنا کیوں ضروری ہے؟

4.1 مقاصد (Objectives)

- اس اکائی کو پڑھ کر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:
- 1- اساتذہ کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔
 - 2- طلبہ کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔
 - 3- کلاس روم میں سازگار ماحول پیدا کرنے کے حوالے سے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔
 - 4- مختلف تدریسی حکمت عملیوں کو نافذ کرنے کے سلسلے میں تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔
 - 5- تشخیص اور تعینِ قدر کے حوالے سے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔

4.2 معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Educational Psychology for the Teacher)

تعلیمی نفسیات اور اس کے مختلف نظریات سے واقفیت ایک استاد کے لیے بہت اہم ہے۔ یہ اہمیت مختلف الجہات ہے۔ مثلاً: معلم، طالب علم، سیکھنے کا انداز، سیکھنے کے نظریات، ترغیب، ذہانت اور طلبہ کی نشوونما کے مراحل وغیرہ۔ تعلیمی نفسیات کی یہ ضرورت اور اہمیت مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت پیش کی گئی ہیں۔

4.3 معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت: اساتذہ کے تناظر میں

(Need and Importance of Educational Psychology for the Teacher-Teacher Perspective)

ایک معلم کی حیثیت سے یہ واقفیت ضروری ہے کہ معلم کے تناظر میں تعلیمی نفسیات کا علم کس طرح معاون ہو سکتا ہے۔ تدریسی و اکتسابی عمل کو موثر بنانے میں تعلیمی نفسیات کا علم استاد کے درج ذیل کردار، افعال اور ذمہ داریوں کے ضمن میں مدد فراہم کرتا ہے:

4.3.1 تعلیمی عمل میں اساتذہ کے بدلتے ہوئے کردار کو سمجھنا۔ استاد بطور سہولت کار

انسانی زندگی کی مختلف جہتوں میں ارتقاء کا عمل جاری رہتا ہے۔ لہذا وقت کے ساتھ ساتھ اساتذہ کے کردار بھی بدلتے رہتے ہیں۔ طلبہ کو محض علم حاصل کرنے والے کی بجائے علم کا خالق سمجھا جاتا ہے۔ لہذا جدید تعلیمی نفسیاتی نقطہ نظر تدریس و اکتساب کے عمل میں ایک سہولت کار کے طور پر استاد کے کردار پر زور دیتا ہے۔ تعلیمی نفسیات کا علم ایک استاد کو اس طریقہ اور تکنیک کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے جو مؤثر طریقے سے سیکھنے کے لیے ایک سازگار ماحول فراہم کر سکے۔ یہ اساتذہ کو یہ سمجھنے کے قابل بناتا ہے کہ وہ کس طرح سہولت کار کے طور پر کام کر سکتے ہیں اور سیکھنے کے پورے عمل میں طلبہ کی کس طرح رہنمائی کر سکتے ہیں۔

4.3.2 تدریس میں شامل وقوفی عمل کو سمجھنا

تدریس ایک ایسا عمل ہے جس میں متعدد وقوفی عمل شامل ہوتے ہیں۔ موضوع کے انتخاب سے لے کر نتائج کے تعین قدر تک اس میں شامل ہیں۔ تدریس میں وقوفی عمل سے مراد وہ ذہنی سرگرمیاں اور اعمال ہیں جن میں اساتذہ اپنے طلبہ کو سکھانے کے لیے معلومات کو سمجھتے ہیں، ان کو process کرتے ہیں اور پھر استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام اعمال تدریسی ڈیزائن، کلاس روم مینجمنٹ اور فیصلہ سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ لہذا تعلیمی نفسیات کا علم استاد کو سبق کی منصوبہ بندی، معلوماتی پروسیسنگ، ہوم ورک فراہم کرنے، پروجیکٹ، تشخیص اور کلاس روم سے متعلق امور کے انتظام میں شامل وقوفی اعمال کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔

4.3.3 تدریس میں تحریک کی اہمیت کو سمجھنا:

کسی بھی فرد کو کچھ کرنے یا کچھ سیکھنے کے لیے 'محرک' یا 'ڈرائیو' کی ضرورت ہوتی ہے۔ 'محرک' کی شدت یا اس میں کمی سے یہ طے ہوتا ہے کہ کوئی فرد اپنی ضرورت یا خواہش کو کتنی جلدی اور کتنے شوق اور انہماک سے پورا کرتا ہے۔ فرض کریں کہ ایک شخص کو بھوک لگتی ہے (محرک)۔ وہ اپنے محرک کو کم کرنے کے لیے کھانا تلاش کرتا ہے۔ اس میں روٹی، چاول یا پھل وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ کھانے کی اشیاء کا انتخاب بھوک کی شدت پر منحصر ہے۔ اگر انسان کو شدید بھوک لگتی ہے۔ وہ ایسی کوئی بھی چیز کھا کر اپنی ڈرائیو کو کم کرنے کے لیے تیار ہو جائے گا جس سے اس کی بھوک مٹ سکے، جو آسانی سے اور فوری طور پر دستیاب ہو۔ مختلف طرح کے محرکات انسان کو مختلف اشیاء کی طرف راغب کرتے ہیں۔ اسی طرح طلبہ کے لیے بھی مختلف محرکات تحریک کا باعث بنتے ہیں، جن سے ان کے اندر سیکھنے کی طلب پیدا ہوتی ہے۔ اور نہ صرف پیدا ہوتی ہے بلکہ مستقل برقرار بھی رہتی ہے اگر موزوں طریقے سے ان محرکات کو استعمال میں لایا جائے۔ اس تحریک سے طلبہ کی سیکھنے کی رفتار میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور وہ جو کچھ بھی سیکھتے ہیں وہ دیر پا ہوتا ہے۔ لہذا تدریس و اکتساب کے عمل میں تحریک کی اہمیت کافی مسلم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک سے متعلق نظریات، اقسام اور تحریکی تکنیکوں کو سمجھنا اساتذہ کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ایک مثبت اور نتیجہ خیز تعلیمی ماحول پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے اس تناظر میں ایک استاد کے لیے تعلیمی نفسیات کا علم بہت ضروری ہے۔

4.3.4 سماجی ذہانت اور سماجی مہارتوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا

تعلیمی نفسیات، اساتذہ کو سماجی ذہانت اور سماجی مہارتوں کے بارے میں علم فراہم کرتی ہے۔ سماجی طور پر ذہین افراد کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں، اور سماجی ذہانت کو کیسے فروغ دیا جائے وغیرہ کے علم سے اساتذہ کو روشناس کراتی ہے۔ ان کا علم اس لیے ضروری ہے کہ سماجی ذہانت کو سمجھنے والے اساتذہ کلاس روم میں ایسا ماحول بنا سکتے ہیں جو سیکھنے کے لیے سازگار ہو۔ سماجی ذہانت اور سماجی مہارتوں کے حامل اساتذہ جامع اور معاون سیکھنے کا ماحول بناتے ہیں، طلبہ کے ساتھ ساتھ اپنے دیگر ساتھی اساتذہ کے ساتھ مثبت تعلقات استوار کرتے ہیں، تنازعات کا مؤثر طریقے سے حل تلاش کرتے ہیں، طلبہ کی سماجی و جذباتی نشوونما میں معاونت کرتے ہیں اور اسکول کی کمیونٹی میں باہمی تعاون کے ساتھ ٹیم ورک میں اپنا رول ادا کرتے ہیں۔ یہ مہارتیں ایک مثبت اسکول کے ماحول کو فروغ دینے، طالب علم کی کامیابی کو فروغ دینے، سیکھنے اور ترقی کرنے کا کلچر بنانے کے لیے ضروری ہیں۔ سماجی ذہانت میں شامل ہے کہ فرد سماجی حالات کو پہلے تو بہتر طور پر سمجھے اور پھر ان کے تقاضوں کے مطابق موزوں اقدام اٹھائے۔ یہ ذہانت اور ان مہارتوں کا فروغ کامیاب زندگی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ایک معلم کے لیے ان کو جاننا اور ان کو طلبہ میں فروغ دینے کے بہتر طریقوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ یہ علم تعلیمی نفسیات ہی فراہم کر سکتی ہے۔

4.3.5 جذباتی ذہانت کے بارے میں معلومات فراہم کرنا

جذباتی ذہانت کے بارے میں علم رکھنے والے اساتذہ اپنے طلبہ کی جذباتی کیفیت کو سمجھنے، ان کے لیے ایک مثبت اور مؤثر تعلیمی ماحول کو فروغ دینے اور ان کی ہمہ جہت نشوونما و کامیابی میں معاونت کرنے کے لیے بہتر طریقے سے لیس ہوتے ہیں۔ تعلیمی نفسیات طلبہ کی جذباتی ذہانت کا علم فراہم کرتی ہے۔ یہ علم جذباتی طور پر ذہین افراد کے اوصاف اور ان کی امتیازی خصوصیات وغیرہ کے بارے میں بھی معلومات فراہم کرتا ہے۔ جذباتی ذہانت کو سمجھنے والے اساتذہ کلاس روم میں ایسا ماحول بنا سکتے ہیں جو سیکھنے کے لیے سازگار ہو۔ وہ طلبہ کے درمیان باہمی مثبت تعلقات کو فروغ دے سکتے ہیں، ہمدردی اور افہام و تفہیم کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں اور تعلق و قبولیت کے احساس کو فروغ دے سکتے ہیں۔ اساتذہ طلبہ میں ایسی مہارتوں کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جو ان کے جذباتی مسائل اور تقاضوں کو بحسن و خوبی ادا کرنے کے لیے اہم ہوتی ہیں۔ جذباتی ذہانت کا علم اساتذہ کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ ایسی تدریسی حکمت عملیاں اپنائیں جو طلبہ کے لیے مفید ہوں اس معنی میں کہ طلبہ بھی اپنی جذباتی کیفیات کو سمجھیں، منفی جذبات کو قابو کریں، ان سے مغلوب نہ ہوں اور جذبات کے موزوں اظہار کے قابل ہوں۔

4.3.6 ذہنی تناؤ کے انصرام اور طلبہ کی فلاح و بہبود کے بارے میں علم فراہم کرنا

موجودہ دنیا کے بدلتے ہوئے منظر نامے میں ہر انسان کو زندگی کے مختلف شعبے میں ذہنی تناؤ کا سامنا ہے۔ خاص طور پر نوجوان نسل کے ساتھ کام کرنے والے اساتذہ کو زیادہ تناؤ والے ماحول کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مزید برآں اساتذہ کو ان طلبہ سے بھی سابقہ ہوتا ہے جو ذہنی تناؤ کے شکار رہتے ہیں۔ تعلیمی نفسیات کا علم اساتذہ کو ذہنی تناؤ سے نمٹنے اور اپنے و طلبہ کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے درکار تفہیم،

مہارتوں اور حکمت عملیوں سے آراستہ کرتا ہے۔ ان اصولوں کو اپنے تدریسی عمل میں لاگو کرنے سے اساتذہ ایسا تعلیمی ماحول قائم کر سکتے ہیں جو طلبہ کے لیے ذہنی طور پر پرسکون اور سازگار ہو، جہاں تمام طلبہ کی تعلیمی، سماجی اور جذباتی طور پر بہتر ترقی ہو سکے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)
1: معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت واضح کریں؟
2: تعلیمی عمل میں اساتذہ کے بدلتے ہوئے کردار کو سمجھنے میں تعلیمی نفسیات کی اہمیت کیوں ہے؟

4.4 معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت - طلبہ کے تناظر میں

(Need and Importance of Educational Psychology for the Teacher - Learner Perspective)

تدریس و اکتساب کے عمل میں سب سے اہم عنصر طلبہ ہیں۔ اس لیے اس عمل کو موثر بنانے کے لیے ایک معلم کے لیے ضروری ہے کہ اسے طلبہ کے بارے میں گہرا علم اور ان کی سمجھ ہو۔ طلبہ کو سمجھنا ایک کثیر جہتی عمل ہے جس میں فرد کی نشوونما کے مختلف پہلوؤں، سیکھنے والے کی شخصی خصوصیات، ذہانت، تخلیقی صلاحیت، سیکھنے کی ترجیحات، دوسرے پہلوؤں کو پہچاننا اور ان پر غور کرنا شامل ہے۔ تعلیمی نفسیات فریم ورک اور نظریات فراہم کرتی ہے تاکہ اساتذہ کو اپنے طلبہ کے بارے میں بصیرت حاصل کرنے میں مدد ملے۔ طلبہ کے تعلق سے اس بصیرت کو حسب ذیل نکات میں پیش کیا گیا ہے:

4.4.1 طلبہ کے نشوونما کے مراحل کو سمجھنا

تعلیمی نفسیات، جسمانی، وقوفی، سماجی و جذباتی نشوونما کے مختلف مراحل اور خصوصیات کے بارے میں بصیرت فراہم کرتی ہے جن سے طلبہ گزرتے ہیں۔ یہ علم اساتذہ کو یہ سمجھنے میں مدد کرتا ہے کہ طلبہ نشوونما کی مختلف سطحوں پر ہو سکتے ہیں، جو ان کی صلاحیتوں، دلچسپیوں اور سیکھنے کے انداز میں فرق کا باعث بنتے ہیں۔ نشوونما کی مختلف سطحوں کے فرق کو سمجھ کر، اساتذہ ہر طالب علم کی مخصوص ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنے طریقہ تدریس اور ہدایتی تکنیک کو ڈھال سکتے ہیں۔

4.4.2 انسانی ذہانت کے نظریہ کے بارے میں علم حاصل کرنا

انسانی ذہانت کا مطالعہ اساتذہ کے لیے ناگزیر ہے، کیونکہ یہ موثر تدریسی طریقوں کا سنگ بنیاد ہے۔ انسانی ذہانت کے مختلف اجزاء اور پہلو ہیں۔ جن کا احاطہ تعلیمی نفسیات کا علم کرتا ہے اور جو تعلیمی تناظر میں علم کی تعمیر و مہارت کی نشوونما کے لیے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ ماہرین نفسیات انسانی ذہانت کی پیچیدگیوں کو کھولنے کے لیے مسلسل سرگرداں ہیں، اس موضوع پر کی جانے والی تحقیق نئے پہلوؤں کو اجاگر کر رہی ہے، جس کے نتیجے میں مختلف نظریات کی تشکیل ہوتی ہے۔ ایک استاد کے لیے ان سے واقفیت کافی اہم ہے تاکہ وہ اپنے طلبہ کی ذہانت کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکے اور اپنی تدریس کو بہتر سے بہتر بنا سکے۔

تعلیمی نفسیات اساتذہ کو ایسے علم اور بصیرت سے آراستہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے جو ذہانت کے اہم تصور اور تعلیم کے

دائرے میں اس کے دور رس اثرات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہو۔ اس کی مدد سے وہ اپنے تدریسی طریقوں کو بہتر بنا سکتے ہیں، اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ہر طالب علم کی کثیر جہتی ذہانت کو پروان چڑھانے کے لیے منفرد اور موزوں تعلیمی تجربات و مواقع فراہم کیے جائیں۔

4.4.3 طلبہ میں سیکھنے کے مختلف اسلوب کو پہچانا

تعلیمی نفسیات سیکھنے کے مختلف اسلوب کو دریافت کرتی ہے۔ جیسے: بصری، سمعی اور حرکیاتی تعلیم۔ اساتذہ جو ان اسلوب کے بارے میں جانتے ہیں وہ اپنے تدریسی طریقوں کو ان کے مطابق ایڈجسٹ کرنے کے لیے ڈھال سکتے ہیں جن میں طالب علم بہترین طریقے سے سیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ مختلف سیکھنے کی ترجیحات کے ساتھ طلبہ کی شرکت کو ہمہ وقت یقینی بنانے کے لیے سمعی و بصری امدادی اشیاء، تجرباتی سرگرمیوں یا گروپ مباحثے کو شامل کر سکتے ہیں۔

4.4.4 طلبہ کے انفرادی اختلاف کے تقاضوں کو پورا کرنا

انفرادی اختلاف سے مراد وہ انوکھے تغیرات اور خصوصیات ہیں جو کسی گروہ یا آبادی کے اندر ایک فرد کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔ یہ اختلافات انسانی فعل کے مختلف پہلوؤں میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ بشمول شخصیت کے اوصاف، وقوفی صلاحیتیں، سیکھنے کے اسلوب، دلچسپیاں، ترجیحات اور ان کا ثقافتی پس منظر وغیرہ۔ انفرادی اختلاف پر مختلف عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً: توارث، ماحول، سماجی اور تجرباتی عوامل وغیرہ۔ یہ تمام عوامل مل کر یہ طے کرتے ہیں کہ فرد کس طرح اپنے ارد گرد کی دنیا کو سمجھتا ہے اور ان کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔ نیز وہ کس طرح اکتساب کرتا ہے، بات چیت کرتا ہے اور مختلف سرگرمیوں کو انجام دیتا ہے۔

تعلیمی نفسیات اور دیگر شعبوں میں انفرادی اختلاف کو سمجھنا اور ان کی حدود طے کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ تدریس، اکتساب اور انسانی معاملات کے لیے منفرد اور موزوں طریقوں کو اپنانے میں مدد دیتا ہے۔ طلبہ کی نوع بہ نوع ضروریات، ترجیحات اور صلاحیتوں کو پہچان کر اور ان کو ایڈجسٹ کر کے، ماہرین تعلیم و نفسیات مختلف سیاق و سباق میں ان کی ہمہ جہت نشوونما اور فلاح و بہبود میں معاون ہو سکتے ہیں۔ تعلیمی نفسیات اساتذہ کو مختلف تعلیمی مضامین میں طلبہ کی منفرد صلاحیتوں کا اندازہ لگا کر ان کے لیے مشق کے اضافی مواقع پیش کر سکتے ہیں اور انفرادی نوعیت کی ہدایات فراہم کر سکتے ہیں۔

4.4.5 طلبہ کی سماجی و جذباتی نشوونما میں معاونت فراہم کرنا

تعلیمی نفسیات کا علم نشوونما کے سماجی و جذباتی پہلوؤں کو بھی گھیرے ہوئے ہے۔ وہ اساتذہ جو سماجی و جذباتی نشوونما کے اصولوں کو سمجھتے ہیں وہ اپنے طلبہ کی متنوع سماجی اور جذباتی ضروریات کو پہچان سکتے ہیں، اس میں مزاج، شخصیت اور سماجی مہارت جیسے عوامل شامل ہیں، جو الگ الگ طلبہ میں الگ الگ نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ ایک معاون اور جامع کلاس روم کے ماحول کو فروغ دے کر اساتذہ طلبہ میں اہم اور ضروری سماجی و جذباتی قابلیت پیدا کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ سماجی و جذباتی عوامل طلبہ کے اکتساب اور ان کی تعلیمی حصولیابی کو نمایاں طور پر متاثر کرتے ہیں۔ تعلیمی نفسیات میں خود اعتمادی، لچک، سماجی مہارت اور جذبات پر قابو جیسے پہلوؤں پہ بحث و تحقیق ہوتی ہے۔ اساتذہ کے لیے

طلبہ کی ان سماجی و جذباتی ضروریات سے واقف ہونا اور ان کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے مناسب مدد و وسائل فراہم کرنا، مثبت تعلقات استوار کرنا اور باہمی تعلق کے احساس کو فروغ دینا ایک معاون تعلیمی ماحول پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے۔

4.4.6 رہنمائی اور مشاورت فراہم کرنا

دورِ جدید کی پیچیدگیوں میں طلبہ کو اپنی زندگی میں متعدد مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کا تعلق ان کی ذاتی زندگی، تعلیمی سفر اور کیریئر کے انتخاب سے متعلق ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل سے ان کا سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ تعلیمی نفسیات کا علم اساتذہ کو رہنمائی اور مشاورت کی مختلف اقسام، طریقوں اور تکنیکوں کے بارے میں سمجھنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ مہارت اساتذہ کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ نشوونما کے مراحل کو سمجھ کر، انفرادی اختلافات کو پہچان کر، اکتسابی نظریات کو لاگو کر کے، طلبہ کی سماجی و جذباتی ترقی کو فروغ دے کر اور موزوں فیڈبیک فراہم کر کے اپنے طلبہ کو موثر رہنمائی و مشاورت فراہم کریں۔ تعلیمی نفسیات کے اصولوں اور بصیرت کو اپنے تدریسی عمل میں شامل کر کے اساتذہ طلبہ کی تعلیمی کامیابی اور مجموعی فلاح و بہبود میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

4.4.7 طلبہ کے اوصاف کو سمجھنا اور ان کی شخصی ترقی کو فروغ دینا

تعلیم کے بنیادی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ ہے کہ ایسا ماحول فروغ دینا جو طلبہ کی شخصیت سے ہم آہنگ ہو کر ان کی نشوونما کے لیے سہولت فراہم کرے۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے اساتذہ طلبہ کی شخصیت کی امتیازی خصوصیات کو سمجھنے اور ان کی شخصی ترقی کو فعال طور پر فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس عمل کے ایک اہم پہلو میں ایسے ماہرین تعلیم شامل ہیں جو شخصیت کے نظریات، اوصاف اور انفرادی شخصیات کا تعین کرنے کے لیے مختلف تکنیکوں کا جامع علم رکھتے ہیں۔ تعلیمی نفسیات کے دائرے میں یہ بھی شامل ہے کہ اساتذہ کو شخصیت کے پیچیدہ پہلوؤں کے بارے میں تحقیق پر مبنی ایسی بصیرت فراہم کی جائے کہ جس کی مدد سے وہ اپنے طلبہ کی متنوع ضروریات کو بہتر طور پر پورا کرنے کے لیے اپنے تدریسی حکمت عملی کو تیار کر سکیں۔ یہ گہری تفہیم نہ صرف سیکھنے کے تجربے کو موثر بناتی ہے بلکہ سیکھنے والوں کو خود کی معرفت اور اپنی شخصی ترقی کے سفر پر گامزن ہونے کی طاقت بھی دیتی ہے۔

4.5 معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت، مختلف تدریسی حکمت عملیوں کو نافذ کرنے کے تناظر میں

(Need and Importance of Educational Psychology for the Teacher-In Perspective of Implementing Various Instructional Strategies)

تعلیمی نفسیات میں تعلیمی عمل کے حوالے سے فرد کی ذہانت، اس کے سیکھنے کی رفتار اور اس کے طرزِ عمل کا مطالعہ شامل ہے۔ اس علم نے اساتذہ کی تعلیم و تربیت کے ضمن میں ان کی تربیتی فعالیتوں کو بہتر بنانے کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ تعلیمی نفسیات کے مطالعہ سے معلم وہ عملی فہم پیدا کرتا ہے جو طلبہ کی فہم اور تربیت میں مدد فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ایک معلم جانتا ہے کہ کس طرح طلبہ کی عمر کے مختلف حصوں میں نیز نشوونما کے مراحل میں ان کے سیکھنے کا اسلوب و رفتار اور درجہ مختلف ہوتا ہے، تو وہ مناسب تعلیمی مواد، تدریسی

اسلوب اور تدریسی حکمت عملی کا انتخاب کر کے طلبہ کی تعلیمی و تربیتی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں حسب ذیل نکات میں تعلیمی نفسیات کی اہمیت کو پیش کیا جا رہا ہے۔

4.5.1 تدریس کی مختلف حکمت عملیوں سے واقف ہونا

ایک معلم جب تدریسی حکمت عملی کے مختلف طریقوں کو جانتا ہے تو وہ اپنے تدریسی عمل کو مختلف حالات کے مطابق انتہائی بہتر اور موثر بنا سکتا ہے۔ اگر ایک معلم کو معلوم ہو کہ کس طرح کوئی مخصوص تعلیمی موضوع بہترین طریقے سے سمجھایا جاسکتا ہے، تو وہ اپنی تدریس کی مناسب انداز میں منصوبہ بندی کر سکتا ہے۔ تمام طلبہ کے سیکھنے کا انداز یکساں نہیں ہوتا۔ ایک معلم کے پاس مختلف تدریسی حکمت عملیوں کا علم ہونے سے وہ ہر طالب علم کی تعلیمی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ تدریس کا عمل اگر ایک جیسا رہے تو طلبہ دلچسپی کھودیتے ہیں۔ جب ایک معلم کو مختلف تدریسی حکمت عملیوں کا استعمال کرنے کا علم ہوتا ہے تو وہ اپنی تدریس کو مختلف طریقوں سے دلچسپ بنا سکتا ہے اور اس سے طلبہ کی توجہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

4.5.2 مختلف حکمت عملیوں میں سے مناسب تدریسی حکمت عملی کا انتخاب

ایک مناسب تدریسی حکمت عملی کا انتخاب موثر تدریس کا ایک اہم پہلو ہے۔ اگرچہ مختلف تدریسی حکمت عملیوں کے بارے میں علم حاصل کرنا بلاشبہ قابل قدر ہے۔ لیکن کلاس روم میں کسی بھی حکمت عملی کے خاطر خواہ موثر ہونے کا دار و مدار ایک استاد کی اس قابلیت پر ہوتا ہے کہ وہ سب سے موزوں طریقہ کا انتخاب کر سکے۔ فیصلہ سازی کے اس عمل میں موضوع، مواد، مضمون، طلبہ کی عمر اور ان کی ذہنی عمر جیسے عوامل پر غور کرنا شامل ہے۔ تعلیمی نفسیات اساتذہ کو اس حکمت عملی سے متعلق فیصلہ سازی کے لیے درکار بصیرت اور فہم سے آراستہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیمی نفسیات کا علم ایک مناسب تدریسی حکمت عملی کے انتخاب میں کیوں ضروری ہے؟ اس کو درج ذیل نکات کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے:

- 1- سیکھنے کے عمل کو سمجھنا: تعلیمی نفسیات اس بات کی پیچیدگیوں کو تلاش کرتی ہے کہ لوگ کیسے سیکھتے اور علم حاصل کرتے ہیں۔ اساتذہ جو سیکھنے کے عمل کو سمجھتے ہیں وہ اپنی تدریسی حکمت عملی کو اپنے طلبہ کی تعلیمی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ کر سکتے ہیں۔
- 2- انفرادی اختلافات کو تسلیم کرنا: تعلیمی نفسیات طلبہ کے درمیان انفرادی اختلافات کو تسلیم کرنے پر زور دیتی ہے، بشمول سیکھنے کے انداز، ترجیحات، دلچسپی اور صلاحیتوں میں اختلاف۔ اساتذہ کلاس روم کے اندر متنوع ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک جامع اور موثر اکتسابی تجربے کو یقینی بنا کر اپنی تدریسی حکمت عملیوں کو تیار کر سکتے ہیں۔
- 3- عمر کے لحاظ سے مناسب حکمت عملی: مختلف عمر کے گروہوں کو تدریس کے لیے الگ الگ نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیمی نفسیات مختلف مراحل میں طلبہ کی علمی اور جذباتی نشوونما کے بارے میں بصیرت فراہم کرتی ہے۔ اساتذہ عمر کے لحاظ سے مناسب حکمت عملیوں کو منتخب کرنے کے لیے اس فہم کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

4- ذہنی عمر کا اعتبار: طلبہ کی ذہنی عمر (mental age) اور اس کے لحاظ سے ان کی علمی صلاحیتوں کا اعتبار ان کی تاریخی عمر (chronological age) کی نسبت، تدریسی منصوبہ بندی میں نہایت اہم ہے۔ تعلیمی نفسیات اساتذہ کو ان کے طالب علموں کی ذہنی عمر کا اندازہ لگانے میں مدد کرتی ہے اور ایسی حکمت عملیوں کے انتخاب کی اجازت دیتی ہے جو طلبہ کے لیے ان کی مناسب سطح کے اعتبار سے مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

5- موادِ مضمون اور موضوع کی مطابقت: تعلیمی نفسیات مضامین اور عنوانات کی متنوع نوعیت کو تسلیم کرتی ہے۔ یہ تسلیم کرتی ہے کہ مخصوص مواد مخصوص تدریسی طریقوں کے لیے بہتر طور پر موزوں ہو سکتا ہے۔ اساتذہ اس علم کی روشنی میں تدریسی حکمت عملی کو موضوع کے منفرد تقاضوں سے ہم آہنگ کر سکتے ہیں، جس سے موادِ مضمون اور موضوع میں مطابقت پیدا ہوگی اور تدریسی و اکتسابی عمل کی تاثیر میں اضافہ ہوگا۔

6- تحریک اور شرکت: تعلیمی نفسیات تحریک سے متعلق نظریات اور اکتسابی عمل میں طلبہ کی شرکت کو متاثر کرنے والے عوامل کے بارے میں بصیرت فراہم کرتی ہے۔ جس کی روشنی میں اساتذہ ایسی حکمت عملیوں کا انتخاب کر سکتے ہیں جو ان اصولوں کے مطابق ہوں اور ایک مثبت و تحریک آمیز تعلیمی ماحول کو فروغ دے سکتے ہیں تاکہ فعال شرکت کی حوصلہ افزائی زیادہ سے زیادہ ہو۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. تعلیمی نفسیات کس طرح طلبہ کے نشوونما کے مختلف مراحل کو سمجھنے میں معلم کی مدد کرتی ہے؟
2. سیکھنے کے مختلف اسلوب (Learning Styles) کو جاننے سے معلم اپنی تدریس میں کس طرح بہتری لاسکتا ہے؟
3. طلبہ کے انفرادی اختلافات کو سمجھنا تدریس کے عمل میں کیوں ضروری ہے؟
4. تعلیمی نفسیات کے تناظر میں طلبہ کی سماجی و جذباتی نشوونما میں معلم کا کیا کردار ہے؟
5. تدریس میں مختلف حکمت عملیوں کے انتخاب میں تعلیمی نفسیات کس طرح مدد فراہم کرتی ہے؟

4.6 خلاصہ (Summary)

تعلیمی نفسیات اور اس کے مختلف نظریات سے واقفیت ایک استاد کے لیے بہت اہم ہے۔ یہ اہمیت مختلف الجہات ہے۔ مثلاً: معلم، طالب علم، سیکھنے کا انداز، سیکھنے کے نظریات، ترغیب، ذہانت اور طلبہ کی نشوونما کے مراحل وغیرہ۔ یہ علم معلم کو اپنے کردار و افعال کو سمجھنے، تدریس میں وقوفی عمل کو بہتر بنانے اور طلبہ کی توجہ، تحریک و جذبات کو قابو کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ معلم کو اپنے کردار کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ معلم کو موثر طریقے سے سکھانے کے لیے موزوں ماحول فراہم کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ ساتھ ہی کلاس روم مینجمنٹ، فیصلہ سازی اور طلبہ کی تحریک کو سمجھنے میں بھی مدد فراہم کرتا ہے۔ اس سے طلبہ کی سیکھنے کی رفتار میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کا سیکھنے کا عمل بہتر ہوتا ہے۔ سماجی ذہانت اور سماجی مہارتوں کے بارے میں علم فراہم کرتا ہے۔ معلم کو طلبہ کی جذباتی کیفیت کو سمجھنے اور ان کو مثبت

تعلیمی ماحول میں فروغ دینے میں معاون ہوتا ہے۔

ایک موثر اور فعال استاد کے لئے ضروری ہے کہ اسے طلبہ کے بارے میں گہرا علم اور سمجھ ہو۔ یہ سمجھ تعلیمی نفسیات کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ طلبہ کی نشوونما کی مختلف مراحل، انسانی ذہانت کے نظریہ، انفرادی تفاوت، طلبہ کی سماجی اور جذباتی نشوونما، رہنمائی اور مشاورت نیز طلبہ کی شخصیت کے اوصاف کو سمجھنا ان تمام پہلوؤں میں تعلیمی نفسیات کا علم معلم کی رہنمائی کرتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تعلیمی نفسیات کا علم معلم کو اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ کس طرح طلبہ کی عمر کے مختلف حصوں میں نیز نشوونما کے مراحل میں ان کے سیکھنے کا اسلوب، رفتار اور درجہ مختلف ہوتا ہے، لہذا معلم اس قابل ہوتا ہے کہ وہ مناسب تعلیمی مواد، تدریسی اسلوب اور تدریسی حکمت عملی کا انتخاب کر کے طلبہ کی تعلیمی و تربیتی ضروریات کو پورا کر سکے۔

4.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبہ سمجھ گئے ہیں کہ:
- بطور معلم، اپنے طلبہ کے ذہنوں کی تشکیل اور ان کے مستقبل کی تعمیر کے لیے تعلیمی نفسیات کی مختلف جہتوں اور نظریات کو سمجھنا ایک استاد کے لیے اشد ضروری ہے۔
- تدریسی و اکتسابی عمل کو موثر بنانے میں تعلیمی نفسیات کا علم استاد کے کردار، افعال اور ذمہ داریوں کے ضمن میں مدد فراہم کرتا ہے۔
- تعلیمی نفسیات کا علم ایک استاد کو اس طریقہ اور تکنیک کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے جو موثر طریقے سے سیکھنے کے لیے ایک سازگار ماحول فراہم کر سکے۔
- تعلیمی نفسیات کا علم استاد کو سبق کی منصوبہ بندی، معلوماتی پروسیجرنگ، ہوم ورک فراہم کرنے، پروجیکٹ، تشخیص اور کلاس روم سے متعلق امور کے انتظام میں شامل و قونی اعمال کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔
- تعلیمی نفسیات کا علم اساتذہ کو ذہنی تناؤ سے نمٹنے اور اپنے طلبہ کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے درکار تفہیم، مہارتوں اور حکمت عملیوں سے آراستہ کرتا ہے۔
- تدریس و اکتساب کے عمل میں سب سے اہم عنصر طلبہ ہیں۔ اس لیے اس عمل کو موثر بنانے کے لیے ایک معلم کے لیے ضروری ہے کہ اسے طلبہ کے بارے میں گہرا علم اور ان کی سمجھ ہو۔

4.8 فرہنگ (Glossary)

تدریسی حکمت عملی: اساتذہ کی طرف سے اکتسابی عمل میں سہولت فراہم کرنے، طلبہ کی شرکت کو یقینی بنانے اور تعلیمی مقاصد کو موثر طریقے سے حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقہ کار اور تکنیکیں۔

سہولت کار: وہ شخص جو صرف معلومات فراہم کرنے کی بجائے سیکھنے والوں کی رہنمائی، مدد اور وسائل فراہم کر کے سیکھنے کے عمل میں آسانی فراہم کرتا ہے۔

وقتی عمل: ذہنی سرگرمیاں جن میں ادراک، یادداشت، غور و فکر، مسئلہ حل کرنے، فیصلہ سازی اور سیکھنے و سمجھنے کے دیگر پہلو شامل ہیں۔
تحریک: وہ اندرونی یا خارجی عوامل جو افراد کو اپنے مقاصد، افعال یا سرگرمیوں کو جاری رکھنے اور ان کی کوششوں، شرکت و کامیابی کی سطح کو متاثر کرتے ہیں۔

ذہانت: علم حاصل کرنے، اس کا اطلاق کرنے، مسائل کو حل کرنے، نئے حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے اور تجربے سے سیکھنے کی صلاحیت، جس کی پیمائش اکثر مختلف ذہنی صلاحیتوں کے ٹسٹ کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

نشوونما کے مراحل: جسمانی، علمی، سماجی، جذباتی نشوونما اور پختگی کے الگ الگ ادوار یا مراحل جن سے افراد اپنی عمر کے دوران گزرتے ہیں۔ ہر ایک مرحلہ مخصوص سنگ میل اور چیلنجز سے متصف ہوتا ہے۔

سماجی ذہانت: سماجی حالات کو مؤثر طریقے سے سمجھنے و نیوگیٹ کرنے کی صلاحیت، بشمول باہمی تعلقات، مواصلات، ہمدردی اور سماجی تعاملات۔

جذباتی ذہانت: خود اپنے آپ میں اور دوسروں میں جذبات کو پہچاننے، سمجھنے، ان کو قابو کرنے اور مؤثر طریقے سے اظہار کرنے کی صلاحیت۔
انفرادی تفاوت: انفرادی اختلاف سے مراد وہ انوکھے تغیرات اور خصوصیات ہیں جو کسی گروہ یا آبادی کے اندر ایک فرد کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔

4.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- 1- تدریس و اکتساب کے عمل کو مؤثر بنانے میں معلم کی توجہ کا بنیادی مرکز کیا ہے؟
 - (a) تعلیمی نصاب کو پڑھانا
 - (b) طلبہ کو سمجھنا اور ان کے بارے میں گہری معلومات حاصل کرنا
 - (c) کلاس روم میں جدید ٹیکنالوجی کا نفاذ
 - (d) استاد کے آرام اور سہولت کو ترجیح دینا
- 2- تدریس و اکتساب کے عمل میں تحریک کی کیا اہمیت ہے؟
 - (a) سیکھنے کے عمل پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے
 - (b) اس سے طلبہ کے اندر سیکھنے کی طلب پیدا ہوتی ہے
 - (c) یہ سیکھنے کے عمل میں رکاوٹ ہے
 - (d) یہ صرف طلبہ سے متعلق ہے، اساتذہ سے نہیں
- 3- تعلیمی نفسیات کے تحت طلبہ کے تناظر میں تدریس کے کس پہلو پر توجہ دی جاتی ہے؟
 - (a) طلبہ کے انفرادی اختلاف کے تقاضوں کو پورا کرنا
 - (b) طلبہ کی نشوونما کے مراحل کو سمجھنا

- (c) طلبہ میں سیکھنے کے مختلف اسلوب کو پہچاننا
(d) مذکورہ بالا تمام پہلو
- 4- اساتذہ کے کردار کے بارے میں موزوں نظریہ کیا ہے؟
(a) اساتذہ کو سخت سزائیں دینی چاہیے
(b) اساتذہ کو صرف علم کی ترسیل پر توجہ دینی چاہیے
(c) اساتذہ کو سیکھنے کے عمل میں سہولت کار کے طور پر کام کرنا
(d) اساتذہ کو کلاس روم میں سخت قوانین نافذ کرنے چاہئیں
- چاہیے
- 5- تعلیمی نفسیات کس کی تحقیق و تفتیش کرتی ہے؟
(a) علم کی ترسیل
(b) اکتساب میں شامل وقوفی اعمال
(c) نظم و ضبط کا نفاذ
(d) طلبہ کی جسمانی نشوونما
- 6- تعلیمی نفسیات کی ضرورت کیوں ہے؟
(a) اساتذہ کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے کے لیے
(b) طلبہ کی نشوونما میں سہولت فراہم کرنے کے لیے
(c) اسکول کی پالیسیوں کو منظم کرنے کے لیے
(d) طالب علم کی تخلیقی صلاحیتوں کو محدود کرنے کے لیے
- 7- طلبہ میں موجود انفرادی اختلاف کا علم اساتذہ کو کیسے فائدہ پہنچاتا ہے؟
(a) یہ اساتذہ کو طلبہ کی نشوونما کے مختلف مراحل کی بصیرت
(b) یہ اساتذہ کو ہر طالب علم کی منفرد ضروریات کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے
(c) یہ اساتذہ کو کلاس روم میں سخت نظم و ضبط کو نافذ کرنے کے
(d) یہ اساتذہ کو طلبہ کے درمیان انفرادی اختلافات کو نظر قابل بناتا ہے
- 8- تدریس و اکتساب کے عمل میں سب سے اہم عنصر کیا ہے؟
(a) قوتِ حافظہ
(b) کلاس روم
(c) سزا کا خوف
(d) طلبہ

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Questions)

- 1- تعلیمی نفسیات کا علم تدریس میں شامل وقوفی عمل کو سمجھنے میں کس طرح معاون ہوتا ہے؟
- 2- تدریس و اکتساب کے عمل میں تحریک کی اہمیت کی وضاحت کریں؟
- 3- اساتذہ کلاس روم میں سازگار ماحول کو فروغ دینے کے لیے جذباتی ذہانت کو کس طرح استعمال کر سکتے ہیں؟
- 4- اساتذہ کے لیے تعلیمی نفسیات کے مطابق طلبہ کی نشوونما کے مراحل کو سمجھنا کیوں ضروری ہے؟
- 5- تدریس کی مختلف حکمت عملیوں سے واقف ہونا اساتذہ کو کیسے فائدہ پہنچاتا ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Essay Question)

- 1- اساتذہ کے لیے موزوں تدریسی حکمت عملی کا انتخاب کرتے وقت کن عوامل پر غور کرنا ضروری ہے اور تعلیمی نفسیات اس سلسلے میں کس طرح مدد کرتی ہے؟
- 2- تعلیمی نفسیات کے تناظر میں انفرادی اختلاف سے کیا مراد ہے، اساتذہ کے لیے ان کو مد نظر رکھنا کیوں ضروری ہے؟
- 3- طلبہ کے تناظر میں معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی ضرورت اور اہمیت کیا ہے، مفصل بیان کیجیے۔

Q.No	Answer Key	Q.No	Answer Key
1	B	5	B
2	B	6	B
3	D	7	B
4	C	8	D

4.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1. Allport, G. W. (1961). Pattern and Growth in Personality. New York: Holt, Rinehart & Wintson
2. Baron, R. A. (2005). Psychology. New Delhi: Prentice-Hall.
3. Feldman, R. S. (2002). Understanding Psychology. New Delhi: Tata McGraw-Hill.
4. Sdorow, L. M. (1998). Psychology. USA: McGraw Hill.
5. Zimbardo, P. G., Weber, A. L. & Harpet. (1994). Psychology. USA: Collins College Publishers.
6. Mangal, S.K (2012). Advanced Educational Psychology. New Delhi: PHI Publishers
7. Dandapani, S. (2007). Advanced Educational Psychology. New Delhi: Anmol Publications.
8. Smith, D. E. & Nolen, S. H. & Fredrickson, B. & Loftes, G. R. (2006). Atkinson & Hilgards Introduction to Psychology. Bangalore: Thomson Wordsworth.
9. Arjun NK (2017) Psychological Bases of Education. Palakkad: Yuga Publications

اکائی 5۔ نمو، نشوونما اور پختگی کا تصور اور نوعیت

(Concept and Nature of Growth, Development and Maturation)*

اکائی کے اجزاء

5.0	تمہید (Introduction)
5.1	مقاصد (Objectives)
5.2	نمو کا تصور (Concept of Growth)
5.3	نشوونما کا تصور (Concept of Development)
5.4	پختگی کا تصور (Concept of Maturity)
5.5	نمو کی نوعیت (Nature of Growth)
5.6	نشوونما کی نوعیت (Nature of Development)
5.7	پختگی کی نوعیت (Nature of Maturity)
5.8	خلاصہ (Summary)
5.9	اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)
5.10	فرہنگ (Glossary)
5.11	نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)
5.12	تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

5.0 تمہید (Introduction)

آپ اس بات سے واقفیت رکھتے ہیں کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور شکل، عقل اور شعور دیا۔ اس لئے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ اب اس سے زیادہ قدرتی کیا ہو سکتا ہے کہ انسانی زندگی سے زندگی بنتی ہے۔ یعنی ماں جب حمل میں ہوتی ہے تو بچے کی نشوونما شروع ہو جاتی ہے۔ ماں کا شکم ہی اب پھر نئی زندگی کی نمو اور نشوونما کا ذریعہ بنتا ہے اور تقریباً 9 ماہ کے بعد ہی بچہ نوزائید کے طور پر دنیا میں آنے کے قابل ہوتا ہے۔ شکم میں گزارے جانے والے عرصے کو قبل از پیدائش کی مدت کہا جاتا ہے۔ اس مدت میں بھی بچے میں بدلاؤ ہر اعتبار سے

* Prof. Shafayat Ahmad, Professor, MANUU CTE, Darbhanga

یعنی نمو اور نشوونما میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اس مدت کی تبدیلی کی بنیاد ماں کی توارث اور ماحول سے لی جاتی ہے۔ یہ وہی مدت ہے جسے عام طور پر کسی کے تاریخی عمر کی گنتی میں شامل نہیں کیا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد کی مدت کو کئی مرحلے میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلا مرحلہ شیرخوارگی کا زمانہ ہے۔ شیرخوارگی میں بچے کی شکل، صورت اور جسامت بھی بدلتی رہتی ہے۔ سبھی بچے ایک جیسے نہیں ہوتے اس لئے ان کے بدلنے کا انداز بھی ایک جیسا نہیں ہوتا۔ کچھ توارث کے اثرات ہوتے ہیں اور کچھ ماحول بھی، ایک استاد کا رول نبھاتا ہے۔ لیکن عموماً انسانوں کی نشوونما ایک جیسی ہوتی ہے اور ایک منظم شکل میں ہوتی ہے۔ یعنی انسانوں کی نشوونما میں توارث کے ساتھ ساتھ اس کی پرورش کس طرح کی جارہی ہے اس پر منحصر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بچے میں تبدیلیاں مختلف انداز میں ہوتی ہیں جیسے اس کے قد کو لیجئے، یہ اس بچے کی توارث کے ساتھ ساتھ اس کو فراہم کی جانے والی غذا پر منحصر کرتی ہے۔

یہ نمو اور نشوونما صرف شیرخوارگی کے دوران ہی نہیں بلکہ ہر ایک مرحلے جیسے۔ بچپن، غنفوان شباب، جوانی اور بڑھاپا میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ سبھی مرحلے کی اپنی خصوصیات ہیں اور انکی مختلف مرحلوں کی خصوصیات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ایک استاد کو ان بنیادی تصورات کا علم ہونا چاہئے۔ ایک اچھا استاد ثابت ہونے کے لئے بچے کے ہر ایک پہلو خاص طور سے نمو اور نشوونما کی معلومات ہونی چاہئے۔ آپ کے ذہن میں ایک بات آرہی ہوگی کی نمو اور نشوونما کی جانکاری کیوں؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ ایک استاد ایک مالی کے طرح ہے جب ایک پیڑیا پودے کی باغبانی کی جاتی ہے تو اس مالی کو پتہ رہتا ہے کہ پودے کو کب کاٹنا یا چھائنا ہے۔ کب پودے کی سینیچائی کرنی ہے ٹھیک اسی طرح ایک استاد بچے سے متعلق نمو و نشوونما کی معلومات رکھے۔

لہذا اس کورس کی پہلی اکائی میں نمو، نشوونما اور پختگی کا تصور پر بحث کی جائیگی تاکہ ان جیسے عنوانات پر بنیادی معلومات حاصل کی

جائے۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلباء اس لائق ہو جائیں گے کہ

- نمو کا تصور بیان کر سکیں۔
- نشوونما کی تعریف بیان کر سکیں۔
- نشوونما کا تصور سمجھا سکیں۔
- پختگی کا تصور کی وضاحت کر سکیں۔
- نمو کی نوعیت کو واضح کر سکیں۔
- نشوونما کی نوعیت بیان کر سکیں۔
- پختگی کی نوعیت کی مثال پیش کریں۔

5.2 نمو کا تصور (Concept of Growth)

اکثر اصطلاحات میں نمو، نشوونما، بالیدگی، افزائش کو ایک ہی زمرے میں بیان کی جاتا ہے اور دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں لیکن ان میں فرق ہے۔ نمو سے مراد انسان میں ہونے والی ان تبدیلیوں سے ہے جن میں قد، وزن، سائز اور اندرونی اعضا وغیرہ میں تبدیلیاں شامل ہیں۔ اس لئے اسے مقداری کیا کمیٹی تبدیلیاں کہتے ہیں۔ انسان کی بناوٹ میں دونوں اعضا، بیرونی اور اندرونی دو اعضاء شامل ہیں۔ بیرونی اعضاء جو اوپر دیکھائی دیتے ہیں جیسے انسان کا پورا جسم جس میں ہاتھ، پاؤں، ناک، کان، سر، پیر شامل ہیں اور اندرونی اعضاء میں مختلف نظام جیسے، دل، ہڈی، ہاضمہ وغیرہ ہیں۔ یہ تبدیلیاں انسان کے عمر کے ساتھ ہوتی رہتی ہے۔

Crow (1962) اور Crow تجویز کرتے ہیں کہ نمو سے مراد ساختی اور جسمانی تبدیلیاں ہیں۔

"Growth refers to structural and physiological changes."

Hurlock کے مطابق:

"Growth refers to quantitative changes increase in size and structure."

یعنی نمو کمیٹی تبدیلی ہے جو صاف طور پر دیکھائی دیتی ہے۔

Encyclopedia Britannica میں نمو کی تعریف:

"As increase in size or the amount of an entity."

اس کا مطلب ہے کہ نمو میں وہ تمام ساختی اور جسمانی تبدیلیاں شامل ہوتی ہے جو پختگی کے عمل کے دوران فرد کے اندر ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر بچے کی نمو کا مطلب ہے وزن، قد اور بچے کے جسم کے مختلف اعضا میں اضافہ۔

اس طرح نمو کی تعریف جسم اور اس کے حصوں کے شکل اور وزن کے بڑھنے سے کیا جاتا ہے اور اس میں جسمانی تناسب اور بحیثیت مجموعی قد اور وزن میں آئی تبدیلیاں شامل ہیں جس کو مندرجہ ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

• نمو کا عمل ایک ایسا عمل ہے جو زندگی بھر جاری نہیں رہتا بلکہ ایک خاص عمر تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد جسمانی نمو رک جاتی ہے۔

• نمو کا لفظ اکثر مقداری تبدیلیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی کسی شخص کا قد، وزن، سائز وغیرہ میں ہونے والی تبدیلیوں کو نمو کے تحت زیر بحث لایا جاتا ہے۔

• نمو کے عمل کو نشوونما کے پورے عمل کا ایک مرحلہ کہا جاسکتا ہے۔ لہذا نمو کا لفظ بہت وسیع نہیں ہے بلکہ اسکے محدود معنی ہیں۔

• نمو کے عمل کے دوران ہونے والی تبدیلیوں کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا بھی ہے۔ اس کو ناپا اور تولا بھی جاسکتا ہے جیسے بچے کا وزن، قد وغیرہ۔

• لفظ نمو جسم کے کسی ایک طرف ہونے والی تبدیلیوں کو ظاہر کرتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)
1. نمو کا معنی بیان کیجئے۔
2. نمو کے تصورات اور تعریف بیان کیجئے۔

5.3 نشوونما کا تصور (Concept of Development)

نشوونما سے مراد انسان میں واقع ہونے والی ان تبدیلیوں سے ہے جو حمل سے موت تک جاری رہتی ہیں۔ نشوونما میں نمو کے ساتھ ساتھ اس کے جسمانی اور ذہنی طرز عمل میں ہونے والی تبدیلیوں کی شمولیت ہے۔ نشوونما اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تبدیلیاں پس ماندگی کے بجائے درست سمت میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ یعنی یہ کہ نشوونما ایک مسلسل چلنے والا عمل ہے جس کے ذریعہ انسان میں کیفیتی تبدیلیاں آتی ہیں جو نمو کی مقداری یا کمیتی تبدیلی کے ساتھ واقع ہوتی ہیں۔ نشوونما میں نمو کا جز ہمیشہ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ نشوونما کے نتیجے میں انسان کے اندر کئی خصوصیات اور صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کیفیتی تبدیلی کو محسوس کیا جاسکتا ہے لیکن ناپا نہیں جاسکتا ہے۔ جسم کے مختلف حصوں میں مشترکہ طور پر تبدیلیاں آتی ہیں۔ اس طرح نشوونما کی وضاحت ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے کہ صرف ترقی پذیر تبدیلیاں نشوونما کے زمرے میں آتی ہیں جو مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے۔

Hurlock (1959) کے لفظوں میں:

“Development means a progressive series of changes that occur in an orderly predictable pattern as a result of maturation and experience.”

یعنی نشوونما کا مطلب تبدیلیوں کا ترقی پسند سلسلہ ہے جو پختگی اور تجربے کے نتیجے میں منظم ترتیب انداز میں ہوتا ہے۔

Anderson (1950) کے مطابق

“Development does not consist merely of adding inches to one's height or improving one's ability instead development is a complex process of integrating many structures and functions.”

اوپر کے تعریف سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ نشوونما کا مطلب محض کسی کی اونچائی میں انچوں کا اضافہ کرنا یا کسی کی قابلیت کو بہتر بنانا نہیں ہے بلکہ نشوونما بہت سے ڈھانچے اور افعال کو مربوط کرنے کا ایک پیچیدہ عمل ہے۔

Robert, Poulos and Marmor (1979) کہتے ہیں کہ

“Development refers to a process of change in growth and capability over time, as function of both maturation and interaction with the environment.”

اس طرح نشوونما سے مراد وقت کے ساتھ ساتھ نمو اور صلاحیت میں تبدیلی کا عمل ہے۔ جیسا کہ ماحول کے ساتھ ساتھ پختگی اور تعامل دونوں کا کام ہے یعنی نشوونما میں تینوں چیزیں نمو، صلاحیت اور پختگی شامل ہیں۔

Stevenson (1968) نے نشوونما کا تصور اس طرح سے بیان کیا ہے:

“Developmental psychology is concerned with the study of changes in behaviour throughout the life span.”

Stevenson نے یہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ نشوونما کی نفسیات پوری زندگی کے دوران طرز عمل میں ہونے والی تبدیلیوں کے مطالعہ سے مطابقت رکھتی ہے۔ نشوونما عام کوششوں سے زیادہ اہمیت کی حامل چیز ہے۔ نشوونما کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور کسی حد تک اس کی جانچ اور پیمائش بھی کی جاسکتی ہے۔ اسکی پیمائش اور تشخیص تین شکلوں میں ہو سکتی ہے۔

(i) ترکیب اعضا

(ii) جسمانی اور

(iii) طرز عملی

Hurlock نے صحیح کہا ہے کہ نشوونما صرف نشوونما تک محدود نہیں ہے۔ اس میں جوانی کے ہدف کی طرف تبدیلی کا ایک ترقی پسند سلسلہ شامل ہے۔ نشوونما کے نتیجے میں انسانوں میں نئی خصوصیات اور نئی صلاحیتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ہنری سیل بلڈ نے نشوونما کی تعریف کرتے ہوئے مندرجہ ذیل باتیں کہیں ہیں:

- نشوونما کے اسباب اور عمل، کسی بھی عمل میں شامل عمل۔
 - انسانی ذہن میں تہذیب کی، کسی بھی چیز کے زندگی کی نشوونما کا وہ عمل جو نمو، توسیع وغیرہ میں اپنا رول نبھانے کے لائق ہو۔
 - نشوونما کی عمل کا نتیجہ جو مختلف اسباب، حالات، طبقاتی اختلاف وغیرہ سماجی مسائل کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔
- James Draver نے لکھا ہے کہ نشوونما وہ حالت ہے جس کا اظہار کسی جاندار میں مسلسل ترقی پسند تبدیلی کے صورت میں ہوتا ہے۔ یہ ترقی پسند و تبدیلی جینین کے مرحلے سے بالغ ہونے تک کسی بھی جاندار میں ہوتی رہتی ہے۔ اس سے نشوونما کا نظام معمول پر آتا ہے۔ یہ ترقی کا پیمانہ ہے اور یہ صفر سے شروع ہوتا ہے۔
- دراصل نشوونما سوچ کی جڑ ہے۔ یہ ایک کثیر جہتی عمل ہے اور اس میں نہ صرف جسمانی اعضا کی نشوونما ہوتی ہے بلکہ سماجی اور جذباتی حالتوں میں بھی تبدیلیاں آتی ہیں۔ قوتوں اور مساوات کی نشوونما کو بھی اس کے تحت شمار کیا جاتا ہے۔
- خلاصہ یہ ہے کہ نشوونما پختگی کی طرف تبدیلی کی منظم ترقی کا ایک سلسلہ ہے۔ یعنی نشوونما بے ترتیبی سے نہیں ہوتی اور یہ تبدیلی فرد کے لئے سازگار کے ساتھ ساتھ موافقت رکھتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. نشوونما کے معنی بیان کیجئے۔

2. نشوونما کا تصور و کلیدی پہلوؤں کو اجاگر کیجئے۔

Arnold Gesell (1925) جو ایک ماہر نفسیات تھے پختگی کا تصور ہمارے سامنے سب سے پہلے پیش کیا تھا۔ انسان کے جسم میں نمو دوران حمل سے شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ مسلسل چلنے والا عمل نہیں ہے بلکہ ایک عمر تک چل کر مکمل ہو جاتا ہے۔ توارث و ماحول سے یہ متاثر ہو کر یہ تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اور اسی پر منحصر کرتی ہیں۔ لڑکے اور لڑکیوں کا جسمانی نمو بھی ایک عمر تک چل کر مکمل ہو جاتا ہے اور دماغ اور ذہنی صلاحیتوں میں ہونے والی قدرتی تبدیلیاں بھی ایک معین عمر تک پہنچ کر مکمل ہو جاتی ہیں۔ انسان کا اسی جسمانی، ذہنی نمو اور نشوونما کو پختگی کہتے ہیں۔

Woolf and Woolf کے مطابق: ”پختگی کے معنی نشوونما کی اس متعین سطح سے ہے جس میں بچہ اس کاموں کو کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جنہیں اس سطح سے قبل نہیں کر سکتے ہیں۔“

یعنی پختگی نشوونما کی آخری صورت ہوتی ہے اور اس کے بعد اس میں کوئی تبدیلی آنی مشکل ہے۔ ساتھ کچھ نشوونما کی تبدیلیوں کو پختگی یا جسمانی پختگی کے اشارے سمجھے جاتے ہیں۔ پختگی بالغوں کی خصوصیات کی طرف نشوونما کی تبدیلیوں میں اضافہ ہے۔ جسمانی پختگی حمل کے وقت سے ہوتی ہے۔ لیکن، پختگی کے کچھ عام طور پر تسلیم شدہ اشارے جوانی کے دوران ظاہر ہو جاتے ہیں جسم کی شکل میں تبدیلی، لڑکیوں میں سینے کی نشوونما دونوں جنسوں میں زیر ناف بالوں کی نشوونما اور لڑکوں میں چہرے کے بالوں کی نشوونما ہی ایک بالغ کے ظاہری شکل کی طرف پختگی کے واضح اشارے ہیں اور یہ بالغ تولیدی کام کے اشارے دیتے ہیں۔ لمبی ہڈیوں کی نشوونما کا ہونا، جو بالغ قد کی حتمی حصول سے وابستگی اور پختگی کو ظاہر کرتی ہے۔

حالانکہ یہ الفاظ نمو، نشوونما اور پختگی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں لیکن ان کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ کچھ جسمانی اور ہارمونل عمل نمو اور پختگی کو مختلف طور پر متاثر کرتے ہیں۔ یہ بھی مشاہدہ کرنا آسان ہے کہ ایک ہی سائز کے بچے کی پختگی کی حالت مختلف ہو سکتی ہیں۔

Garry and Kingsley (1957) کے مطابق:

“Maturation is the process whereby behaviour is modified as a result of growth and physical structure.”

یعنی پختگی ایک ایسا عمل ہے جس میں جسمانی ساخت کے نتیجے میں طرز عمل میں تبدیلی آتی ہے۔ آسان لفظوں میں پختگی کو ذہنی، جسمانی، جذباتی نشوونما اور نمو کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ جو تمام فرد کی کامیاب ہم آہنگی کے لئے ضروری ہے۔ اس طرح پختگی کو سوچ میں تبدیلی، احساس ذمہ داری اور روزمرہ کے مسائل کو کامیابی سے پورا کرنے کے ہم آہنگی کرنے کی بہتر صلاحیت کے طور پر کی جاسکتی ہے۔ پختگی مقررہ مراحل میں ہوتی ہے جو جینس (Genes) کے زیر انتظام ہوتی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پختگی کا براہ راست تعلق انسانوں کے جسمانی تناظر سے ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)
1. پختگی کا تصور بیان کیجئے۔
2. پختگی کی تعریف بیان کیجئے۔

5.5 نمو کی نوعیت (Nature of Growth)

نمو کی نوعیت یا فطرت میں ان خصوصیات کی شمولیت ہے جس میں جسم کی نمو میں اپنا رول ادا کرتی ہے۔ خلیوں میں اضافہ جسم کی نمو کا باعث بنتا ہے۔ لہذا جسم اور اسکے مختلف حصوں کی نمو کا انحصار جسم کے خلیات کے بڑھنے پر ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ نمو ایک مسلسل عمل نہیں ہے۔ اس کی کوئی یکساں رفتار نہیں ہے۔ نمو کی رفتار میں بہت فرق ہوتا ہے۔ کبھی یہ بہت تیز ہوتا ہے اور کبھی یہ سست پر جاتی ہے۔ کیونکہ نمو ایک خاص مدت تک محدود ہے۔ آپ اگر اپنے گھر کے بچوں کو غور و فکر کریں تو آپ یہ بات بتا سکتے ہیں کہ نمو یکساں نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ مختلف ہوتی ہے اور ہمیشہ منظم ہوتی ہے جو کسی ایک خاص پیٹرن کی پیروی کرتی ہے۔ یہاں منظم سے مراد ایک ترتیب سے ہے اور یہ کبھی اچانک نہیں ہوتی۔ آپ قدرتی عمل میں مقدار یا نمو کی رفتار کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ نمو ہمیشہ اندرونی ہوتی ہے اس میں وراثت اور ماحول کے درمیان تعامل شامل ہے۔ بچپن کے مرحلے میں نمو تیزی سے ہوتی ہے اور بعد میں یہ سست ہو جاتی ہے۔

نمو کی فطرت یا نوعیت میں مندرجہ ذیل خصوصیات شامل رہتی ہیں:

- نمو کا وقت معین ہے۔ یعنی اس کی حد مقرر ہے۔
- نمو کا عمل زندگی بھر جاری نہیں رہتا۔
- نمو خلیوں پر انحصار کرتی ہے۔
- نمو کی رفتار یکساں نہیں ہوتی ہے۔
- نمو کی رفتار میں فرق ہوتا ہے۔
- نمو کبھی تیزی سے اور کبھی اس رفتار سست ہو جاتی۔
- نمو ہمیشہ منظم ہوتی ہے۔
- نمو کبھی بھی اچانک نہیں ہوتا۔
- نمو اندرونی ہوتی ہے۔
- نمو کی نوعیت مقداری ہوتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)
1. پختگی کا تصور بیان کیجئے۔
2. نمو کی فطرت کی خصوصیات بیان کیجئے۔

ایک فرد کی زندگی ماں کے حاملہ ہونے کے لمحے سے شروع ہوتی ہے۔ فرد کی پیدائش زندگی کا قدرتی عمل ہے۔ فرد کی پیدائش سے پہلے بچہ ماں کے پیٹ کا ماحول اور پھر اسے اندرونی ماحول سے باہر آنے کے قابل بنتا ہے جہاں اسے اپنی نشوونما کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ نشوونما موت تک جاری رہتی ہے۔ اور اس میں وقتاً فوقتاً ہونے والی متعدد تبدیلیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ابتدائی سالوں میں ہونے والی تبدیلیاں بعد کے سالوں میں ہونے والی تبدیلیوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں اندرونی نمو کی وجہ سے ہیں۔ اندرونی نمو آہستہ آہستہ پختگی کی طرف جاتی ہے۔ نمو کے عمل میں ایک وقت ایسا آتا ہے جب زوال کا آغاز ہوتا ہے۔ اس طرح فرد کی زندگی میں دو حصے ہوتے ہیں یعنی نقطہ آغاز سے قبل از پیدائش کے مدت تک۔ نشوونما کی نفسیات انسان کی زندگی کا مطالعہ ان دو حصے یا انتہائیوں کے اندر کرتی ہے جو کہ پیدائش سے پہلے کے وجود سے لے کر زندگی کے زوال کے دور تک ہے جو موت پر ختم ہوتی ہے۔ اس طرح ان عوامل کا مطالعہ جو پیدائش اور نمو کا باعث بنتے ہیں اور زوال کا سبب بنتے ہیں وہ نشوونما کی نفسیات کے دائرے میں آتے ہیں۔

نشوونما کا ایک خاص پیٹرن ہے۔ نشوونما کسی خاص مدت تک محدود نہیں ہیں اس کے بجائے یہ پیدائش سے لے کر موت تک ایک مسلسل عمل ہے۔ اس کی رفتار اور فطرت میں تغیرات ہیں اور نشوونما کے مرحلے کی اپنی خصوصیات ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ نفسیات انسانی رویے کی ایک مثبت سائنس ہے۔ ایک سائنس کے طور پر اس کا مقصد انسانی رویے کی وضاحت پیش گوئی اور کنٹرول کرنا ہے۔ نفسیات کی ایک شاخ ہونے کے ناطے نشوونما کی نفسیات اپنے ماخذ کی نوعیت سے اشتراک کرتی ہے۔ نشوونما حیاتیات، ثقافت اور انفرادی عوامل کی مشترکہ تعمیر ہے۔ اس طرح نشوونما کی نوعیت میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہیں:

• نشوونما کا عمل ایک چلنے والا عمل ہے جو پیدائش سے لے کر موت تک جاری رہتا ہے۔ یہ عمل جسمانی پختگی کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

• نشوونما کا لفظ صرف مقداری تبدیلیوں کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ یہ بچے کی شخصیت کی تمام پہلوؤں میں پیش رفت کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے یعنی اس میں مقداری و معیاری پہلوں بھی شامل ہیں۔

- بچپن فرد کی زندگی کی نشوونما کا بنیادی دور ہے۔
- نشوونما، پختگی اور اکتساب کا نتیجہ ہے۔ یعنی نشوونما کے لئے پختگی اپنا رول بخوبی نبھاتی ہے اور اکتساب سے بھی نشوونما ہوتی ہے۔
- نشوونما ایک خاص اور پیش قیاسی پیٹرن کی پیروی کرتی ہے۔
- تمام افراد مختلف ہیں اور انکی نشوونما مختلف ہوتی ہیں۔
- کچھ خاص خصوصیات نشوونما کے ہر مرحلے سے وابستہ ہیں۔
- نشوونما کے ہر مرحلے میں رکاوٹیں شامل ہیں۔
- مختلف افراد کے بارے میں روایتی عقائد موجود ہیں۔

- رد عمل کی عمومی شکل سے زیادہ مخصوص شکلوں تک نشوونما ہوتی ہیں۔
- نشوونما بچے کے لئے حرکات میں فرق کرنا مزید ممکن بناتی ہے۔
- نشوونما پہلے سر کی ہوتی ہے اور پھر نیچے کی طرف بڑھتی ہے۔
- رویہ میں ترمیم و اضافہ نشوونما اور اکتساب کے نتیجے میں ممکن ہے۔
- نشوونما مختلف تو ہوتی ہے لیکن یہ بتدریج ہوتی ہے۔ اس میں وقت لگتا ہے۔
- نشوونما ترتیب وار ہوتی ہے۔ بچہ پہلے ریگلتا ہے اور پھر کھڑا ہونا سیکھتا ہے۔ اسی طرح الفاظ بھی نہیں بول پاتا اور وہ ماحول سے سیکھتا ہے۔
- نشوونما کے مختلف پہلوں ہوتے ہیں لیکن ان سبھی میں تعامل ہوتا ہے۔
- آپ جاننے ہیں کہ نشوونما ماحول اور توارث دونوں پر منحصر کرتی ہے۔
- اس طرح سے نشوونما کے پیٹ سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your progress)
1. نشوونما کی فطرت یا نوعیت بیان کیجئے۔
2. نشوونما کی نوعیت کی مختلف پہلوں کا اجاگر کیجئے۔

5.7 پختگی کی نوعیت (Nature of Maturity)

پختگی نمو کی تکمیل اور حاصل شدہ ذہنی، سماجی، اخلاقی و جذباتی نشوونما کی مضبوط بنانے کا مرحلہ ہے۔ پختگی بنیادی طور پر تطہیر کا عمل ہے اور اندر سے تبدیلی اور حیاتیات کی صلاحیتوں کی ترقی ہے۔ پختگی اکتساب کا ایک لازمی شرط ہے۔ اس کی عدم موجودگی مہارت کے مزید حصول کو روک دیتی ہے۔ یہ اکتساب کی بنیاد ہے اور اکتساب کی نشوونما ممکن ہوتی ہے۔ مجموعی جسمانی اور فکری تربیت اور مہارت کے لئے پختگی ضروری ہے۔ پختگی کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

1۔ جسمانی پختگی: جسمانی نمو اور نشوونما سے مراد ہے کہ انسان بچپن سے بڑھاپے تک کا منزل طے کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچہ بنیادی طور پر نشوونما کے ابتدائی مراحل میں اپنے اضطراب پر منحصر ہوتا ہے۔ پختگی کے عمل میں وزن، قد، پٹھوں کی ٹشوں (Tissue) میں اضافہ دیکھا جاتا ہے۔

2۔ وقوفی پختگی: اس کو اس طرح سے سمجھا جاسکتا ہے جس طرح سے ہم اپنے سوچنے کے انداز مسئلہ حل کرنے، رویہ، فیصلوں کو زندگی بھر تبدیل کرتے ہیں۔ پختگی اور عملی تفہیم نوعمری کی تکمیل کے بعد بھی جاری رہتی ہے اور جہاں فرد نئے ہنر سیکھتا رہتا ہے۔

اس لئے روزمرہ کے کاموں میں چیلینجز میں مہارت حاصل کرنے کے لئے جسمانی اور ذہنی پختگی کا رول ضروری ہے چونکہ پختگی ایک خود کار عمل ہے اس لئے اس کے لئے بیرونی اشیاء یا محرک کی ضرورت نہیں ہے۔

بچگی کی فطرت میں پہلے سے عوامل و خصوصیات شامل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- بچے اور ماں کی جسمانی صحت بچگی کو متاثر کرتی ہے۔ جس طرح کی صحت ماں اور بچے کی ہوگی اسی طرح بچگی کو متاثر کریگی۔
- کھانے میں غذائیت کی قدریں، یعنی غذائیت (Nutrition) کس طرح سے شامل کیا جاتا ہے جو بچگی کو متاثر کرے۔ اچھی غذائیت سے بچگی بہتر ہوگی اور خراب غذائیت برعکس کام کرے گی۔
- مختلف محرکات کی نمائش بھی بچگی کو متاثر کرتی ہے۔
- تربیت کے مواقع کس طرح کی فراہم کیے جاتے ہیں، جس سے بچگی بہتر ہو سکے۔
- بچگی جین (Gene) کا خالص مجموعہ ہے اور اس کے اثرات خود کو محدود کرنے والے زندگی کے چکر میں کام کرتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر وارثت پر مبنی ہے۔ یہ ایک بنیادی ممکنہ صلاحیت کو بیان کرنے کا عمل ہے۔
- کافی حد تک بچگی تبدیلی کا خود کار عمل ہے جہاں بچے میں مختلف ضروری تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ بچگی جسمانی اور ذہنی تفریق اور انضمام کا ایک خود کار عمل ہے۔

Gottlieb (1991) کے مطابق:

“Maturation brings growth and development occurring simultaneously and in a time bound manner Achievement of maturity in necessary either before and unlearned behaviour can occur or before baby has learned any particular behaviour”.

یعنی بچگی نمو اور نشوونما لاتی ہے جو بیک وقت اور ایک خاص مدت میں ہوتی ہے۔ بچگی کا حصول ضروری ہے یا تو اس سے پہلے کی کوئی غیر سیکھا ہوا رویہ رونما ہو سکے یا اس سے پہلے کی بچہ کوئی خاص رویہ سیکھ لے۔ اس میں جسم کے ساتھ ساتھ دماغ میں ساختی اور فعال دونوں تبدیلیاں شامل ہیں۔

لہذا بچگی کی فطرت یا نوعیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچگی کے ذریعہ بچہ مستقبل کے چیلنجوں کے لئے ضروری حل کے طرف بڑھتا ہے۔ بچگی کے عمل میں بچے میں جسمانی اور نفسیاتی موافقت پذیر تبدیلیاں شامل ہوتی ہیں۔ بچگی میں جسم کے ساتھ ساتھ دماغ میں اندرونی اور بیرونی تبدیلیاں شامل ہوتی ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your progress)

1. بچگی کی نوعیت بیان کیجئے۔

2. بچگی کو متاثر کرنے والے عوامل کو بیان کیجئے۔

5.8 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں یہ بات واضح کی گئی کہ نمو انسان میں ہونے والی جسمانی تبدیلیوں کو کہا جاتا ہے، جیسے قد، وزن، سائز اور اعضاء کی ساخت میں اضافہ، جو ایک خاص عمر تک جاری رہتا ہے۔ نمو مقداری تبدیلی ہے جسے ناپا اور تولا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس نشوونما ایک وسیع تر عمل ہے جس میں جسمانی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ذہنی، جذباتی، سماجی اور علمی ترقی بھی شامل ہے۔ یہ ایک مسلسل اور ترقی پزیر عمل ہے جو حمل سے لے کر موت تک جاری رہتا ہے۔ نشوونما کیفیتی تبدیلی ہے، جسے محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن ناپا نہیں جاسکتا۔ اس کے ذریعے فرد کی صلاحیتوں اور طرز عمل میں مثبت ترقی ظاہر ہوتی ہے۔

پختگی نشوونما کا آخری مرحلہ ہے جو بچے کو ایسے اعمال انجام دینے کے قابل بناتا ہے جو پہلے ممکن نہ تھے۔ یہ جسمانی اور وقوفی (cognitive) دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ جسمانی پختگی میں قد، وزن اور پٹھوں کی مضبوطی شامل ہے، جب کہ وقوفی پختگی میں سوچنے، مسئلہ حل کرنے اور فیصلہ سازی کی صلاحیتوں کی ترقی شامل ہے۔ مختصراً، نمو جسمانی تبدیلیوں کو، نشوونما جسمانی و ذہنی ہمہ جہت تبدیلیوں کو، اور پختگی نشوونما کے تکمیلی مرحلے کو ظاہر کرتی ہے۔

5.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:
- نمو سے مراد انسان میں ہونے والی ان تبدیلیوں سے ہے جن میں قد، وزن، سائز اور اندرونی اعضاء وغیرہ میں تبدیلیاں شامل ہیں۔
 - مقداری یا کیفیتی تبدیلیاں کو نمو کہتے ہیں۔
 - نمو میں بیرونی اور اندرونی اعضاء دونوں شامل ہیں۔ بیرونی اعضاء جو اوپر سے دیکھائی دیتے ہیں۔ جیسے انسان کا پورا جسم جس میں ہاتھ، ناک، کان وغیرہ شامل ہیں۔ اندرونی اعضاء میں دل، ہڈی، ہاضمہ وغیرہ شامل ہیں۔
 - نمو کا عمل زندگی بھر جاری نہیں رہتا بلکہ ایک خاص عمر تک جاری رہتا ہے۔
 - نمو کے عمل کو نشوونما کے پورے عمل کا ایک مرحلہ کہا جاسکتا ہے۔
 - نمو کے لفظ کے معنی محدود ہیں۔
 - نمو کے عمل کے دوران ہونے والی تبدیلیوں کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔
 - نمو کو ناپا اور تولا بھی جاسکتا ہے۔
 - نشوونما کا مطلب ہے انسان کا جسم اور وزن میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس کی علمی مہارتوں اور طرز عمل میں ہونے والی تبدیلیاں شامل ہیں۔
 - نشوونما سے مراد انسان میں واقع ہونے والی ان تبدیلیوں سے ہے جو حمل سے موت تک جاری رہتی ہے۔
 - نشوونما اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تبدیلیاں پسماندگی کے بجائے سمت میں آگے بڑھ رہی ہیں۔

- نشوونما مسلسل چلنے والا عمل ہے۔
- نشوونما میں کیفیت تبدیلیاں شامل ہیں۔
- نشوونما میں نمو کا جُز جڑا رہتا ہے۔ نشوونما میں نمو کے ساتھ ساتھ اسکے جسمانی اور ذہنی طرز عمل میں ہونے والی تبدیلیوں سے ہوتا ہے۔
- نشوونما کے نتیجہ میں انسان کے صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔
- کیفیت تبدیلیوں کو مخصوص کیا جاسکتا ہے۔ اسے ناپا نہیں جاسکتا۔
- صرف ترقی پزیر تبدیلیاں نشوونما کے زمرے میں آتی ہے جو مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے۔
- نشوونما وہ حالت ہے جس کا اظہار کسی جاندار میں مسلسل ترقی پسند تبدیلی کی صورت میں ہوتا ہے۔
- نشوونما نفسیات پوری زندگی کے دوران طرز عمل میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ سے مطابقت رکھتی ہے۔
- پختگی کے معنی نشوونما کی اس معین سطح سے ہے جس میں بچے اس کاموں کو کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں جنہیں اس سطح سے قبل نہیں کر سکتے تھے۔
- پختگی نشوونما کی آخری صورت ہوتی ہے۔ پختگی ایک ایسا عمل ہے جس سے جسمانی ساخت کے نتیجے میں طرز عمل میں تبدیلی آتی ہے۔
- نمو کی نوعیت یا فطرت میں ان خصوصیات کی شمولیت ہے جس میں جسم کے نمو میں اپنا رول ادا کرتی ہے۔
- نمو خلیوں پر انحصار کرتی ہے۔
- نمو ہمیشہ منظم ہوتی ہے۔
- نشوونما ایک خاص اور پیش قیاسی پیٹرن کی پیروی کرتی ہے۔
- نشوونما پہلے سر کی ہوتی ہے اور پھر نیچے کے طرف بڑھتی ہے۔
- نشوونما بتدریج ہوتی ہے۔
- نشوونما ترتیب وار ہوتی ہے۔
- پختگی بنیادی طور پر تطہیر کا عمل ہے اور اکتساب کا ایک لازمی شرط ہے۔
- پختگی کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔ ایک جسمانی پختگی اور دوسرا وقوفی پختگی۔
- جسمانی پختگی سے مراد جسم میں اضافہ دیکھا جاتا ہے اور اس کے عمل میں وزن، قد، پٹھوں کی ٹسوں (Tissue) میں اضافہ دیکھا جاتا ہے۔
- وقوفی پختگی سے مراد سوچنے کے انداز، مسلہ کا حل، رویہ فیصلوں کو زندگی بھر تبدیل کرتے ہیں۔

5.10 فرہنگ (Glossary)

تصور (Concept)	ایک مجرد خیال، کسی شے کے بارے میں اسکی فہم۔
نوعیت (Nature)	کسی شے کی بنیادی خصوصیات۔
نمو (Growth)	ایسی جسمانی تبدیلیاں جس کا ناپایا تو لا جاسکے۔
شیر خوارگی (Infancy)	بچے کی پیدائش سے لے کر 2 سال کا زمانہ۔
توارث (Heredity)	توارث سے مراد والدین کے طرف سے Gene کے ذریعہ آنے والی خصوصیات ہیں۔
مقداری تبدیلی (Quantitative changes)	مقداری تبدیلی جو صاف طور پر دیکھائی دیتے ہیں جیسے قد، وزن۔
نشو و نما (Development)	نشو و نما انسان کے اندر خصوصیات یا کیفیتیں تبدیلیاں شامل ہیں۔
پختگی (Maturity)	پختگی جس کے معنی نشو و نما کی آخری صورت ہوتی ہے جو دو طرح کی ہوتی ہے جسمانی اور وقوفی پختگی۔

5.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- 1- نمو سے متعلق ہے؟
 (a) وزن (b) شکل (c) ایمانداری (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 2- نشو و نما کو ظاہر کرتی ہے؟
 (a) وزن کا بڑھنا (b) ذہانت میں اضافہ ہونا (c) انسان میں اضافہ (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 3- پختگی کی تصور میں شامل ہے؟
 (a) ایک وقت کے بعد رک جاتی ہے (b) مسلسل بڑھتی رہتی ہے (c) ایک وقت کے بعد گھٹنے لگتی ہے (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 4- نشو و نما کی نوعیت ہے؟
 (a) پیدائش کے بعد رک جاتی ہے (b) پیدائش کے بعد گھٹنے لگتی ہے (c) صرف جوانی میں ہوتی ہے (d) پیدائش سے موت تک چلتی رہتی ہے
- 5- نشو و نما میں کون سے عوامل اثر انداز کرتے ہیں؟

- (a) توارث (b) ماحول (c) A اور B دونوں (D) ان میں سے کوئی نہیں
- 6- مقداری تبدیلی میں شامل ہے؟
- (a) وقوفی (b) سماجی (c) وزن (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 7- نشوونما کی پیمائش اور شکلیں ہیں؟
- (a) Anatomic (b) جسمانی (c) طرز عملی (d) مندرجہ بالا سبھی
- 8- Hurlock کے مطابق نشوونما کا مطلب ہے؟
- (a) تبدیلیوں کا ترقی پسند سلسلہ (b) تبدیلیوں کا وقت پر نہ آنا
- (c) بچے میں تبدیلی جلد آنا (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 9- نمو کا حد؟
- (a) مقرر نہیں ہے (b) مقرر ہے (c) مسلسل ہوتی رہتی ہے (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 10- پختگی کی قسمیں ہیں؟
- (a) جسمانی پختگی (b) وقوفی پختگی (c) A اور B دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- نمو کو مثال کے ذریعہ سمجھائیں۔
- 2- نشوونما کی خصوصیات بیان کریں۔
- 3- پختگی کا مفہوم بیان کریں۔
- 4- نمو کی فطرت واضح کریں۔
- 5- نشوونما کی نوعیت بیان کیجئے۔
- 6- پختگی کی نوعیت بیان کریں۔
- 7- کمیٹی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ بیان کریں۔
- 8- پختگی نشوونما کی آخری صورت ہوتی ہے۔ بیان کریں۔
- 9- وقوفی پختگی سے کیا مراد ہے؟ بیان کریں۔
- 10- نشوونما ترتیب وار ہوتی ہے بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- نمو کے معنی، مفہوم اور تصور کو وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔
- 2- نشوونما کے معنی، مفہوم اور تصورات کو مفصل بیان کیجئے۔
- 3- پختگی کے تصورات کو وضاحت کے ساتھ لکھیں۔
- 4- نمو کے نوعیت کے ساتھ انکی خصوصیات بیان کریں۔
- 5- نشوونما کی نوعیت کے کلیدی پہلوؤں کی وضاحت کریں۔

5.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

- 1- Agarwal, J.C. (2007). Essentials of Educational Psychology, New Delhi: Vikas Publishing House Pvt. Ltd.
- 2- Bhatnagar, S. (1985). Educational Psychology, Meerut, Loyal Book Depot.
- 3- Chauhan, S.S. (1992). Advanced Educational Psychology, New Delhi, Vikas Publishing House Pvt. Ltd.
- 4- Mangal, S.K. (2003). Advance Educational Psychology, New Delhi, Prentice Hill of India Pvt. Ltd.
- 5- Mathur, S.S. (1977), Educational Psychology Agra, Vinod Pushtak Mandir
- 6- Nirmala, J. (2022), Psychology of Learning and Human Development, Hyderabad: Neelkand Publications Pvt. Ltd.
- 7- Schopler, J. Weisz, J. King, Morgan, C. (1993). Introduction to Psychology, New Delhi: Prentice Hill of India Pvt. Ltd.
- 8- شریف خان (2004) جدید تعلیمی نفسیات ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔
- 9- ڈاکٹر آفاق ندیم خاں، سید معاذ حسین (2015) تعلیمی نفسیات کے پہلو، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔
- 10- مرزا شوکت بیگ، محمد ابراہیم خلیل و سید اصغر حسین (2012)، نفسیاتی اساس تعلیم، دکن ٹریڈرس بک سیلر، حیدرآباد۔
- 11- محمد شریف خاں (2000) تعلیم اور اسکے اصول، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔
- 12- ملک محمد موسیٰ، شازیہ رشید، تعلیمی نفسیات اور رہنمائی (2008) جدران پبلی کیشن، لاہور۔
- 13- مسرت زمانی (2001) تعلیمی نفسیات کے مختلف ذرائع ”ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ۔

14۔ طلعت عزیز، تعلیمی نفسیات (2020) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔

معروضی سوالات کی جوابی کنجی

C-6	A-1
D-7	B-2
A-8	A-3
B-9	D-4
C-10	C-5

اکائی 6۔ نمو اور نشوونما میں فرق، نشوونما کے اصول، نمو اور نشوونما کو متاثر کرنے والے عوامل: توارث اور ماحول

(Difference between Growth and Development, Principles of Development, Factors Influencing Growth and Development: Heredity and Environment)*

اکائی کے اجزاء

- 6.0 تمہید (Introduction)
- 6.1 مقاصد (Objectives)
- 6.2 نمو اور نشوونما میں فرق (Difference between Growth and Development)
- 6.3 نشوونما کے اصول (Principles of Development)
- 6.4 نمو اور نشوونما کو اثر انداز کرنے والے عوامل: توارث اور ماحول
- 6.5 خلاصہ (Summary)
- 6.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)
- 6.7 فرہنگ (Glossary)
- 6.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)
- 6.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

6.0 تمہید (Introduction)

انسان کے زندگی میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جس کا فہم اور معنی کو سمجھنا بہت مشکل سا لگتا ہے۔ آپ بھی اپنے تجربات کی روشنی میں یہ بتا سکتے ہیں کہ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کا مفہوم و معنی ایک جیسا لگتا ہے لیکن واقفانہ الفاظ میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہاں جو الفاظ آپ کے سامنے ہے وہ ہے نمو اور نشوونما۔ اکثر آپ نے نمو، نشوونما، بالیدگی افزائش کا استعمال ایک دوسرے کے طور پر کرتے آئے ہوں گے۔ لیکن اگر یہ عام انسان جس کا تعلق درس و تدریس سے یا تعلیم یافتہ نہ ہو تو سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ یہ الفاظ ایک دوسرے کے لئے استعمال

* Prof. Shafayat Ahmad, Professor, MANUU CTE, Darbhanga

کریں تو کوئی بات نہیں۔ لیکن ایک استاد ہونے کے ناطے آپ اور ہم تو ان الفاظ کا استعمال مخصوص معنی یعنی کہ جو الفاظ جس کے لئے بنائے گئے ہے اسی کے لئے استعمال ہو تبھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ ان الفاظ کے صحیح استعمال کو جانتے ہیں۔

پچھلے اکائی میں آپ نمو اور نشو و نما کے مفہوم، معنی، تصور اور نوعیت کو سمجھ گئے ہوں گے۔ لیکن یہاں دونوں الفاظ کے فرق کو باریکی سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ایک استاد کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ بچوں کے نمو اور نشو و نما کے مختلف فرق کو سمجھ کر اس کی اطلاق کر پائے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر فرد ایک انفرادیت کا حامل ہے اور اپنے آپ میں انوکھا ہے۔ اس لئے آپ کو نشو و نما کے مختلف اصول کی معلومات بھی رکھنی چاہئے۔ چاہے وہ مسلسل کا اصول ہو یا ترتیب کا۔ سبھی اصول اپنے آپ میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ جب تک یہ اصول کی معلومات ایک استاد کو نہیں ہوگی تو وہ بچے کی نشو و نما کو سمجھنے سے کاثر رہے گا۔ اس اکائی میں نمو اور نشو و نما کو اثر انداز کرنے والے عوامل یعنی توارث اور ماحول پر بھی بحث کی جائے گی۔ توارث جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بچوں کی نشو و نما میں اہم رول ادا کرتی ہے ساتھ ساتھ ماحول کا بھی اثر ہوتا ہے۔ لیکن ایک استاد کی سمجھ ہونی چاہئے کہ وہ کون سی قوتیں ہیں جو مختلف عوامل کی بنیاد بنتی ہے جو نشو و نما کو اثر انداز کرتی ہے۔ اس طرح کی سمجھ جب آپ میں ہوگی تو آپ انفرادیت یعنی انفرادی اختلاف کو دھیان میں رکھتے ہوئے درس و تدریس کا کام انجام دے سکتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ ایک کامیاب استاد کی فہرست میں نام درج کر رہے ہوں گے۔ اس لئے یہ اکائی استاد کے لئے اہم ہو جاتا ہے کہ وہ نمو اور نشو و نما کی فرق کے ساتھ ساتھ نشو و نما کے اصول اور نشو و نما اور نمو کو اثر انداز کرنے والے عوامل کی معلومات حاصل کریں جس سے ان کی درس و تدریس میں اثر دیکھنے کو مل پائے۔

6.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کو مکمل کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- نشو و نما اور نمو میں فرق کر سکیں۔
- نشو و نما کے مختلف اصول کی وضاحت کر سکیں۔
- نشو و نما پر توارث کے اثرات کی وضاحت کر سکیں۔
- نشو و نما پر ماحول کے اثرات کو سمجھا سکیں۔

6.2 نمو اور نشو و نما میں فرق (Difference between Growth and Development)

Encyclopedia Britannica میں نمو کی تعریف سائز میں اضافہ کے طور پر کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نمو میں وہ تمام ساختی اور جسمانی تبدیلیاں شامل ہوتی ہیں جو پختگی کے دوران فرد کے اندر ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر بچے کی نمو کا مطلب ہے وزن، قد، اور بچے کے جسم کے مختلف اعضاء میں اضافہ۔ وہیں Webster کی لغت میں نشو و نما کو تبدیلیوں کی ایک سیریز کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو ایک جاندار جنین کے مرحلے سے پختگی کی طرف گزرتا ہے۔ یعنی نشو و نما میں وہ تمام تبدیلیاں شامل ہیں جو کسی جاندار کے مختلف اعضاء کے

افعال اور سرگرمیوں میں شامل ہوتی ہیں۔

نمو اور نشوونما میں فرق کو مندرجہ ذیل طور پر سمجھنا آسان ہوگا۔

نشوونما	نمو
(1) نشوونما سے مراد فرد میں مجموعی تبدیلیاں ہیں۔ نشوونما میں پختگی کے مقصد کے طرف ایک منظم اور مربوط قسم میں تبدیلیاں شامل ہیں۔	(1) نمو سے مراد جسمانی تبدیلیاں ہیں۔
(2) نشوونما سے مراد انسان میں جسمانت اور وزن کے ساتھ اس کے علم کی مہارتوں اور طرز عمل میں ہونے والی ترقی امور تبدیلیوں سے ہے۔	(2) نمو سے مراد انسان کی جسمانت اور وزن میں ہونے والے اضافے سے ہے۔
(3) مقداری تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ معیاری پہلوؤں کی تبدیلی بھی نشوونما میں شامل ہے۔	(3) مقداری تبدیلیوں کو نمو کہا جاتا ہے۔
(4) نشوونما کے اندر جسمانت اور وزن کے ساتھ قابلیت اور کیفیت بھی تبدیلی رہتی ہے اور کاموں کے طریقہ میں درستگی ہوتی ہے۔	(4) نمو ایک ایسا پہلو ہے جس کے اندر تبدیلی کو ناپا اور تولا جاسکتا ہے جیسے لمبائی، اونچائی وزن وغیرہ۔
(5) نشوونما کی کوئی حد متعین نہیں ہوتی۔ یہ مسلسل چلنے والا عمل ہے جو تاحیات جاری رہتا ہے۔	نمو کی ایک حد ہوتی ہے جسے پختگی کہتے ہیں۔
(6) نشوونما کا میدان حد درجہ وسیع ہوتا ہے۔ اس میں جسمانی اضافے کے ساتھ ساتھ ذہنی، لسانی، جذباتی، سماجی اور اخلاقی پہلو بھی شامل ہیں۔	(6) نمو صرف جسمانی اعضاء اور ان کی عملی قوتوں میں ہونے والے اضافے تک محدود رہتی ہے۔
(7) اس میں قیمتی تبدیلیوں کو ناپا جاسکتا ہے لیکن کیفیت تبدیلیوں کو ناپا نہیں جاسکتا۔ اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اسے خصوصی طریقہ اور تراکیب کی ضرورت ہے۔	(7) نمو کو ناپا جاسکتا ہے۔
(8) نشوونما ہمیشہ عمومی سے خصوصی کے طرف ہوتی ہے۔	(8) نمو کی رفتار شیرخوارگی کے زمانے میں زیادہ ہوتی ہے اور بعد میں کم اور سست ہو جاتی ہے۔
(9) نشوونما عمر بھر مسلسل جاری رہتی ہے۔	(9) نمو عمر بھر جاری نہیں رہتی۔
(10) نشوونما پختگی اور ماحول کے ساتھ تعامل دونوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔	نمو خلیات کے ضرب کی وجہ سے ہوتی ہے۔
(11) نشوونما تنظیمی ہے۔	(11) نمو خلیاتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your Progress)

- 1- نمو اور نشوونما میں کیا فرق ہے؟ بیان کریں۔
- 2- نمو اور نشوونما میں فرق کو مثال سے سمجھائیں۔

6.3 نشوونما کے اصول (Principles of Development)

کسی بھی شے کا مشاہدہ اور مطالعہ کرنا ایک پیچیدہ عمل ہے۔ اور اشرف المخلوقات کا مطالعہ تو یقیناً پیچیدہ ہے کیونکہ قدرت نے اسے ایک دماغ دیا ہے جس کا استعمال انسان مختلف طریقے سے کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے طرز عمل کو سمجھنا ایک پیچیدہ کام ہے۔ نشوونمائے ماہر نفسیات کا خیال ہے کہ نشوونما کے درست پیٹرن کا علم بچوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ ان کا یہ خیال ہے کہ انسانی نشوونما کے اس عمل کا بہت محنت اور باریکی سے مطالعہ کیا ہے اور اس نشوونما کے مراحل کی تکمیل میں جو حقائق رونما ہوئے انہیں نشوونما کے اصول کی شکل میں پیش کیا ہے۔ کیونکہ بہت سے بنیادی اصول ہیں جو نمو اور نشوونما کے پیٹرن اور عمل کی خصوصیت کرتے ہیں۔ یہ اصول عام نشوونما کو ایک متوقع اور منظم عمل کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ بچوں کی شخصیتوں، رویوں اور طرز عمل میں انفرادی اختلافات ہوتے ہوئے بھی نشوونما کے اصولوں اور خصوصیت عامگیری پیٹرن ہے۔ نشوونما کے اہم اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) تسلسل کا اصول (Principle of Continuity)

نشوونما ایک مسلسل عمل ہے یعنی نشوونما ایک فرد کی زندگی بھر جاری رہتی ہے۔ اس کو دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ قرار حمل سے لے کر موت تک نشوونما ہوتی رہتی ہے۔ یا یوں کہیں کی نشوونما اچانک نہیں ہوتی بلکہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ مسلسل عمل سے مراد یہ ہے کہ یہ عمل اس ماحول کے ساتھ تعامل میں ہوتا ہے جس میں انسان رہتا ہے۔ نشوونما کا ایک مرحلہ نشوونما کے اگلے مرحلے کا بنیادی فریم ورک ہے۔ ایک بچہ اپنے ماحول کے بارے میں محدود معلومات اور تجربات رکھتا ہے لیکن جیسے جیسے اس کی نشوونما ہوتی وہ ریسرچ کے ذریعے مزید معلومات حاصل کرتا ہے اور پہلے سے حاصل کردہ مہارتوں میں اضافہ کرتا ہے اور نئی مہارتیں مزید کامیابیوں اور مہارتوں میں ماسٹری حاصل کرنے کی بنیاد بن جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر بچہ لکھنے اور ڈرائنگ کرنے کے قابل ہے تو اس کے پیچھے اس کی مشق ہوئی ہوگی کہ اس سے پینسل کو ہاتھ میں پکڑنا کیسے ہے یعنی کہ ہینڈ کنٹرول کیا ہوگا۔ اس طرح ایک شخص بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ وسیع تجربات اور علم رکھتا ہے۔

آپ کو اس اصول سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نشوونما کے عمل کی رفتار یکساں نہیں ہو سکتی ہے لیکن یہ اس وقت تک نہیں رکتی جب تک فرد میں ذہنی اور جسمانی خصوصیات پختگی تک نہ پہنچ جائیں۔ بچے کی یہ نشوونما سبھی مرحلے میں ہوتی رہتی ہے۔ یعنی یہ عمل مسلسل چلتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی کی پختگی ہو چکی ہے پھر بھی اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک چار سال کا بچہ کچھ الفاظ سیکھ لیتا ہے لیکن بعد میں وہی بچہ اس الفاظ سے جملہ بنانا سیکھتا ہے۔ اس لئے نشوونما کبھی ختم نہیں ہوتی بلکہ یہ موت تک چلتی رہتی ہے۔ Skinner کے لفظوں میں نشوونما کے عمل کے تسلسل کا اصول صرف اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسان میں کوئی اچانک تبدیلی

نہیں ہوتی۔ تبدیلیاں مسلسل جاری رہتی ہیں اور زندگی کی اس مدت تک جاری رہتی ہیں جب انسان کی روح فنا نہیں ہو جاتی۔ مثلاً انسان کی جسمانی نشوونما رفتہ رفتہ ہوتی ہے اور پختگی حاصل کرنے کے بعد اس کی نمود رک جاتی ہے۔

(2) ترتیب واریت کا اصول (Principle of Sequentiality)

ماہرین نفسیات شرلے (Shirley) اور گیسیل (Gesell) اس بات پر متفق ہیں کہ نشوونما ترتیب وار یا باضابطہ ہوتی ہے۔ یعنی متعین ترتیب میں ہوتی ہے۔ ترتیب کا اصول یہ بتاتا ہے کہ ہر فرد اگرچہ تبدیلی میں فرق ظاہر کرتا ہے لیکن تبدیلی کے ایک ہی ترتیب کی پیروی کرتی ہے۔ اس اصول کے مطابق ہر جاندار چاہے انسان ہو یا جانور اپنی تخلیق کے مطابق نشوونما کے پیٹرن پر چلتا ہے۔ مثال کے طور پر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ بول سکے یا کوئی الفاظ ہی زبان سے نکال سکے۔ یہ سمجھتا ہے کہ یہ قدرتی ہے کہ بچہ کو پیدائش کے وقت قدرت نے صلاحیت نہیں دی ہے کہ وہ بول سکے۔ دوسرے لفظوں میں بچہ بولنا نہیں جانتا۔ وہ جس ماحول میں رہتا ہے وہی زبان سیکھتا ہے۔ شروعاتی دنوں میں آپ صرف بچے کے رونے کی آواز سنتے ہیں لیکن وہ ماحول سے دوسرے کی آواز سنتا ہے اور اس کی نقل کر کے بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی ترتیب کا اصول ہے۔ سبھی ممالک میں یہ ترتیب ایک جیسی ہوتی ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ بچہ پیدا ہوتے ہی بولنے لگے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ پیدائشی صلاحیت بھی ترتیب وار آتی ہے۔ ترتیب کے اصول کو دوسرے لفظوں میں اس طرح سے اچھی طرح سمجھایا جاسکتا ہے کہ نشوونما کے قبل از پیدائش کے مرحلے میں ایک جنسیاتی ترتیب کی پیروی کی جاتی ہے جو مخصوص خصوصیات کے ساتھ مقررہ وقفوں پر ظاہر ہوتی ہے۔ نشوونما کی ترتیب اور سمت کو برقرار رکھنے میں تین تصور اپنا رول ادا کرتی ہیں وہ ہیں:

• Cephalocaudal

• Proximodistal

▪ Locomotion

Cephalocaudal کا مطلب ہے سر سے پاؤں تک۔ اس طرح سیفالو کاڈل سے مراد نشوونما کے عمومی پیٹرن ہیں جو پیدائش کے بعد کی نشوونما کے ابتدائی سالوں میں یعنی خاص طور پر شیرخوارگی سے لے کر ٹوڈلر ہوڈ (Toddlerhood) تک ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں Cephalocaudal رجحان ظاہر کرتا ہے کہ نشوونما طولانی سمت یعنی سر سے پاؤں تک آگے بڑھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بچہ چلنے سے پہلے سر پر قابو پالیتا ہے۔ وہیں Proximodistal نشوونما حرکاتی مہارت کی نشوونما کے عمومی رجحان کو بیان کرتی ہے جو کسی حیاتیات یا جاندار کے بیچ سے شروع ہوتی ہے اور تب باہر کے طرف جاتی ہے۔ درمیانی حصہ پہلے تیار ہوتا ہے اور حرکت وہاں سے باہر کے طرف پھیلتی ہے۔ شیرخوار بچے پہلے اپنے دھڑ اور پھر اپنے بازو و ٹانگوں کو حرکت دینا سیکھتے ہیں۔ اس طرح بچے کی ابتدائی مرحلے میں حرکاتی مہارتوں کے بجائے بنیادی عضلات کی مشق کی جاتی ہیں۔ اس طرح بچے کے نشوونما کے عمل میں ترتیب کی پیروی کرتا ہے کیونکہ وہ کوئی حروف تہجی لکھنے سے پہلے کچھ بے ترتیب لکیر کھینچتا ہے۔

تیسری چیز لوکوموشن (Locomotion) ہے۔ لوکوموشن میں ریگننا، چلنا، دوڑنا، سرپٹ دوڑنا، اچھلنا سبھی انسانی فانیلو جینیٹک (phylo genetic) ہم آہنگی کے پیٹرن ہیں۔ لوکوموشن دنیا کے مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے تمام افراد میں ایک ترتیب سے نشوونما

و نمایاتا ہے۔ آپ نے غور کیا ہو گا کہ نوزائیدہ بچے یعنی شیرخوارگی میں نشوونما کی شرح مختلف ہوتی ہیں لیکن انہیں کچھ مراحل سے گزرنا ہوتا ہے۔ بچہ پہلے ریٹگنا شروع کرتا ہے اور پھر آزادانہ طور پر چلنا شروع کرتا ہے اور یہ نشوونما بتدریج بہتر ہوتی جاتی ہے۔

(3) یکسانی نمونے کا اصول (Principle of Uniform Pattern)

نشوونما متوقع ہے۔ یعنی نمونہ کی یکسانیت اور نشوونما کی ترتیب کی مدد سے پیش گوئی کر سکتے ہیں۔ کائنات میں مختلف نسل موجود ہیں چاہے وہ انسان ہو یا حیوان تمام مخلوق کی اپنی خصوصیات ہے۔ لیکن تمام کی پیدائش اور نشوونما ایک جیسی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق کی نشوونما ایک خاص پیٹرن میں ہی ہوتی ہے۔ آپ بچے کی نمو اور نشوونما کے ایک خاص مرحلے میں اس کے مختلف پہلوؤں سے بچے کے طرز عمل کی پیش گوئی کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر قرار حمل سے لے کر بچے کی پیدائش کا وقفہ نو مہینہ کو ہوتا ہے۔ یہی یکسانیت کا اصول ہے۔ نوزائیدہ بچے کو کوئی چوسنا نہیں سیکھا تا بلکہ سبھی بچے کی یہ صلاحیت پیدائشی ہے اور سبھی ممالک میں یہ یکساں ہے۔ ماہرین نفسیات نے یہ واضح کیا ہے بچہ تقریباً چار ماہ کی عمر میں پیٹ کے بل کھسکتا ہے۔ تقریباً چھ ماہ کی عمر میں گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور دس ماہ کی عمر میں اپنے پیروں پر کھڑا ہو جاتا ہے اور 12 ماہ کی عمر میں اپنے پیروں سے چلنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ سبھی ممالک میں یہ نشوونما ایک جیسی ہوتی ہے جو یکسانیت کے اصول پر منحصر ہے۔ اس پیٹرن کے لحاظ سے ہر شخص کے درمیان توازن موجود ہے۔ انسانی عمل کے رویے کے نشوونما کے عمل میں یہ پہلے سے طے ہوتا ہے کہ کون سا رویہ اس کے بعد آئے گا۔ مثال کے طور پر ہر بچہ پہلے بیٹھے گا، پھر ریٹگے گا پھر کھڑا ہو گا اور آخر میں چلے گا۔

یکسانیت کا اصول سبھی بچوں پر لاگو ہوتا ہے۔ اس طرح نشوونما کا عمل ایک خاص عالمگیر مستقل مزاجی کو برقرار رکھتے ہوئے منظم ہوتا ہے۔ ایک استاد کی حیثیت سے اس بات کی واقفیت رکھتے ہوں گے کہ بچے کی نشوونما میں اس اصول کی کتنی اہمیت ہے۔ آپ ایک والدین کے ناطے بھی آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ بچے کی نشوونما کہاں سے شروع ہوتی ہے جیسے بچہ ریٹگے سے پہلے بیٹھے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ بچہ پہلے ریٹگے گا پھر بیٹھے گا یا پہلے چلے گا پھر کھڑا ہو گا۔ اس لئے آپ کے اپنے بچے کی موجودہ نشوونما کی بنیاد پر اس کے مستقبل کی نشوونما کا اندازہ لگانا ممکن ہے۔ بچے کی موجودہ ذہنی صلاحیت کا علم اس کے حتمی ذہنی نشوونما کا اندازہ لگانے میں مدد کر سکتا ہے۔ اس طرح یکسانیت پیٹرن کے اصول سے مراد وہ پیٹرن ہے جس میں نشوونما جو بچوں میں ہوتی ہے وہ عالمگیر ہے اور مختلف انفرادی اختلاف کے باوجود ایک یکساں پیٹرن میں ہے۔ مثال کے طور پر بچے کے دودھ کے دانت دوسرے دانتوں سے پہلے نکلتے ہیں۔

(4) نشوونما کے متعین رخ کا اصول (Principle of Direction of Development)

اس اصول کے مطابق جسمانی اور حرکیاتی نشوونما دو سمتوں پر عمل کرتی ہے۔ ایک سمت سر سے پیر کی سمت ہے۔ یعنی بچے کی نشوونما سر سے پیر کی طرف ہوتی ہے۔ مثلاً بچہ اپنی زندگی کے پہلے ہفتہ میں صرف سر اٹھاتا جو کہ حرکیاتی نشوونما ہے۔ تین مہینے کے اندر آنکھوں کا ٹھہراؤ کر سکتا ہے۔ مطلب آنکھوں کی رفتار پر قابو کر سکتا ہے۔ چھ ماہ میں بچہ اپنی ہاتھوں کی حرکت پر اختیار حاصل کر لیتا ہے اور نو ماہ میں وہ سہارا لئے بغیر بیٹھ سکتا ہے اور بارہ ماہ میں وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

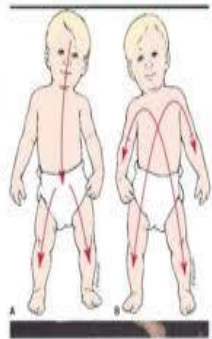
دوسرے لفظوں میں ساخت اور افعال میں بہتری یا افزائش سر سے اس کے بعد بچ میں اور آخر میں پیر یا ٹانگوں کی طرف ہوتی

ہے۔ یہ اصول قبل از پیدائش اور بعد از پیدائش کے نشوونما کے معاملے میں بھی لاگو ہوتا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جنین میں سر کا حصہ سب سے پہلے نشوونما پاتا ہے اور اس کے بعد بچہ کا پھر دیگر اعضاء کا۔ درحقیقت حاملہ ہونے کے آٹھ ہفتوں بعد سر جنین (Embryo) کی پوری لمبائی کے نصف کا برابر ہوتا ہے۔ جنین (Embryo) سے مراد کسی انسان کی نشوونما کا مرحلہ جب وہ انڈے میں ہوتا ہے۔ انسانوں میں یہ لفظ حاملہ ہونے کے بعد ساتویں ہفتے کے آخر تک غیر پیدائشی بچے پر لاگو ہوتا ہے اور آٹھویں ہفتے سے پیدا ہونے والے بچے کو Foetus کہا جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ قبل از پیدائش سر جسم کا سب سے تیزی سے بڑھنے والا حصہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باقی حصہ کی نشوونما نہیں ہوتی لیکن اس وقت سر کی نشوونما میں باقی حصوں سے زیادہ تیزی رہتی ہے۔ چونکہ پیدائش سے پہلے سر کی نشوونما زیادہ ہوتی ہے اس لئے ظاہر ہے کہ یہ پیدائش کے وقت جسم کے کسی بھی دوسرے حصے سے زیادہ نشوونما ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ بچے بیٹھنے کی صلاحیت حاصل کرنے سے پہلے اپنا سر اٹھانا سیکھ لیتے ہیں اور چلنے کے قابل ہونے سے پہلے بیٹھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

دوسری سمت جس کی پیروی جسمانی اور حرکیاتی نشوونما کرتی ہے جسم سے آخر تک ہے۔ نشوونما باہر کی طرف بڑھتی ہے۔ جسم کے اعضا اور پٹھے جو محور کے قریب ہوتے ہیں اس میں پہلے اضافہ ہوتا ہے اور جو سب سے دور ہوتے ہیں وہ آخر میں نشوونما پاتے ہیں۔ قبل از پیدائش میں سر، ریڈھ کی ہڈی، دل اور تنے جو جسم کے مرکز کے طرف ہوتے ہیں سب سے پہلے نشوونما پاتے ہیں۔ بازو اور ٹانگیں جو محور سے دور ہیں بعد میں نشوونما پاتے ہیں اور انگلیاں جو انتہائی سروں پر ہیں آخر میں نشوونما پاتی ہیں۔ یہ اصول حرکیاتی کو آرڈیننس میں بھی واضح ہے۔ بازوؤں کی حرکت جس میں بچہ سب سے پہلے قابو پاسکتا ہے۔ آہستہ آہستہ بچہ کہنی کے پٹھوں کو کنٹرول کرنا سیکھتا ہے اور پھر انگلیوں کو اس طرح یہ اصول بتاتی ہے کہ نشوونما کا متعین رخ ہوتا ہے جس سے آپ سبھی پہلے سے بھی واقفیت رکھتے ہوں گے۔ اور بحیثیت ایک استاد کو یہ معلوم ہوتی ہے چاہے کی نشوونما کا رخ کیا ہو گا ہے اور کیسے نشوونما پاتی ہے۔

Cephalocaudal direction

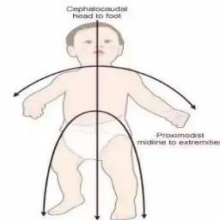
The process of cephalocaudal direction from head down to tail. This means that improvement in structure and function come first in the head region, then in the trunk, and last in the leg region.



2. Proximodistal

Proximodistal direction

The process in proximodistal from center or midline to periphery direction. development proceeds from near to far - outward from central axis of the body toward the extremities



(5) عمومی سے خصوصی رد عمل کا اصول (Principles of General to Specific Responses)

ماہرین نفسیات نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ انسان کا رد عمل تجربات کے بنیاد پر تبدیل ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی عمومی سے خصوصی کے طرف ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا ہو گا ایک چھوٹا بچہ مٹی کو ہی منہ میں ڈالتا ہے کیونکہ یہ قدرتی ہے جو عام ہے اور وقت کے ساتھ وہ

منہ میں صرف کھانے کی چیزوں کو رکھتا ہے یہ خصوصی نشوونما ہے۔

حرکیاتی نشوونما میں شیرخوار بچے صرف انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا استعمال کرنے سے پہلے کسی چیز کو پوری ہاتھ سے پکڑ سکتا ہے۔ نوزائید کی پہلی موٹر حرکتیں بہت عام، غیر مستقیم اور اضطرابی ہوتی ہیں۔ یعنی کسی چیز تک پہنچنے سے پہلے وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ بازو کو ہلا سکیں۔ دوسری مثال یہ بھی ہے کہ زبان کی نشوونما میں بچے پہلے عام رد عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے بعد مخصوص رد عمل کرتے ہیں۔ یعنی پہلے لفظ بھی نہیں بولتے اور بعد میں جملہ کی شکل میں بولتے ہیں۔ ایک مثال یہ بھی ہے کہ بچہ شیرخوارگی میں کوئی بھی چیز بنا سوچ سبھے چھو لیتا ہے یا بے احتیاطی سے سبھی چیز کو پکڑ لیتا ہے اور بعد میں احتیاط کے ساتھ پکڑنے لگتا ہے۔ بچوں کے ابتدائی سالوں میں جب آپ قریب سے مشاہدہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ حالات میں بچے کا رد عمل عام فطری بات ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ آہستہ آہستہ نشوونما پاتا ہے اور رد عمل کی فطری رد عمل ہو جاتا ہے۔ عمومی سے خصوصی رد عمل کا یہ اصول درحقیقت نشوونما کے تمام تین ڈومینز میں دیکھا جاسکتا ہے جو 1۔ جسمانی 2۔ نفسیاتی و سماجی اور 3۔ وقوفی ہیں۔

1۔ جسمانی: ☆ اونچائی ☆ وزن ☆ تناسب ☆ جسمانی افعال ☆ ظہور ☆ تصورات ☆ حسی حرکی صلاحیتیں ☆ مجموعی جسمانی صحت
2۔ نفسیاتی و سماجی: اس میں مختلف نشوونما شامل ہوتی ہیں جو ☆ جذبات ☆ خود آگہی اور تفہیم ☆ باہمی مہارت ☆ رشتہ اور دوستی ☆ اخلاقی نشوونما ☆ طرز عمل ہیں۔

3۔ وقوفی نشوونما: اس کے زمرے میں ☆ حافظہ ☆ توجہ ☆ زبان ☆ استدلال ☆ تحلیل ☆ تخلیقی صلاحیت شامل ہیں۔
مثال کے طور پر جب آپ ایک نوزائید بچے کے جوش و خروش کو دیکھیں گے جو صرف چند دن کا ہے تو یہ جوش کی ایک طرح سے منقطع شکل کی طرح نظر آئے گا۔ لیکن آپ چند دنوں تک بچے کو قریب سے مشاہدہ کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ اس کا ہر اظہار مختلف ہے اور متعلقہ جذبات جیسے خوشی، تکلیف، درد، مایوسی وغیرہ کے لئے مخصوص ہے۔ نشوونما کا یہ اصول عمومی سے خصوصی کی طرف آگے بڑھتا ہے وہی ہے جو ہر بچے کے غیر مربوط بے ترتیب لمحات کے پیچھے ہوتا ہے اور بعد میں یہی رد عمل مخصوص لمحات میں بدل جاتا ہے۔

(6) انضمام کا اصول (Principles of Integration)

نوزائید بچہ دوسرے پر منحصر کرتا ہے۔ اس کی سرگرمیاں اس کے کنٹرول میں نہیں ہوتی ہیں۔ وہ بچہ جو کچھ سیکھتا ہے وہ جز کی شکل میں سیکھتا ہے اور جز سے کل کی جانب بڑھتا ہے۔ اس حقیقت کو ماہرین نفسیات، انضمام کے اصول کے طور پر پیش کیا ہے۔ انضمام کے اصول کا مطلب یہ ہے کہ ایک بچہ نشوونما کے ساتھ ساتھ مختلف حصوں کو مربوط کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک بچہ پہلے مختلف آوازیں بولتا ہے لیکن لسانی نشوونما کے ساتھ بچہ ان آوازوں کو الفاظ میں، الفاظ کو معنی کے ساتھ جملوں میں ضم کرنا سیکھتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں انضمام کا مطلب ہے مختلف حصوں کو تیزی سے ایک پیچیدہ ڈھانچہ بنانے کے لیے ہم آہنگی۔ اس سے مختلف طرز عمل کے پیڑن کا ہم آہنگی بھی مراد ہے جس کے نتیجے میں پیچیدگی کی اعلیٰ سطح ہوتی ہے۔ انضمام کا اصول نشوونما کے تمام حصوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ابتدائی کے سالوں میں اگر آپ غور و فکر کریں تو پائیں گے کہ شیرخوار کے چہروں پر مسکراہٹ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ

مختلف لوگوں کو نہیں پہچان سکتا۔ لیکن کچھ دنوں بعد ماں کے چہروں کو دوسرے کے چہروں سے الگ کرنا یا پہچاننا سیکھ لیتا ہے۔ اور صرف اسے دیکھ کر ہی مسکراتا ہے۔ آہستہ آہستہ شیر خوار دوسرے لوگوں کو پہچانتا ہے جو اس کے ساتھ باقاعدگی سے بات چیت کرتے ہیں اور مسکراتے ہیں۔ صرف ان لوگوں پر جو اس سے واقف ہیں۔ اس طرح وہ چہروں کو فرق کرنا سیکھ جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں فرق کر سکتا ہے جسے وہ جانتے ہیں اور جسے وہ نہیں جانتے۔ بچے اب ماں کے چھونے اور اس کی مہک کو دوسروں سے الگ کر سکتا ہے۔ پھر وہ ماں کے چہرے، ماں کا چھونا، مہک، آواز کو یکجا کرتا ہے اور یہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ تمام خصوصیات ایک ہی شخص سے تعلق رکھتے ہیں۔

بچے میں وقوفی نشوونما بھی انضمام کے ذریعے آگے بڑھتی ہے۔ بچہ پہلے کم اور زیادہ میں فرق کرنا سیکھتا ہے۔ اس سے بعد میں نمبر و تعدد و شمار یعنی نمبر کو مخصوص طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ان تصورات کا استعمال کرتے ہوئے پھر ان کو جوڑ، گھٹاؤ، تقسیم اور ضرب کئے گئے اور پیچیدہ تصورات سیکھنے کے لئے انضمام یا مربوط کرتا ہے۔ اس طرح بچہ چلنا سیکھتا ہے اور جوں جوں وہ بڑا ہوتا ہے چلنا، دوڑنا، اچھلنا وغیرہ میں فرق کرتا ہے۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ جب بچہ چلنا سیکھتا ہے تو وہ محض خوشی کے لئے چلتا ہے۔ بعد میں وہ کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ سکتا ہے۔ اس طرح سے پیدل چلنا، چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے مقصد کے ساتھ انضمام ہو جاتا ہے۔

(7) نشوونما کی مختلف رفتار کا اصول (Principle of Different Rate of Development)

نشوونما کی رفتار یکساں نہیں ہوتی۔ ماہرین نفسیات مانتے ہیں کہ زیادہ تر حالات میں نشوونما اور نمو کی رفتار مختلف ہوتی ہے۔ لڑکے اور لڑکیوں کی نشوونما میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ بات اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نشوونما کے مختلف مرحلے میں رفتار مختلف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ابتدائی بلوغت کے دور میں ہاتھ، پیر، ناک کی نشوونما ہو جاتی ہے اور ذہنی نشوونما بعد میں پروان چڑھتی ہیں اور آخر میں یہ سست پر جاتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں مختلف رفتار کا اصول اس طرح سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ہر بچہ مختلف ہوتا ہے یعنی انفرادی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انفرادی بچوں کی نشوونما مختلف ہوتی ہے۔ اگرچہ نشوونما کا پیٹرن اور تربیت عام طور پر تمام بچوں کے لئے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن ہر ایک فرد کی نشوونما کے مختلف مراحل پر پہنچنے کی رفتار مختلف ہوگی۔ نشوونما کے رفتار میں انفرادی فرق کی اس حقیقت کو سمجھنے میں محتاط رہنا چاہئے کی ان کی خصوصیات اور سطح عمر کے حساب سے ہوں۔ کسی بھی ترقیاتی کام کو انجام دینے کے لئے عمر کی ایک حد ہوتی ہے۔ یہ اوسط بچے کی تصور کو مسترد کرتا ہے۔ کچھ بچے دس ماہ کے عمر میں چلنا سیکھ جاتے ہیں کچھ پندرہ ماہ کے عمر میں چل پاتے ہیں۔ یہاں ایک بچے کی نشوونما کو دوسرے بچے کے ساتھ موازنہ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ نشوونما کی رفتار بھی انفرادی بچے کے اندر یکساں نہیں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچے کی جذباتی نشوونما اس کے سماجی نشوونما میں زیادہ تیزی ہو سکتی ہے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ ایک لڑکا کا قد تیزی سے بڑھ سکتا ہے اور بارہ سال کی عمر میں اس کا قد کافی ہو جاتا ہے جبکہ دوسرے کی نشوونما سست ہو سکتی ہے۔ نشوونما کی رفتار میں جنسی فرق بھی پایا جاتا ہے۔ لڑکوں کے مقابلے لڑکیوں کی بلوغت کی مدت تقریباً دو سال پہلے ہوتی ہے۔

(8) باہمی تعلق کا اصول (Principle of Interrelation)

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ نشو و نما کا مطلب صرف انسان کے جسمانی پہلو سے ہیں بلکہ اس میں وقوفی تاثراتی، جذباتی، سماجی اور اخلاقی پہلو بھی شامل ہیں۔ اس طرح ایک فرد کی نشو و نما زندگی کے تمام پہلوؤں کے متوازن باہمی تعلق سے ظاہر ہوتی ہے۔ کسی بھی پہلو کی نشو و نما دوسرے پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے۔ ماہرین نفسیات اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ نشو و نما چاہے وہ سماجی، جذباتی، اخلاقی، جسمانی ذہنی اور لسانی کسی بھی طرح کی ہو سبھی میں باہمی تعلق ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر منحصر کرتی ہے۔ آپ نے یہ تو سنا ہی ہو گا اچھے دماغ کے لئے اچھے صحت کی ضرورت ہوتی ہے یا س کو یوں کہیں کی جب جسمانی نشو و نما ہوتی ہے تو وزن اور جسامت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ان کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر اوسط سے زیادہ ذہانت والے بچے عام طور پر اوسط سے زیادہ جسمانی اور سماجی نشو و نما حاصل پائے جاتے ہیں۔

(9) توارث اور ماحول کے باہمی اثر کا اصول (Principle of Interaction of Heredity and Environment)

انسان کی نشو و نما میں دو عوامل خاص طور پر شامل ہیں۔ ایک کو توارث اور دوسرے کو ماحول کہا جاتا ہے۔ توارث کا معنی و مفہوم وسیع ہے لیکن یہاں اس بات کو سمجھ لینا ہے کہ بچہ اپنے والدین، آبا و اجداد سے کچھ خصوصیات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے چونکہ انسان کو سماجی جانور کہا جاتا ہے یعنی کے انسان سماج میں رہتے ہیں اور سماج لوگوں کے مجموعے کو کہا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ اس کی نشو و نما ہوتی رہتی ہے۔ توارث کے ذریعہ جو خصوصیات آجاتی ہیں اسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا لیکن ماحول کے اثرات سے اس میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ اس لئے نشو و نما کو باہمی اثر کا نتیجہ کہا جاتا ہے۔

(10) انفرادی اختلافات کا اصول (Principle of Individual Difference)

کوئی دو بچے ایک جیسے نہیں ہوتے یہ عام لوگوں کے ساتھ ساتھ ماہرین نفسیات بھی مانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جوڑواں بچے بھی ایک جیسے نہیں ہوتے یعنی ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔ ان کی نشو و نما میں انفرادی اختلاف پایا جاتا ہے۔ سماجی نشو و نما، ذہانت، جذباتی، نشو و نما میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہر جاندار اپنے آپ میں ایک الگ تخلیق ہے۔ یہ اصول نشو و نما کے سب اہم اصولوں میں اہم اصول ہے کہ انفرادی اختلافات کو شامل کیا جاتا ہے۔ نشو و نما کی کوئی مقرر رفتار نہیں ہے۔ مثال کے طور پر تمام بچے چلنے سے پہلے ریگتے ہیں اور پھر کھڑے ہوتے ہیں۔ انفرادی بچے وقت یا عمر کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اور اپنی اپنی طور پر نشو و نما ہوتی ہے۔ آخر میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انفرادی فرق کا اصول یہ بتاتا ہے کہ ہر فرد کی نمو اور نشو و نما کے تناظر میں مماثلت نہیں رکھتا ہے۔ سماجی، نفسیاتی، جسمانی، ماحولیاتی اور ماحولی عوامل کے وجہ سے ہر بچے کی سوچ کی سطح مختلف ہوتی ہے۔ یہ انفرادی اختلافات نشو و نما کے مراحل کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your Progress)

1- نشوونما کے مختلف اصول کون کون سے ہیں؟

2- نشوونما کے اصولوں کو مثال کے ساتھ بیان کریں؟

6.4 نمو اور نشوونما پر اثر انداز ہونے والے عوامل: توارث اور ماحول

(Factors Influencing Growth and Development: Heredity and Environment)

نشوونما توارث کی پیداوار ہے یا ماحول کی؟ ہمیشہ یہ زیر بحث رہا ہے چاہے وہ ماہرین نفسیات ہو یا ماہرین تعلیم اس مسئلے پر بحث کرتے رہے ہیں۔ جب ہم نشوونما کی بات کرتے ہیں تو اس عمل کی بات کرتے ہیں جو حاملہ ہونے سے لے کر موت تک کسی جاندار کے تمام پہلوؤں میں تبدیلیاں رونما پیدا ہوتی ہیں۔ ہر بچے کا بڑھنا ایک فطری عمل ہے لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ تمام بچے ایک جیسے انداز میں نہیں بڑھتے ہیں۔ کچھ بچوں کی نشوونما دوسرے سے پہلے ہوتی ہے۔ جہاں تک وقوفی نشوونما کا تعلق ہے کچھ بچوں میں دوسروں سے بہتر علمی صلاحیت، یادداشت، استدلال، سوچنے کی صلاحیت وغیرہ ہوتی ہے۔ تمام بچوں میں ایک جیسی ذہانت نہیں ہوتی۔ کچھ میں کرکٹ کھیلنے کی صلاحیت کچھ میں موسیقی کی صلاحیت اور دوسروں میں لسانی صلاحیتیں بھی زیادہ ہیں۔ لہذا بچے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں کیونکہ کئی عوامل ان کی نشوونما پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ بات سامنے آتی ہے کہ جو بنیادی عوامل ہیں وہ ہیں:

توارث اور ماحول: جب ہم بچوں کی نشوونما میں توارث کی بات کرتے ہیں تو ہم اس بات پر بات مرکوز کر رہے ہیں کہ فطرت نے بچوں کو کون سی خصوصیات کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ جب ہم ماحول کے اثر و رسوخ کا حوالہ دیتے ہیں تو ہم بچوں کی پرورش کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو لوگ توارث کے حق میں ہے وہ تجویز کرتے ہیں کہ نشوونما کی ذمہ دار صرف توارث ہے۔ دوسری طرف وہ جو پرورش یا ماحول کے حق میں ہیں تجویز کرتے ہیں کہ کسی فرد کی نشوونما صرف ماحول پر منحصر ہے۔ لیکن اگر آپ فرد کی نشوونما یا تجربہ کریں تو آپ پائیں گے کہ یہ نہ تو واحد توارث کی پیداوار ہے اور نہ ہی واحد ماحول کی جز ہے۔ بلکہ یہ توارث اور ماحول دونوں کی پیداوار ہے۔

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ بچے کا رنگ و روپ، ذہن اور مزاج میں وہ اپنے والدین کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ عناصر صرف والدین ہی نہیں بلکہ اس کو یوں کہیں کہ آباؤ اجداد، نسل، والدین، جینس کی شمولیت ہے۔ لیکن بعض اوقات اس کے برعکس بھی ہوتا ہے جیسے کند ذہن ماں باپ کے بچے ذہین ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچوں کی یہ خصوصیات صرف والدین ہی نہیں بلکہ اس کے آباؤ اجداد سے ملتے ہیں۔ اس لئے توارث عام زبان میں پیدائشی خصوصیات کو کہتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وراثت انسانی نشوونما پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بچہ اپنے والدین سے جنسیاتی خصوصیات ملتی ہیں۔ یہ جنسیاتی طور پر ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہونے والی خصوصیات ہیں۔ جسمانی خصوصیات جیسے قد، وزن، آنکھوں کا رنگ وغیرہ اور نفسیاتی خصوصیات ہیں۔ ذہانت، شخصیت، تخلیقی صلاحیتیں وغیرہ فطری طور پر طے شدہ اور موروثی ہیں۔ جنسیاتی کوڈ وہ بنیاد فراہم کرتا ہے جس پر دماغ اور جسم میں اضافہ ہوتا ہے اور قابل مشاہدہ ظاہری شکل اور رویے میں ظاہر ہوتی ہیں۔

جیمس ڈریور (James Drever) نے توارث کی تعریف اس طرح کی ہے ”والدین کے جسمانی اور ذہنی خصوصیات کو بچوں میں منتقل ہونا ہی توارث کہلاتا ہے۔“

پیٹر سن (Peterson) کے لفظوں میں ”انسان والدین کے ذریعے آبا و اجداد کی جو خصوصیات حاصل کرتا ہے اسے توارث کہتے ہیں۔“

وڈور تھ (Wordsworth) کے مطابق ”توارث میں وہ سبھی باتیں شامل ہیں جو زندگی کی شروعات کرتے وقت پیدائش کے وقت نہیں بلکہ پیدائش سے نو ماہ قبل قرار حمل کے وقت موجود ہوتی ہے۔“

اس طرح توارث کا مطلب وہ ساری خصوصیات سے ہے جو انسان اپنی نسل، آبا و اجداد اور والدین سے حاصل کرتے ہیں۔ اس کے لئے ماہرین نفسیات نے کچھ قوانین بھی بتائیں ہیں جسے توارث کے قوانین کہتے ہیں:

توارث کے قوانین (Laws of Heredity) توارث کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں:

(1) مشابہت کا قانون (Law of Resemblance): مشابہت کا لفظی معنی ہے ایک طرح کا ہونا اور مشابہت کے قانون کے مطابق جیسے والدین ہوتے ہیں ویسے کی اولاد ہوتی ہے۔ بچے کا رنگ و روپ، قد و قامت اور ذہانت اپنے ماں باپ کی طرح ہوتا ہے ذہین ماں باپ کے بچے ذہین کند ذہین ماں باپ کے بچے کند ذہین ہوتے ہیں۔

(2) تغیر کا قانون (Law of Variation): اس قانون کے مطابق بچے اپنے والدین سے پوری طرح مشابہت نہیں رکھتے بلکہ ان میں کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے۔ ایک والدین کے تمام بچے ایک جیسے نہیں ہوتے ان کی ذہانت رنگ و روپ، قد و قامت میں فرق پایا جاتا ہے اس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیت بھی مختلف ہوتی ہے۔

(3) مراجعت کا قانون (Law of Regression): انسان کے اندر دو خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ ایک عمومی اور دوسرا خصوصی۔ اس قانون کے مطابق بچے اپنے والدین سے صرف عمومی خصوصیات ہی حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے توارث کی جبلت عمومی یعنی اوسط کے جانب ہوتی ہے۔ اس کے وجوہات کو دیکھیں تو ثابت ہوتا ہے کہ بچے صرف عمومی خصوصیات ہی میں طاقتور ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ والدین میں ان کے آبا و اجداد میں سے کسی ایک تناسل زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

نمو اور نشو و نما کو اثر انداز کرنے والے اہم عنصر ماحول ہے جہاں ایک فرد رہتا ہے۔ بچے اپنے ماحول میں رہنا اور پروان چڑھنا سیکھتا ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو قدرت کی بنائی ہوئی دنیا میں سانس لیتا ہے اور پھلتا پھولتا ہے۔ اس کا مطلب پورے ماحول سے ہے۔ اگر غور و فکر کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جس ماحول میں رہتا ہے اسے دو طرح سے دیکھا جاسکتا ہے۔ ایک ماحول کو قدرتی ماحول کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ قدرت کے طرف سے فراہم ہوتی ہیں اور دوسرا کو سماجی ماحول کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچے کے والدین کسی نہ کسی سماج سے تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ انسان ایک سماجی جانور ہے انسان انسان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قدرتی ماحول کا مطلب ہے پہاڑ، پٹھار، آب و ہوا اور درجہ حرارت جو ہمیں قدرت کی طرف سے فراہم ہیں اور سماجی ماحول کا مطلب انسان کے ان خاندانی، سماجی، تہذیبی، مذہبی اور سیاسی حالت میں ہوتا ہے جس میں وہ رہتا ہے اور نشو و نما میں دونوں طرح کے

حالات کی شمولیت ہے۔ اس طرح ماحول محرکات کی ایک وسیع رینج پر مشتمل ہے اور یہ بچے کی نشوونما کے لئے ضروری ہے اور تجرباتی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ماحول کی اچھائی یا خرابی اس کی صلاحیتوں میں فرق پیدا کرے گی۔ مثال کے طور پر ایک بچے اور اپنے والدین سے جینس (Genes) کی منتقلی کے ذریعے موسیقی کا ہنر وراثت میں ملا ہو گا لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ موسیقی کے شعبے میں سبقت نہ لے سکے۔ اگر اسے اپنی فطری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے مناسب ماحول اور تعاون نہ ملے۔

Wordsworth کے مطابق "ماحول میں وہ تمام بیرونی اجزا شامل ہیں جو خود کو اس کی زندگی کے آغاز سے متاثر کرتے رہتے ہیں۔"

Boring Longfield & Wild کے مطابق "جنس کے علاوہ فرد پر اثر انداز ہونے والی شے ماحول کہلاتی ہے۔"

مندرجہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے کہ انسان کے اوپر ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ یہ ماحول قرار حمل سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ بچے کی ماں جس ماحول میں رہتی ہے بچے کی نشوونما ویسی ہی ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ بچے کی نشوونما میں توارث اور ماحول دونوں کی اثرات شامل ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your Progress)
1- توارث نشوونما کو کیسے اثر انداز کرتی ہے؟
2- نشوونما میں ماحول کا رول کو بیان کریں۔

6.5 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں نمو اور نشوونما کے اصول، عوامل اور اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نمو سے مراد جسمانی تبدیلیاں ہیں جیسے قد، وزن اور سائز میں اضافہ، جبکہ نشوونما فرد کی مجموعی تبدیلیوں کا نام ہے جس میں جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی پہلو شامل ہوتے ہیں۔ نشوونما ایک مسلسل اور ترتیب وار عمل ہے جو قرار حمل سے موت تک جاری رہتا ہے اور ہر فرد ایک ہی ترتیب کی پیروی کرتا ہے، جیسے پہلے بیٹھنا، پھر ریٹکنا اور پھر چلنا۔

نشوونما کے مختلف اصول بھی بیان کیے گئے ہیں۔ Cephalocaudal اصول کے مطابق نشوونما سر سے پاؤں تک ہوتی ہے جبکہ Proximodistal اصول کے تحت درمیانی حصے سے اعضا کی طرف بڑھتی ہے۔ اس کے علاوہ Locomotion جیسے ریٹکنا، چلنا اور دوڑنا انسانی ہم آہنگی کے پیٹرن کی مثالیں ہیں۔ اسی طرح یکسانیت، متعین رخ، عمومی سے خصوصی رد عمل، انضمام، مختلف رفتار اور باہمی تعلق کے اصول نشوونما کی مختلف جہات کو ظاہر کرتے ہیں۔

مزید یہ کہ بچوں میں انفرادی اختلافات پائے جاتے ہیں، جیسے دلچسپیاں، ذہانت، تخلیقی صلاحیت اور فکری رجحانات، جو ہر ایک کو دوسرے سے منفرد بناتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نشوونما پر توارث اور ماحول دونوں کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ والدین کی جسمانی اور ذہنی خصوصیات بچوں میں منتقل ہوتی ہیں جسے توارث کہتے ہیں، جبکہ قدرتی اور سماجی ماحول بھی شخصیت اور طرز عمل کی نشوونما کو متاثر کرتا ہے۔

- اس اکائی کا مطالعہ کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:
- Encyclopaedia Britannica میں نمو کی تعریف سائز میں اضافہ سے کی ہے۔
 - نمو سے مراد جسمانی تبدیلیاں ہیں وہیں نشوونما سے مراد فرد میں مجموعی تبدیلیوں سے ہے۔
 - تسلسل کا اصول کے مطابق نشوونما ایک مسلسل عمل ہے یعنی قرار حمل سے لے کر موت تک نشوونما ہوتی رہتی ہے۔
 - نشوونما کے ترتیب واریت کا اصول یہ بتاتا ہے کہ ہر فرد کی تبدیلی مختلف ہوتی ہے اور اس میں فرق ظاہر کرتا ہے لیکن وہ تبدیلی کو ایک ہی ترتیب کی پیروی کرتا ہے، یعنی پہلے بیٹھنا پھر ریٹنگنا اور پھر چلنا۔
 - Cephalocaudal رجحان ظاہر کرتا ہے کہ نشوونما طولائی سمت یعنی سر سے پاؤں کی طرف آگے بڑھتی ہے یہی وجہ ہے کہ بچہ چلنے سے پہلے سر پر قابو پالیتا ہے۔
 - Proximodistal نشوونما میں درمیانی حصہ پہلے تیار ہوتا ہے اور حرکت وہاں سے باہر کے طرف پھیلتی ہے۔ شیرخوار بچے پہلے اپنا دھڑ اور پھر اپنے بازو اور ٹانگوں کو حرکت دینا سیکھتے ہیں۔
 - Locomotion میں ریٹنگنا، چلنا، دوڑنا، سرپٹ دوڑنا، اچھلنا سبھی انسانی Phylogenetic ہم آہنگی کے پیٹرن ہیں۔
 - یکسانی نشوونما کا اصول یہ بتاتا ہے کہ تمام مخلوق کی نشوونما ایک خاص پیٹرن میں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر قرار حمل سے لے کر بچے کی پیدائش کا وقفہ نو مہینہ کا ہوتا ہے۔ یہی یکسانیت کا اصول ہے۔
 - نشوونما کے متعین رخ کا اصول یہ بتاتا ہے کہ ساخت اور افعال میں بہتری یا افزائش سر سے اس کے بعد بچ میں اور آخر میں پیریا ٹانگوں کے طرف ہوتی ہے۔ بعض نشوونما کا متعین رخ ہوتا ہے۔
 - عمومی سے خصوصی رد عمل کا اصول یہ بتاتا ہے کہ انسان کا رد عمل تجربات کے بنیاد پر تبدیل ہوتا ہے اور یہ تبدیلی عمومی سے خصوصی کی طرف ہوتا ہے۔
 - انضمام کا اصول سے آپ کو یہ معلومات فراہم ہوتی ہے کہ بچہ جو کچھ سیکھتا ہے وہ جز کے شکل میں سیکھتا ہے اور جز سے کل کی جانب بڑھتا ہے۔ جیسا کہ ایک بچہ شیرخوارگی میں مختلف آواز نکالتا ہے لیکن لسانی نشوونما کے ساتھ بچہ ان آوازوں کو الفاظ میں اور الفاظ کو معنی کے ساتھ جملوں میں جم کرنا سیکھتا ہے۔
 - نشوونما کی رفتار یکساں نہیں ہوتی۔ اس کو ماہرین نفسیات نے نشوونما کے مختلف رفتار کا اصول کہا ہے جیسے کسی کی لسانی نشوونما کی رفتار الگ ہے تو کسی کی سماجی نشوونما کی۔
 - باہمی تعلق کا اصول یہ بتاتا ہے کہ وقوفی، تاثراتی، جذباتی، سماجی و اخلاقی پہلو میں باہمی تعلق کا اثر رہتا ہے۔
 - کوئی دو بچے ایک جیسے نہیں ہوتے بعض بچے کی دلچسپی، سوچ، سمجھ، فکری صلاحیت، تخلیقی صلاحیت، فن کی صلاحیت وغیرہ میں

- دوسرے بچے کے ساتھ فرق پایا جاتا ہے۔ اسی کو انفرادی اختلاف کا اصول کہا جاتا ہے۔
- بچہ والدین کے ذریعے جو خصوصیات حاصل کرتا ہے اسے توارث کہتے ہیں اور کچھ والدین کے جسمانی و ذہنی خصوصیات کو منتقل ہونے میں توارث کہا ہے۔
- مشابہت کا قانون کے مطابق جیسے والدین ہوتے ہیں ویسے ہی بچے ہوتے ہیں۔
- تغیر کا قانون کے مطابق ایک والدین کے تمام بچے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ان کی ذہانت، رنگ و روپ اور قد و قامت میں فرق پایا جاتا ہے اور ساتھ میں جسمانی اور ذہنی صلاحیت بھی مختلف ہوتی ہے۔
- مراجعت کا قانون کے مطابق خصوصی خصوصیات نہ ہو کر صرف عمومی خصوصیات ہوتی ہے۔
- ماحول سے مراد انسان جہاں اپنی زندگی گزارتا ہے یا جہاں رہتا ہے۔ یہ ماحول دو طریقے کے ہیں ایک قدرتی اور دوسرا سماجی۔
- نشوونما میں توارث اور ماحول دونوں کے اثرات شامل ہیں۔
- والدین کی جسمانی اور ذہنی خصوصیات کا بچوں میں منتقل ہونا ہی توارث کہلاتا ہے۔
- ماحول سے مراد قدرتی اور سماجی گرد و پیش سے ہے جہاں انسان اپنے زندگی گزارتے ہیں۔

6.7 فرہنگ (Glossary)

جینس (Genes)	سیل کے اندر ایک حسی ریشہ جو کسی جاندار کے ظاہری شکل اور رویے کو کنٹرول کرتا ہے۔ جس میں والدین سے بچوں میں منتقل ہوتا ہے۔
شیرخوارگی (Infancy)	بچے کی پیدائش سے دو سال کا وقفہ۔
تسلسل (Continuity)	اس کے معنی ہیں مسلسل، یعنی ہمیشہ چلنے والا۔
ترتیب واریت (Sequentiality)	ترتیب واریت ترتیب کو بتاتا ہے جیسے Ascending order اور descending order یعنی چھوٹے سے بڑے اور بڑے سے چھوٹا یہ ترتیب بنانا ہے۔
سیفالو کاڈل (Cephalocaudal)	اس کا مطلب ہے سر سے پاؤں کی طرف
پراکسیموڈسٹل (Proximodistal)	جسم کے بیچ سے نکل کر باہر کے طرف، درمیان سے پہلے شروع ہوتا ہے اور حرکت وہاں سے باہر کی طرف ہوتی ہے۔
لوکوموشن (Locomotion)	حرکت کرنے کی صلاحیت۔
یکسانی (Uniform)	اس کا مطلب ہے ایک جیسا۔
انضمام (Integration)	ایک بڑی اکائی میں متحد کرنا یا ضم کرنا۔

انفرادی اختلافات (Individual Differences)	دو لوگ یا فرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔ (عقل، دلچسپی وغیرہ میں)۔
توارث (Heredity)	وہ عمل جس کے ذریعے جسمانی یا ذہنی خصوصیات والدین سے بچے میں منتقل ہوتی ہے۔
ماحول (Environment)	ماحول کو تمام جاندار اور غیر جاندار عناصر ان کے اثرات جو انسانی زندگی پر اثر انداز کرتے ہیں اسے مجموعی طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔

6.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Type Questions)

- 1- مسلسل نشوونما کیسا عمل ہے؟
 (A) پیدائش کے بعد رک جاتی ہے۔
 (B) پیدائش کے بعد گھٹنے لگتی ہے۔
 (C) صرف جوانی میں ہوتی ہے۔
 (D) پیدائش سے موت تک چلتی رہتی ہے۔
- 2- نشوونما کو کون سے عوامل اثر انداز کرتے ہیں؟
 (A) توارث (B) ماحول (C) A اور B دونوں (D) ان میں سے کوئی نہیں
- 3- مشابہت کا ضابطہ کا مطلب ہے؟
 (A) جیسے والدین ہوتے ہیں ویسے ہی ان کی اولاد ہوتی ہے۔
 (B) ذہن ماں باپ کے بچے کند ذہن ہوتے ہیں۔
 (C) قد و قامت پر ماں باپ کے اثرات نہیں ہوتے۔
 (D) ان میں سے کوئی نہیں۔
- 4- نشوونما کا سلسلہ جو جسم کی مرکز سے شروع ہوتا ہے اور آخر یا انتہا کے طرف بڑھتا ہے کیا کہلاتا ہے؟
 (A) Cephalocaudal (B) Patterned
 (C) Proximodistal (D) Far-Outward
- 5- کس قانون کے مطابق نشوونما سر سے پیر کے طرف پاتی ہے؟
 (A) Cephalocaudal (B) Patterned Law
 (C) Proximodistal Law (D) Toe Law
- 6- اس میں سے کون سا نشوونما کا اصول نہیں ہے؟
 (A) انضمام کا اصول۔
 (B) زندگی کا اصول۔
 (C) مسلسل کا اصول۔
 (D) مختلف رفتار کا اصول۔
- 7- مندرجہ ذیل میں سے نشوونما کی کون سی خصوصیات نہیں ہے؟

- (A) انفرادی اختلافات پائی جاتی ہے۔
(B) نشوونما اتفاقہ ہے۔
(C) نشوونما مسلسل چلنے والا عمل ہے۔
(D) نشوونما کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے۔
- 8۔ بچوں کی نشوونما کا عمل کیسے آگے بڑھتی ہے؟
(A) آسان سے پیچیدہ کے طرف
(B) پیچیدہ سے آسان کے طرف
(C) خصوصی سے عمومی کی طرف
(D) عمومی سے خصوصی کی طرف
- 9۔ جسمانی نشوونما میں توارث اور ماحول کس طرح سے اپنا رول ادا کرتی ہے؟
(A) دونوں عوامل میں باہمی تعلق نہیں ہے
(B) دونوں عوامل میں باہمی تعلق ہے
(C) A اور B دونوں
(D) ان سے کوئی نہیں
- 10۔ نشوونما کے اصولوں کا جاننا اساتذہ کے لئے کیوں ضروری ہے؟
(A) درس و تدریسی عمل کو بہتر کرنے کے لئے۔
(B) متعلم کی حوصلہ شکنی کے لئے۔
(C) متعلم کے درمیان منصفانہ برتاؤ نہ کرنے کے لئے۔
(D) اچھی آموزشی صلاحیت رکھنے والے بچوں پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے۔
- 11۔ نشوونما کے اصولوں کی تعلیمی مضمرات میں شامل ہے؟
(A) بچے کے مسائل کو سمجھنا۔
(B) انفرادی اختلافات کو سمجھنا۔
(C) مناسب تدریسی طریقوں کا انتخاب کرنا۔
(D) مندرجہ بالا سبھی۔
- 12۔ سبھی بچے میں انفرادی اختلاف کیوں پایا جاتا ہے؟
(A) نفسیاتی و جسمانی عوامل کی وجہ سے۔
(B) ماحول کی وجہ سے۔
(C) A اور B دونوں۔
(D) ان میں سے کوئی نہیں۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1۔ تسلسل کا اصول کے معنی و مفہوم بیان کیجئے۔
- 2۔ انفرادی اختلافات کے اصول کی تعریف بیان کیجئے۔
- 3۔ نشوونما پر توارث کے اثرات بیان کیجئے۔
- 4۔ نشوونما پر ماحول کے اثرات بیان کیجئے۔
- 5۔ باہمی تعلق کا اصول کا معنی و مفہوم بیان کیجئے۔
- 6۔ نشوونما کے مختلف رفتار کیا ہوتی ہے؟ بیان کیجئے۔

- 7- انضمام کا اصول سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ آپ بیان کیجئے۔
- 8- عمومی سے خصوصی رد عمل کا اصول کے معنی و مفہوم بیان کیجئے۔
- 9- نمونے کا اصول کی تعریف بیان کیجئے۔
- 10- Proximodistal لفظ کے معنی و مفہوم بیان کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات ((Long Answer Type Questions))

- 1- نمو اور نشوونما کے درمیان فرق کو مفصل بیان کیجئے۔
- 2- نشوونما پر توارث و ماحول کے اثرات کو تفصیل سے بیان کیجئے۔
- 3- نشوونما کے اصولوں کی اہمیت کو جاننا اساتذہ کے لئے ضروری ہے۔ تفصیل سے بحث کیجئے۔
- 4- نشوونما اور نمو کو مختلف اثر انداز کرنے والے عوامل کا تفصیلی جائزہ لیجئے اور مثال کے ذریعے سمجھائیے۔
- 5- ترتیب و اریت کا اصول کے معنی و مفہوم کو بتاتے ہوئے اس اطلاق کو بیان کیجئے۔

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

- 1- Agarwal, J.C. (2007). Essentials of Educational Psychology, New Delhi: Vikas Publishing House Pvt. Ltd.
- 2- Bhatnagar, S. (1985). Educational Psychology, Meerut, Loyal Book Depot.
- 3- Chauhan, S.S. (1992). Advanced Educational Psychology, New Delhi, Vikas Publishing House Pvt. Ltd.
- 4- Mangal, S.K. (2003). Advance Educational Psychology, New Delhi, Prentice Hill of India Pvt. Ltd.
- 5- Mathur, S.S. (1977), Educational Psychology Agra, Vinod Pushtak Mandir
- 6- Nirmala, J. (2022), Psychology of Learning and Human Development, Hyderabad: Neelkand Publications Pvt. Ltd.
- 7- Schopler, J. Weisz, J. King, Morgan, C. (1993). Introduction to Psychology, New Delhi: Prentice Hill of India Pvt. Ltd.
- 8- شریف خان (2004) جدید تعلیمی نفسیات ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔

- 9- ڈاکٹر آفاق ندیم خاں، سید معاذ حسین (2015) تعلیمی نفسیات کے پہلو، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔
- 10- مرزا شوکت بیگ، محمد ابراہیم خلیل و سید اصغر حسین (2012)، نفسیاتی اساس تعلیم، دکن ٹریڈرس بک سیلر، حیدرآباد۔
- 11- محمد شریف خاں (2000) تعلیم اور اسکے اصول، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔
- 12- ملک محمد موسیٰ، شازیہ رشید، تعلیمی نفسیات اور رہنمائی (2008) جدران پبلی کیشن، لاہور۔
- 13- مسرت زمانی (2001) تعلیمی نفسیات کے مختلف ذرائع ”ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ۔
- 14- طلعت عزیز، تعلیمی نفسیات (2020) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔

معروضی سوالات کے جوابی کنجی (Answer Key of Objective Type Questions)

(B) -6	(A) -5	(C) -4	(A) -3	(C) -2	(D) -1
(C) -12	(D) -11	(A) -10	(A) -9	(D) -8	(B) -7

اکائی 7۔ نمو اور نشوونما کے مراحل: شیرخوارگی، بچپن اور عنفوان شباب

(Stages of Growth and Development-Infancy, Childhood and Adolescence)*

اکائی کے اجزاء

7.0	تمہید (Introduction)
7.1	مقاصد (Objectives)
7.2	نمو اور نشوونما کے مراحل (Stages of Growth and Development)
7.3.1	شیرخوارگی (Infancy)
7.3.2	بچپن (Childhood)
7.3.3	عنفوان شباب (Adolescence)
7.3	خلاصہ (Summary)
7.4	اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)
7.5	فرہنگ (Glossary)
7.6	اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Exercises)
7.7	تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

7.0 تمہید (Introduction)

نشوونما کی نفسیات ان تبدیلیوں کا سائنسی مطالعہ ہے جو انسانوں میں اس کے زندگی کے دورانیے میں رونما ہوتی ہیں۔ یہ تصور تو صحیح ہے کہ انسانی نشوونما کئی مراحل سے گزرتی ہیں جو زمانہ قدیم سے اس کی جڑیں مضبوط ہیں اور رومن مصنفین نے قرار حمل سے لیکر موت تک انسان کی کئی الگ الگ مراحل کی نشاندہی کی ہے۔ انہوں نے تین سے سات الگ الگ عموں میں انسانی زندگی کو بانٹ کر اسکا مطالعہ کیا ہے۔ سبھی عموں کی اپنی اپنی خصوصیات بتائی ہیں۔ قرون وسطیٰ کے مفکرین اور فنکاروں نے انسانی زندگی کو تین سے لیکر بارہ حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے عمر کے مختلف نظام وضع کئے ہیں۔ آج کے سماجی سائنسدان لائف سائیکل کا تصور کا استعمال کرتے ہوئے انفرادی زندگیوں کی تقسیم کو سلسلہ وار مراحل جیسے شیرخوارگی، بچپن، جوانی درمیانی عمر اور بڑھاپے کے طور پر حوالہ دیتے ہیں۔ ماہرین نفسیات نے

* Prof. Shafayat Ahmad, Professor, MANUU CTE, Darbhanga

بھی ان مراحل کو اسی طرح سے تقسیم کر کے دیکھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ کوئی بھی مرحلہ آگے کے مرحلے اور پیچھے کے مرحلے سے جڑے ہوتے ہیں۔ سبھی مرحلہ کا اپنی اپنی خصوصیات ہیں اور سبھی مرحلے میں یہ خصوصیات بدلتے رہتے ہیں۔ یہ خصوصیات ایک فرد سے دوسرے فرد میں مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح سے سبھی شخص اپنی انفرادیت رکھتے ہیں اور منفرد ہو جاتے ہیں۔ ہم میں سے کچھ کے لئے یہ عوامل آسانی کے ساتھ اگلے مرحلے تک منتقل ہو جاتے ہیں وہیں کچھ لوگوں کے ساتھ یہ نہیں ہو پاتا۔ یہ عوامل اور یہ اس طرح سے ایک شخص میں گھل جاتا ہے تو انکی شخصیت کی بنیاد بن جاتی ہیں۔ اس طرح سبھی مرحلے کی اپنی اپنی خصوصیات ہیں لیکن ہر مرحلے کو تین الگ الگ تصوراتی اجزاء کے لحاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہیں حیاتیاتی، نفسیاتی اور سماجی۔ ایک حیاتیاتی جزو میں بلوغت کی جسمانی تبدیلیاں، نیز جسمانی نشوونما اور جنسی پختگی شامل ہوتی ہیں۔ نفسیاتی جزو جس میں مزاج (Mood) میں شدید تبدیلیاں، اندرونی انتشار، نسلی تنازعہ اور شناخت کی تلاش شامل ہے اور ایک سماجی جزو جس میں بدلتے ہوئے سماجی تجربے، ادارہ جاتی اور جوانی کے ثقافتی تعریف شامل ہے۔

یہ اکائی آپ کو بچوں اور انسانی نشوونما کے مختلف مراحل سے روشناس کرائے گی۔ اور اس پر بحث کی جائیگی تاکہ تغیرات نشوونما پر سماجی، ثقافتی، سیاسی حقائق کے اثر و رسوخ کے بارے میں بہتر فہم حاصل کیا جاسکے۔ نشوونما کے نظریاتی نقطہ نظر کی اہم تفہیم تدریس کے سیکھنے کے عمل میں انکے اطلاق پر بھی بات ہوگی۔ یہاں اس اکائی میں خاص طور سے نشوونما کے مختلف مراحل اور ان کی خصوصیات پر بحث کی جائیگی۔ اس کے ساتھ ساتھ شیرخوارگی، بچپن اور غنفوان شباب کے دوران کس طرح کی تبدیلیاں یا بدلاؤ آتا رہتا ہے اس کا ذکر ہوگا۔

7.1 مقاصد (Objectives)

- اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلباء اس لائق ہو جائیں گے کہ
- نشوونما کے مختلف مراحل کے اقسام بتا سکیں۔
- شیرخوارگی کے مرحلے کی معنی و مفہوم بیان کر سکیں۔
- شیرخوارگی کے مرحلے میں ہونے والی نشوونما کی خصوصیات پر مدلل بحث کر سکیں۔
- شیرخوارگی میں انسانی تبدیلیاں بیان کر سکیں۔
- شیرخوارگی میں وقوفی نشوونما بیان کر سکیں۔
- شیرخوارگی کے دور میں جذباتی نشوونما کو واضح کر سکیں۔
- شیرخوارگی کے مرحلے میں اخلاقی نشوونما کے پہلوؤں کو بیان کر سکیں۔
- بچپن میں رونما ہونے والی تبدیلیاں اور نشوونما کو واضح کر سکیں۔
- بچپن کے مرحلے کی خصوصیات کو واضح کر سکیں۔
- غنفوان شباب مرحلہ کی تعریف و مفہوم بیان کر سکیں۔
- غنفوان شباب مرحلہ میں ہونے والی نشوونما کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کر سکیں۔

- غنغوان شباب کے مرحلے میں وقونی نشوونما کی خصوصیات کو بیان کر سکیں۔
- غنغوان شباب کے مرحلے میں اخلاقی نشوونما کی خصوصیات پر روشنی ڈال سکیں۔
- غنغوان شباب میں سماجی نشوونما کو بیان کر سکیں۔
- غنغوان شباب مرحلہ کی اہمیت کو واضح کر سکیں۔

7.2 نمو اور نشوونما کے مراحل (Stages of Growth and Development)

بچوں کی نشوونما اور بچوں کی دیکھ بھال کا مطالعہ بہت ہی پیچیدہ ہے لیکن یہ شعبہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ بہت سے اسکول اور کالج کی تعلیمی سرگرمی بچوں کی نشوونما اور دیکھ بھال کے لئے ہی چل رہی ہے۔ درحقیقت کسی ملک کی بقا کا معیار بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش پر منحصر ہوتا ہے۔ اس کے لئے نمو اور نشوونما کی ہر ایک پہلو اور اس کی نوعیت کی سمجھ ضروری ہے۔ اساتذہ اور والدین کا بچے کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لئے ان کی دیکھ بھال اور سمجھ انتہائی اہم ہے۔

انسانی نشوونما رفتہ رفتہ ہوتی رہتی ہے۔ ماہرین نفسیات نے انسانی نشوونما کو مراحل کے لحاظ سے بیان کیا ہے جس میں قرار حمل سے لیکر موت تک کا سفر کی شمولیت ہے۔ ہر مرحلے میں کچھ منفرد خصوصیات ہوتی ہیں اور ساتھ ساتھ خصوصی رفتار ہوتی ہے۔ چونکہ شرح نمو میں انفرادی فرق ہے۔ اس لئے مختلف مراحل کے لئے عمر کی حد کو محض تخمینہ اور تجویزی سمجھا جاسکتا ہے۔ آئیے پہلے آپ مرحلہ سمجھیں:

- ایک مرحلہ ایک مدت ہے جس کے دوران کچھ تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔
- ہر مرحلہ کے دور کو بچے کی صلاحیتوں اور سرگرمیوں کے مطابق نامزد کیا جاتا ہے۔
- سماجی اور ثقافتی پس منظر کے باوجود انسانی نشوونما مختلف مراحل پر ایک عمومی نشوونما پیٹرن کی پیروی کرتی ہے جس میں کچھ نمایاں تبدیلیاں دیکھی جاتی ہیں۔

نشوونما کے مراحل عام طور پر اوور لپ (Overlap) کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ مرحلے یاد رہے بند بچوں کی نشوونما کے مطالعہ میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ بچے وقت کے ساتھ کیسے اور کیوں بدلتے ہیں۔ یہی بچوں کی نشوونما کا سائنسی مطالعہ ہے۔ اگرچہ نشوونما ایک مسلسل چلنے والا عمل ہے پھر بھی اسے مندرجہ ذیل مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جسے جدول کی شکل میں پیش کر سکتے ہیں۔

جدول 3.1: نشوونما کے مراحل

مرحلہ کا نام	مدت اور تخمینہ عمر
1. قبل از پیدائش کی مدت (Prenatal Period)	قرار حمل سے پیدائش تک
2. شیر خوارگی (Infancy)	پیدائش سے دو سال تک
3. ابتدائی بچپن (Early childhood)	2 سے 6 سال تک

4. ثانوی بچپن (Middle childhood)	6 سے 12 سال تک
5. عنفوان شباب (Adolescence)	12 سے 18 سال تک
6. ابتدائی جوانی (Early Adulthood)	20 سے 40 سال تک
7. پختہ بلوغت یا جوانی (Middle Adulthood)	40 سے 65 سال تک
8. عمر بعد از بلوغت (Late Adulthood)	65 سال سے زیادہ

مندرجہ بالا جدول میں انسانی زندگی کے عرصہ کو سالوں میں دیکھا گیا ہے اور نشوونما کے ہر مرحلے کی اپنی خصوصیات ہیں۔ قبل از پیدائش کو یہاں تفصیل سے بیان نہ کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ لفظ کا لفظی معنی ہیں پیدائش سے پہلے۔ اب یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ قبل از پیدائش میں بچہ مختلف عوامل کا شکار ہوتا ہے جو اس کے نشوونما کو متاثر کر سکتے ہیں۔ یہ مدت بھی انتہائی اہم ہے۔ کیونکہ قبل از پیدائش کی نشوونما کے ادوار میں ترتیب وار تبدیلیوں کے ایک منظم سلسلے سے گزرتا ہے تاکہ تیزی سے نشوونما ہو۔ آئیے اس کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے نشوونما کے دیگر مرحلے کی منفرد خصوصیات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

7.2.1 شیرخوارگی (Infancy)

پیدائش سے دو سال تک کی عمر کے عرصے کو شیرخوارگی کہا جاتا ہے۔ لفظ شیرخوارگی کا مطلب ہے ”زبان کے بغیر“ شیرخوارگی میں ادراک، جنسی حرکی سرگرمیاں، جذبات، ملنساری اور زبان کی نشوونما شامل ہیں۔ شیرخوارگی کے دور کے آغاز میں بچے انسانی چہروں کو پہچان سکتے ہیں اور اس کے بعد معلوم اور انجان چہروں میں فرق کر سکتے ہیں اور مختلف رد عمل ظاہر کر سکتے ہیں۔

یہ وہ زمانہ ہے جس میں بچہ اپنے والدین پر منحصر رہتا ہے۔ پیدائش کے وقت عام طور پر بچے کا سر بڑا ہوتا ہے۔ شیرخوارگی کا زمانہ بچے کی نشوونما کو اسکول سے پہلے کا مرحلہ کو بھی شامل کرتا ہے۔ شیرخوارگی کا مرحلہ تیز رفتار نمو اور نشوونما کا دور ہے۔ اندرونی اور بیرونی اعضاء تیز رفتاری سے نشوونما پاتے ہیں جس کی وجہ سے قد اور وزن میں اضافہ دیکھا جاسکتا ہے۔ پہلے دو ہفتوں کے بچوں کو نوزائیدہ کہا جاتا ہے۔ انکی جلد نرم ہوتی ہے اور اس وقت 18 سے 20 گھنٹہ سوتا ہے۔ نوزائیدہ بچے کا رونا آپ نے بھی غور کیا ہو گا۔ لیکن زیادہ تر حالات میں بچہ اس وقت روتا ہے جب وہ بھوکا ہوتا ہے۔ اپنا پیٹ بھرنے کے بعد بچہ پھر سو جاتا ہے۔ جب کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ اس وقت بچہ اپنے والدین پر منحصر رہتا ہے۔ یعنی اس دور یا مرحلے میں وہ خاندان کے افراد پر اور خاص طور پر ماں پر زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ بچہ ماں کو پہچاننے لگتا ہے۔ کچھ مہینوں بعد بچہ بڑبڑانے کے قابل ہو جاتا ہے اور عضلاتی حرکات کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بعد میں چھ ماہ تک وہ مربوط عضلاتی حرکات کے نمائش کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہاں ہم شیرخوارگی مرحلہ کو مندرجہ ذیل ذمرہ میں انکی تفصیل بیان کریں گے۔

1. شیرخوارگی میں جسمانی نشوونما (Physical Development during Infancy): جسمانی نشوونما سے مراد جسم میں ہونے والی تبدیلیوں سے ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ شیرخوارگی میں جسمانی نشوونما بہت تیزی سے ہوتی ہے۔ پیدائش کے وقت عام طور سے بچے کا سر بڑا ہوتا ہے۔ پیدائش کے وقت بچے کا وزن عام طور سے 6 سے 9 پونڈ کا ہوتا ہے اور پہلے سال کے اندر ہی تین گنا بڑھ جاتا ہے۔ یعنی

شیر خورگی میں نشوونما کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ بچے کا نہ صرف جسمانی سائز اور وزن میں اضافہ ہوتا ہے جو ابتدائی 18 مہینہ کی خصوصیات ہے جو ساتھ ساتھ دماغ کے اندر ڈینڈرائٹس (Dendrites) محوروں (Axons) اور گلیا خلیات کہ وجہ سے بچے کا دماغی وزن بالغ دماغ کے نصف سے زیادہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ پیدائش کے وقت بچے کا وزن 6 سے 9 پونڈ ہوتا ہے لیکن اس کی لمبائی لگ بھگ 20 انچ ہوتی ہے اور بچے کا وزن چند دنوں میں تقریباً 5% وزن میں کمی کے بعد تیزی سے نشوونما کی مدت ہوتی ہے۔ جب ایک بچہ 4 ماہ کا ہوتا ہے اس کا وزن عام طور پر دو گنا ہو جاتا ہے۔ 2 سال کی عمر میں بچے کا وزن 4 گنا بڑھ جاتا ہے۔ بچے کی اوسط لمبائی ایک سال میں 26 سے 32 انچ ہوتی ہے۔

بچے کی لمبائی، وزن یعنی جسمانی نشوونما بچے کے غذا پر بھی منحصر کرتی ہے۔ کیونکہ شیر خورگی میں بچے کے لئے صرف ماں کا دودھ پر منحصر کرتے ہیں۔ بچے کی صحت کسی حد تک ماں کے صحت پر منحصر کرتی ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ نشوونما کے اس عمل کے لئے دو ہارمون بہت اہم ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:-

• ہیومن گروتھ ہارمون (Human Growth Hormone) (HGH)

• تھائرائیڈ اسٹیمولیٹنگ ہارمون (Thyroid Stimulating Hormone)

درج بالا میں بتائے گئے پہلا ہارمون یعنی ہیومن گروتھ ہارمون مرکزی اعصابی نظام کے علاوہ تمام نمو و نشوونما کو متاثر کرتی ہے اور جو مرکزی اعصابی نظام کو اثر انداز کرتی ہے وہ دوسرا یعنی تھائرائیڈ اسٹیمولیٹنگ ہارمون ہے۔ یہ دونوں ہارمون ایک ساتھ ملکر نشوونما کو متاثر کرتی ہے۔

جسمانی نشوونما میں بصارت، سماعت و ادراک کی نشوونما بھی شامل ہیں۔ ابتدائی تین ماہ کی عمر میں نظر نہیں ٹھہرتی۔ بچوں کی حسی حرکی نشوونما ترتیب وار ہوتی ہیں اور اس قسم کی نشوونما سر سے اعضاء کے طرف بڑھتی ہے۔ بچے کو سات آٹھ مہینہ تک اپنی گرفت پر قابو نہیں ہوتا۔ شیر خوار اپنے سر اور دھر کو کنٹرول کرتا ہے پھر اپنا سینہ اٹھاتا ہے۔ سیدھا بیٹھتا ہے، ریگلتا ہے اور سہارا لیکر کھڑا ہوتا ہے۔ اس طرح کی نشوونما ایک ترتیب میں ہوتی ہے۔ کیونکہ شیر خورگی میں بچہ کھڑا ہونے کے بعد چلتا ہے یہ ترتیب ہے۔ اس طرح کی نشوونما جسم کے دوسرے حصے جیسے ٹانگیں، بازو وغیرہ کی کنٹرول کہ وجہ سے ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ بچے اپنی آنکھ، سر اور ہاتھ کی ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں اور چیزیں اٹھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

آپ اپنے گھر اور خاندان میں بچے کی جسمانی تبدیلی کا مشاہدہ کیا ہو گا کہ جسمانی تبدیلی جو زندگی کے کئی سالوں میں ہوتی ہے وہ جسم کے تناسب میں تبدیلی ہے۔ جب ایک بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس وقت اس کی سر کی نشوونما ابتدا میں پوری لمبائی کا لگ بھگ 50 فیصد حصہ رہتا ہے۔ اور پیدائش کے وقت سر بچے کی لمبائی کا لگ بھگ 25 فیصد ہوتا ہے۔ اب آپ تصور کریں کہ زندگی کے پہلے سال میں سر اٹھانا کتنا مشکل ہو گا۔ دماغ کا وزن جو پیدائش کے وقت اس کے بالغ وزن کا تقریباً 25 فیصد ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ جسم کے کسی دوسرے حصے کے لئے درست نہیں ہے۔ 2 سال کی عمر تک اس کے بالغ وزن کا 75 فیصد ہوتا ہے۔

دوسری طرف ابتدائی زندگی میں شیر خورگی کی بصارت، سماعت اور ادراک واضح اور مرکوز نہیں ہوتے ہیں۔ نوزائید چمکیلے رنگ کو

سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح کی نشوونما تب ممکن ہو پاتی ہے جب بچہ آگے کے مرحلے کے طرف جاتا ہے۔ شیرخوار بچے کے حسی حرکت قدرت نے پہلے سے مہیا کر دی ہے۔ آپ چھوٹے بچوں کا مشاہدہ کیا ہو گا کہ جب ہم چٹکی یا تالی بجاتے ہیں تو بچہ اس آواز کے طرف دھیان دیتا ہے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ چٹکی کی آواز کہاں سے آتی ہے۔ اب وہ بچہ ماں اور باپ کی آواز میں فرق کر سکتا ہے اور دوسرے لوگوں کے آواز کو بھی پہچان سکتا ہے۔ بچے کی عمر جیسے جیسے بڑھتی ہے ویسے ویسے وہ تجربہ سے بھی سیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ بچے کے ہونٹ کے قریب جو چیزیں آتی ہے اسے بچہ چوسنے لگتا ہے۔ شیرخوار بچے زندگی کے پہلے چند سالوں میں تیز رفتاری سے نشوونما پاتے ہیں۔

بچوں کے شیرخوارگی کے زمانے میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ پہلے حرکیاتی مہارتیں تیار ہونا شروع ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر جب بچہ پیٹ کے بل لیٹتے ہوئے ٹھوری کو اپر لانے کی کوشش کرتا ہے، سینے کے اوپر کرتا ہے، ہاتھوں اور گھٹنوں پر آگے پیچھے کرتا ہے اور پھر ریگنا شروع کرتا ہے۔ اور بعض اوقات ایک شیرخوار دیکھتے ہوئے کسی چیز کے طرف برہنے کی کوشش کرتا ہے اور حیرت انگیز طور پر ٹانگوں کے نسبت بازوؤں میں زیادہ طاقت ہونے کی وجہ سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ 4 مہینہ کا بچہ کسی چیز تک پہنچنے کے قابل ہوتا ہے پہلے دونوں بازوؤں سے اور پھر ایک بازو سے پیچھے جاتا ہے۔ کسی چیز کو پکڑنے میں انگلیوں اور ہتھیلیوں کا استعمال شامل ہے لیکن اس میں انگوٹھا نہیں ہے۔ انگوٹھے کا استعمال تقریباً 9 ماہ کی عمر میں ہوتا ہے۔ یہ صلاحیت کی وجہ سے کسی شے کو کنٹرول کرنے اور اس سے جوڑ توڑ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتی ہے جس سے شیرخوار بہت خوش ہوتے ہیں۔ 9 ماہ کی عمر میں شیرخوار کسی شے اگر حرکت کر رہی ہے اسے بھی دیکھ سکتا ہے۔

2. شیرخوارگی کے مرحلہ میں سماجی و جذباتی نشوونما (Social and Emotional Development during Infancy): بچے کی پیدائش میں قدرت کا رول ہوتا ہے۔ قدرت والدین کے ذریعہ یہ عمل بھی بچے کے ماں کا حمل رہنا بھی یقینی بناتا ہے۔ بچے کی پیدائش ایک خاندان میں ہوتی ہے۔ جس میں والدین کے علاوہ دادا، دادی، چاچا، چاچی، بھائی اور بہن کی بھی شمولیت بچے کے لئے ایک سماج ہے۔ 2 ماہ کے بچے کی یہ خصوصیات ہو جاتی ہے کہ انسانی چہروں کو دیکھ کر سماجی مسکراہٹ کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بچہ جب 4 ماہ کا ہوتا ہے تو ہنسنا شروع کرتا ہے اور 6 ماہ کے عمر آنے تک غصہ، اداسی اور حیرت کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ آپ اپنی دماغ میں زور ڈالیں اور غور کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ 8 یا 10 مہینہ کا بچہ دوسرے لوگوں کے احساسات کے بارے میں سمجھ حاصل کر لیتے ہیں۔

6 سے 12 مہینہ کا بچہ رد عمل کرنا سیکھ جاتا ہے۔ آپ اگر بچے کو نام سے پکاریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ رد عمل کرنے لگتا ہے۔ اس عمر میں بچہ اپنے والدین کے گود کو سب سے محفوظ سمجھتے ہیں اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کا دیکھ بھال اچھی طرح سے یہی کرتے ہیں۔ بچوں میں ایک ڈر رہتا ہے جب وہ اسے کہیں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ چاہے اسکے والدین ہو یا دیکھ بھال کرنے والے۔ جب اسے بھوک لگتی ہے یا ضرورت پوری نہیں ہوتی ہے تو وہ غصے کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ یہ وہی مرحلہ ہے جب سماجی اور جذباتی نشوونما کا آغاز شروع ہو جاتا ہے۔ بچے اپنے احساس، اعتماد، خوف، خوشی، پیار وغیرہ کے جذبات کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ ان میں اپنے والدین کے ساتھ لگاؤ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

3. **وقوفی نشوونما (Cognitive Development):** ذہنی نشوونما پیدائش سے شروع ہو جاتی ہے جس میں بہت تیزی ہوتی ہے۔ نوزائید بچہ اپنے ذہانت کا اظہار کے لئے مختلف قسم کے آواز کر کے کرتا ہے۔ بچہ نفسیاتی طور پر اپنے ماں باپ کا بھی استعمال کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ وہ آہستہ آہستہ اپنے اعمال اور بیرونی دنیا کے تعلق کو سیکھ لیتا ہے۔ اس لئے بڑوں کو کس طرح اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ چاہے وہ جذبات دیکھا کر کیوں نہ ہو۔ جب بچہ روتا ہے تو ماں دوڑے چلی آتی ہے۔ بچہ سیکھ لیتا ہے کہ جب بھی رونے مظاهرہ کرے ویسے ہی ماں دوڑی چلی آئیگی۔ وہ خود اپنے ہاتھوں اور پیروں کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ آپ یہ بات سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آخر بچہ دنیا کے بارے میں کیسے معلومات حاصل کرتا ہے۔ تو اسکا جواب ماہرین نفسیات دیتے ہیں کہ شیرخوار دنیا کے بارے میں معلومات حرکیاتی سرگرمیوں اور حسی تاثرات سے حاصل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرحلے میں بچہ چیزوں کو دیکھ کر، چھو کر اور تجربات سے سیکھ جاتا ہے۔ اس سے ذہن کو اور زیادہ وسعت کے ساتھ استعمال کرنا سیکھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی نظریں مختلف اشیاء و رنگوں پر مرکوز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ نے بھی مشاہدہ کیا ہوگا کہ بچے سبھی چیز کو منہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نویں مہینے کے آخر میں اشیاء کی مستقل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا ذخیرہ الفاظ پہلے سال میں تقریباً 10 الفاظ اور دوسرے سال میں لگ بھگ 50 الفاظ کا ہو جاتا ہے۔ اس عمر میں اسے پیار کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے پیار محبت ملنے پر اعتماد کا ایک احساس پیدا ہوتا ہے۔ لگ بھگ 12 ماہ کی عمر میں بچے اپنے بڑوں کی نقل کرتے ہیں اور مخصوص اشیاء کے ساتھ آوازوں کو جوڑنے لگتے ہیں اور دادا، ماں اور پاپا جیسے الفاظ نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔ شیرخوارگی میں یہی بچے میں زبان کی صلاحیت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

شیرخوارگی کے مرحلہ کی کچھ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

- دو ماہ کا بچہ سر کو اوپر رکھ سکتا ہے اور پیٹ کے بل لیٹنے پر دھکیلنا شروع کر دیتا ہے۔
- بازوں اور ٹانگوں سے دو ماہ کا بچہ حرکت کرتا ہے۔
- ۶ مہینہ کا بچہ بنا کسی سہارے کے سر کو مستحکم رکھ سکتا ہے۔
- ۶ مہینے کا بچہ پیروں کی طاقت سے پیٹ کے بل رہنے پر دھکیل سکتا ہے۔
- ہاتھ منہ پر لاتا ہے۔
- پیٹ کے بل رہنے پر کہنیوں سے بھی دھکیل سکتا ہے۔
- 6 مہینہ میں دونوں طرف سے گھوم سکتا ہے۔
- 9 مہینہ میں بنا سہارے کے کھڑا ہو سکتا ہے۔
- 9 مہینہ میں بغیر سہارے کے بیٹھتا ہے۔
- ایک سال میں بنا سہارے کے کھڑا ہو سکتا ہے۔
- 18 مہینہ میں چل اور دوڑ بھی سکتا ہے۔
- دو سال میں بال (Ball) کو کک کر سکتا ہے۔

- دو سال میں اچھی طرح سے دوڑنے لگتا ہے۔
- چار مہینے میں بچے ہاتھوں اور آنکھوں کو ایک ساتھ استعمال کرتا ہے۔ جیسے کھولنا، دیکھنا اور اس تک پہنچنا۔
- پورے ہاتھ سے کھلونا پکڑ سکتا ہے۔
- چھ مہینے میں کوئی بھی چیز کو منہ پر لاتا ہے۔
- 6 مہینے میں چیزیں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرنا شروع کر دیتا ہے۔
- 2 سال میں کسی ایک ہاتھ کو دوسرے سے زیادہ استعمال کرتا ہے۔
- سیدھی لکیر کھینچ سکتا ہے۔

لہذا شیرخوارگی کے دوران بچے کی سبھی حصّوں کی نشوونما ایک ترتیب سے ہوتی ہے۔ اس مرحلے میں والدین کو خاص طور سے توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ بچہ کی مکمل نشوونما میں یہ مرحلہ کی ساری خصوصیات کی اچھی طرح سے نشوونما ہو جاتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your Progress)
1- شیرخوارگی کے معنی و مفہوم کو بیان کیجئے؟
2- شیرخوارگی کے مرحلے میں جسمانی، سماجی اور وقوفی نشوونما کو بیان کریں؟

7.2.2 بچپن (Childhood)

اس مرحلے میں دوزیلی مراحل شامل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

A. ابتدائی بچپن (Early Childhood)

B. ثانوی بچپن (Later Childhood)

A. ابتدائی بچپن (Early childhood)

دو سال سے 6 سال کے عمر کے عرصے کو ابتدائی بچپن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اسے اسکول سے پہلے کا عرصہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس عرصے میں بچے میں نئے طرز عمل کی نشوونما کے ساتھ سبھی سیکھی ہوئی مہارتوں میں اصلاح بھی ہوتی ہے تاکہ بچے نئے ماحول کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکے اور سماج کا ایک اچھا کارکن بن سکے۔

حالانکہ پیار محبت کے جذبات شیرخوارگی کے زمانے سے ہی نشوونما پاتے ہیں لیکن اس مرحلے میں بھی اسکے اندر پیار محبت جیسے مثبت جذبات دیکھنے میں آتے ہیں۔ بچہ اپنا گروہ یا ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ کھیلنا اور سماجی خصوصیات کی نقل کرنا بھی شروع کر دیتا ہے۔ اور کچھ بچے گڈے گڑیا کے ساتھ بھی کھیلنا شروع کر دیتے ہیں اور اس دوران اس کے جذبات واضح طور پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ تجسس کا بھی مرحلہ ہے کیونکہ اس مرحلے میں وقوفی صلاحیتوں کا پھیلاؤ کے ذریعے اس کی ذہنی نشوونما کی خصوصیات معین ہوتی ہے۔ اس عرصے میں بچے انفرادی طور پر کوئی کام کرنے پر زور دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنے آس پڑوس کے اشیا چاہے وہ جاندار ہو یا غیر

جاندار انکے بارے میں جاننے کی جستجو ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ماحول میں یہ سب موجود اشیاء جس طرح کے ہیں وہ کیسے کام کرتی ہیں اور وہ کیسے ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ اس مرحلہ میں بچہ اپنے والدین کا نقل بھی کرتا ہے۔ والدین کے ساتھ ساتھ بچے کے آس پاس کے سبھی لوگ جس سے وہ ملتا ہے وہ انکی نقل کرتا ہے۔ اس عرصے میں لڑکے اور لڑکیوں کی جسمانی حصوں میں تبدیلی آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ چار سال کے بچے کا وزن لگ بھگ 38 پونڈ ہوتا ہے اور لمبائی لگ بھگ 40 انچ ہوتی ہے۔ لڑکیاں لڑکوں سے وزن میں تھوڑی کم ہوتی ہے۔

اس مرحلہ میں بچے اپنی ضرورتوں کے لئے اپنے بڑوں سے بولتے ہیں یا مانگ لیتے ہیں اور اس مرحلہ کے آخر تک پہنچتے پہنچتے وہ خاندان کے دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی بولتے ہیں۔ اس مرحلہ میں بڑی عادتیں جیسے غصہ آنے پر گالی بھی دینا شروع کر دیتے ہیں۔ لفظوں کا تلفظ اور جملے کی تشکیل بھی سیکھتے ہیں۔ اس مرحلے میں بچے سماجی رابطہ اور تعلق بنانا سیکھتے ہیں اور آس پڑوس کے بچوں کے ساتھ ملنا جلنا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے حیاتیاتی عوامل کے علاوہ سماجی عوامل بھی بچوں کے جنسی کردار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

اب یہاں ابتدائی بچپن کے مرحلے کو تین زمرے میں تفصیل کے ساتھ مطالعہ کرینگے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- ابتدائی بچپن میں جسمانی نشوونما: 2- سے 6 سال کے بچوں کا قد تقریباً 3 انچ بڑھتا ہے اور ہر سال تقریباً 4 سے 5 پونڈ وزن بڑھتا ہے۔ بعض نشوونما کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ 6 سال کے بچے کا وزن لگ بھگ 40 سے 50 پونڈ ہوتا ہے اور اس کی اونچائی تقریباً 44 سے 47 انچ ہوتی ہے۔ 3 سال کا بچہ اب بھی ایک چھوٹا بچہ ہے جس کا سر بڑا، پیٹ بڑا، بازو اور ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہے اور 6 سال کی عمر میں بچے کا دھڑ لمبا ہو چکا ہوتا ہے اور جسم کا تناسب بالغوں جیسا ہو جاتا ہے۔ یہ شرح نمو شیر خوار کی کہ بہ نسبت سست ہوتی ہے اور یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اس عمر کے بچوں کی بھوک کم ہو جاتی ہے لیکن اس کا دماغ اور سر جسم کے دیگر حصوں کی بہ نسبت تیزی سے اضافہ ہوتا ہے۔

Lenroot & Giedd (2006) کے مطابق 3 سال کے عمر تک دماغ اپنے بالغ وزن کا تقریباً 75 فیصد ہوتا ہے۔ 6 سال کی عمر تک دماغ اپنے بالغ وزن کا تقریباً 95 فیصد ہوتا ہے۔ 3 اور 6 سال کی عمر کے درمیان دماغ کا بایاں نصف کرہ (Hemisphere) بڑھتا ہے۔ دماغ کا یہ نصف کرہ کا یہ حصہ عام طور پر زبان کی مہارت میں شامل ہوتا ہے۔ دائیں نصف کرہ ابتدائی بچپن میں بڑھتا رہتا ہے اور اس کا استعمال شکلوں اور پیٹرن کو پہچاننے میں کیا جاتا ہے۔

2- ابتدائی بچپن میں نفسی سماجی نشوونما: بچپن کے ابتدائی مرحلے میں بچے پورا جملہ بول سکتا ہے۔ اپنے احساس اور جذبات کا اظہار کر سکتا ہے اور اپنی ضروریات کو بھی دوسروں کو بتا سکتا ہے۔ اس عمر میں بچے اپنا جسمانی حرکت کو کنٹرول کرنا سیکھ جاتا ہے اور وہ اپنے جسم کے اعضاء کو بہتر طور پر مربوط بھی کر سکتا ہے۔ یہاں سے اسکی سماجی نشوونما بھی شروع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب وہ 5 یا 6 سال کا ہوتا ہے تو وہ دوسرے بچوں کے ساتھ تعاون کرنا سیکھ جاتا ہے۔ ساتھ ہی کوئی تنازعات ہونے پر اس کا حل بھی نکال لیتا ہے۔ یہاں تین اہم سماجی و جذباتی نشوونما اہم ہیں۔ پہلا خود کی نشوونما، دوسرا منفی کردار اور تیسرا اخلاقی نشوونما۔ اس وقت بچہ اپنے والدین کا مشاہدہ و نقل کرتا ہے۔ بچہ کیونکہ سماجی ہوتا ہے اس لئے وہ تجربات کی بنیاد پر اور مشاہدہ کر کے مناسب رویے سیکھتا ہے۔ جب بچے 5 سے 6 سال کے عمر کے ہوتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ انکا تعلق ایک خاص جنس سے ہے۔

3- ابتدائی بچپن میں وقوفی نشوونما: ابتدائی بچپن کا دور بچوں کو وقوفی نشوونما کے لئے اہم ہے۔ اس مرحلے میں وقوفی نشوونما کا مطلب ہے کہ بچے کس طرح سوچتے ہیں، دریافت کرتے ہیں اور چیزوں کا پتہ لگاتے ہیں۔ یہ علم، ہنر، مسائل کا حل اور مزاج کی نشوونما ہے۔ جو بچوں کو اپنے ارد گرد کی دنیا کے بارے میں سوچنے اور سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ دماغ کی نشوونما بھی وقوفی نشوونما کا حصہ ہے۔ بچے ہر چیز کے لئے کیوں، کہاں اور کیسے جیسے سوالات کے جوابات کو جاننے کی جستجو رہتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مرحلے میں تعمیراتی مرحلے شامل ہیں جیسے پڑھنا، زبان، عدد وغیرہ پیدائش کے وقت سے ہی شروع ہوتی ہیں۔

وقوفی نشوونما سے مراد دانشورانہ صلاحیت کا ایک مجموعہ ہے۔ Jean Piaget کی نظریات تو آپ جانتے ہیں انہوں نے بچوں کی وقوفی نشوونما پر نظریات پیش کئے ہیں۔ اس کی تفصیل آگے کی اکائی میں بیان کی جائیگی۔ لیکن یہاں صرف کچھ باتیں کرنی ضروری ہے کیونکہ Jean Piaget نے وضاحت کی ہے کہ انسان جس ماحول میں رہتا ہے اس کے ساتھ تعامل کے ذریعے علم حاصل کرتا ہے۔ Piaget نے ابتدائی بچپن کو Pre Operational Stage کا نام دیا ہے جس میں علامتی سوچ یا نمائندگی کی صلاحیت میں بہت زیادہ توسیع ہوتی ہے لیکن وہ منطق استعمال کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ بچوں کے لئے کچھ وقوفی مہارتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

توجہ اور رد عمل، زبان سیکھنا، حافظہ یا یادداشت میں اضافہ، سوچنا، مسئلہ حل کرنا، وجہ اور اثرات کو سمجھنا، پیٹرن کی پہچان

B. ثانوی بچپن (Later Childhood)

6 سے 12 سال کے عرصے کو ثانوی بچپن کہا جاتا ہے۔ عام طور سے اس مرحلے میں اسکول کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے اور بچے اپنے ہم ساتھیوں کے رابطے میں آنے کی وجہ سے انکی اثرات بھی پڑنے لگتے ہیں۔ وہ اپنے والدین کی بات کو کام اہمیت دیتے ہیں۔ اس عرصے میں لڑنے جھگڑنے کی خاصیت ہوتی ہے۔ اس عمر میں ان کے عادات یعنی بولنے چالنے کا ڈھنگ، کپڑا پہننے کا ڈھنگ، کھانے اور پینے کی چیزوں کی پسند و غیرہ اپنے گروپ کے حساب سے ہوتے ہیں۔ وہ عام طور سے اپنی جماعت کے ساتھ رہنا اور کھیلنا پسند کرتے ہیں اس لئے اسے گینگ عمر بھی کہا جاتا ہے۔

اس عمر کے بچے اپنی قوت اور ذہانت کو نئی چیزوں میں لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس عمر میں وہ نئی نئی قسم کی تصویر بناتے ہیں اور ان کی کرافٹ میں بھی دلچسپی ہوتی ہے یعنی اس عمر میں اختراعی صلاحیت کی نشوونما ہوتی ہے۔ اس عمر میں زبان کی نشوونما زیادہ تیزی سے ہوتی ہے اور اب رونے اور چلانے کو اہمیت کم دیتے ہیں۔ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ اور تلفظ صاف ہو جاتا ہے اور مشکل جملہ کا استعمال زیادہ کرتے ہیں۔ جذباتی نشوونما میں پختگی آتی ہے اور اب وہ سمجھنے لگتے ہیں کی بات بات میں رو دینا، ڈر کر بھاگ جانا ایک طرح کا بچکانہ حرکت ہے۔ بچے گروہ میں رہ کر سماجی خصوصیات کو سیکھنے اور ٹولی میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس مرحلے میں سماج کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیئے سیکھ جاتے ہیں اور انکا طرز عمل بھی اس طرح کا ہوتا ہے۔ بچوں کی سوچ بوجھ اور دلچسپیوں وغیرہ میں کافی وسعت آ جاتی ہے۔

1- ثانوی بچپن میں جسمانی نشوونما: اس عمر میں بچوں میں 2 سے 3 انچ کا اضافہ سالانہ ہوتا ہے۔ 11 سال کے لڑکے کی اوسط لمبائی تقریباً 58 انچ اور اس عمر کی لڑکی کی لمبائی تقریباً 57.5 انچ ہوتی ہے۔ ان کا سالانہ وزن 3 سے 4 پونڈ تک بڑھتا ہے اور 28 عدد دانت نکل آتے ہیں۔ ابتدائی بچپن اور شیر خوارگی جو زندگی کے 6 سال کے وقفہ کا مطالعے نے ہم سب کو اس بات سے آگاہ کر دیا ہے کہ ان سالوں کا اثر

بچے کے مستقبل پر کیا پڑتا ہے۔ 6 سے 12 سال کی عمر جسے درمیانی یا ثانوی بچپن کے بھولے ہوئے سال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو ایک نازک دور ہے جو دیر پا اثر رکھتا ہے۔

اس عمر میں بچے کا دماغ تیزی سے اشیاء کے ساتھ مطابقت پیدا کرتا ہے اور اسے اپنانے لگتا ہے۔ اب جسمانی طور پر زیادہ مضبوط اور مربوط ہوتے جا رہے ہیں۔ Knudsen کے نظریہ کے بنیاد پر درمیانی بچپن کو حساس دور سمجھا جاتا ہے کیونکہ دماغ کے نشوونما میں تجربات کا فعال کردار ہوتا ہے۔ اس مرحلہ کے دوران دماغی ٹھہراؤ نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر جب آپ 6 اور 12 سال کے بچوں کے گیند پھینکنے کی صلاحیت کا موازنہ کریں گے تو دیکھیں گے کہ چھوٹا بچہ نمایاں طور پر زیادہ بیرونی حرکات کا مظاہرہ کرتا ہے جبکہ بڑا بچہ زیادہ درست اور با مقصد ہوتا ہے۔ یعنی اس کی نظر مقصد پر رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ درمیانی یا ثانوی بچپن میں بچوں میں جسمانی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے جو Synaptic pruning کے عمل کے متوازی ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ابتدائی سالوں کے دوران بچوں کو محض حرکت میں لانا ان کی حرکی مہارت کو بہتر بنا سکتا ہے اور پائیدار صحت مند زندگی گزارنے کے عادات کا آغاز کر سکتا ہے۔ ماہرین نفسیات نے یہ بھی پایا کہ ثانوی بچپن میں جسمانی سرگرمیاں خود اعتمادی پیدا کرنے اور سیکھنے کا ذریعہ فراہم کرنے میں ایک کردار ادا کرتی ہے۔

ثانوی بچپن میں جسمانی نشوونما ابتدائی بچپن کے مقابلے میں سست ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رک جاتی ہیں بلکہ بچوں کو حرکت میں لانا انہیں کامیابی اور تحفظ کا احساس دلاتا ہے۔ آپ غور کریں کہ اس عمر میں بچہ بنا مقصد کے گھومتے اور کھیلتے رہتے ہیں ان کے نزدیک وہ صرف مزے کر رہے ہیں لیکن جسمانی سرگرمی انہیں ان حالات میں رکھتے ہیں کہ جہاں وہ موافقت پذیر، تخلیقی، تنقیدی مفکرین اور موثر بات چیت کرتے ہوئے ہم عمر کے ساتھ مثبت تبادلہ خیال کر سکتے ہیں۔ اس سے صاف ہے کہ اسکی طاقت اور پختہ کاری بہتر ہوتی ہے۔

2۔ ثانوی بچپن میں نفسی سماجی نشوونما (Psychological Development in Middle childhood): Erikson کے مطابق ثانوی بچپن میں بچے بہت مصروف اور محنتی ہوتے ہیں۔ بچے اس مرحلے میں دوستوں کے ساتھ منصوبہ بناتے ہیں، کھیلتے ہیں، دوستوں سے ملتے ہیں اور جو مقاصد طے کرتے ہیں اس کے لئے محنت بھی کرتے ہیں اور اسے حاصل بھی کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت فعال وقت ہے۔ Erikson کا خیال تھا کہ اگر یہ محنتی بچے اپنی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں تو اسے مستقبل کے چیلنجوں کے حل کے لئے ایک خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ اگر کامیابی نہیں ملی تو بچے میں احساس کمتری کا جذبہ پیدا ہوگا۔

اس مرحلے میں خود کا تصور زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ جس سے خود اعتمادی متاثر ہوتی ہے۔ تصور خودی سے مراد عام ذاتی شناخت کے بارے میں عقائد ہیں۔ ان عقائد میں ذاتی صفات شامل ہیں جسے خود آگاہی اور خود شناسی کے نام سے جانا جاسکتا ہے۔ اسمیں بچے کی عمر، جسمانی خصوصیات، طرز عمل اور قابلیت بھی شامل ہیں۔ اب بچے زیادہ حقیقت پسندانہ احساس رکھتے ہیں اور بچے اپنی خوبی اور خامی اپنی طاقتوں اور کمزوریوں کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس عمر میں جب بچوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے تو اس میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ بچے اس عمر میں محنت پر یقین رکھتے ہیں تاکہ اس کی تعریف دوسرے کے سامنے ہو سکے۔ اس کے برعکس اگر جس چیز کو بچہ بہتر سمجھتے ہیں اور اس میں کوئی

تضاد ہے تو اس کی عزت نفس پر منفی اثر پر سکتا ہے۔ اس عمر میں خود افادیت بھی یہ یقین دلاتا ہے کہ بچہ کسی خاص کام کو انجام دینے یا کسی مقصد تک پہنچنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ چونکہ خود افادیت خود سے بنایا جاتا ہے یا وہ کہیں کہ یہ خود ساختہ ہے اس لئے طلبہ کے لئے اپنا حقیقی مہارت کا غلط اندازہ لگانا ممکن ہے اور یہ غلط فہمیاں طلبہ کے محرکات پر غلط اثرات مرتب کر سکتی ہے۔

اس مرحلے میں دوستی کا ایک الگ مقام ہے۔ دوستی سماجی مہارتیں سیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے جیسے کہ دوسروں کے ساتھ بات چیت کیسے کی جاتی ہے اور اختلافات کو کیسے حل کیا جاتا ہے۔ بچے ایک دوسرے کو دیکھ کر سیکھتے ہیں کہ کچھ کاموں کو کیسے انجام دینا ہے۔ کس طرح مقبولیت حاصل کرنی ہے۔ اپنا طرز عمل کیسے رکھنا ہے اور کیا پہننا ہے۔

3۔ ثانوی بچپن میں وقوفی نشوونما (Cognitive Development in Middle Childhood): Piaget کے مطابق بچے ثانوی بچپن میں ٹھوس تقابلی مرحلے میں داخل ہوتا ہے جو تقریباً 7 سال کی عمر میں شروع ہوتا ہے اور 12 سال کی عمر تک چلتا ہے۔ اس مرحلے میں بچے حقیقی مسائل کو حل کرنے کے لئے ذہنی قوتوں کا استعمال کرتے ہیں اور زیادہ منطقی طور پر سوچتے ہیں۔ اس سے زیادہ اعلیٰ سطح کے مسائل آنے پر بھی اس کا حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کام کرنے والی حافظہ کی صلاحیت زیادہ ہو جاتی ہے اور ماہرین نفسیات یہ بھی بتاتے ہیں کہ کس چیز کو حل کرنے کی رفتار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس عمر کے دوران غیر متعلقہ معلومات کی صلاحیت بہتر ہوتی ہے اور 6 سال کی عمر سے جوانی تک منتخب توجہ میں تیزی سے بہتری آتی ہے۔ بچوں میں کسی کام کے مختلف خصوصیات کے درمیان اپنی توجہ منتقل کرنے کی صلاحیت میں بھی بہتری آتی ہے۔ اس عمر میں بچے اشیاء کو بہت سے طریقوں سے درجہ بندی کر سکتے ہیں۔ زبان کی نشوونما زیادہ تیزی سے ہوتی ہے۔ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پانچویں جماعت تک ایک بچے کا ذخیرہ الفاظ 40,000 تک ہوتا ہے۔ اس عمر کی کچھ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

- ان پرستی کم ہوتی ہے۔
- بچے منطقی طور پر سوچنے لگتے ہیں۔
- حافظہ اور زبان کی مہارت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- وقوفی فوائد بچوں کو رسمی اسکولنگ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔
- کچھ بچے خصوصی تعلیمی ضروریات اور منطوبی ظاہر کرتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your Progress)	
1-	ابتدائی بچپن کے معنی و مفہوم کو بیان کیجئے۔
2-	ثانوی بچپن کے معنی و مفہوم کو بیان کیجئے۔

7.2.3 غنفوان شباب (Adolescence)

عام طور پر 12 سے 18 سال کی عمر کو غنفوان شباب کہا جاتا ہے۔ Adolescence لفظ کی اصطلاح لاطینی لفظ Adolescere سے

ماخوذ ہے جس کا مطلب پختگی کا آغاز ہے یا یوں کہیے کی پختگی کا آغاز ہے۔ یہ بچپن اور جوانی کا درمیانی دور ہے۔ ماہرین نفسیات نے اسے اہم مرحلہ کہا ہے کیونکہ اس مدت کی دوسری صورت میں نوعمروں کا عمر کہا جاتا ہے۔ یہ وہ مرحلہ ہے جس میں بچوں میں فوری اور طویل دونوں طرح کے اثرات پڑنے کے ساتھ ساتھ جسمانی اور نفسیاتی دونوں طرح کے اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے بچپن اور بلوغت کے بیچ کا عرصہ ہے۔ یہ وہی زمانہ ہے جس میں زیادہ تر بچوں میں پختگی آتی ہے اس عمر میں بچوں میں نشوونما نہایت انقلابی ہوتی ہے اور حقیقی پختگی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ بالغ اکثر خود اپنی اور اپنے دوستوں کی جسمانی شکل و صورت کے بارے میں بے حد حساس ہوتے ہیں اور اسے خوبصورت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس عرصے کے دوران رونما ہونے والی تبدیلیاں جسمانی تبدیلیاں عالمگیر ہوتی ہیں لیکن سماجی اور نفسیاتی تبدیلیاں زیادہ تر ثقافتی حوالوں پر منحصر ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ زندگی کا عبوری مرحلہ ہوتا ہے اس لئے اس مرحلے میں بچے اپنے والدین اور معاشرہ کے خلاف بغاوت کرتے ہیں۔ اس لئے ماہرین نفسیات نے اس مدت کو طوفان اور کشیدگی بھی کہا ہے۔ اب ہم غنفوان شباب کو تین زمرے کے تحت بحث کریں گے۔

1- غنفوان شباب میں جسمانی نشوونما (Physical Development in Adolescence): اس مرحلے میں قد اور وزن میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے اور بچے اپنے آپ کو بالغ سے کم نہیں سمجھتے۔ جسمانی لحاظ سے غنفوان شباب میں نشوونما کے تیزی کے ساتھ اضافے کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ جنسیت اور شناخت کی تشکیل غنفوان شباب مرحلے کے دو بڑے چیلنجز ہیں۔ لڑکیوں کی لمبائی لڑکوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان میں مضبوطی آتی ہے۔ ان کے سبھی خارجی اور اندرونی اعضا مکمل صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ہندوستان میں لڑکیوں میں 13 سال اور لڑکوں میں 15 سال کی عمر میں اعضاء تناسل سرگرم ہو جاتے ہیں۔ یہ عمر لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لئے بلوغت اور جنسی پختگی کو نشان زد کرتا ہے۔ لڑکے اپنے عروج کے سال یعنی 16 سال کی عمر میں ان کی انچائی میں 3 سے 5 انچ کا اضافہ ہوتا ہے۔ لڑکیوں میں یہ عمر 12 سال کی ہوتی ہے جب اس کی انچائی میں 2 سے 4 انچ میں اضافہ ہوتا ہے۔

حیض لڑکیوں کے لئے بلوغت کی پہلی علامت ہے جبکہ لڑکوں میں اس کا ظاہری شکل سے واضح ہوتا ہے۔ بلوغت کا آغاز ہارمونل نظام میں ہونے والے تبدیلیوں کے جواب میں ہوتا ہے۔ لڑکوں میں اینڈروجن (Androgens) ہارمون اور لڑکیوں میں ایسٹروجن (Estrogen) ہارمون جو جنس سے منسلک ہے اس کا نتیجہ ہے۔ بلوغت کے وقت لڑکوں اور لڑکیوں میں بالترتیب اینڈروجن اور ایسٹروجن کے اخراج میں اچانک اضافہ ان کی ظاہری شکل میں حیرت انگیز جنسی فرق کو جنم دیتا ہے۔ عام بچے اس عمر میں بلوغت کو پہنچ جاتے ہیں۔ غذائیت کی کمی بیماری اور جسمانی نشوونما پر اثر ڈال سکتے ہیں۔

2- غنفوان شباب میں نفسی سماجی نشوونما (Psychosocial Development in Adolescence): غنفوان شباب میں نفسی سماجی نشوونما کشیدہ جہتی اور محرک ہوتی ہیں۔ اس سے پہلے آپ کو یہ معلوم ہوا کہ اس عمر میں بچے کی جسمانی نشوونما نہایت انقلابی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے جسمانی تبدیلیاں مختلف قسم کی نفسیاتی تبدیلیاں لاتی ہے۔ اس مرحلے میں بچے جدت (Innovation) پسند یا اختراعی ہو جاتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اسے کسی کام کو کرنے یا ہنر سیکھنے میں دلچسپی ہوتی ہے۔ سپر مین والی خاصیت ان میں آتی ہے اور وہ یہ بھی سمجھنے

لگتے ہیں کہ اسے کوئی نہیں سمجھتا۔ انکی انفرادیت کا احساس حقیقت کی دنیا سے اور ان کے ارد گرد ذاتی اضافوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرے کی غلطی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور بحث کرتے ہیں۔ خود کی تصور کا سلسلہ بچے میں یہاں بھی چلتا رہتا ہے۔

Harter (2012) کے مطابق:

"Young teens may see themselves as outgoing but also withdrawn, happy yet often moody and both smart and completely clueless."

یعنی خوش و خرم کے ساتھ ساتھ موڈی بھی ہوتے ہیں اور ہوشیار اور مکمل طور پر بے ترتیبی نظر آتے ہیں۔ یہ تضادات غنفوان شباب کے بچوں کی خاصیت ہے جو ان کے شخصیت اور طرز عمل کو ظاہر کرتا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ اپنا وقت گزارتے ہیں۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ زیادہ غصہ میں یا اداس نظر آتے ہیں اور دوستوں کے ساتھ اس کا طرز عمل مختلف ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں بچے میں الجھن، اضطراب اداسی اور رکاوٹ کا وقت بھی ہو سکتا ہے۔ اس مرحلے کے کچھ چیلینجز بھی ہیں جیسے شناخت۔ شناخت کسی فرد کی ذاتی تعریف ہے۔ Erikson کا خیال تھا کہ اس عمر کے بچوں کا بنیادی نفسیاتی کام شناخت قائم کرنا تھا کیونکہ غنفوان شباب میں بچے اس سوال کے ساتھ جدوجہد کرتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ کیونکہ اس مرحلے میں نفسیاتی نشوونما کی خصوصیات خود سمجھنے کی شدید جستجو سے ہوتی ہے اور جو سوالات ان سے منسلک ہیں وہ ہیں ظاہری شکل، تعلیم، تعلقات، جنسیت، سیاسی اور سماجی خیالات، شخصیت اور دلچسپیوں کے متعلق سوالات شامل ہیں۔ غنفوان شباب میں ہم جماعت ساتھیوں کے اثرات واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ غیر سماجی حرکات میں بھی ملوث ہو جاتے ہیں۔

3- غنفوان شباب میں وقوفی نشوونما (Cognitive Development in Adolescence): ذہانت کی مکمل نشوونما اس عمر میں ہوتی ہے۔ قوت حافظہ غذب کا ہوتا ہے اور استحکام آنے لگتا ہے۔ استدلال، ترکیب، تجربہ اور تصور کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ سماجی دائرہ بڑا ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے ذخیرہ الفاظ میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ مختلف الفاظ میں فرق کرنے لگتا ہے۔ بچے زبان کے قواعد کو بھی سمجھنے لگتے ہیں۔ اس زمانے میں زبانی اظہار اچھی ہوتی ہے۔ زبان کی اظہار کے ساتھ ساتھ ان کی تحریر میں سلاست آنے لگتی ہے۔ اب اس میں نہ صرف جسمانی تبدیلیاں آتی ہیں بلکہ ثانوی بچپن کے بچوں سے مختلف سوچنے میں اور ساتھ ساتھ یہ سوچ معیاری ہوتے ہیں۔ سوچنے، سیکھنے اور یاد رکھنے کی ہر بنیادی مہارت غنفوان شباب کے دوران پختگی کی طرف جاتی ہے مثال کے طور پر بچوں کو زیادہ مہارت کے ساتھ منتخب کردہ توجہ ہوم ورک کرنے کے قابل بناتی ہے۔ چاہے وہ دوستوں کے بیچ ہو یا موسیقی چل رہی ہو۔ توسیع شدہ حافظہ کی مہارت اور معلومات میں اضافہ بچے کو نئے خیالات اور تصورات کو پورانے سے جوڑنے میں مدد کرتی ہے اور اجازت دیتی ہے۔ اس عمر کی اور ایک خصوصیت ان پرستی ہے یعنی وہ اپنے آپ کو سماجی طور پر اس سے کہیں زیادہ اہم سمجھتے ہیں جتنا کہ وہ حقیقت میں ہیں۔

Jean Piaget کے مطابق اس عمر کے بچے وقوفی نشوونما کے اعلیٰ ترین درجے میں داخل ہو جاتے ہیں جسے رسمی تقابلی مرحلہ کا نام دیا ہے۔ وہ تعامل کے ذریعہ معلومات کو جمع کرتے ہیں اور سیکھے ہوئے تصورات کو نئے کاموں پر لاگو کرتے ہیں۔ بچے کا منطقی سوچ میں اضافہ

کے ساتھ وہ اب کسی موضوع پر بحث بھی کرتے ہیں۔ اب وہ مجرد تصورات کو سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

7.3 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں انسانی زندگی کے مختلف نشوونما کے مراحل بیان کیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے قبل از پیدائش کی مدت ہے جو قرار حمل سے پیدائش تک رہتی ہے۔ اس کے بعد شیرخوارگی کا مرحلہ آتا ہے جو پیدائش سے دو سال تک رہتا ہے۔ یہ دور تیز رفتار نمو اور نشوونما کا ہوتا ہے، جس میں بچہ انسانی اشیاء کو پہچاننے، سماجی مسکراہٹ دکھانے، ہنسنے اور مختلف جذبات جیسے غصہ، اداسی اور حیرت کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ اس عرصے میں بچہ دیکھنے، چھونے اور تجربات سے دنیا کو سمجھتا ہے اور بیرونی دنیا کے ساتھ تعلق بنانا سیکھتا ہے۔ اس کے بعد ابتدائی بچپن (2 تا 6 سال) آتا ہے جسے اسکول سے پہلے کا عرصہ اور تجسس کا مرحلہ کہا جاتا ہے۔ اس دوران دماغ کی نشوونما تیز ہوتی ہے اور 6 سال کی عمر تک یہ اپنے بالغ وزن کا تقریباً 95 فیصد تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد ثانوی بچپن (6 تا 12 سال) کا دور آتا ہے جسے حساس دور بھی کہا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں بچے زیادہ مصروف، محنتی اور فعال ہوتے ہیں اور ان کا ذخیرہ الفاظ پانچویں جماعت تک تقریباً 40,000 تک بڑھ جاتا ہے۔

آخر میں غنفوان شباب (12 تا 18 سال) کا مرحلہ آتا ہے۔ لفظ Adolescence لاطینی زبان سے ماخوذ ہے جس کا مطلب پختگی کا آغاز ہے۔ اس دور کو طوفان اور کشیدگی کا دور بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس مرحلے میں شناخت اور جنسیت کی تشکیل جیسے بڑے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ عمر جسمانی، ذہنی اور جذباتی تبدیلیوں کے حوالے سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

7.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کا مطالعہ کے بعد آپ نے درجہ ذیل باتیں سیکھیں۔
- قبل از پیدائش کی مدت قرار حمل سے پیدائش تک ہوتی ہے۔
- پیدائش سے دو سال تک کے مدت کو شیرخوارگی کا مرحلہ کہا جاتا ہے۔
- بچپن کے مرحلے کو ابتدائی بچپن اور ثانوی بچپن میں بانٹا گیا ہے۔
- ابتدائی بچپن 2 سے 6 سال کی مدت کو کہا جاتا ہے اور ثانوی بچپن 6 سے 12 سال کی مدت کو کہتے ہیں۔
- غنفوان شباب 12 سے 18 سال کی مدت ہوتی ہے۔
- شیرخوارگی کا مرحلہ تیز رفتار نمو اور نشوونما کا دور ہے۔
- شیرخوارگی کے دور آغاز میں بچے انسانی چیزوں کو پہچان سکتے ہیں۔
- پیدائش کے وقت بچے کا وزن 6 سے 9 پونڈ کا ہوتا ہے اور پہلے سال کے اندر ہی تین گنا بڑھ جاتا ہے۔

- Human Growth Hormone مرکزی اعصابی نظام کے علاوہ تمام نمو اور نشوونما کو متاثر کرتی ہے۔
- مرکزی اعصابی نظام کو متاثر کرنے والے ہارمون کو Thyroid Stimulation Hormone کہا جاتا ہے۔
- شیر خوارگی میں بچے کی یہ خصوصیات ہوتی ہے کہ انسانی چیزوں کو دیکھ کر سماجی مسکراہٹ کا مظاہرہ کرتا ہے۔
- بچہ جب 2 ماہ کا ہوتا ہے تو وہ ہنسنا شروع کرتا ہے۔
- بچہ 6 ماہ تک آنے پر غصہ، اداسی اور حیرت کا اظہار کرنے لگتا ہے۔
- 8 سے 10 ماہ کا بچہ دوسرے لوگوں کے احساسات کے بارے میں سمجھ حاصل کر لیتے ہیں۔
- بچہ شیر خوارگی میں ہی اپنے اعمال اور بیرونی دنیا کا تعلق کو سیکھ لیتا ہے۔
- شیر خوار دنیا کے بارے میں معلومات حرکیاتی سرگرمیوں اور جنسی تاثرات سے حاصل کرتے ہیں۔
- شیر خوارگی میں بچے چیزوں کو دیکھ کر، چھو کر اور تجربات سے سیکھ جاتا ہے۔
- دو سال اور 6 سال کے عمر کو ابتدائی بچپن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اسے اسکول سے پہلے کا عرصہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس مرحلہ کو تجسس کا مرحلہ بھی کہتے ہیں۔
- تین سال کی عمر تک دماغ اپنے بالغ وزن کا تقریباً 50 فیصد ہوتا ہے اور 6 سال کی عمر تک دماغ اپنا بالغ وزن کا 95 فیصد ہوتا ہے۔
- Knudsen کے مطابق درمیان بچپن کا دوسرا نام حساس دور ہے۔
- Erikson کے مطابق ثانوی بچپن میں بچے بہت ہی مصروف اور محنتی ہوتے ہیں۔
- پانچویں جماعت تک ایک بچے کا ذخیرہ الفاظ 40,000 ہو جاتا ہے۔
- 12 سے 18 سال کی عمر کو عنفوان کے نام سے موسوم ہے۔
- Adolescence لفظ کی اصطلاح لاطینی لفظ Adolescere سے ماخوذ ہے جس کا مطلب پختگی کا انکوار ہے۔
- Adolescence کو طوفان اور کشیدگی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔
- جنسیت اور شناخت کی تشکیل عنفوان شباب کے مرحلے کے دور بڑے چیلنجز ہیں۔

7.5 فرہنگ (Glossary)

جسمانی نشوونما (Physical Development)	ایک فرد کی جسمانی افنائش یا نشوونما
جذباتی نشوونما (Emotional Development)	کسی فرد کے اندر جذباتی نشوونما جیسے غصہ، رونا، خوشی۔
وقوفی نشوونما (Cognitive Development)	وقت گزرنے کے ساتھ کسی چیز کی تفہیم۔
شیر خوارگی (Infancy)	ابتدائی بچپن کے دو سال کی مدت۔

بچپن (Childhood)	2 سال سے 12 سال کی عمر کھیل اور معصومیت کا عرصہ جو غنفوان شباب کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔
غنفوان شباب (Adolescence)	بچپن اور بلوغت کے درمیان کا عرصہ۔
ہیومن گروتھ ہارمون (Human Growth Hormone)	نشوونما کو متاثر کرنے والے ہارمون۔
تھائرائیڈ اسٹیمولیٹک ہارمون (Thyroid Stimulating Hormone)	مرکزی اعصابی نظام کو اثر انداز کرنے والے عوامل۔
قبل تقاعلی مرحلہ (Pre-Operational Stage)	Piaget کے زریعہ پیش کیا گیا مرحلہ جس میں علامتی سوچ یا نمائندگی کی صلاحیت میں بہت زیادہ توسیع ہوتی ہے۔
پختگی (Adolescence)	یہ لاطینی لفظ ہے جس سے Adolescence لفظ آیا ہے۔
انڈروجن (Endrogen)	یہ ہارمون کے نام ہیں جو لڑکوں کے جنس کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
ایسٹروجن (Estrogen)	یہ بھی ہارمون جو لڑکیوں کے جنس کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

7.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objectives Answer Type Questions)

- 1- کون سے مرحلے کو انقلابی مرحلہ کہا جاتا ہے؟
(A) شیرخوارگی (B) غنفوان شباب (C) بچپن (D) بلوغت
- 2- وقوفی کا مطلب کیا ہوتا ہے؟
(A) دیکھنا و سمجھنا (B) سونا (C) لکھنا (D) پڑھنا
- 3- 2 سال سے 6 سال کی مدت کو کیا کہا جاتا ہے؟
(A) غنفوان شباب (B) شیرخوارگی (C) ابتدائی بچپن (D) بلوغت
- 4- بچے کس عمر میں ہاتھوں اور انگلیوں میں کنٹرول حاصل کرتے ہیں؟
(A) 1 سے 2 سال (B) 2 سے 3 سال (C) 4 سے 5 سال (D) 12 مہینہ سے 18 مہینے
- 5- ان میں سے کون سا شیرخوارگی کی خصوصیات ہیں؟
(A) سیکھنے کی تیز رفتار (B) دیکھ کر سیکھنا (C) تجسس فطرت (D) عکاسی کا عمل

6- مرکزی اعصابی نظام کو متاثر کرنے والے ہارمون کو کیا کہا جاتا ہے؟

Thyroid Stimulating Hormone(B)

Human Growth Hormone(A)

(D) ان میں سے کوئی نہیں

Extra Ordinary Hormone(C)

7- پانچویں جماعت تک ایک بچے کا ذخیرہ الفاظ کتنا ہوتا ہے؟

20,000 (D)

50,000(C)

30,000(B)

40,000 (A)

8- غنقوان شباب مرحلے کے چیلنجز کون سے ہیں؟

(C) A اور B دونوں (D) ان میں سے کوئی نہیں

(B) شناخت

(A) جنسیت

9- لڑکیوں کے لئے بلوغت کی پہلی علامت کون سی ہے؟

(D) پڑھنا

(C) حیض

(B) کھلنا

(A) ہنسنا

10- پیدائش کے وقت بچے کا وزن کتنا ہوتا ہے؟

(D) 6 سے 9 پونڈ

(C) 1 سے 2 پونڈ

(B) 12 سے 15 پونڈ

(A) 3 سے 5 پونڈ

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1- شیر خورگی کے معنی و مفہوم کو بیان کیجئے۔

2- شیر خورگی میں جسمانی نشوونما کی خصوصیات بیان کیجئے۔

3- شیر خورگی میں وقوفی نشوونما کی خصوصیات بیان کیجئے۔

4- ابتدائی بچپن میں ہونے والی تبدیلیوں کو واضح کیجئے۔

5- ثانوی بچپن مرحلہ میں بچوں کی تعلیم کیوں اہم ہے واضح کیجئے۔

6- ثانوی بچپن میں نفسی سماجی نشوونما کی وضاحت کو بیان کیجئے۔

7- ثانوی بچپن کے معنی و مفہوم کو بیان کیجئے۔

8- غنقوان شباب میں ہونے والی جسمانی تبدیلیوں کو بیان کیجئے۔

9- غنقوان شباب مرحلے کے معنی و مفہوم کو بیان کیجئے۔

10- غنقوان شباب میں وقوفی نشوونما کے مخصوص خصوصیات کو بیان کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1- نشوونما کے شیر خورگی مرحلے کی معنی، مفہوم اور خصوصیات کو مفصل بیان کیجئے۔

- 2- بچپن کا مرحلہ میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کیوں ضروری ہے؟ واضح کیجئے۔
- 3- غنغوان شباب مرحلہ کو طوفان اور کشیدگی کا مرحلہ کیوں کہا جاتا ہے؟ واضح کیجئے۔
- 4- غنغوان شباب میں بچوں کا بنیادی نفسیاتی کام شناخت قائم کرنا ہے ”مدلل بحث کیجئے۔
- 5- غنغوان شباب میں ہونے والی تبدیلیوں کو استاد کے لئے جاننا کیوں ضروری ہے؟ واضح کیجئے۔

7.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Agarwal, J.C. (2007). Essentials of Educational Psychology, New Delhi: Vikas Publishing House Pvt. Ltd.
- 2- Bhatnagar, S. (1985). Educational Psychology, Meerut, Loyal Book Depot.
- 3- Chauhan, S.S. (1992). Advanced Educational Psychology, New Delhi, Vikas Publishing House Pvt. Ltd.
- 4- Mangal, S.K. (2003). Advance Educational Psychology, New Delhi, Prentice Hill of India Pvt. Ltd.
- 5- Mathur, S.S. (1977), Educational Psychology Agra, Vinod Pushtak Mandir
- 6- Nirmala, J. (2022), Psychology of Learning and Human Development, Hyderabad: Neelkand Publications Pvt. Ltd.
- 7- Schopler, J. Weisz, J. King, Morgan, C. (1993). Introduction to Psychology, New Delhi: Prentice Hill of India Pvt. Ltd.
- 8- شریف خان (2004) جدید تعلیمی نفسیات ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔
- 9- ڈاکٹر آفاق ندیم خاں، سید معاذ حسین (2015) تعلیمی نفسیات کے پہلو، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔
- 10- مرزا شوکت بیگ، محمد ابراہیم خلیل وسید اصغر حسین (2012)، نفسیاتی اساس تعلیم، دکن ٹریڈرس بک سیلر، حیدرآباد۔
- 11- محمد شریف خاں 2000 تعلیم اور اس کے اصول، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔
- 12- ملک محمد موسیٰ، شازیہ رشید، تعلیمی نفسیات اور رہنمائی (2008) جدران پبلی کیشن، لاہور۔
- 13- مسرت زمانی (2001) تعلیمی نفسیات کے مختلف ذرائع ”ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ۔
- 14- طلعت عزیز، تعلیمی نفسیات (2020) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔

معروضی سوالات کے جوابی کنجی (Answer key of MCQs)

B-6	B-1
A-7	A-2
C-8	C-3
C-9	A-4
D-10	D-5

اکائی 8۔ نشوونما کے نظریات: وقوفی (پیا جے)، نفسی سماجی (ایرکسن)، اخلاقی (کوہل برگ)، نفس تجزیہ (فرائیڈ) اور زبان (نوم چومسکی)

(Theories of Development: Cognitive (Piaget), Psycho-Social (Erikson), Moral (Kohlberg),
Psycho-Analytic (Freud) and Language (Noam Chomsky)*)

اکائی کے اجزاء

تمہید (Introduction)	8.0
مقاصد (Objectives)	8.1
وقوفی نظریہ (پیا جے) (Cognitive Theory (Piaget))	8.2
نفسی سماجی نظریہ (ایرکسن) (Psycho-Social Theory (Erikson))	8.3
اخلاقی نظریہ (کوہل برگ) (Moral Theory (Kohlberg))	8.4
نفس تجزیہ نظریہ (فرائیڈ) (Psycho-Analytic Theory (Freud))	8.5
زبان یا لسانی نظریہ (نوم چومسکی) (Language Theory (Noam Chomsky))	8.6
خلاصہ (Summary)	8.7
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	8.8
فرہنگ (Glossary)	8.9
اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Exercises)	8.10
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)	8.11

8.0 تمہید (Introduction)

انسان اور جانور میں کیا فرق ہے؟ انسان کو کیوں اشرف المخلوقات کہا گیا ہے؟ انسان کیوں مختلف قسم کے تجربات کرتے رہتے ہیں؟ یہی کچھ سوال ہیں جو اس اکائی میں زیر بحث ہے۔ کیونکہ پچھلی اکائیوں میں بچوں کی نشوونما کو کئی طرح سے پڑھا ہے اور سیکھا ہے۔ اس

* Prof. Shafayat Ahmad, Professor, MANUU CTE, Darbhanga

بلاک کی پہلی اکائی آپ کو نمونہ اور نشوونما کی تفہیم کرائی اور دوسری اکائی ان دونوں کے فرق پر روشنی ڈالی جس سے آپ بہ خوبی واقف ہو گئے ہیں۔ تیسری اکائی میں آپ نے شیر خوارگی کی مختلف خصوصیات سے روبرو ہوئے ساتھ ساتھ بچپن اور عفو ان شباب میں ہونے والی جسمانی تبدیلیوں کے ساتھ سماجی تبدیلیوں کا بھی مطالعہ کیا ہے۔

اس اکائی میں وقوفی نشوونما کی بات ہوگی لیکن خصوصی طور پر پیاجے کے ذریعہ دی گئی نظریات پر بحث کی جائے گی۔ اس اکائی میں Erikson کے ذریعہ دی گئی نظریات کے ساتھ ساتھ بہت ہی مشہور اور اہم نظریہ جسے اخلاقی نشوونما کو ہل برگ نے پیش کیا ہے اس کے بارے میں بھی آپ مطالعہ کریں گے نفس تجزیہ کا نظریہ جو فرائیڈ کے ذریعہ پیش کیا گیا ہے اس کی خصوصیات سے بھی واقفیت ہونگے اور زبان سے متعلق نوم چومسکی کا نظریہ بھی آپ پڑھیں گے۔ اس اکائی کو پڑھتے وقت یہ ذہن میں رکھنا اچھا ہوگا کہ یہ ماہرین نے اپنے تجربات کے بنیاد پر یہ نظریات پیش کئے ہیں۔ یہ نظریات خصوصی طور پر دیکھنے میں مختلف لگ رہے ہیں لیکن یہ سبھی نظریات انسانوں کی نمونہ اور نشوونما کو بتاتے ہیں اس لئے یہ سبھی نظریات ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

8.1 مقاصد (Objectives)

آپ اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- وقوفی نشوونما کے معنی و مفہوم کو بیان کر سکیں۔
- پیاجے وقوفی نشوونما کا نظریہ کو واضح کر سکیں۔
- نفسی سماجی نشوونما کے معنی و مفہوم کو بیان کر سکیں۔
- ایرکسن کا نفسی سماجی نشوونما کا نظریہ کو وضاحت کر سکیں۔
- اخلاقی نشوونما کے معنی و مفہوم کو بیان کر سکیں۔
- کوہل برگ کے اخلاقی نشوونما کے نظریے کی وضاحت کر سکیں۔
- فرائیڈ کے نفس تجزیہ کے نظریہ کو تفصیل سے بیان کر سکیں۔
- زبان کی نشوونما کا نوم چومسکی کے نظریہ کی وضاحت کر سکیں۔

8.2 پیاجے کا وقوفی نشوونما کا نظریہ (Piaget theory of Cognitive Development)

وقوفی سے مراد سوچ اور حافظہ ہے یعنی یہ دونوں کا عمل کا ماحصل ہے اور وقوفی نشوونما سے مراد ان عملوں میں طویل مدتی تبدیلیاں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ذہنی اور فکری عمل کی منظم نشوونما ہے جیسے تصور کا احساس پیدا ہونا کیونکہ تصور کی تشکیل کا عمل بھی ادراک کا ایک حصہ ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ منطقی سوچ، مسائل حل کرنا اور اس طرح کی کئی چیزیں اس میں شامل ہیں۔ زندگی میں آپ اور ہم کو بہت سی چیزوں کی معلومات نہیں ہوتی نہ ہی ہم اس کے بارے میں سوچ پاتے ہیں اور جب یہی سوچ آنے لگتی ہے تو اسے ہی وقوفی

نشوونما کہتے ہیں۔ اس لئے وقوفی نشوونما سے مراد مکمل زندگی میں سوچ کی نشوونما ہے۔ سوچ کی تعریف کرنا مشکل ہو سکتا ہے کیونکہ کوئی واضح حدود سوچ کو دوسری ذہنی سرگرمیوں سے الگ نہیں کرتی۔ سوچنے میں واضح طور پر اعلیٰ ذہنی عمل شامل ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ وقوفی نشوونما کئی حد تک اندرونی ہوتی ہے کیونکہ یہ عمل میں یا بولنے پر نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ جاننا ممکن نہیں کہ بچہ جوڑ اور گھٹاؤ کر سکتا ہے یا نہیں، جب تک کہ وہ تحریری زبانی یا سرگرمی کے ذریعہ کوئی مسئلہ حل نہ کرے، بچوں کی وقوفی نشوونما کے بہت سے نظریات ہیں لیکن ان میں سے ایک مشہور نظریہ Piaget کا ہے جس کے بارے میں آپ تفصیل سے مطالعہ کریں گے۔

Jean Piaget (1896-1980) سوئزر لینڈ میں ایک تعلیم یافتہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد Arthur Piaget ایک پروفیسر تھے۔ بچپن سے ہی ان کی دلچسپی جانوروں اور قدرت پر مرکوز تھی۔ یہی وجہ ہے کہ 10 سال کی عمر میں ایک سائنسی مقالہ جس کا عنوان الینو پرندہ (Albino Sparrow) تھا۔ انہوں نے دو ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کی تھیں ایک Natural Science میں جس میں اس نے حیاتیات پر زور دیا اور دوسرا فلسفہ میں منطق کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی۔ Alfred Binet Laboratory میں انہوں نے ایک IQ ٹیسٹ سے متعلق تحقیق میں معاونت کرتے ہوئے ان کے اندر ادراک اور وقوفی نشوونما کے مطالعہ میں دلچسپی پیدا ہوئی۔

پیاجے کی کئی کتاب منظر عام پر آچکی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے براہ راست مشاہدے کے طریقے استعمال کرتے ہوئے اپنے بچوں کا مشاہدہ کرنا شروع کیا۔ جس نے اس کے نظریہ کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔ جو سب سے اہم اور عمدہ نظریہ ہے اسے وقوفی نشوونما کے نام سے جانتے ہیں۔ پیاجے کے مطابق بچوں میں حقیقت کی ساخت کے بارے میں غور و فکر کرنے اور اسے دریافت کرنے کی صلاحیت نہ صرف ان کی چنگی کی سطح اور ان کے تجربات پر منحصر کرتی ہے بلکہ ان کے باہمی تعلقات کے ذریعے متعین ہوتی ہے۔ پیاجے نے کچھ اہم تصورات پیش کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) خاکہ (Schema):

اسکیما کی تعریف ایک تصور یا فریم ورک (Framework) کے طور پر کی جاتی ہے جو معلومات کو منظم اور تشریح کرتا ہے۔ Piaget نے تجویز پیش کی کہ لوگ اپنی سوچ کو اسکیموں (Schemas) میں منظم کرنے کی رجحان کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ پیاجے کے مطابق اگر کوئی بچہ پہلی بار بلی کو دیکھتا ہے تو اسے وہ اپنا اسکیم بناتا ہے کہ بلی کیا ہے یعنی اس کی چار ٹانگیں اور ایک دم ہے۔ بچہ اس کی تفصیل کو اپنے ذہن میں ڈالتا ہے۔

(2) مطابقت (Adaptation):

مطابقت یا موافقت ماحول کے ساتھ تجربات اور براہ راست تعامل کے ذریعے اسکیموں کو تیار کرنے اور ہم آہنگ کرنے کا رجحان ہے۔ پیاجے کے مطابق بچوں میں ماحول کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی پیدائشی جبلت ہوتی ہے یعنی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے جاندار اپنے ماحول سے ہم آہنگ ہوتے ہیں بچپن کے دوران بچے مسلسل نئی معلومات کو جذب اور شامل کرتے ہیں۔ اس لئے پیاجے نے مطابقت کے عمل کے دو ذیلی عمل بتائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

a. جذب کرنا (Assimilation): اس سے مراد موجود یا پہلے سے بنائے گئے اسکیم میں ایک نئے تجربے کو ڈھالنے کا عمل ہے۔ یعنی یہ

ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے لوگ نئی معلومات کو پہلے سے موجود تصورات یا اسکیموں میں فٹ کرتے ہیں۔ جیسے پہلی مثال سے آگے سوچتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ دوسری بلی کو دیکھتا ہے۔ اس بار بلی چھوٹی ہے بلی کا بچہ ہو سکتا ہے۔ وہ اس نئی معلومات کو اپنے بلی کے اسکیم میں شامل کر لینا ہے۔

b. ہم آہنگی (Accommodation): ہم آہنگی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نئی معلومات کو شامل کرنے کے لئے پہلے سے موجود تصورات یا اسکیموں کی تشکیل نو کی جاتی ہے۔ اگر نئی معلومات کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے تو ایک نیا اسکیم تشکیل دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر بچہ پہلے سے جانتا ہے کہ چار پیروالے جانور بلی ہیں۔ اس کے بعد وکٹا کو دیکھتا ہے اور بچہ کہتا ہے کہ بلی کو دیکھو کیونکہ پہلے سے اس کا اسکیم بلی کی ہے۔ لیکن جب اسے والدین بتاتے ہیں کہ درحقیقت یہ کتا ہے اور سارے چار پیروالے جانور مختلف قسم کے ہوتے ہیں یہی ہم آہنگی (Accommodation) ہے۔

(3) متوازنیت (Equilibration):

متوازنیت کا تصور مطابقت کے تصور سے ملتا جلتا ہے۔ متوازنیت ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے بچہ جذب اور مطابقت کے عمل کے درمیان ایک توازن قائم کرتا ہے۔ توازن یہ بتانے میں مدد کرتا ہے کہ بچے کس طرح سوچ کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں جانے کے قابل ہوتے ہیں۔ جذب کرنا، مطابقت اور توازن کے عمل و قوفی نشوونما کے لئے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

جین پیا جے نے بچوں کی نشوونما کی وضاحت کرنے کے لئے چار مراحل پیش کئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

I. حسی حرکی مرحلہ (Sensory Motor Stage)

II. قبل تقابلی مرحلہ (Pre-operational Stage)

III. ٹھوس تقابلی مرحلہ (Concrete Operational Stage)

IV. رسمی تقابلی مرحلہ (Stage of Formal Operational)

ان مراحل کی وضاحت پیش کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس نظریہ کے اہم مفروضات پر غور کر لیا جائے۔ اس نظریہ کے درج ذیل چار مفروضات ہیں:

(i) بچہ پیدائش کے وقت سے ہی ماحول کے غیر یقینی حالات سے مطابقت کرتا ہے اور ایک مربوط اور منظم طریقے سے اس صلاحیت کی نشوونما کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

(ii) جب بچے کے سامنے کچھ ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جن کا اسے پہلے تجربہ نہیں ہوا ہے تو اس سے اس میں ایک طرح کی غیر متوازن و قوفی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جسے جذب اور ہم آہنگی (Assimilation and accommodation) کے ذریعے متوازن کرتا ہے۔

(iii) متوازنیت (Equilibration) کا عمل صرف بچوں کے سابقہ تجربات پر ہی منحصر نہیں کرتا بلکہ ان کے جسمانی پختگی (Physical Maturation) کی سطح پر بھی منحصر کرتا ہے۔ یعنی یہ سب اس کے اعصابی نظام (Nervous System)،

حساباتی اعضاء (Sensory Organs) کی نشوونما پر منحصر کرتا ہے۔

(iv) متوازنیت (Equilibration) کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بچوں کی وقوفی ساخت (Cognitive Structure) کی نشوونما کے

چاروں مراحل میں ان کی نشوونما ہموار ہوتی ہے۔

پیاجے کی وقوفی نشوونما کے چاروں مراحل کی تفصیل درج ذیل ہیں:

I. حسی حرکی مرحلہ (Sensory Motor Stage):

پیاجے کے نظریہ میں پہلا مرحلہ حسی حرکی مرحلہ ہے جو پیدائش سے لے کر تقریباً دو سال کی عمر تک کا رہتا ہے۔ اس مرحلے کے دوران شیرخوار اپنے آس پاس کا مشاہدہ بصارت، چھو کر اور آواز سے کرتے ہیں۔ اس مرحلہ میں بچوں میں دیگر سرگرمیوں کے علاوہ جسمانی طور پر چیزوں کو ادھر ادھر کرنا، چیزوں کو پہچاننے کی کوشش کرنا، کسی چیز کو پکڑنا اور اکثر اسے منہ میں ڈالنا، چوسنا، چیزوں کو الٹنے پلٹنے اور چھونے پر اپنا زیادہ دھیان دینا، چیزوں کو ادھر ادھر ہٹاتے ہوئے اسے تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وقوفی نشوونما کے اس مرحلے کو چھ ذیلی مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ذیلی مرحلہ I: انعکاسی سرگرمیوں کا مرحلہ (Stage of Reflex Activities): یہ مرحلہ پیدائش سے 30 دن تک کی ہوتی ہے۔ اس عمر میں بچہ صرف انعکاسی سرگرمیاں ہی کرتا ہے۔ ان انعکاسی سرگرمیوں میں چوسنا، کاٹنا اور پکڑنا شامل ہے لیکن چوسنے کے انعکاس کی شدت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

ذیلی مرحلہ II: پہلی عادات اور بنیادی دائرہ نما رد عمل کا مرحلہ (Stage of first Habits and Primary Circular Reactions): یہ مرحلہ 1 مہینہ سے 4 مہینہ تک کی عمر کا ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچوں کا انعکاسی سرگرمیاں ان کے احساسات کے ذریعے تبدیل ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہو جاتی ہیں۔ اس مدت کے دوران اہم چیز نیچے کا جسم ہی ہوتا ہے۔ بنیادی دائرہ نما رد عمل اسکیمیں (Schemas) ہیں جو دہرائے جاتے ہیں کیونکہ وہ بچے کے لئے دلچسپ یا خوشگوار ہوتے ہیں۔ یہ دہرائے جانے والے موقع کے رد عمل ان کی وقوفی اسکیماس بنانے میں مدد کرتے ہیں اور آخر کار عادات بن جاتے ہیں۔

ذیلی مرحلہ III: ثانوی دائرہ نما رد عمل کا مرحلہ (Stage of Secondary Circular Reaction): یہ مدت 4 سے 8 مہینے کی عمر کی ہوتی ہے۔ اس مرحلہ میں بچے کی ماحول میں دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ پیاجے نے ثانوی دائرہ نما رد عمل اس لئے کہا ہے کہ اب توجہ کا مرکز اس کا جسم نہ ہو کر بیرونی دنیا کی طرف ہے۔ اس لئے عمر میں بچے چیزوں کو الٹتے پلٹتے اور چھونے پر زیادہ دھیان دیتے ہیں۔

ذیلی مرحلہ IV: ثانوی دائرہ نما رد عمل کو آرڈینمنس کا مرحلہ (Stage of Coordination of Secondary Circular Reactions): یہ چوتھا اہم مرحلہ ہے جو 8 سے 12 تک کے مہینے کا ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچہ ہدف (Goal) اور اس تک پہنچنے کے وسائل میں فرق کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جیسے اگر کسی کھلونے کو چھپا دیا جاتا ہے تو وہ اس کے لئے چیزوں کو ادھر ادھر ہٹاتے ہوئے اسے تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس عمر میں بچہ بڑوں کے ذریعے کئے جانے والے کاموں کی تقلید (Imitation) بھی شروع کر دیتا ہے۔ اس عمر میں بچے جو اسکیماس (Schema) سیکھتے ہیں ان کی وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں تفہیم (Generalization) بھی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

ذیلی مرحلہ V: ٹرشری سرکلر مرحلہ (Tertiary Circular Reactions): یہ مرحلہ بچے کی عمر کا 12 سے 18 سال تک ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچے چیزوں کی خوبیوں کو سعی اور خطا (Trial and Error) طریقے سے سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ماحول کے بارے میں جاننے کے لئے چھوٹے تجربات کرتا ہے۔ ان تجربات کے ذریعے اسکیموں کو تبدیل اور موافق بناتا ہے۔

ذیلی مرحلہ VI: خیالات کا آغاز کا مرحلہ (Stage of Beginning of Thoughts): یہ آخری مرحلہ جو بچے کے 18 مہینے سے لے کر 24 مہینے تک کا ہوتا ہے۔ یہ عمر ہوتی ہے جس میں بچے چیزوں کے بارے میں غور و فکر شروع کر دیتے ہیں۔ اس مرحلے کی بڑی کامیابی ذہنی نمائندگی کی صلاحیت ہے۔ کیونکہ اس عمر میں بچے ان چیزوں کے تئیں رد عمل کرنا شروع کر دیتا ہے جو براہ راست مشاہدہ میں نہیں ہوتی۔ اسی خوبی کو Object Permanence کہا جاتا ہے۔ یعنی 3 سے 4 مہینے کی عمر میں بچے یہ سوچتے تھے کہ جب کوئی چیز اس کے سامنے سے ہٹ جاتی ہے تب اس کا وجود بھی ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اب ان کی سوچ زیادہ حقیقی ہو جاتی ہے اور اب وہ یہ سوچتے ہیں کہ جب چیز اس کے سامنے نہیں بھی ہوتی ہے تو اس کا وجود قائم رہتا ہے اسے ہی Object Permanence کہا جاتا ہے۔

II. قبل تقابلی مرحلہ (Pre-Operational Stage):

پیا جے کا یہ وقوفی نشوونما کا مرحلہ 2 سال سے 7 سال کی عمر کا ہوتا ہے۔ اسے ابتدائی طفولیت کا دور بھی کہتے ہیں۔ اس مرحلے کے دوران بچہ واقعات اور خیالات کی ذہنی نمائندگی کرنے لگتا ہے۔ اس مرحلے کو پیا جے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(a) قبل تصوراتی مدت (Pre-conceptual period)

(b) وجدانی مدت (Intuitive Period)

(a) قبل تصوراتی مدت (Pre-conceptual period): یہ مدت بچے کی عمر کا 2 سال سے 4 سال کا ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچے مظاہر (Signifies) کی تشکیل کر لئے ہیں۔ علامت یا اشارے سے مراد اس بات سے ہے کہ اشیاء کی لفظی و خیالی شکل کس طرح کئے جاتے ہیں۔ پیا جے نے دو طرح کے مظاہر پر زور دیا ہے، علامت (Symbol) اور اشارہ (Sign)۔ علامت جیسے جب بچہ اپنی ماں کی آواز سنتا ہے تب اس کی شعور میں ماں کی ایک تصویر بنتی ہے جو علامت کی مثال ہے۔ اشارے میں جب وہ چیزوں کا ذہنی خیال کرتے ہیں تو ان کی اتنی زیادہ مماثلت نہیں ہوتی ہے۔ اشارہ میں چیزوں یا واقعات کی ایک تحریری تصویر ہوتی ہے۔ لفظ یا زبان کے دیگر پہلو، عمومی اشاروں کی مثالیں ہیں۔

پیا جے علامتوں (Symbol) اور اشاروں (Sign) کے قبل تقابلی مرحلہ کا اہم آلہ تسلیم کیا ہے۔ اس عمر میں بچوں کو ان مظاہر کا مفہوم سمجھنا ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے خیالات اور عمل میں اس کا استعمال کرنا سیکھنا ہوتا ہے۔ اسے پیا جے نے اسے علامتی افعال (Symbolic Function) کے نام سے منسوب کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ بچوں میں علامتی افعال بنیادی طور پر دو طرح کی سرگرمیوں یعنی تقلید (imitation) اور کھیل کے ذریعے ہوتا ہے۔ تقلیدی عمل کے ذریعے بچے اشاروں کو سیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب بچہ ماں کے پھول کہنے پر پھول کہنے کی نقل کرتا ہے تو وہ رفتہ رفتہ پھول اور اس کے مفہوم کو سمجھ جاتا ہے۔ کھیل کے ذریعے بھی بچے اشاروں کے مفہوم کو سمجھتے ہیں اور اس کی صحیح صحیح استعمال اپنے خیالات اور عمل میں کرنا سیکھتے ہیں۔

(b) وجودانی مدت (Intuitive Period): اس عمر میں بچوں کے خیالات اور استدلال میں پہلے سے زیادہ پختگی آتی ہے۔ جس کہ وجہ سے عمومی ذہنی عمل جیسے جوڑ، گھٹاؤ، ضرب اور تقسیم وغیرہ کرنے لگتے ہیں۔ لیکن ذہنی عملوں کے پیچھے چھپے اصولوں کو وہ سمجھ نہیں پاتے ہیں۔ وجودانی خیالات اس طرح کے خیالات ہوتے ہیں۔ جس میں کوئی ترتیب یا استدلال نہیں ہوتا ہے۔ اس عمر میں آگے پیچھے یعنی reversibility کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

پیابے نے قبل تفاعلی مرحلہ کی دو تحدید (Limitation) بھی بتائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- روحیت (Animism): روحیت بچوں کے خیالات کو ایک ایسی تحدید کے جانب اشارہ کرتی ہے جس میں بچہ غیر جاندار چیزوں کو بھی جاندار سمجھتا ہے۔ جیسے کار، پنکھا، میوا، بادل سبھی اس کے خیال میں جاندار ہیں۔
- انا پرستی (Egocentrism): انا پرستی کا مطلب ہے کہ اس میں بچہ صرف اپنے ہی خیالات کو درست مانتا ہے اور دوسروں کے خیالات کو مد نظر نہیں رکھتے ہیں۔ اسے کچھ اس طرح کا یقین ہوتا ہے کہ دنیا کی زیادہ تر چیزیں اسی کے ارد گرد چکر لگاتی رہتی ہیں۔ جیسے جب وہ تیزی سے چلتا ہے تو سورج بھی تیزی سے چلنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی گڑیا وہی دیکھتی ہے جو وہ دیکھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پیابے نے یہ بھی بتایا کہ جیسے جیسے بچے کا تعلق دیگر بچوں اور بھائی بہنوں سے بڑھتا جاتا ہے تو اس کے خیالات میں انا پرستی کم ہوتی چلی جاتی ہے۔

III. ٹھوس تفاعلی مرحلہ (Concrete Operational Stage):

یہ مرحلہ 7 سے 11 یا 12 سال کی عمر تک کا ہوتا ہے۔ اس مرحلے کے دوران اہم تبدیلی یہ ہے کہ بچے کی سوچ ادراک پر کم اور منطق پر زیادہ مرکوز ہو جاتی ہیں۔ اس عمر میں بچہ ٹھوس اشیاء کی بنیاد پر لسانی سے ذہن کا استعمال سے مسئلے کو حل کر لیتا ہے۔ لیکن اگر ان چیزوں کو نہ دے کر اس کے بارے میں لفظی بیان تیار کر اگر مسئلہ حاضر کیا جائے تو کسی نتیجے پر پہنچنے میں ناقابل ہوتا ہے۔ جیسے اگر تینوں چیزیں اگر A, B, C کی شکل میں دی جائیں تو وہ آسانی سے یہ بتا سکتا ہے کہ اس میں بڑا کون ہے۔ لیکن اسے دوسری صورت اس طرح دی جائے کہ عاصم، سونو سے بڑا ہے اور سونو رامو سے بڑا ہے تو تینوں میں سب سے بڑا کون ہے۔ تو وہ اس کا جواب دینے کے قابل نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ٹھوس تفاعلی ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ مسئلہ لفظی بیان کے شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ یعنی اس عمر میں بچوں کا تفکر اور استدلال قبل تفاعلی مرحلہ کے مقابلے میں زیادہ بالترتیب اور مدلل ہو جاتا ہے۔ اس مرحلہ کی خوبی یہ ہے کہ اس میں آگے پیچھے (reversibility) آ جاتی ہے۔ جیسے اب بچہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ $2 \times 2 = 4$ ہوا تو $4 \div 2 = 2$ ہو گا۔ اس عمر میں بچوں میں تین تصورات کی نشوونما ہو جاتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

تحفظ (Conservation)، تعلق (Relation) اور درجہ بندی (Classification)

اس عمر میں بچے رقیق (Liquid)، لمبائی اور وزن وغیرہ کے تصورات کو بھی سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ تسلسل اور ترتیب سے متعلق مسائل کو بھی حل کر پاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں دی گئی چیزوں کو اس کی لمبائی اور وزن کے مطابق اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کی ترتیب میں سجانے کی صلاحیت کی نشوونما ان میں ہو جاتی ہے۔ اسے سلسلہ سازی کے نام سے موصوم کیا جاتا ہے۔ اس طرح اس عمر میں بچوں

میں چیزوں کی خوبی کے مطابق اسے کسی ایک درجہ یا زمرے میں چھانٹنے کی صلاحیت کی نشوونما ہو جاتی ہے۔ اس مرحلہ کی دو اہم حد (Limitation) ہیں۔

- پہلی حد یہ ہے کہ اس عمر میں بچے ذہنی کارروائی تبھی کر پاتے ہیں جب چیزیں ٹھوس صورت میں پیش کی گئی ہوں۔
- دوسری حد یہ ہے کہ اس عمر میں سوچ مکمل طور پر منظم نہیں ہوتی۔ کیونکہ بچہ پیش کئے گئے مسئلے کی استدلال صورت سے بھی ممکنہ حل کے بارے میں نہیں سوچ پاتا ہے۔

IV. رسمی تقابلی مرحلہ (Formal Operational Stage):

بچے 11 یا 12 سال کی عمر میں باضابطہ رسمی تقابلی مرحلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اس مرحلے کے دوران بچے تجریدی طور پر سوچنا سیکھتا ہے۔ اس مرحلے کے اہم عنصر میں استدلال کی صلاحیت شامل ہے۔ اس عمر میں نوبلوغ کے خیالات زیادہ پچیلے اور موثر ہو جاتے ہیں۔ اس صلاحیت میں مکمل مسئلے کا حل تصوراتی صورت میں سوچ کر اور غور و فکر کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس عمر میں مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مسئلے کے اجزاء کی ٹھوس صورت ان کے سامنے موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس طرح اس عمر کے بچوں کی سوچ میں معروضیت اور حقیقت کا جز زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں بچوں میں غیر مرکوزیت کی نشوونما مکمل طور پر ہو جاتی ہے۔ یہ نظریہ نوبلوغ کی تعلیمی سطح سے براہ راست متاثر ہوتا ہے۔ جس سے بچوں کی تعلیمی سطح کافی کم تر ہوتی ہے اس میں رسمی تقابلی سوچ بھی کافی کم ہوتی ہے اور اس کے برعکس جن بچوں میں تعلیمی سطح کافی اونچی ہوتی ہے ان میں رسمی کارروائی سوچ زیادہ ہوتی ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ پیاجے نے اپنے نظریے میں اس بات پر زور دیا کہ فرد میں وقوفی نشوونما عمر کے چار مختلف ادوار میں ہوتی ہیں۔ پیاجے کا نظریہ حالانکہ ایک اہم اور عمدہ نظریہ ہے پھر بھی ماہرین نفسیات اس کی تنقید درجہ ذیل عناصر کے بنیاد پر کرتے ہیں۔

(a) ماہرین کا خیال ہے کہ پیاجے کے ذریعے بچوں کے طرز عمل کے مشاہدہ کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے وہ موضوعی (Subjective) ہے۔ اس طریقہ کار میں کبھی کبھی بچوں کو ایک رد عمل کرنے پڑتے ہیں کہ خود میں وقوفی قابلیت ہونے کے باوجود اس کا جواب نہیں دے پاتے۔

(b) کچھ بچوں کے ذریعے دیے گئے جوابات کی وضاحت جو پیاجے نے کی ہے اس کی تنقید ماہرین نے کرتے ہوئے کہا ہے کہ بچہ مسئلہ کا حل نہیں کر پاتا تو اس کا مطلب پیاجے نے یہ اخذ کر لیا کہ بچوں میں وقوفی نشوونما کی کمی ہے۔ Gelman (1978) نے مطالعہ کے بنیاد پر یہ بتایا کہ جب بچوں سے پیاجے کے ذریعے پوچھے گئے تحفظ (Conservation) سے متعلق مسائل کی اصلاح کر کے آسان زبان میں پوچھا گیا تو اس کا صحیح حل پیش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ پیاجے کے ذریعے کی گئی وضاحت زیادہ مناسب نہیں تھیں۔

(c) پیاجے کا ایسا یقین تھا کہ وقوفی نشوونما مسلسل اور غیر مسلسل دونوں ہوتی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کسی ایک مرحلہ میں وقوفی نشوونما کا عمل مسلسل اور بتدریج بڑھنے والی ہوتی ہے۔ لیکن یہ نشوونما ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں بہ مسلسل اور کیفیتی طور پر مختلف ہوتی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ پیاجے کا یہ یقین سائنسی نہیں تھا۔ کیونکہ جو بھی نشوونما دوسرے مرحلے سے چوتھے مرحلے

تک دیکھتے ہیں وہ ٹھیک پہلے مرحلے سے مکمل طور پر مختلف نہیں رہتی۔

(d) حالانکہ پیاجے نے وقوفی نشوونما کے لئے بچوں کی حیاتیاتی پختگی اور تجربات دونوں کو اہم مانا ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں بتا پاتے کہ کسی خاص وقوفی ساخت کی نشوونما میں تجربات کی کس مقدار میں ضرورت پڑتی ہے۔ جیسے انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اشیاء ٹھہراؤ (Object Permanence) کی ساخت کی نشوونما کرنے میں بصری محرک (Visual Stimulus) کس مقدار میں بچوں کو دیا جانا چاہئے۔ اسی طرح رسمی تقابلی سوچ کی اطمینان بخش سطح کے لئے نوبلوغ کی کہاں تک تعلیم ہونا چاہئے۔

مندرجہ بالا تنقید کے باوجود پیاجے کا وقوفی نشوونما کا نظریہ اہم ہے۔ اس نظریہ کی حقائق کی افادیت اساتذہ کے لئے کافی زیادہ ہے کیونکہ اس سے بچوں کی ذہنی نشوونما کی وضاحت آسانی سے اطمینان بخش طریقے سے ہو سکتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. پیاجے کے مطابق خاکہ، مطابقت، جذب اور ہم آہنگی کی وضاحت کریں۔
2. ٹھوس تقابلی مرحلہ کی ایک خصوصیت لکھیں۔
3. پیاجے کے نظریے پر کی گئی ماہرین کی دو تنقیدیں مختصر طور پر لکھیے۔

8.3 ایرکسن کا نفسی سماجی نشوونما کا نظریہ

(Erikson's Theory of Psycho-Social Development)

Erik Erikson (1902-1994) ایک جرمن ماہرین نفسیات تھے۔ ایرکسن نے دیکھا کہ انا نشوونما کے ہر مرحلے پر رویوں، خیالات اور مہارتوں کو حاصل کرنے کی نشوونما میں مثبت کردار ادا کرتی ہے۔ اور یہ انا کی نشوونما کسی کی زندگی بھر ہوتی ہے۔ ایرکسن کے نظریہ میں انفرادی، جذباتی و سماجی نشوونما کو منظم کیا گیا ہے، اس لئے اسے نفسی سماجی نشوونما کا نظریہ کہا جاتا ہے۔ یہ نظریہ پانچ اہم حقائق پر محیط ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

- I- عموماً لوگوں میں ایک ہی طرح کی بنیادی ضروریات ہوتی ہیں۔
- II- فرد میں انا (Ego) یا خودی (Self) کی نشوونما انہیں ضروریات کے تئیں رد عمل کا نتیجہ ہوتی ہے۔
- III- نشوونما مختلف مراحل سے ہو کر مکمل ہوتی ہے۔
- IV- نشوونما کے ہر ایک مرحلے میں نفسی سماجی چیلنجز ہوتی ہیں جسے تکنیکی طور پر بحران (Crisis) کہا جاتا ہے اور جو نشوونما کے لئے مواقع بھی فراہم کرتی ہے۔
- V- مختلف مراحل میں فرد کی تحریک (Motivation) میں فرق ہونے کی بات منعکس ہوتی ہے۔

ایرکسن نے مکمل اوقات زندگی میں نشوونما کے آٹھ مراحل بتائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- 1- اعتماد بمقابلہ عدم اعتماد (Trust Versus Mistrust): اس مرحلے کی مدت پیدائش سے ایک سال کی عمر تک ہوتی ہے۔ بچے اس

بنیاد پر دوسروں پر اعتماد کرنا یا عدم اعتماد کرنا سیکھتے ہیں کہ ان کی ضروریات پوری ہوتی ہے یا نہیں جیسے کہ کھانا اور آرام ملتا ہے یا نہیں۔ ملنے پر اعتماد اور نہ ملنے پر عدم اعتماد کی نشوونما ہوتی ہے۔

2- خود مختاری بمقابلہ شرم اور شک (Autonomy Versus Shame and Doubt): دوسرے مرحلے کی مدت 1 سال سے 3 سال تک ہوتی ہے۔ اس مرحلے میں بچے میں خود مختاری کا احساس پیدا ہونے لگتا ہے۔ وہ دوسروں کی مدد نہیں چاہتا اور چیزوں کو اپنے طریقے سے کرنا پسند کرتا ہے۔ اگر چھوٹے بچے اپنے طرز عمل کی ہدایت کاری میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو وہ خود مختار ہونا سیکھتے ہیں اور اگر اس کی خود مختاری کو ششوں کو روکا جاتا ہے تو ناکام ہونے کی صورت میں وہ شرمندگی اور شک و شبہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

3- پہل بمقابلہ جرم (Initiative Versus Guilt): تیسرے مرحلے کی مدت 3 سے 6 سال کی عمر تک ہوتی ہے۔ اس عمر میں بچے غور و خوض اور نئے نئے تجسس دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے والدین بچوں کے اس پہل کی تنقید کرنے لگتے ہیں تو اس میں جرم یا غلطی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ جب بچوں میں پہل کا تناسب اس جرم کے تناسب سے زیادہ ہوتا ہے۔ یعنی پہل بنام جرم کے احساس کے بحران کا ازالہ کر لیتا ہے تو ان میں ایک مخصوص نفسی سماجی خوبیوں کی نشوونما ہوتی ہے جسے مقاصد کہا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں بچوں میں با مقصد برتاؤ کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

4- مشقت بمقابلہ کم تری (Industry Versus Inferiority): اس مرحلے کی مدت 6 سے 12 سال کی عمر تک ہوتی ہے جسے مابعد طفولیت کا مرحلہ بھی کہا جاتا ہے۔ اب بچے اپنی توانائی کو نئے علم کی حصولیابی اور ذہنی مہارتوں کو سیکھنے میں لگانا شروع کرتے ہیں۔ جب بچے نئے علم سیکھنے اور نئی مہارتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو مشقت کی سمجھ، مشقت کا احساس، ان کے کام اور کوشش سے پیدا ہونے والی قابلیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اگر بچے نئی صلاحیت پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو وہ خود کو نااہل اور کمتر محسوس کرتے ہیں۔ طلباء مشقت بنام کمتری کے بحران کا کامیابی کے ساتھ ازالہ کر لیتے ہیں تو ان میں ایک مخصوص نفسی سماجی خوبی کی نشوونما ہوتی ہے۔ جسے اہلیت کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

5- شناخت بمقابلہ کردار کی الجھن (Identify Versus Role Confusion): پانچویں مرحلے کی مدت 12 سال سے 20 سال کی عمر تک کی ہوتی ہے۔ اس مرحلے میں نوبلوغ اعتماد، پہل اور مشقت کے احساس سے لیس اپنی ذاتی شناخت تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نوبلوغ کے جسم اور دماغی افعال میں اچانک تبدیلیاں اور معاشرے کے بدلے ہوئے تقاضے انہیں اپنے آپ سے سوال کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ کون ہیں؟ وہ کس لئے ہیں؟ مجھے کیا کرنا ہے؟ اسے ایرکسن نے شناخت کے نام سے منسوب کیا ہے۔ اگر کسی وجہ سے نوبلوغ مختلف کردار ادا نہیں کر پاتا ہے اور مستقبل کا راستہ متعین نہیں کر پاتا ہے تو وہ اپنی شناخت کے بارے میں الجھنوں میں ہوتا ہے۔ اور اس کا اگر صحیح حل وہ کر لیتا ہے تو اس میں ایک خاص نفسی سماجی تاثیر پیدا ہوتی ہے جسے فرض شناس کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

6- قربت بمقابلہ تنہائی (Intimacy Versus Isolation): یہ ایرکسن کے نظریہ کا چھٹا مرحلہ ہے جس کی مدت 20 سال سے 40 سال کی عمر تک ہوتی ہے۔ ایرکسن سمجھتا ہے کہ سماجی تعامل شخصیت کی نشوونما پر بنیادی اور ناگزیر اثر رکھتا ہے۔ لہذا اس مرحلے کے دوران فرد دوسرے شخص سے قربت یا وابستگی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ جب فرد میں دوسروں کے ساتھ قربت کا احساس ترقی پاتا ہے تو

وہ اپنے آپ کو دوسروں کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ جو لوگ دوسروں کے ساتھ اس طریقے سے قربت پیدا نہیں کر پاتے و سماجی طور پر تنہا ہو جاتے ہیں۔

7- تخلیقی بمقابلہ جمود (Generativity Versus Stagnation): ساتویں مرحلے کی مدت 40 سال سے 50 سال کی مدت کا ہوتا ہے۔ تخلیقی صلاحیتوں میں رضاکارانہ، رہنمائی اور بچوں کی پرورش جیسی سرگرمیوں کے ذریعے دوسروں کی نشوونما میں تعاون کرنا ہے۔ یعنی تخلیق سے مراد اگلی نسل میں کچھ مثبت چیزوں کی منتقلی کرنے سے ہوتا ہے۔ جب فرد میں تخلیق کی فکر نہیں پیدا ہوتی ہے تو اس میں جمود پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں فرد میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنی اگلی نسل کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکا۔

8- ان کی سالمیت بمقابلہ مایوسی (Ego Integrity Versus Despair): نفسیاتی سماجی نشوونما کے اس آخری مرحلے کے دوران انسان کو اپنی زندگی کے آخری دور کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں تقریباً 60 سال یا اس سے زیادہ کی عمر کا زمانہ شامل ہے۔ یہ بڑھاپا کا زمانہ ہے۔ انا سالمیت سے مراد و انضمام یا کسی کی زندگی کے دوران پچھلے ساتوں بحرانوں کے کامیاب حل کا خاتمہ ہے۔ اگر فرد اپنی سابقہ زندگی کا تعین قدر مثبت طور پر کرتا ہے یعنی کامیابی زیادہ اور ناکامی کم ہونے کا احساس کرتا ہے تو اسے سالمیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ایرکسن کے آٹھ مراحل میں سے ہر ایک کے دوران ایک نفسیاتی تنازعہ یا بحران (Crisis) ہے جس پر کامیابی کے ساتھ قابو پانا ضروری ہے تاکہ بچہ کی نشوونما ٹھیک ہو سکے۔

8.4 کوہل برگ کا اخلاقی نشوونما کا نظریہ (Kohlberg's Theory of Moral Development)

Lawrence Kohlberg (1927-1987) ایک ماہرین نفسیات تھے جنہوں نے اخلاقی نشوونما کے میدان میں اپنا کافی تعاون دیا اور اپنی نظریہ کے لئے مشہور بھی ہوئے۔ کوہل برگ نے 10 سے 16 سال کے بچوں کا اور پھر چھوٹے بچوں کا انٹرویو کرنے کے بعد حاصل حقائق کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد اپنے اخلاقی نشوونما کا نظریہ پیش کیا۔ کوہل برگ کئی مختصر کہانیوں کو بچوں کے سامنے پیش کر کے ان میں شامل اخلاقی مسائل سے متعلق سوال پوچھتے تھے اور ان کے جواب کی بنیاد پر اخلاقی نشوونما پر مبنی تحقیق کرتے تھے۔ کوہل برگ نے اپنے تجربات میں مختلف اخلاقی کہانیوں کو بچوں کے سامنے پیش کر کے ان کے رد عمل کو جاننے کی کوشش کی اور اس کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ بتایا کہ فرد میں اخلاقی نشوونما تین سطح سے ہو کر گزرتی ہے۔ اور ہر سطح کے دو مراحل ہوتے ہیں۔ کوہل برگ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ان مراحل کی ترتیب متعین ہوتی ہے۔ لیکن سبھی افراد ایک مرحلہ کو چھوڑ کر آگے نہیں بڑھتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اخلاقی فیصلہ کی اعلیٰ سطح پر کبھی نہیں پہنچ پاتے اور کچھ لوگ اخلاقی فیصلوں کی غیر پختہ سطح پر ہی ہمیشہ انعام پانے اور سزا سے چھٹکارا پانے تک ہی اپنے کو محدود رکھتے ہیں۔ ان تینوں سطحوں اور ان میں شامل مراحل کی تفصیل درج ذیل ہے:

سطح 1- قبل روایتی اخلاقیات کی سطح (Level of Pre-conventional Morality):

یہ سطح 4 سال سے 10 سال کی عمر تک ہوتی ہے۔ اس عمر میں اخلاقی استدلال دوسرے لوگوں کے معیارات سے متعین ہوتا ہے۔ اخلاقی ضابطہ بالغوں کے معیارات اور ان کے قوانین کے پیروی کرنے یا توڑنے کے نتائج سے تشکیل پاتا ہے۔ اس کے تحت آنے والے دو

مرحلہ کی تفصیل اس طرح ہے۔

مرحلہ I: فرماں برداری اور سزا کی واقفیت (Stage of Obedience and Punishment Orientation): اس عمر کے بچوں میں سزا سے دور رہنے کا محرکہ زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچے والدین یا بڑوں کے لئے لحاظ عزت کا اظہار کرتے ہیں تاکہ اسے سزا نہ ملے۔ کسی بھی عمل یا برتاؤ کی اخلاقیات کو یہاں فرد اس کی جسمانی نتائج کی صورت میں اخذ کرتا ہے۔

مرحلہ 2: انفرادیت اور تبادلہ کا مرحلہ (Stage of Individualism and Exchange): اس مرحلے کے بچوں میں انعام پانے کی تحریک بہت شدید ہوتی ہے۔ اس مرحلے میں حالانکہ بچے باہمی عمل اشتراکیت کا واضح ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ یہاں مقابلے کا احساس مضبوط ہوتا ہے۔ باہمی تعاون اور مساوی اشتراک کے منصفانہ عناصر موجود ہیں لیکن ان کا استعمال ہمیشہ مصلحت کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

سطح 2: روایتی اخلاقیات کی سطح (Level of Conversational Morality)

یہ مرحلہ 10 سال سے 13 سال تک کی عمر کا ہوتا ہے۔ جہاں دوسروں کے معیارات کو اپنے میں داخل کر لیتے ہیں اور ان معیارات کے مطابق صحیح اور غلط کا فیصلہ کرتے ہیں۔ بچے یہاں ان سبھی سرگرمیوں کو صحیح سمجھتا ہے جن سے دوسروں کو مدد ملتی ہے۔ معاشرے کے اصولوں اور ضابطوں کو بھی مانتے ہیں۔ اس کے تحت آنے والے مراحل مندرجہ ذیل ہیں:

مرحلہ 1- اچھے باہمی تعلقات (Good Interpersonal Relationship): اس مرحلے میں بچوں میں منظوری پانے اور نامنظوری سے دور رہنے کی تحریک شدید ہوتی ہے۔ بچے اس لئے اچھا ہوتا ہے کہ دوسرے بھی اسے اچھا انسان سمجھے۔ لہذا رد عمل دوسروں کی منظوری سے متعلق ہیں۔

مرحلہ 2- سماجی نظم کو برقرار رکھنا (Maintaining the Social Order): بچے معاشرے کے وسیع تر قوانین سے واقف ہو جاتا ہے۔ بچے اپنا برتاؤ قانون کو برقرار رکھنے اور جرم سے بچنے کے لئے قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔

سطح 3- مابعد روایتی اخلاقیات کا سطح (Level of Post Conventional Level):

یہ سطح 13 سال کی عمر سے اوپر کی ہے۔ اس مرحلے میں انفرادی فیصلہ خود منتخب کردہ اصولوں کے ساتھ اخلاقی استدلال، انفرادی حقوق اور انصاف پر مبنی ہے۔ یہ اخلاقیات کی سب سے اعلیٰ سطح ہوتی ہے اور اس میں حقیقی اخلاقیات کا علم بچوں میں ہوتا ہے۔ اس سطح کا بھی دو مرحلے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

مرحلہ 1- سماجی معاہدہ اور انفرادی حقوق (Stage of Social Contract and Individual Rights): اس مرحلے میں بچے ان انفرادی حقوق اور اصولوں کا احترام کرتے ہیں جو جمہوری ہیں۔ اب لوگوں کی فلاح اور کثیر لوگوں کی خواہشات کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں بچے یقین کرتے ہیں کہ سماج کی بہترین فلاح و بہبود ہوتی ہے جب اس کے اراکین سماج کے اصولوں کا احترام کریں اور اس کے پابند ہوں۔

مرحلہ 2- عالمگیر اخلاقی اصول کا مرحلہ (Stage of Universal Principles): اس عمر میں اپنے اخلاقی اصولوں کو متحرک کرنے اور خود ملامت سے بچنے کی تحریک میں شدت ہوتی ہے۔ یہ سماجی سطح کا اعلیٰ مرحلہ ہوتا ہے۔ جہاں نوبلوغ میں عالمگیر اخلاقی اصول کی اخلاقیات برقرار رہتی ہے۔ یہاں نوبلوغ دوسروں کے خیالات اور اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہو کر اپنے اندرونی معیارات کے مطابق طرز عمل کرتا ہے۔

8.5 فرائیڈ کا نفس تجزیہ کا نظریہ (Psychoanalytic theory of Freud)

Sigmund Freud (1856-1939) جو آسٹریا کے رہنے والے تھے، یہ ان کا نظریہ جسے نفسیاتی تجزیہ کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ نظریہ بنیادی طور پر انسانی نفسیاتی افعال کے رویے کے مطالعے سے متعلق ہے۔ نفسیاتی تجزیہ کے تین اہم اجزاء ہیں:

- دماغ کے چھان بین کا طریقہ اور سوچنے کا طریقہ
- انسانی رویے کے بارے میں نظریات کا ایک منظم موضوع
- نفسیاتی یا جذباتی بیماری کے علاج کا طریقہ

فرائیڈ نے کچھ ذہنی بیماریوں کو سمجھنے اور ان کا علاج کرنے کے لئے غیر حیاتیاتی طریقوں کے بارے میں خصوصی طور پر لکھا ہے۔ فرائیڈ نے ذہن کی ساخت کی وضاحت کرتے ہوئے اسے مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے اسے باشعور (Conscious)، لاشعور (Subconscious) اور غیر شعوری (Unconscious) میں ترتیب دیا ہے۔ دوسرے میں Ego، Id اور Super Ego میں ترتیب دیا ہے۔

باشعور کا مطلب آپ کے دماغ کے مشمولات جن کے بارے میں آپ متحرک ہو کے سوچتے ہیں اور اسے ورکنگ میموری کہتے ہیں۔ لاشعور سے مراد ذہن کے مشمولات جن سے آپ فی الحال واقف نہیں ہیں اور غیر شعوری میں مشمولات کو شعور سے باہر رکھا گیا ہے۔ فرائیڈ کا خیال ہے کہ بچوں میں مختلف طرح کے محرکات (Drives) یعنی جنسی اور جارحانہ بنیادی جبلت ہوتی ہے۔ جسے اڈ (Id) کہا جاتا ہے۔ سماج کے معیار کے مطابق انہیں سماج کاری والدین ان محرکات کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے بچوں میں والدین کے تئیں مخالفت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ بچوں میں اس طرح کے جذبات کو ظاہر کرنے میں اپنے والدین کا پیار کھونے اور ان کا سزا کا خوف رہتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے اس جذبات کو دفن کر دیتے ہیں اور والدین کی بات کو منع یا قبول کی شکل میں اختیار کر لیتے ہیں۔ اسے فرائیڈ نے اپنا نیا اندرونی کاری (Internalization) سے منسوب کیا ہے۔

والدین کے معیارات اور خیالات کو قبول کر لینے سے بچے اخلاقی طور پر طرز عمل دیکھانے لگتے ہیں کیونکہ اس لئے سزا، اضطراب (Anxiety) اور جرم (Guilt) سے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اب بچے ایسے طرز عمل پیش کرنے لگتے ہیں۔ جسے خودی (Super Ego) کے عمل سے بچے اپنے آپ میں والدین ہو گئے ہوں۔

Id انسان میں جانور کی نمائندگی کرتا ہے اور غیر شعوری (Unconscious) کے بعد میں بیٹھا ہے۔ یہ ذہنی توانائی اور فرد کی تمام فطری توانائی کا ذریعہ ہے۔ یہ پیدائش کے وقت موجود ہوتا ہے اور اس میں بگڑے ہوئے بچے کی خوبیاں ہوتی ہیں۔ یعنی اسے وہی ملنا چاہئے جسے وہ چاہتا ہے۔ یہ خامی خود غرض اور غیر اخلاقی ہے۔ یہ خوشی کے اصول کے مطابق کام کرتا ہے۔

دوسری چیز فرائیڈ نے Super Ego یہ نفس کے اخلاقی پہلو کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ عام طور پر 5 سال کے بچے میں نشوونما پاتی ہے۔ Id کے طرح یہ بھی غیر شعوری میں بیٹھا ہوا ہے لیکن انسان کے فطری رجحانات یا ابتدائی حرکات کے زیر اثر نہیں ہے۔

تیسری بات Ego ہے، یہ Id سے نشوونما پاتی ہے اور تین قوتوں کے درمیان ایک ثالث کے طور پر کام کرتی ہے۔ یہ حقیقت کے لحاظ سے Id کو کنٹرول کرنے اور Super Ego کو مطمئن کرنے کے لئے ذہن کے تینوں تہوں تک پھیلا ہوا ہے۔

8.6 نوم چو مسکی کا زبان کی نشوونما کا نظریہ (Language Development Theory of Noam Chomsky)

نوم چو مسکی 7 دسمبر 1928 کو امریکہ میں پیدا ہوئے۔ نوم چو مسکی بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں سب سے زیادہ مشہور اور سب سے زیادہ با اثر ماہر لسانیات رہے ہیں۔ جسے لسانیات کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔ 1967 میں نفسیات کے شہرت یافتہ ماہر نفسیات بی۔ ایف اسکینر کی کتاب Verbal Behaviors کے تنقید لکھی جس سے انہیں کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔ چو مسکی کے نظریہ کے مطابق تمام زبانوں کی بنیاد ایک سی ہے۔ ان کے مطابق بچوں کا لفظ یا زبان سیکھنا تقلید اور تحریک پر محیط ضرور ہے۔ لیکن تقلید اور تحریک دونوں ہی بچوں کے ذریعے لفظوں کے سیکھنے کے عمل کو بہتر طریقے سے وضاحت نہیں کرتے ہیں۔

چو مسکی کا خیال ہے کہ ہر بچے میں ایک تعمیر شدہ نظام ہوتا ہے۔ جسے زبان کے حصول کا آلہ (LAD-Language Acquisition Device) کہتے ہیں۔ اس کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ بچہ زبان کا تربیتی عمل کر سکتا ہے اور وہ گفتگو یا بات چیت کو سمجھ سکتا ہے اور اسے بول بھی سکتا ہے۔ دراصل LAD ایک نظریاتی تصور ہے۔ انسان کے دماغ میں کوئی ایسا آلہ (Device) نہیں ہوتا جس کے استعمال سے زبان سیکھی جاسکے۔ بلکہ یہ ان لاکھوں کروڑوں عملیات کی تشریح و توضیح میں مددگار ہے جو انسان کے دماغ میں ہوتا ہے اور جو انسان میں زبان کے سیکھنے اور سمجھنے کی قوت کے پیدا ہونے میں معاون ہے۔

چو مسکی کے لئے اپنا نظریہ 1950 کے دہائی میں پیش کیا۔ انہوں نے زبان کے بارے میں کئی مضبوط دعوے کئے ہیں۔ خاص طور پر وہ تجویز کرتا ہے کہ زبان ایک پیدائشی صلاحیت ہے۔ یعنی یہ کہنا کہ ہم اپنے ذہنوں میں زبان کے بارے میں اصولوں کے ایک سیٹ کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں جسے وہ عالمگیر قواعد (Universal Grammar) کہتے ہیں۔ یہ نظریہ انسان میں زبان سیکھنے کے عمل کی رفتار کی وضاحت فراہم کرتا ہے۔ چو مسکی کے مطابق ہر بچے میں لسانی تحصیل آلہ (LAD) کی خداداد قوت پیدائش کے ساتھ ہی وجود میں آتی ہے اور اس میں زبان کی بنیادی اصول پائے جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں بچے زبان کے اصول و ضوابط کی فہم کی قوت لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں صرف الفاظ کا ذخیرہ حاصل کرنے کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ اس نظریہ کی وکالت کرتے ہوئے چو مسکی نے کچھ ثبوت بھی پیش کئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ بنی نوع انسان کی زبان بنیادی طور پر ایک جیسی ہے۔ مثلاً ہر زبان میں Subject، Verb، Object ہوتے ہیں اور ہر ایک زبان میں چیزوں کی منفی یا مثبت میں پیش کرنے کی خوبی ہوتی ہے۔ چو مسکی نے یہ دریافت کیا کہ جب بچے بولنا سیکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ غلطیاں نہیں کرتے۔ انہوں نے مثال کے ذریعے بتایا کہ بچے یہ سمجھ رکھتے ہیں کہ سبھی جملوں کی ایک ساخت ہوتی ہے جس میں فاعل، فعل اور مفعول (Subject, Verb, Object) ہوتے ہیں اور بچے یہ اس وقت بھی سمجھتے ہیں جب مکمل جملہ نہیں بول پاتے اور یہ چیز فطری ہے۔ اپنے تجزیوں کی بنیاد پر چو مسکی نے یہ بتایا کہ روانی کے ساتھ زبان کا استعمال کرنے کی سطح سے پہلے ہی بچوں میں اپنے ماحول کے لوگوں کی زبان میں قواعد سے متعلق غلطیوں کی نشاندہی کر لیتے ہیں۔ انہوں نے یہ بتایا کہ بچے ان الفاظ میں بھی قواعد کے اصول کو نافذ کرتے ہیں جس

کے سلسلے میں قواعد کے اصول مستثنیٰ ہیں۔ مثال کے طور پر ہر بچہ ملک کی جمع ملکوں اور کتاب کی جمع کتابیں بتاتا ہے۔ جب کہ قواعد کے اصول کے تحت یہ غلط ہے (اصولاً ملک کی جمع ممالک اور کتاب کی جمع کتب ہوتا ہے) لیکن بچے کو یہ بتانا عالمگیر قواعد (Universal Grammar) کے مطابق ہے۔ جو مسکی نے اپنی کتاب Language and Mind کو 1972 میں شائع کروائی۔ اس کتاب کے ذریعے جو مسکی نے زبان سیکھنے کے ایک نئے نظریے پر روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں تحریر کیا کہ جب ہم انسانی زبان کا مطالعہ کرتے ہیں تو دراصل ہم انسانی جوہر ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ انسانی جوہر دماغ کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک ہے۔ جو مسکی کے مطابق سبھی جاندار چیزوں میں زبان کی امتیازی خصوصیت ہے۔ جو صرف انسانوں تک ہی محدود ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو مسکی کے نظریہ میں بہت ہی دلچسپ خیالات ہیں جو زبان کے بارے میں ہماری سمجھ اور روزمرہ کی زندگی میں اس کے استعمال کو تقویت بخشتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. کوہلبرگ نے اخلاقی نشوونما کے کتنے مراحل بیان کیے اور ان کے نام کیا ہیں؟
2. بروئر کے مطابق تعلیمی عمل میں تین نمائشی انداز کون سے ہیں؟
3. وائیگاسکی کے نظریہ سماجی ثقافتی نشوونما میں زپی ڈی (ZPD) کی کیا اہمیت ہے؟

8.7 خلاصہ (Summary)

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے یہ جاننا کہ وقوفی سے مراد سوچ اور حافظہ ہے۔ پیا جے (Piaget) نے اپنی دس سال کی عمر میں ایک مقالہ پیش کیا جس کا عنوان *Albino Sparrow* تھا، اور بعد میں Alfred Binet کی لیبارٹری میں IQ ٹیسٹ پر تحقیق کے دوران کام کیا۔ پیا جے نے خاکہ (Schema) کو ایک ایسے تصور یا فریم ورک کے طور پر بیان کیا جو معلومات کو منظم اور تشریح کرتا ہے۔ انہوں نے مطابقت (Adaptation) کو ماحول کے ساتھ تجربات اور براہ راست تعامل کے ذریعے اسکیموں کو تیار کرنے اور ہم آہنگ کرنے کا رجحان بتایا، جبکہ جذب کرنا (Assimilation) اس عمل کو کہتے ہیں جس میں موجودہ اسکیموں میں نئے تجربات کو ڈھالا جاتا ہے۔ دوسری طرف، ہم آہنگی (Accommodation) ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نئی معلومات کو شامل کرنے کے لئے پرانے تصورات میں تبدیلی کی جاتی ہے۔ ان دونوں عملوں کے درمیان توازن قائم کرنے کو متوازنیت (Equilibration) کہا جاتا ہے۔ پیا جے کے مطابق حسی حرکی مرحلہ پیدائش سے لے کر دو سال کی عمر تک رہتا ہے جس میں شیرخوار اپنے آس پاس کو چھو کر اور آوازوں سے پہچانتے ہیں۔ اس میں پہلا ذیلی مرحلہ انکاسی سرگرمیاں ہیں جو پیدائش سے 30 دن تک جاری رہتی ہیں، جہاں بچہ صرف چوسنے، پکڑنے اور کاٹنے جیسے عمل کرتا ہے۔ اس کے بعد قبل تفاعلی مرحلہ آتا ہے جو 2 سے 7 سال تک رہتا ہے اور اسے ابتدائی طفولیت بھی کہتے ہیں، اس دوران بچہ خیالات اور واقعات کی ذہنی نمائندگی کرنے لگتا ہے، لیکن وہ انا پرستی (Egocentrism) کا شکار ہوتا ہے اور صرف اپنے ہی خیالات کو درست مانتا ہے۔ ٹھوس تفاعلی مرحلہ 7 سے 11 یا 12 سال کی عمر تک رہتا ہے اور اس میں بچہ منطق کا زیادہ استعمال کرنے لگتا ہے۔ اس کے

بعد رسمی تقاضی مرحلہ آتا ہے جس میں مجرد اور انتزاعی سوچ کی نشوونما ہوتی ہے۔

ایرکسن کے مطابق، انا (Ego) ہر مرحلے میں رویوں اور خیالات کی نشوونما میں مثبت کردار ادا کرتی ہے۔ اسی طرح، کوہل برگ نے اخلاقی نشوونما کی 3 سطحیں اور 6 مراحل بیان کیے ہیں۔ فرائیڈ کے نظریہ میں Id انسان میں جانورانہ جبلتوں کی نمائندگی کرتا ہے جبکہ Super Ego انسان کے اخلاقی پہلو کی نمائندگی کرتا ہے۔ چومسکی نے تجویز کیا کہ لسانی صلاحیت ایک پیدائشی اور فطری صلاحیت ہے جو بچے کو زبان سیکھنے میں مدد دیتی ہے۔

8.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کا مطالعہ کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- وقوفی سے مراد سوچ اور حافظہ سے ہے۔
- Jean Piaget نے دس سال کی عمر میں جو مقالہ پیش کیا اس کا عنوان تھا Albino Sparrow۔
- Alfred Binet Library میں Piaget نے ایک IQ ٹیسٹ سے متعلق تحقیق میں کام کیا ہے۔
- خاکہ (Schema) کی تعریف ایک تصوری یا فریم ورک کے طور پر کی جاتی ہے جو معلومات کو منظم اور تشریح کرتا ہے۔
- مطابقت (Adaptation): ماحول کے ساتھ تجربات اور براہ راست تعامل کے ذریعے اسکیموں کو تیار کرنے اور ہم آہنگ کرنے کا رجحان ہے۔
- جذب کرنا (Assimilation): اس سے مراد موجود یا پہلے سے بنائے گئے اسکیموں میں ایک نئے تجربے کو ڈھالنے کا ایک عمل ہے۔
- ہم آہنگی (Accommodation): ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نئی معلومات کو شامل کرنے کے لئے پہلے سے موجود تصورات یا اسکیموں کی تشکیل نو کی جاتی ہے۔
- متوازنیت (Equilibration): ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے بچہ جذب اور مطابقت عمل کے درمیان ایک توازن قائم کرتا ہے۔
- حسی حرکی مرحلہ پیدائش سے لے کر دو سال کی عمر تک کا ہوتا ہے۔ اس عمر میں شیر خوار آس پاس کا مشاہدہ چھو کر اور آواز سے کرتے ہیں۔
- انعکاسی سرگرمیوں کا مرحلہ پیدائش سے 30 دن تک ہوتا ہے۔ بچہ صرف چوسنا، پکڑنا اور کاٹنا ہی کر سکتا ہے۔
- قبل تقاضی مرحلہ 2 سال سے 7 سال تک کی عمر کا ہوتا ہے اس ابتدائی طفولیت کا دور بھی کہتے ہیں اس مرحلہ کے دوران بچہ واقعات اور خیالات کی ذہنی نمائندگی کرنے لگتا ہے۔
- انا پرستی (Egocentrism): سے مراد بچہ صرف اپنے ہی خیالات کو درست مانتا ہے۔
- ٹھوس تقاضی مرحلہ 7 سے 11 یا 12 سال کا ہوتا ہے۔ اس مرحلہ میں بچے منطق کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔
- رسمی تقاضی مرحلہ میں بچے میں مجرد سوچ کی نشوونما ہوتی ہے۔

- ایرکسن کے مطابق انا نشوونما کے ہر مرحلے پر رویوں، خیالات کو حاصل کرنے کی نشوونما میں مثبت کردار ادا کرتی ہے۔
- کوہل برگ کا اخلاقی نشوونما کا نظریہ سے مراد اس کی دی گئی 3 سطح اور 6 مرحلے سے ہیں۔
- فرائیڈ کے مطابق Id انسان میں جانور کی نمائندگی کرتا ہے۔
- Super Ego نفس کے اخلاقی پہلو کی نمائندگی کرتا ہے۔
- چومسکی تجویز کرتا ہے کہ لسانی صلاحیت ایک پیدائشی صلاحیت ہے۔

8.9 فرہنگ (Glossary)

ذہنی اور فکری عمل کا منظم نشوونما	وقوفی (Cognitive)
دماغ کے چھوٹے چھوٹے خا کے جہاں معلومات جمع ہوتا ہے۔	اسکیم (Schema)
نئے معلومات کو پہلے سے موجود تصورات یا اسکیموں میں فٹ کرتے ہیں۔	جذب کرنا (Assimilates)
نئی معلومات کو شامل کرنے کے لئے پہلے سے موجود اسکیموں کی تشکیل نو کی جاتی ہے۔	ہم آہنگی (Accommodating)
جذب اور مطابقت کے عمل کے درمیان توازن قائم کرنا۔	متوازن ت (Equilibration)
سرگرمیاں جیسے چوسنا، کاٹنا، پکڑنا	انعکاسی سرگرمی (Reflex Activities)
جس میں بچہ غیر جاندار چیزوں کو بھی جاندار سمجھنے لگتا ہے۔	روحیت (Animism)
صرف اپنی ہی خیالات کو درست ماننا۔	انا پرستی (Egocentrism)
دوسرے پر یقین کرنا	اعتماد (Trust)
دوسروں کی مدد کے بغیر چیزوں کو اپنے طریقے سے کرنا۔	خود مختاری (Autonomy)
دوسرے سے وابستگی کا احساس پیدا ہونا۔	قربت (Intimacy)
غیر شعوری حالات میں کی گئی حرکات۔ یہ انسان میں جانور کی نمائندگی کرتا ہے۔	ایڈ (Id)
یہ نفس کی اخلاقی پہلو کی نمائندگی کرتا ہے۔	انا (Super Ego)

8.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1- بیسویں صدی کی لسانیات کا بانی کسے کہا جاتا ہے؟

- (A) فرائیڈ (B) ایرکسن (C) نوم چومسکی (D) پیا جے

2- کس مرحلہ میں بچہ ایگو سینٹرک (Egocentric) ہوتا ہے؟

Pre-Operational Stag(B)

Sensory Motor Stage(A)

Formal Operational Stage(D)

Concrete Operational Stage(C)

3- کس مرحلے میں علامتی (Symbolic) خیالات نشوونما پاتے ہیں لیکن تفاعلی خیالات موجود نہیں ہوتے؟

Concrete Operational Stage(B)

Pre-operational Stage(A)

Sensory Motor Stage(D)

Formal Operational Stage(C)

4- کس مرحلہ میں ایرکسن کے نظریہ کے مطابق اعتماد نشوونما پاتی ہے؟

(D) شیرخوارگی

(C) ابتدائی بچپن

(B) غنفوان شباب

(A) اسکول کی عمر

5- ایرکسن کے نظریہ کے ہر مرحلے کی بنیادی مرکز کیا ہے؟

(B) نفسیاتی خصوصیات کو فروغ دینا

(A) زندگی کے کسی شعبے میں قابلیت پیدا کرنا

(D) ان میں کوئی نہیں

(C) خود کا ایک مضبوط احساس تیار کرنا

6- ایک بچہ دلیل دیتا ہے کہ تم میرے لئے یہ کرو اور میں تمہارے لئے کروں گا۔ یہ کوہل برگ کے اخلاقی نشوونما کے کس مرحلے میں آتا ہے؟

(B) سماجی معاہدہ کی واقفیت

(A) اچھا لڑکا اور اچھی لڑکی کی واقفیت

(D) سزا و اطاعت کی واقفیت

(C) انسٹرو میٹل اور اینٹیشن پرپز

7- کوہل برگ نے اخلاقی نشوونما کے نظریہ کو کتنے سطح میں بانٹا گیا؟

(D) تین سطح

(C) چار سطح

(B) دو سطح

(A) 1 سطح

8- فرائیڈ کا نفس تجزیہ کا نظریہ میں کسے چھوڑ کر تمام چیزوں پر مرکوز ہے؟

(B) ذاتی نمو کی صلاحیت

(A) جنسی اور جارحانہ خواہشات سے نمٹنے کے لئے استعمال ہونے والے طریقے

(D) غیر شعوری محرکات اور تنازعات

(C) بچپن کے تجربات کا اثر

9- ایڈ (Id) کو مندرجہ ذیل میں سے کیسے بہترین طور پر بیان کیا جاسکتا ہے؟

(B) صحیح کام کریں

(A) ماں نے ہمیشہ آپ کو سب سے زیادہ پسند کیا

(D) اگر اچھا لگے تو کر لیں

(C) دوسروں کے لئے یا باہر کام کر سکتے ہیں

10- نوم چومسکی کے زبان کا نظریہ میں کس چیز کی شمولیت ہے؟

(D) وقوف

(C) والدین کی زبان کی انپٹ

(B) طرز عمل کی تقویت

(A) عالمگیر

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- وقوفی نشوونما کا معنی و مفہوم بیان کیجئے۔
- 2- پیاجے کے نظریہ میں اسکیمما (Schema) اور مطابقت کے معنی و مفہوم بیان کیجئے۔
- 3- انعکاسی سرگرمیوں کا مرحلہ سے کیا مراد ہے؟ بیان کیجئے۔
- 4- خیالات کے آغاز کا مرحلہ کی خصوصیات بیان کیجئے۔
- 5- ایرکسن کا نفسی سماجی نشوونما کے نظریہ کا مرکزی نقطہ بیان کریں۔
- 6- کوہل برگ کا قبل روایتی اخلاقیات کی سطح کے دومر حلے کو بیان کیجئے۔
- 7- روایتی اخلاقیات کی سطح کی اچھے باہمی تعلقات کا مرحلہ و سماجی نظم کو برقرار رکھنے کا مرحلہ کو بیان کیجئے۔
- 8- فرائیڈ نے ذہن کی ساخت کو کتنے حصوں میں بانٹا ہے؟ بیان کیجئے۔
- 9- چومسکی کے عالمگیر قواعد (Universal Grammar) کے تصور کو بیان کیجئے۔
- 10- فرائیڈ کا نفس تجزیہ کا نظریہ کے اہم پہلوؤں کو بیان کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- پیاجے کے وقوفی نشوونما کے نظریے کو تفصیل سے بیان کریں۔
- 2- ایرکسن کا نفسی نظریہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں اور اس کا تنقیدی جائزہ پیش کریں؟
- 3- کوہل برگ کا اخلاقی نشوونما کے نظریے پر بحث کریں۔
- 4- فرائیڈ کا نفس تجزیہ کا نظریہ کا تفصیل کے ساتھ تنقیدی جائزہ پیش کریں۔
- 5- نوم چومسکی کا زبان کی نشوونما کا نظریے کو تفصیل سے بیان کریں۔

تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

8.11

- 1- Agarwal, J.C. (2007). Essentials of Educational Psychology, New Delhi: Vikas Publishing House Pvt. Ltd.
- 2- Bhatnagar, S. (1985). Educational Psychology, Meerut, Loyal Book Depot.
- 3- Chauhan, S.S. (1992). Advanced Educational Psychology, New Delhi, Vikas Publishing House Pvt. Ltd.
- 4- Mangal, S.K. (2003). Advance Educational Psychology, New Delhi, Prentice Hill of India

Pvt. Ltd.

- 5- Mathur, S.S. (1977), Educational Psychology Agra, Vinod Pushtak Mandir
- 6- Nirmala, J. (2022), Psychology of Learning and Human Development, Hyderabad: Neelkand Publications Pvt. Ltd.
- 7- Schopler, J. Weisz, J. King, Morgan, C. (1993). Introduction to Psychology, New Delhi: Prentice Hill of India Pvt. Ltd.

- 8- شریف خان (2004) جدید تعلیمی نفسیات ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔
- 9- ڈاکٹر آفاق ندیم خاں، سید معاذ حسین (2015) تعلیمی نفسیات کے پہلو، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔
- 10- مرزا شوکت بیگ، محمد ابراہیم خلیل و سید اصغر حسین (2012)، نفسیاتی اساس تعلیم، دکن ٹریڈرس بک سیلر، حیدرآباد۔
- 11- محمد شریف خاں (2000) تعلیم اور اسکے اصول، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔
- 12- ملک محمد موسیٰ، شازیہ رشید، تعلیمی نفسیات اور رہنمائی (2008) جدران پبلی کیشن، لاہور۔
- 13- مسرت زمانی (2001) تعلیمی نفسیات کے مختلف ذرائع ”ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ۔
- 14- طلعت عزیز، تعلیمی نفسیات (2020) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔

معروضی سوالات کی جوابی کنجی (Key of Objective Type Questions)

- | | | | |
|-----|-------|-----|------|
| (B) | -(2) | (C) | -(1) |
| (D) | -(4) | (A) | -(3) |
| (C) | -(6) | (B) | -(5) |
| (B) | -(8) | (D) | -(7) |
| (A) | -(10) | (D) | -(9) |

اکائی 9۔ انفرادی اختلافات

(Individual Differences)*

اکائی کے اجزاء

9.0	تمہید (Introduction)
9.1	مقاصد (Objectives)
9.2	انفرادی اختلاف کا تصور اور اقسام (Concept and types of Individual Differences)
9.3	اندرونی اور بیرونی انفرادی اختلاف کا تصور اور اقسام (Concept of Intra and Inter Individual Differences)
9.4	انفرادی اختلاف کے لیے ذمہ دار عوامل (Factors Responsible for Individual Differences)
9.5	تعلیمی پروگرام کے انعقاد کے لیے انفرادی اختلاف کے مضمرات (Implication of Individual Differences for Organizing Educational Programmes)
9.6	خلاصہ (Summary)
9.7	اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)
9.8	فرہنگ (Glossary)
9.9	اکائی کی اختتامی سرگرمیاں (Unit End Exercises)
9.10	تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

9.0 تمہید (Introduction)

ہماری دنیا ایک عجائب گھر کی طرح ہے۔ اس میں ناجانے کتنے قسم کے انسان و حیوان ہیں اور سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہاں تک کی ایک ہی نوع کی مختلف مخلوقات میں کچھ نہ کچھ فرق موجود ہوتا ہے۔ یہ سبھی مخلوقات ایک دوسرے سے کسی نہ کسی نقطہ نظر سے مختلف ہیں۔ ایک مخلوق کا دوسرے مخلوق سے مختلف ہونا ہی انفرادی فرق یا انفرادی اختلاف کہلاتا ہے۔ جب ہم نفسیات میں اس اختلاف پر غور کرتے ہیں تو ہمارا مقصد انسانوں کے درمیان آپسی تفریق و امتیاز تک محدود ہوتا ہے۔ نفسیات کی زبان میں دو افراد کبھی بھی بالکل یکساں نہیں ہو سکتے۔ آج دنیا میں تقریباً آٹھ ارب لوگ ہیں۔ ان آٹھ ارب لوگوں کے درمیان ہم اپنے سے متعلق فرد کی شناخت بڑی آسانی سے کر

* Dr. Afaque Nadeem Khan, Associate Professor, Dept. of Educational Studies, JMI, New Delhi

لیتے ہیں۔ حالانکہ سبھی لوگوں کے پیر کے ناخنوں سے لے کر سر کے بال تک سبھی اعضاء دیکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے ان اعضاء میں یکسانیت کے باوجود بھی کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد پر افراد اپنے سے متعلق لوگوں کی شناخت بڑی آسانی سے کر لیتے ہیں۔ ماہرین نفسیات نے لوگوں کے خارجی اجزاء و اعضاء کی تفریق و امتیاز کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی صلاحیتوں میں فرق کا بھی مطالعہ کیا ہے اور اس کی پیمائش کے طریقوں کو فروغ دیا ہے۔ ان سب کی بنیاد پر افراد کے درمیان تفریق و امتیاز کو واضح کیا جاسکتا ہے۔ اس اکائی میں ہم انفرادی اختلاف کا تصور اور اقسام، اندرونی اور بیرونی انفرادی اختلاف کا تصور اور اقسام، انفرادی اختلاف کے لیے ذمہ دار عوامل اور تعلیمی پروگرام کے انعقاد کے لیے انفرادی اختلاف کے مضمرات کا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

9.1 مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلباء:

- انفرادی اختلافات کا تصور اور اقسام بیان کر سکیں گے۔
- انفرادی اختلافات کی نوعیت اور خصوصیات واضح کر سکیں گے۔
- اندرونی اور بیرونی انفرادی اختلافات کے درمیان تفریق کر سکیں گے۔
- انفرادی اختلافات کے پہلوؤں کی فہرست سازی کر سکیں گے۔
- انفرادی اختلافات کے لیے ذمہ دار عوامل پر بحث کر سکیں گے۔
- انفرادی اختلافات کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعلیمی پروگرام کا انعقاد کر سکیں گے۔

9.2 انفرادی اختلافات کا تصور اور اقسام (Concept and types of Individual Differences)

جہاں تک انفرادی اختلافات کے مطالعے کی بات ہے، یہ عمل تو قدیم زمانے سے ہوتا آرہا ہے۔ جسم کی ہیئت کے نقطہ نظر سے انہیں موٹے، پتلے، لمبے، چھوٹے ذہنی صلاحیت کی بنا پر اعلیٰ ذہن، ذہین اور پسماندہ ذہن کے زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ انفرادی اختلافات کے شعبے میں سائنسی مطالعے کی ابتدا 19 ویں صدی عیسوی میں سب سے پہلے سرفرانس گالٹن (Sir Francis Galton) نے کی۔ بیسویں صدی عیسوی میں ماہرین نفسیات پیرسن (Pearson)، کیٹل (Cattle)، ٹرمن (Terman)، ٹائیلر (Tyler) اور اسکینر (Skinner) وغیرہ نے انفرادی اختلاف کے عناصر و اجزاء (ذہانت، رجحان، دلچسپی، رویہ وغیرہ) کی پیمائش کے طریقوں کو ایجاد کیا، جنہیں آج مختلف جانچ (Test) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دور حاضر میں انفرادی اختلاف میں انسان کے ان سبھی اجزاء کو شامل کیا جاتا ہے جن کی پیمائش سائنسی طریقے سے ممکن ہے۔ ماہر نفسیات اسکینر (Skinner) کے لفظوں میں؛ ”انفرادی اختلافات کے معنی مکمل شخصیت کے کسی بھی پیمائشی پہلو کو شامل کرنے سے ہے۔“

"Individual differences as including any measurable aspect of the total personality".

اسکینر کی یہ تعریف اپنے آپ میں مکمل ہے کیوں کہ اس میں انسان کی کسی بھی پیمائش کے لائق خصوصیات یا خوبی کو انفرادی اختلافات کی بنا پر تسلیم کیا گیا ہے، لیکن اس میں انسانوں کی مخصوص خوبیوں کی حالت کو واضح کرنے کا بیان نہیں ہے۔ عہد حاضر میں انسان کو کسی خوبی کے نقطہ نظر سے اس کی خوبیوں کے اوسط (Mean) اور انحراف (Variation) کے ذریعہ واضح کیا جاتا ہے۔ اس طرح انفرادی اختلافات کی تعریف مندرجہ ذیل طرح سے کی بیان جاسکتی ہے:

'انفرادی اختلافات سے مراد کسی مخصوص شخص کی کسی مخصوص خوبی و خصوصیت سے حاصل حقائق کا اس کے بڑے گروپ سے حاصل حقائق کے اوسط کے انحراف (Variation) سے ہوتا ہے۔'

یہاں یہ واضح طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی فرد کسی ایک خوبی میں اوسط کے نزدیک ہو سکتا ہے، دوسرے میں اوسط سے نیچے ہو سکتا ہے اور تیسرے میں اوسط سے اوپر ہو سکتا ہے۔ مثلاً کوئی بچہ سائنس میں اوسط ہو سکتا ہے، انگلش میں اوسط سے زیادہ ہو سکتا ہے اور ریاضی میں اوسط سے نیچے ہو سکتا ہے۔

تعلیم کے شعبے میں طلباء کو کسی مخصوص خوبی کی بنیاد پر عام طور سے پانچ زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اوسط سے بہت کم، اوسط سے کم، اوسط، اوسط سے زیادہ اور اوسط سے بہت زیادہ! اسے خمس نکاتی پیمانہ (Five Point Scale) کہتے ہیں۔

اوسط سے بہت کم	اوسط سے کم	اوسط	اوسط سے زیادہ	اوسط سے بہت زیادہ
----------------	------------	------	---------------	-------------------

اس پیمانے پر جو بچے دونوں آخری کنارے پر آتے ہیں۔ یعنی اوسط سے بہت کم یا اوسط سے بہت زیادہ ہوتے ہیں انہیں مخصوص بچہ (Exceptional child) کہتے ہیں۔

ماہرین نفسیات نے انفرادی اختلافات کا بڑی باریکی سے مطالعہ کیا ہے اور انفرادی اختلاف کی نوعیت اور خصوصیات کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق کا انکشاف کیا:

- 1- کوئی دو افراد بالکل یکساں نہیں ہوتے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی دو فرد جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی نقطہ نظر سے ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ نہ کچھ فرق ہونا لازمی ہے۔ یہ انفرادی اختلافات کی اہم بنیاد ہوتی ہے۔
- 2- انفرادی اختلافات میں شخصیت کی صرف پیمائشی خصوصیات کو ہی شامل کیا جاتا ہے۔ جیسے: وزن، لمبائی، ذہانت، رجحان اور دلچسپی وغیرہ۔
- 3- کسی بھی گروپ میں افراد کی کسی بھی خصوصیت کا جھکاؤ اوسط حقائق کی جانب ہوتا ہے۔ اسے عام احتمالی خط منحنی (Normal Probability Curve) (NPC) کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے۔

- 4- فرد فرد میں کسی خصوصیت میں فرق ان کے اسکور کی مخصوص خصوصیت کے اوسط انحراف کے فرق کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔
- 5- کوئی فرد کسی مخصوص خوبیوں کے نقطہ نظر سے اوسط اسکور کے نزدیک ہو سکتا ہے۔ دوسری خوبیوں میں اوسط اسکور سے کم ہو سکتا ہے اور دیگر خوبیوں میں اوسط اسکور سے زیادہ ہو سکتا ہے۔

- 6- انفرادی اختلافات اور شخصیت کی پیمائشی خوبی عموماً ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ اعلیٰ ذہین بچوں کی تعلیمی حصولیابی بھی عموماً اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے۔

7- انفرادی اختلافات انسان کی متعدد طرح کی نشوونما کی بنیاد ہوتی ہے۔

9.3 اندرونی اور بیرونی انفرادی اختلافات کا تصور اور اقسام

(Concept of Intra and Inter Individual Differences)

انفرادی شخصیت کی خوبیاں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں اور کسی مخصوص فرد سے اپنی مختلف خوبیوں میں بہت زیادہ اختلاف رکھتی ہیں۔ اس بنیاد پر انفرادی اختلافات کو دو زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1- باہمی انفرادی اختلافات (Inter Individual Differences): کسی دو یا دو سے زیادہ افراد کی شخصیت کی پیمائشی خوبیوں میں پائے جانے والے فرق کو باہمی انفرادی اختلافات کہتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کی جسمانی خوبیوں میں اختلاف، ذہنی خوبیوں میں اختلاف، جذباتی خوبیوں میں اختلاف اور سماجی خوبیوں میں اختلاف شامل کیے جاتے ہیں۔ مثلاً لوگوں کے وزن میں ہونے والا تفاوت، ان کی ذہانت میں ہونے والا تفاوت، ان کے غصے میں شدت کا اختلاف اور ان میں موجود سماجی خوبیوں کا اختلاف اسی زمرے میں آتا ہے۔

2- اندرون انفرادی اختلافات (Intra Individual Differences): کسی ایک ہی شخص کی شخصیت کی پیمائشی خوبیوں میں پائے جانے والے فرق کو اندرون انفرادی اختلافات کہتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک شخص کی مختلف خوبیوں کا اختلاف شامل ہے۔ مثلاً کسی شخص کا جسمانی لحاظ سے صحت مند ہونے اور ذہنی لحاظ سے بیمار ہونے، جسم سے پیار ہوتے ہوئے بھی اعلیٰ ذہانت کا ہونے، اعلیٰ ذہانت کا ہوتے ہوئے بھی تعلیمی حصولیابی میں پسماندہ ہونا وغیرہ، جیسے اختلاف اسی زمرے میں شامل کیے جاتے ہیں۔

انفرادی اختلافات کے پہلو (Areas of Individual Differences): قدیم زمانے میں انفرادی اختلاف کی بنیاد صرف جسمانی اور ذہنی خصوصیات تھیں اور اس وقت ان کی پیمائش کے سائنسی طریقے بھی ایجاد نہیں ہوئے تھے۔ دور حاضر میں شخصیت کی متعدد خصوصیات کی پیمائش کے لیے سائنسی طریقوں کا فروغ ہوا ہے۔ اب ان سب کی بنیاد پر انفرادی اختلاف کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ ماہرین نفسیات ٹائلر (Tyler) کے مطابق، پیمائشی انفرادی اختلاف خاص طور سے جسم کی ساخت اور بناوٹ، جسمانی کام میں رفتار سے متعلق قوت، ذہانت، حصولیابی، دلچسپیاں، رجحان اور شخصیت کی خوبیوں سے متعلق ہے۔ لیکن اگر نفسیاتی نقطہ نظر سے دیکھیں تو فرد کی جسمانی اور ذہنی سبھی خصوصیات اس کی شخصیت کے ضمن میں آتے ہیں۔ تب انفرادی اختلاف کے پہلو میں اس کے جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی چاروں پہلو شامل ہونے چاہئیں۔ یہاں ان چاروں پہلوؤں پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

A. جسمانی پہلو (Physical Areas):

جسمانی پہلو میں مندرجہ ذیل دو پہلو شامل کیے جاتے ہیں۔

1- جسمانی اختلافات (Physical Differences): ہم جانتے ہیں کہ کوئی دو فرد جسمانی لحاظ سے بالکل ایک جیسے نہیں ہوتے! کوئی زیادہ وزن کا ہوتا ہے، تو کوئی کم وزن کا، کسی کی لمبائی زیادہ ہوتی ہے تو کسی کی کم، کسی میں جسمانی قوت زیادہ ہوتی ہے تو کسی میں کم، کسی کے حساسیتی اور عملی اعضاء ٹھیک طرح سے کام کرتے ہیں تو کسی میں نہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ انسان کی جسمانی

نشوونما کا اثر اس کے طرز عمل پر پڑتا ہے۔ عہد حاضر میں جسمانی بناوٹ سے متعلق وہ سبھی اجزاء جن کی پیمائش ممکن ہے انہیں انفرادی اختلاف میں شامل کیا جاتا ہے۔

2- حرکی اہلیتی اختلاف (Motor Ability Differences): ہم جانتے ہیں کہ ایک ہی عمر کے لوگوں کی حرکی صلاحیتوں میں فرق ہوتا ہے۔ کوئی فرد کسی کام کو تیزی سے کرتا ہے تو کوئی دوسرا شخص دیر کا کام کو! جیسے؛ خواتین انگلیوں سے کیے جانے والے کام (سلائی، کڑھائی، بنائی) کو مردوں کی بنسبت تیزی سے کرتی ہیں اور مرد ہاتھ سے کیے جانے والے کام (پھاؤڑا چلانا، مٹی کھودنا) کو خواتین کی بنسبت تیزی سے کرتے ہیں۔ دور حاضر میں حرکی اہلیتی اختلاف بھی انفرادی اختلاف کی وسعت میں شامل ہے۔

B. وقوفی پہلو (Mental Areas)

وقوفی پہلو انفرادی اختلاف کی سب سے اہم بنیاد ہے۔ تعلیم کے میدان میں طلباء کی درجہ بندی خاص طور سے اسی بنیاد پر انجام دی جاتی ہے۔ انفرادی اختلاف کے وقوفی پہلو میں مندرجہ ذیل چار پہلو شامل کیے جاتے ہیں۔

1- ذہانتی اختلافات (Intelligence Differences): ہم جانتے ہیں کہ ذہانت کے لحاظ سے بھی لوگوں میں فرق ہوتا ہے۔ ماہرین نفسیات ٹرمن (Terman) اور بنیٹ (Binet) وغیرہ نے افراد کی ذہانت کی پیمائش کی جانچ کا طریقہ تیار کیا اور ان کے ذریعے افراد کی ذہانت کی سطح (I.Q.) کا پتہ لگایا اور ذہانت کی سطح کی بنیاد پر انہیں بے وقوف اور اعلیٰ ذہانت کے مختلف زمروں میں تقسیم کیا۔ عہد حاضر میں ذہانت کو انفرادی اختلاف کی اہم بنیاد تسلیم کیا جاتا ہے۔

2- تحصیلی اختلافات (Achievement Differences): عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ متعلم کے امتحان میں کامیابی ان کی ذہانت پر منحصر کرتی ہے اور کچھ حد تک یہ سچ بھی ہے۔ لیکن یہ کامیابی ذہانت کے ساتھ ساتھ متعلم کی مضمون میں دلچسپی، مطالعہ کی عادت اور مطالعہ کے حالات وغیرہ پر منحصر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ بچوں کی ذہنی سطح (I.Q.) زیادہ ہوتے ہوئے بھی ان کی تعلیمی حصولیابی نسبتاً کم ہوتی ہے اور کچھ بچوں کی ذہنی سطح کم ہوتے ہوئے بھی ان کی تعلیمی حصولیابی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ دور حاضر میں تعلیمی حصولیابی بھی انفرادی اختلاف کی بنیاد ہوتی ہے۔

3- رجحان میں اختلاف (Aptitude Differences): کسی کام یا عمل کے تئیں پیدا انشی رجحان ہر انسان میں موجود ہوتا ہے۔ یہ مختلف افراد میں مختلف ہوتے ہیں۔ کسی فرد میں تکنیکی رجحان ہوتا ہے، کسی فرد میں ادبی رجحان ہوتا اور کسی میں فنی رجحان ہوتا ہے۔ ایک ہی رجحان والے مختلف افراد میں اس کی پیمائش مختلف ہوتی ہے۔ طلباء و طالبات کو مختلف طرح کی رہنمائی ان کے رجحان کی بنیاد پر ہی فراہم کی جاتی ہے۔

4- خاص اہلیتوں میں اختلاف (Differences in Special Abilities): رجحان کسی عمل کے تئیں صرف پیدا انشی صلاحیت کو عیاں کرتا ہے، جبکہ خاص اہلیت رجحان اور جسمانی صلاحیت دونوں کا مرکب ہوتی ہے۔ ان خصوصی اہلیتوں کی بنیاد پر مخصوص فرد کسی مخصوص شعبے میں اعلیٰ مقام حاصل کرتے ہیں، کوئی کھیل کے شعبے میں، کوئی ادب کے شعبے میں، کوئی فن کے شعبے میں۔ دور حاضر میں افراد کی مخصوص اہلیتوں کو انفرادی اختلاف کی ایک مخصوص بنیاد تسلیم کیا جاتا ہے۔

C. جذباتی شعبہ میں اختلاف (Differences in Emotional Department)

جذبات کا تعلق جسم اور شعور دونوں سے ہوتا ہے، لیکن نفسیات میں انہیں الگ سے دیکھا سمجھا جاتا ہے۔ جذباتی شعبے میں خاص طور سے تین خصوصیات کا اختلاف شامل ہے۔

1- جذباتی اختلاف (Emotional Differences): ابتدا میں بچوں کی جذباتی نشوونما تقریباً یکساں طور سے ہوتی ہے۔ لیکن جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے جاتے ہیں ان کے جذبات میں تغیرات ہوتے جاتے ہیں۔ یہ تغیراتی جذبات مستحکم ہوتے جاتے ہیں۔ کچھ بچے خوف زدہ رہنے لگتے ہیں، کچھ بچے بات بات پر غصہ کرنے لگتے ہیں، اور کچھ ہر وقت فکر مند رہتے ہیں۔ ان جذبات سے ان کی شخصیت اور طرز عمل متاثر ہوتے ہیں۔ دور حاضر میں ان کی پیمائش کے طریقوں کو بھی فروغ دیا گیا ہے اور ان طریقوں سے حاصل حقائق کی بنیاد پر افراد میں اختلاف کیا جاتا ہے۔

2- دلچسپیوں میں اختلاف (Interest Differences): دلچسپیاں دو طرح کی ہوتی ہیں! پیدائشی اور تحصیل۔ پیدائشی دلچسپیاں جیسے کھانے کے تئیں دلچسپی اور کھیل کے تئیں دلچسپی! عموماً یہ سبھی میں یکساں ہوتی ہیں۔ لیکن تحصیلی دلچسپیاں جیسے مخصوص طرح کے کھانے میں دلچسپی اور مخصوص طرح کے کھیل میں دلچسپی! یہ سبھی لوگوں میں مختلف ہوتی ہیں۔ کچھ بچے ریاضی کے مطالعے میں دلچسپی لیتے ہیں تو کچھ ادب کے مطالعے میں! کچھ بچے کسی دیگر مضمون کے مطالعے میں یا مہارت کی تربیت میں دلچسپی لیتے ہیں۔ عہد حاضر میں خاص طور سے تعلیمی شعبے میں دلچسپیاں انفرادی اختلاف کی اہم بنیاد ہوتی ہے۔

3- رویے میں اختلاف (Attitude Differences): کسی محرکہ (اشیاء، افراد، عمل یا فکر وغیرہ) کے تئیں مثبت یا منفی شدید رد عمل کرنے کی جہلت کو رویہ کہتے ہیں۔ رویہ پیدائشی نہ ہو کر تحصیلی ہوتا ہے۔ فرد کو جیسا ماحول میسر ہوتا، جیسی تعلیم میسر ہوتی ہے، اس میں اسی طرح کے رویے کی نشوونما ہوتی ہے۔ کچھ فرد خود غرض ہوتے ہیں، تو کچھ میں سماجی خدمات کا جذبہ ہوتا ہے، اور کچھ میں ملک و ملت کی خدمت کا جذبہ ہوتا ہے۔ عہد حاضر میں رویے کو انفرادی اختلاف کی بنیاد تسلیم کیا جاتا ہے۔

D. سماجی شعبہ (Social Sector)

سماجی شعبے میں خاص طور سے مندرجہ ذیل شعبے شامل کیے جاتے ہیں۔

1- سماجی اور ثقافتی اختلافات (Social and Cultural Differences): افراد کے معاشرتی جذبات اور ان کی ثقافتی خصوصیات، یہ دونوں اجزاء فرد کے طرز عمل کو متاثر کرتے ہیں۔ اس لیے انہیں بھی انفرادی اختلاف کے شعبے میں شامل کیا جاتا ہے۔ عہد حاضر میں ان کی پیمائش کے سائنسی طریقوں کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔ ان طریقوں سے حاصل حقائق کی بنیاد پر افراد میں اختلاف کیا جاتا ہے۔

2- معیار، اقدار اور اخلاق میں اختلاف (Ideals, Values and Morality Differences): ہر معاشرے کے کچھ معیار ہوتے ہیں، اقدار ہوتے ہیں اور اخلاقی ضابطے ہوتے ہیں۔ کس فرد نے کس اجزاء کو کس مقدار میں قبول کیا ہے، یہ بھی انفرادی اختلاف کے شعبے میں آتا ہے۔ آخر یہی تو بنیادی اجزاء ہیں جن سے فرد کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کا طرز عمل متحرک ہوتا ہے۔

3۔ نسلی اور قومی اختلاف (Racial and National Differences): ہم جانتے ہیں کہ ایک نسل کے افراد میں کچھ خصوصیات یکساں ہوتی ہیں۔ انہیں نسلی خصوصیات کہا جاتا ہے۔ یہ خصوصیات دوسری نسل کے افراد سے مختلف ہوتی ہیں۔ یہ خصوصیات ان کی شخصیت اور طرز عمل میں اختلاف لاتے ہیں۔ اسی طرح مختلف ملک کے افراد میں قومی بنیاد پر کچھ اختلاف ہوتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے ماننے والے افراد میں بھی اختلاف ہوتے ہیں۔ عہد حاضر میں ان سب کو بھی انفرادی اختلاف کی بنیاد مانا جاتا ہے۔

4۔ ذاتی تصورات میں اختلاف (Self Concept Differences): فرد کا اپنے بارے میں جو تصور ہوتا ہے اسے ذاتی تصور کہتے ہیں۔ کچھ فرد اپنے بارے میں یہ سوچتے ہیں کہ وہ بہت قابل ہیں، سماج میں انہیں بہت عزت حاصل ہے۔ کچھ اس کے بالکل برعکس سوچتے ہیں۔ ذاتی تصورات کی سبھی افراد میں بہت اہمیت ہوتی ہے۔ خواہ فرد نا اہل ہونے کے بعد اپنے کو اہل مانتا ہو، یا اہل ہونے کے بعد بھی نا اہل مانتا ہو! وغیرہ۔ ذاتی تصورات فرد کی شخصیت کو بہت زیادہ متاثر کرتے ہیں۔ اس لیے عہد حاضر میں اسے بھی انفرادی اختلاف کے شعبے میں شامل کیا جاتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

4. انفرادی اختلافات کی تعریف اسکینر نے کس طرح کی ہے؟
5. باہمی (Inter) اور اندرون (Intra) انفرادی اختلافات میں کیا فرق ہے؟
6. انفرادی اختلافات کے چار بڑے پہلو (Areas) کون سے ہیں؟

9.4 انفرادی اختلاف کے لیے ذمہ دار عوامل (Factors Responsible for Individual Differences)

انفرادی اختلاف کی خاص طور سے دو وجوہات؛ توارث (Heredity) اور ماحول (Environment) ہیں۔ توارث اور ماحول، ان دو وجوہات کے علاوہ بھی کچھ دیگر وجوہات ہوتی ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- 1۔ توارث (Heredity): توارث انفرادی اختلاف کا بنیادی عنصر یا وجہ ہوتی ہے۔ توارث سے مراد انسان کا اپنے والدین کے ذریعے اپنے آباء و اجداد کی خصوصیات کو اپنے والد۔ والدہ کے موروثہ (Genes) کے ذریعے سے حاصل کرنا ہے۔ حمل کے وقت والدین کے جس طرح کے موروثہ کا انضمام ہوتا ہے بچہ ویسے ہی ہوتا ہے۔ اگر والدہ کی لمبائی کے موروثہ والد کی لمبائی کے موروثہ سے مخلوط ہوتے ہیں تو بچہ لمبا ہوتا ہے، اگر کم لمبائی کے موروثہ کم لمبائی کے موروثہ سے مخلوط ہوتے ہیں تو بچہ پستہ قد ہوتا ہے اور اگر ایک کی لمبائی کے موروثہ دوسرے کی کم لمبائی کے موروثہ سے مخلوط ہوتے ہیں تو بچہ اوسط لمبائی کا ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اس کے جسم کے سبھی اعضاء کی تعمیر ہوتی ہے اور ذہانت کی حد متعین ہوتی ہے۔ اس طرح بچے میں جو بھی جسمانی اور ذہنی اختلاف ہوتے ہیں ان کا بنیادی عنصر موروثہ ہوتے ہیں۔ توارث اور موروثہ کی مماثلت میں اس قدر اختلاف ہوتا ہے کہ دو جڑواں بچے بھی کبھی یکساں نہیں ہوتے ہیں۔ اس حقائق کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ بچے کی سبھی توارثی خصوصیات؛ حرکتی اہلیت (Motor Ability)، ذہنی اہلیت (Mental Ability) اور خصوصی صلاحیت (Special Ability) کی نشوونما میں ماحول کی اپنی معاونت رہتی ہے۔ یہ بات دیگر ہے کہ اس کی بنیادی وجوہات میں

تو اثر ہی ہوتا ہے۔

2- ماحول (Environment): ماحول سے مراد ان سبھی طبیعیاتی، سماجی، ثقافتی اور تعلیمی حالات سے ہے جس میں بچہ پیدا ہوتا اور پرورش پاتا ہے اور بڑا ہوتا ہے۔ فرد کی شخصیت کی کچھ خصوصیات کی نشوونما اس کے ماحول پر ہی منحصر کرتی ہیں۔ مثلاً بچہ قوت گویائی تو اثر سے ہی حاصل کرتا ہے لیکن زبان وہی بولنا سیکھتا ہے جو اس کے معاشرے میں رائج ہے یا تعلیمی ماحول میں اسے سکھائی جاتی ہے۔ اسی طرح دلچسپیوں، رجحانوں، اور معیار و اقدار کی نشوونما ماحول پر ہی منحصر کرتی ہے۔ اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کی خداداد جسمانی اور ذہنی قوتوں کی نشوونما میں بھی ماحول کا اپنا کردار ہوتا ہے۔ مثلاً بہترین صحت کے موروثہ کو لے کر پیدا ہونے والے بچے کو بھی اگر صحت مند غذا نہ ملے، اسے خالص ہوا پانی اور سورج کی روشنی نہ ملے تو اس کی صحت کبھی اچھی نہیں ہو سکتی ہے۔ کل تک مغربی ماہرین نفسیات یہ مانتے تھے کہ ذہانت پیدا انشی ہوتی ہے۔ اس میں ماحول کے ذریعے تبدیلی نہیں لائی جاسکتی۔ لیکن اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بہترین تعلیمی نظم کے ذریعے ذہانت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

3- دیگر وجوہات (Other Causes): دیگر وجوہات میں عمر، پختگی، جنس، اختراعی صلاحیت، نسل، نوع، تہذیب اور ملک اہم ہیں۔ ان سب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(i) عمر (Age): عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ فرد کی شخصیت میں بھی تبدیلی اور فرق آنا شروع ہو جاتا ہے۔ انسان کی خداداد صلاحیتیں بھی عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہیں۔ اس کی حصولیابی کی خصوصیات میں بھی عمر کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا ہے۔ جیسے؛ بچوں میں کھیل اور تجسس کی جبلت بہت شدید ہوتی ہے۔ نوجوانوں میں مخالف جنس کے تئیں کشش کی جبلت میں بھی شدت ہوتی ہے۔ بالغ انسان اپنی ذمہ داریوں کے تئیں زیادہ محتاط رہتے ہیں، وغیرہ۔ ان سب وجوہات سے ان کے طرز عمل میں تفاوت ہوتا ہے۔

(ii) پختگی (Maturity): عمر اور تعلیم کے ساتھ ساتھ فرد پختگی حاصل کرتا ہے۔ جسمانی پختگی میں عمر اور ذہنی پختگی میں تعلیم کے کردار سے ہم سبھی متعارف ہیں۔ مختلف افراد میں یہ پختگی مختلف عمر میں آتی ہیں اور مختلف ہوتی ہیں۔ یہ فرد کے طرز عمل کو متاثر کرتی ہیں۔ اس لیے اسے بھی انفرادی اختلاف کی ایک وجہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

(iii) جنس (sex): جنس کی بنیاد پر جسمانی اختلاف بالکل عیاں ہے۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ لڑکوں کی بنسبت لڑکیاں پہلے پختگی حاصل کرتی ہیں۔ ہندوستان میں لڑکیوں میں پندرہ سے سولہ سال کی عمر تک نسوانیت کی نشوونما ہو جاتی ہے۔ جب کہ لڑکوں میں 18 سے 20 سال کی عمر میں مردانہ خصوصیات کی تکمیل ہوتی ہے۔ ہندوستانی پس منظر میں لڑکیوں میں پختگی حاصل کرنے کے بعد اپنے شریک حیات کے بارے میں خیالی تصورات نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں۔ جب کہ لڑکے پختگی حاصل کرتے کرتے اپنے روزگار اور پیسے کے بارے میں نسبتاً زیادہ فکر مند رہتے ہیں۔ جہاں تک اپنے کو سجانے اور سنوارنے کی بات ہے دور حاضر میں دونوں ہی ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی دھن میں ہیں۔

(iv) اختراعی صلاحیت (Creative Power): ماہر نفسیات ایڈلر نے اختراعی صلاحیت کو انفرادی اختلاف کی اہم وجہ تسلیم کیا

ہے۔ ایڈلرنے یہ بات قبول کی کہ انفرادی اختلاف کی بنیادی وجہ توارث اور ماحول ہی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ فرد کی شخصیت کی تعمیر میں اس کی اختراعی صلاحیت کا بھی اہم کردار رہتا ہے۔ یوں تو اختراعی صلاحیت کی نشوونما میں توارث اور ماحول دونوں کا کردار ہوتا ہے۔ جب ایک بار کسی فرد میں اختراعی صلاحیت کی نشوونما ہو جاتی ہے تب وہ آزاد طور پر کام کرنے لگتا ہے۔ فرد کی توارثی خصوصیات اور ماحولیاتی حالات اور اختراعی صلاحیت کے درمیان تعامل ہوتا ہے اور یہ فرد کی اصول زندگی کو متعین کرتا ہے۔

(v) نسل، نوع، ثقافت اور قوم (Caste, Race, Culture and Nation): حالانکہ نسل، نوع، ثقافت اور قوم یہ سب ماحولیات میں شامل ہیں۔ لیکن یہاں انہیں علاحدہ لکھنے کی ایک مخصوص وجہ ہے اور وہ یہ کہ نسل اور نوع توارثی خصوصیات کو متاثر کرتے ہیں اور ثقافت و قوم ماحولیاتی خصوصیات کو متاثر کرتے ہیں۔ دیکھا یہاں تک گیا ہے کہ اگر ایک نسل، نوع، ثقافت اور ملک کے افراد دیگر نسل، نوع، ثقافت اور قوم کے درمیان جاکر رہنے لگتے ہیں تو کئی کئی پیڑھیوں تک ان میں علیحدگی بنی رہتی ہے۔ اوپر سے سب کچھ یکساں دکھائی دینے کے بعد بھی اندر سے ان میں بڑا اختلاف ہوتا ہے۔

9.5 تعلیمی پروگرام کے انعقاد کے لیے انفرادی اختلاف کے مضمرات

(Implication of Individual Differences for Organizing Educational Programmes):

تعلیم کے میدان میں نفسیات کے استعمال سے انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ کبھی تعلیم معلم مرکوز ہوا کرتی تھی، لیکن نفسیات کے داخلے سے وہ متعلم مرکوز ہو چکی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انفرادی اختلاف کے مطالعے سے اسے مکمل طور سے متعلم مرکوز بنانے کی کوشش شروع ہو چکی ہے۔ عہد حاضر میں تعلیم کے میدان میں انفرادی اختلاف کی اہمیت میں حد درجہ فروغ ہوا ہے۔ اس کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ دور حاضر میں تعلیم کے ہر شعبے میں اس کا استعمال کیا جا رہا ہے۔

1- تعلیم کا مقصد متعین کرنے میں (In Determination of Aims of Education): عہد حاضر میں کسی بھی سطح کی تعلیم کے مقاصد اس سطح کے اوسط متعلم کے نقطہ نظر سے متعین کیے جاتے ہیں اور اعلیٰ تصورات کے بجائے حقائق کی زمین پر متعین کیے جاتے ہیں۔

2- تعلیمی نصاب کی تشکیل میں (In the Development of Curriculum): عہد حاضر میں سب سے پہلے کسی بھی سطح کے متعلم کو انفرادی اختلاف کی بنیاد پر تین درجوں (کمتر، اوسط اور اعلیٰ) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ عام احتمالی خط منحنی کے مطابق تقریباً 68 فیصد متعلم اوسط کے آس پاس ہوتے ہیں، تقریباً 27 فیصد متعلم اوسط سے کچھ اوپر یا اوسط سے کچھ نیچے ہوتے ہیں۔ تقریباً 5 فیصد متعلم اوسط سے بہت نیچے یا بہت اوپر ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی بھی سطح کے نصاب کا تقریباً 70 فیصد حصہ اوسط متعلم کے نقطہ نظر سے تشکیل دیا جاتا ہے، تقریباً 15 فیصد حصہ اوسط سے نیچے کے متعلم کے نقطہ نظر سے تشکیل دیا جاتا ہے اور نصاب کا تقریباً 15 فیصد حصہ ایسا ہوتا ہے جسے اعلیٰ سطح کے متعلم ہی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نصابی سرگرمیوں کے تعین میں بھی انفرادی اختلاف کا دھیان رکھا جاتا ہے۔

3- متعلم کی درجہ بندی میں (In Classification of Student): عہد حاضر میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ کسی بھی کمرہ جماعت کے طلباء کو ان کی جسمانی اور ذہنی استعداد کی بنیاد پر کم سے کم تین زمروں میں تقسیم کیا جائے۔ کم تر، اوسط اور اعلیٰ! معیاری حالت تو وہ مانی جاتی ہے جس میں ان تینوں زمروں کے طلباء کی تعلیم کا انتظام علیحدہ علیحدہ کیا جائے، لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ان پر انفرادی طور سے توجہ دی جانی چاہیے۔

4- کمرہ جماعت میں طلباء کی تعداد (Number of Students in a Class): اگر انفرادی اختلاف کی بنیاد پر طلباء کو کمتر، اوسط اور اعلیٰ تین درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تو بھی، اور اگر انہیں ایک ہی کمرہ جماعت میں سکھایا پڑھایا جاتا ہے تو بھی، کمرہ جماعت میں طلباء کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ ایسی حالت میں معلم طلباء کو انفرادی اختلاف کی بنیاد پر انفرادی طور سے مدد فراہم کر سکتے ہیں۔ درجہ اطفال میں 25، ابتدائی سطح پر 30، ثانوی سطح پر 40، اور اعلیٰ ثانوی سطح پر طلباء کی تعداد 50 سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

5- طریقہ تدریس کے انتخاب میں (In the Selection of Teaching Method): عہد حاضر میں ان طریقہ تدریس کو اچھا تسلیم کیا جاتا ہے جو کسی مخصوص کمرہ جماعت کے طلباء کے مطابق ہو، جس میں زیادہ تر طلباء کی دلچسپی ہو اور جس میں طلباء اپنے انفرادی اختلاف کی بنیاد پر اپنی مخصوص رفتار سے اکتساب کر سکیں۔ اس نقطہ نظر سے درجہ اطفال کی سطح پر مائٹیسری طریقہ تدریس (Montessori Method) اور کنڈرگارٹن طریقہ تدریس کو (Kinder Garton Method) عمدہ تسلیم کیا جاتا ہے اور ابتدائی اور ثانوی سطح پر منصوبائی طریقہ (Project Method) اور عملی ہدایتی طریقہ تدریس (Programmed Instruction) کو عمدہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

6- تدریسی وسائل کے انتخاب میں (In the Selection of Teaching Aids): ہم جانتے ہیں کہ سبھی بچے سبھی تدریسی وسائل میں یکساں طور پر دلچسپی نہیں لیتے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ابتدائی سطح، ثانوی سطح اور اعلیٰ سطح پر علاحدہ علاحدہ تدریسی وسائل کا استعمال کیا جائے۔ عہد حاضر میں بصری، سمعی وسائل، اوور ہیڈ پروجیکٹر (O.H.P)، ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کے استعمال میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، لیکن ان میں بھی سبھی بچے یکساں طور پر دلچسپی نہیں لیتے۔ اس لیے بچے جس میں دلچسپی لیں اسی تدریسی وسائل کے ذریعے انہیں سیکھنے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔

7- انفرادی مدد فراہم کرنے میں (In Individual Help): بچوں میں انفرادی اختلاف اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ سبھی پہلوؤں سے یکساں گروہ کو تشکیل دینا کافی مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے انفرادی مدد فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ مدد متعدد شکلوں میں فراہم کرنی ہوتی ہے۔ کمرہ جماعت میں سبق کو پیش کرتے وقت عموماً بچوں کے ذریعے سوال پوچھے جاتے ہیں۔ معلم کو چاہیے کہ سوالات کو پوری کمرہ جماعت میں دہرایا جائے۔ آسان سوالات کے جواب کمتر سطح کے طلباء سے پوچھیں۔ عمومی سوالات کے جوابات اوسط سطح کے طلباء سے معلوم کیے جائیں اور مشکل سوالات کے جوابات اعلیٰ سطح کے طلباء سے دریافت کیے جائیں۔ سوالات کے درست جوابات نہ ملنے کی حالت میں طلباء کی پریشانیوں کو سمجھنے اور اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کمزور طلباء کو الگ سے وقت دے کر ان کو انفرادی طور پر مدد فراہم کرنی چاہیے۔

8۔ گھر کے کام کی مقدار (For Load of Homework): انفرادی اختلاف کا پہلا تقاضہ یہ ہے کہ ابتدائی بچپن کی سطح پر بہت کم مقدار میں گھر کا کام دینا چاہیے۔ طفولیت اور نوجوانوں کی سطح پر اس سے زیادہ مقدار میں اور اس سے اعلیٰ سطح پر طلباء کو خود مطالعہ کی طرف آمادہ کیا جائے۔ کسی بھی کمرہ جماعت کے طلباء میں سے کمتر سطح کے طلباء کو کم، اوسط سطح کے طلباء کو اوسط اور اعلیٰ سطح کے طلباء کو نسبتاً زیادہ گھر کا کام دینا چاہیے۔

9۔ تعلیمی اور پیشہ وارانہ رہنمائی میں (In Educational and Vocational Guidance): انفرادی اختلاف کی معلومات سے اب یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ طلباء کو ان کی جسمانی اور ذہنی استعداد، دلچسپیوں اور رجحان کی بنیاد پر تعلیم کے میدان کا انتخاب کرنا چاہیے۔ طلباء کو ان کی خصوصی صلاحیتوں کی بنیاد پر انہیں تربیت، مہارت اور پیشے کے انتخاب میں رہنمائی فراہم کرنی چاہیے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. انفرادی اختلاف کے دو بنیادی عوامل کون سے ہیں اور ان کی وضاحت کریں؟
2. تعلیم کے نصاب کی تشکیل میں انفرادی اختلاف کو کس طرح مد نظر رکھا جاتا ہے؟
3. طلباء کو انفرادی مدد فراہم کرنے کے لیے معلم کو کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

9.6 خلاصہ (Summary)

یہ اکائی انفرادی اختلاف (Individual Differences) کے مختلف پہلوؤں اور تعلیم میں اس کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ انفرادی اختلاف کا سائنسی مطالعہ انیسویں صدی میں سر فرانسس گالٹن نے شروع کیا، جب کہ بیسویں صدی میں ماہرین نفسیات جیسے پیرسن، کیٹل، ٹرمین، ٹائیلر اور اسکینر نے اس کے عناصر مثلاً ذہانت، رجحان، دلچسپی اور رویہ کی پیمائش کے طریقے وضع کیے۔ اسکینر کے مطابق انفرادی اختلاف شخصیت کے کسی بھی پیمائشی پہلو کو شامل کرتا ہے۔ تعلیم میں طلباء کو عموماً خمس نکاتی پیمانے پر تقسیم کیا جاتا ہے، اور اوسط سے بہت کم یا بہت زیادہ طلباء کو "مخصوص بچے" کہا جاتا ہے۔ انفرادی اختلاف دو طرح کے ہیں: باہمی (افراد کے درمیان فرق) اور اندرون انفرادی (ایک ہی فرد میں خصوصیات کا فرق)۔ یہ اختلاف جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی پہلوؤں کو محیط ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات وراثت اور ماحول ہیں، جب کہ عمر، جنس، ثقافت اور نسل بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں تعلیم کے ہر شعبے جیسے نصاب سازی، طریقہ تدریس، تدریسی وسائل اور طلباء کی رہنمائی میں انفرادی اختلاف کو اہمیت دی جاتی ہے۔

9.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- انفرادی اختلاف کے شعبے میں سائنسی مطالعے کی ابتداء 19 ویں صدی عیسوی میں سب سے پہلے سر فرانسس گالٹن (Sir Francis Galton) نے کی۔

- بیسویں صدی عیسوی میں ماہرین نفسیات پیرسن (Pearson)، کیٹل (Cattle)، ٹرمن (Terman)، ٹائیلر (Tyler) اور اسکینر (Skinner) وغیرہ نے انفرادی اختلاف کے عناصر و اجزاء (ذہانت، رجحان، دلچسپی، رویہ وغیرہ) کی پیمائش کے طریقوں کو ایجاد کیا۔
- ماہر نفسیات اسکینر (Skinner) کے لفظوں میں؛ ”انفرادی اختلاف کے معنی مکمل شخصیت کے کسی بھی پیمائشی پہلو کو شامل کرنے سے ہے۔“
- انفرادی اختلاف سے مراد کسی مخصوص شخص کی کسی مخصوص خوبی و خصوصیت سے حاصل حقائق کا اس کے بڑے گروپ سے حاصل حقائق کے اوسط کے انحراف (Variation) سے ہوتا ہے۔
- تعلیم کے شعبے میں طلباء کو کسی مخصوص خوبی کی بنیاد پر عام طور سے پانچ زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اوسط سے بہت کم، اوسط سے کم، اوسط، اوسط سے زیادہ اور اوسط سے بہت زیادہ! اسے خمس نکاتی پیمانہ (Five Point Scale) کہتے ہیں۔
- انفرادی اختلاف کے پیمانے پر جو بچے دونوں آخری کنارے پر آتے ہیں۔ یعنی اوسط سے بہت کم یا اوسط سے بہت زیادہ ہوتے ہیں انہیں مخصوص بچہ (Exceptional child) کہتے ہیں۔
- افراد کی شخصیت کی خوبیاں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں اور کسی مخصوص فرد سے اپنی مختلف خوبیوں میں بہت زیادہ اختلاف رکھتی ہیں۔ اس بنیاد پر انفرادی اختلاف کو دو زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔
- باہمی انفرادی اختلاف سے مراد دو یا دو سے زیادہ افراد کی شخصیت کی پیمائشی خوبیوں میں پائے جانے والے فرق سے ہے۔
- اندرون انفرادی اختلاف سے مراد ایک ہی شخص کی شخصیت کی پیمائشی خوبیوں میں پائے جانے والے فرق سے ہے۔
- انفرادی اختلاف کے پہلو میں فرد کے جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی چاروں پہلوؤں کو شامل کیا جاتا ہے۔
- انفرادی اختلاف کی خاص طور سے دو وجوہات؛ توارث (Heredity) اور ماحول (Environment) ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر وجوہات میں عمر، پختگی، جنس، اختراعی صلاحیت، نسل، نوع، ثقافت اور ملک اہم ہیں۔
- عہد حاضر میں تعلیم کے میدان میں انفرادی اختلاف کی اہمیت میں حد درجہ فروغ ہوا ہے۔ اس کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ دور حاضر میں تعلیم کے ہر شعبے؛ تعلیم کا مقصد متعین کرنے میں، تعلیمی نصاب کی تشکیل میں، متعلم کی درجہ بندی میں، کمرہ جماعت میں طلباء کی تعداد کا تعین کرنے میں، طریقہ تدریس کے انتخاب میں، تدریسی وسائل کے انتخاب میں، طلباء کو انفرادی مدد فراہم کرنے میں اور طلباء کو تعلیمی اور پیشہ وارانہ رہنمائی فراہم کرنے میں انفرادی اختلاف کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

9.8 فرہنگ (Glossary)

Average of the given numbers that is calculated by dividing the sum of given numbers by the total number of items.	اوسط (Mean)
--	-------------

A change or difference in the amount or level of something.	انحراف (Variation)
Child who requires assistance for disabilities that may be medical, mental, or psychological.	مخصوص بچہ (Exceptional) (child)
A type of continuous probability distribution for real valued random variable.	عام احتمالی خط منحنی (Normal) Probability Curve-NPC)
A function that involves specific movement of the body's muscles to perform a certain task.	حرکی اہلیت (Motor Ability)
Intelligence Quotient is a measure of person's ability reason and solve problem.	ذہانت کی سطح (I.Q.)
Inborn potential to perform certain kind of activities.	رجحان (Aptitude)
An individual's ability in a particular subject or in a particular function.	خاص اہلیت (Special Ability)
The way a person thinks, feel or behave.	رویہ (Attitude)
The process by which physical or mental qualities pass from parent to child.	توارث (Heredity)

9.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- 1۔ شعبہ نفسیات میں انفرادی اختلاف سے مراد----- کے درمیان آپسی تفریق و امتیاز تک محدود ہوتا ہے۔
a. چیزوں b. حیوانات c. انسانوں d. درج بالا سبھی
- 2۔ انفرادی اختلاف کے شعبے میں سائنسی مطالعے کی ابتدا----- ویں صدی عیسوی میں ہوئی۔
17.a 18.b 19.c 20.d
- 3۔ انفرادی اختلاف کے شعبے میں سائنسی مطالعے کی ابتدا سب سے پہلے----- نے کی۔
a. سرفرائس گالٹن b. اسکینر c. آلپورٹ d. کیٹل
- 4۔ ”انفرادی اختلاف کے معنی مکمل شخصیت کے کسی بھی پیمائشی پہلو کو شامل کرنے سے ہے۔“ یہ قول کس کا ہے۔

5- 'انفرادی اختلاف سے مراد کسی مخصوص شخص کی کسی مخصوص خوبی و خصوصیت سے حاصل حقائق کا اس کے بڑے گروپ سے حاصل حقائق کے----- سے ہوتا ہے۔'

6- تعلیم کے شعبے میں طلباء کو کسی مخصوص خوبی کی بنیاد پر عام طور سے پانچ زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسے----- کہتے ہیں۔

7- خمس نکاتی پیمانہ پر جو بچے دونوں آخری کنارے پر آتے ہیں۔ یعنی اوسط سے بہت کم یا اوسط سے بہت زیادہ ہوتے ہیں انہیں----- کہتے ہیں۔

8- NPC کا پورا نام کیا ہے؟

a. Normal Probability Curve. b. Nominal Probability Curve. c. Normal Perfect Curve. d. Normal Probability Cube.

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- اندرونی اور بیرونی انفرادی اختلاف کا تصور اور اقسام واضح کیجئے۔
- 2- باہمی انفرادی اختلاف کا تصور واضح کیجئے۔
- 3- اندرون انفرادی اختلاف کا تصور واضح کیجئے۔
- 4- انفرادی اختلاف کے پہلوؤں کی فہرست سازی کیجئے۔
- 5- شخصیت کے جسمانی پہلو سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مختلف جسمانی پہلوؤں کی فہرست سازی کیجئے۔
- 6- حرکی اہلیتی اختلاف کا تصور واضح کیجئے۔
- 7- جذباتی شعبہ میں اختلاف کے اجزاء بیان کیجئے۔
- 8- شخصیت کو متاثر کرنے والی دیگر وجوہات پر مختصر نوٹ لکھئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- انفرادی اختلاف کا تصور اور اقسام بیان کیجئے۔
- 2- انفرادی اختلاف کے لیے ذمہ دار عوامل پر تفصیلی روشنی ڈالیے۔

- 3- توارث (Heredity) سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعے واضح کیجئے۔
- 4- تعلیمی پروگرام کے انعقاد کے لیے انفرادی اختلاف کے مضمرات پر تفصیلی بحث کیجئے۔
- 5- شخصیت کے جسمانی پہلو سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مختلف جسمانی پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالیے۔
- 6- تعلیمی نصاب کی تشکیل میں انفرادی اختلاف کے مضمرات بیان کیجئے۔
- 7- جسمانی حرکی اور جذباتی شعبہ میں اختلاف کے اجزاء بیان کیجئے۔

معروضی جوابات کے حامل سوالات کے جوابات:

1-c	2-c	3-a	4-a
5-d	6-a	7-d	8-a

9.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Singh, A.K. (2010). Educational Psychology. Patna: Bharti Bhawan Publishers and Distributors
- 2- Lal, R.B. (2015). Educational Psychology. Meerut: Rastogi Publications
- 3- Pathak, R.P. (2019). Psychological Perspectives of Education. New Delhi: Atlantic Publishers & Distributors (P) LTD.
- 4- Khan, N.A. & Husain S.M. (2019). Aspects of Educational Psychology: Aligarh. Educational Book House
- 5- Kapil, H.K. (1991). Youth! Abnormal Psychology. Agra: Bhargava Publications.
- 6- Mangal, S.K. (2014). Learner, Learning and Cognition. Ludhuana: Tondon Publications Publishers and Distributors
- 7- Kapil, H.K. (1991). Youth! Abnormal Psychology. Agra: Bhargava Publications

اکائی 10۔ شخصیت

(Personality)*

اکائی کے اجزاء

تمہید (Introduction)	10.0
مقاصد (Objectives)	10.1
شخصیت کا تصور (Concept of Personality)	10.2
شخصیت کی نوعیت (Nature of Personality)	10.3
شخصیت کے اقسام (Types of Personality)	10.4
10.4.1 اقسامی طرز رسائی (Types Approach)	
10.4.2 خصلتی طرز رسائی (Trait Approach)	
خلاصہ (Summary)	10.5
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	10.6
فرہنگ (Glossary)	10.7
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	10.8
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)	10.9

10.0 تمہید (Introduction)

انگریزی زبان میں شخصیت کو پرسنالٹی (Personality) کہتے ہیں۔ یہ لفظ لاطینی زبان کے پرسونا (Persona) لفظ سے ماخوذ ہے۔ پرسونا (Persona) کے معنی مکھوٹا یعنی نقلی چہرہ ہے۔ اس طرح ابتدا میں شخصیت کا مفہوم انسان کی صرف ظاہری شکل سے لیا جاتا تھا۔ لیکن عہد حاضر میں شخصیت کا مفہوم اس سے کچھ وسیع تصور میں لیا جاتا ہے۔ عہد حاضر میں انسان کی شخصیت کی ساخت کو سمجھنے کی کوشش ماہرین نفسیات، ماہرین عمرانیات اور ماہرین انسانیات نے شروع کی۔ کچھ ماہرین نفسیات نے شخصیت کی پیمائش کے طریقوں کی بھی

* Dr. Afaq Nadeem Khan, Associate Professor, Dept. of Educational Studies, JMI, New Delhi

تشکیل کی ہے۔ ماہرین کے مطابق انسان کی شخصیت میں اس کی خداداد صلاحیتیں اور تحصیل خصوصیات دونوں شامل ہیں۔ اس میں انسان کی جسمانی اور ذہنی صحت، تفہیم ذات، قوت عزم، معاشرت، مطابقت اور مسلسل ترقی کے عناصر اہم ہیں۔ جس انسان کی شخصیت میں ان میں سے جتنے زیادہ پہلو جتنی زیادہ شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور جتنی زیادہ صورت میں اس کے طرز عمل سے ظاہر ہوتے ہیں اس انسان کی شخصیت کو اتنا ہی زیادہ بہتر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس اکائی میں ہم شخصیت کی نوعیت، شخصیت کے اقسام، شخصیت کی وضاحت کرنے والے اہم نظریات جیسے؛ نفسی تجرباتی نظریہ، نمونے کا نظریہ، خصلت کا نظریہ، ضرورت کا نظریہ اور بشری نظریہ کا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

10.1 مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلباء:

- شخصیت کی تعریف اور تصور بیان کر سکیں گے۔
- شخصیت کی نوعیت واضح کر سکیں گے۔
- مختلف بنیادوں پر شخصیت کے اقسام کی درجہ بندی کر سکیں گے۔
- شخصیت کے مختلف نظریات کے مابین فرق واضح کر سکیں گے۔
- شخصیت سے متعلق خصلت کی طرز رسائی کی وضاحت کر سکیں گے۔
- آپورٹ اور کیٹل کے نظریات کے درمیان فرق واضح کر سکیں گے۔

10.2 شخصیت کا تصور (Concept of Personality)

ماہرین نفسیات شخصیت کے تصور کے بارے میں مختلف خیال رکھتے ہیں اور اسی کے مطابق انہوں نے شخصیت کی تعریف بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ویلن ٹائن (Valentine) کے لفظوں میں؛ ”شخصیت خداداد اور تحصیل جبلتوں کا مجموعہ ہے۔“

"Personality is the sum total of innate and acquired disposition."

مورٹن پرنس (Mortan Prince) کے لفظوں میں؛ ”شخصیت فرد کی مکمل حیاتیاتی خداداد عضو، جذبات، جبلتوں، رجحانات، تجربات کے ذریعے حاصل خصلتوں اور عادتوں کا مجموعہ ہے۔“

“Personality is the sum total of the biological innate dispositions, impulses, tendencies, aptitudes and instincts of the individual and the dispositions and tendencies acquired by experience.”

بیسنج اور بیسنج (Biesanj and Biesanj) کے لفظوں میں؛ ”شخصیت فرد کی عادتوں، رویوں اور خصوصیات کا وہ مجموعہ ہے جو حیاتیاتی، سماجی اور ثقافتی عناصر سے نمودار ہوتا ہے۔“

“Personality is the organization of person's habits attitudes and traits arises from the interplay of

biological, social and cultural factors”.

ماہر نفسیات آلپورٹ (Allport) نے شخصیت سے متعلق سبھی نظریات اور ان سے متعلق تعریف اور اصطلاحات کا مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ کسی فرد کی شخصیت اس کے نفسی طبعی عضو کا وہ متحرک نظام ہے جو اس کا اس کے ماحول کے ساتھ مطابقت کرنے کی سمت متعین کرتا ہے۔ آلپورٹ کے لفظوں میں؛ ”شخصیت فرد کے اندر ان نفسی طبعی عضو کا متحرک نظام ہے جو ماحول کے ساتھ اس کی منفرد مطابقت قائم کرتا ہے۔“

“Personality is the dynamic organization within the individual of those psycho- physical systems that determine his unique adjustment to his environment.”

متحرک نظام (Dynamic Organization) سے آلپورٹ کی مراد کچیلے پن سے ہے۔ نفسی طبعی عضو سے مراد نفس اور جسم کے مشترکہ طور پر عمل کرنے سے ہے اور منفرد مطابقت سے مراد فرد کا کچھ اپنے مخصوص طریقے سے طرز عمل کرنے سے ہے۔ آلپورٹ کی اس تعریف سے شخصیت کے تنظیمی اور عملی دونوں پہلوؤں کی تفہیم ہوتی ہے۔

شخصیت کی نوعیت (Nature of Personality)

10.3

شخصیت کے تصور اور نوعیت کے تعلق سے ماہرین نفسیات کے مختلف خیالات ہیں۔ شخصیت کی نوعیت کے موضوع پر یقینی طور پر کچھ لکھنا مشکل ہے۔ مختلف ماہرین نفسیات نے شخصیت کی جو تعریف اور وضاحت بیان کی ہیں اور شخصیت کے بارے میں جن حقائق کو عیاں کیا ہے انہیں ہی شخصیت کی نوعیت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور انہیں ہی شخصیت کی خصوصیات تسلیم کیا جاتا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- شخصیت ایک کثیر الجہت تصور ہے: انسان کی شخصیت میں اس کی خداداد صلاحیتیں اور تحصیل خصوصیات دونوں شامل ہیں۔ اس میں انسان کی جسمانی اور ذہنی صحت (Physical and Mental Health)، شعور ذات (Self Consciousness)، قوت عزم (Will power)، معاشرت (Sociability)، مطابقت (Adjustability) اور مسلسل ترقی کے عناصر اہم ہیں۔ جس انسان کی شخصیت میں ان میں سے جتنے زیادہ پہلو جتنی زیادہ شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور جتنی زیادہ صورت میں اس کے طرز عمل سے ظاہر ہوتے ہیں اس انسان کی شخصیت کو اتنا ہی زیادہ بہتر تسلیم کیا جاتا ہے۔

2- انسان کی مستقل خوبیاں اور اہلیتیں ہی اس کی شخصیت کا جز ہوتی ہے: مستقل خوبیوں سے مراد ان خوبیوں سے ہوتا ہے جو انسان کے طرز عمل سے ہمیشہ ظاہر ہوتی ہیں اور مستقل اہلیتوں سے مراد ان اہلیتوں سے ہوتا ہے جن کو وہ ہمیشہ استعمال کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر سبھی انسان وقت اور حالات کے ساتھ کچھ ایسی خوبیوں کو قبول کر لیتے ہیں جنہیں وہ وقت اور حالات بدلتے ہی مسترد کر دیتے ہیں۔ ماہرین نفسیات ایسی خوبیوں اور عمل کو ان کی شخصیت کا حصہ تسلیم نہیں کرتے۔ ماہرین نفسیات کسی انسان کی انہیں خوبیوں اور عمل کو اس کی شخصیت کا حصہ مانتے ہیں جن سے وہ ہمیشہ جڑا رہتا ہے اور جو اس کے خیالات اور طرز عمل سے ہمیشہ ظاہر ہوتی ہیں۔

3- شخصیت مختلف خوبیوں اور اہلیتوں کی منظم تخلیق ہے: انسان کی شخصیت اس کی خداداد صلاحیتوں، خوبیوں اور اہلیتوں کا مرکب نہ ہو کر

ان کی ایک مخصوص تخلیق ہوتی ہے۔ جس طرح اینٹ، سیمنٹ، چھڑ وغیرہ کا مرکب مکان نہیں ہوتا بلکہ مکان ان چیزوں سے بنی ایک مخصوص تخلیق ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کی شخصیت بھی اس کی اپنی خوبیوں اور اہلیتوں کا مرکب نہیں بلکہ اس کی ایک مخصوص تخلیق ہوتی ہے اور جس طرح مکان کا تصور اپنے آپ میں منفرد و مکمل تخلیق ہے اسی طرح شخصیت کا تصور بھی اپنے آپ میں ایک منظم تخلیق ہوتی ہے۔

4- ہر ایک فرد کی شخصیت کچھ مختلف ہوتی ہے اور منفرد ہوتی ہے: جس طرح اینٹ، سیمنٹ، لوہے اور لکڑی وغیرہ سے بنے مکان ایک دوسرے سے کچھ مختلف ہوتے ہیں اسی طرح انسان کی مختلف خوبیوں اور اہلیتوں کی منظم تخلیق یعنی شخصیت ایک دوسرے سے کچھ مختلف ہوتی ہے۔ مکان تو پھر بھی ہم بالکل ایک جیسا بنا سکتے ہیں لیکن انسان کی شخصیت کو بالکل ایک جیسا نہیں بنا سکتے۔ ہر ایک انسان کی اپنی کچھ الگ شکل و صورت ہوتی ہے، رنگ و قد ہوتا ہے، مزاج ہوتا ہے، اقدار اور معیار ہوتا ہے، اپنے سوچنے سمجھنے کا طریقہ ہوتا ہے، ملک و ملت کے تئیں اپنا مخصوص نظریہ ہوتا ہے وغیرہ! اور یہی سب کچھ ملا کر اس کی اپنی ایک شخصیت ہوتی ہے جو اپنے آپ میں بالکل منفرد (Unique) ہوتی ہے۔

5- انسان کی شخصیت کی نشوونما اس کے توارث اور ماحول پر منحصر کرتی ہے: انسان کی شخصیت میں اس کے باطنی اور خارجی دونوں پہلو شامل ہوتے ہیں اور ان دونوں کی نشوونما اس کے توارث اور ماحول دونوں پر منحصر کرتی ہے۔ توارث یہ متعین کرتا ہے کہ انسان کیا ہے؟ مضبوط یا کمزور، لمبا یا چھوٹا، گورا یا کالا، خوبصورت یا بدصورت، ذہین یا کند ذہن وغیرہ اور ماحول یہ متعین کرتا ہے کہ انسان کیا رکھتا ہے؟ علم یا جہل، اہلیت یا نااہلی، مضبوط قوت ارادی یا کمزور قوت ارادی، معاشرت یا غیر معاشرت، مطابقت یا غیر مطابقت وغیرہ۔

6- شخصیت توارث اور ماحول کا مرکب نہیں مضرب ہوتا ہے: انسان کی شخصیت کی تعمیر میں توارث اور ماحول دونوں ضروری ہوتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ انسان کچھ خداداد صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے جن کی بنیاد پر اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ انسان کی کسی بھی طرح کی نشوونما کے لیے اس کی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ باہری کاوشیں یعنی ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر انسان گروہی جبلت لے کر پیدا ہوتا ہے لیکن اس میں معاشرت کی نشوونما اسی وقت ہوتی ہے جب اسے سماجی ماحول میں رکھا جائے، وہ دیگر لوگوں کے رابطے میں آئے، اس کے اور دیگر لوگوں کے درمیان تعامل ہو۔ ان میں سے ایک بھی عنصر کی غیر موجودگی میں اس میں معاشرت کی نشوونما نہیں ہو سکتی۔ اسے دوسرے لفظوں اس طرح کہا جاسکتا ہے:

$$\text{شخصیت} = \text{توارث} \times \text{ماحول}$$

صاف ظاہر ہے کہ ماحول کی غیر موجودگی میں شخصیت کی نشوونما ناممکن ہے۔

7- شخصیت کی نشوونما اجل سے ابد تک ہوتی ہے: انسان پیدا ہونے کے وقت سے لے کر اپنی حیات کے آخری لمحے تک متعدد افراد، گروہ اور اداروں سے جڑا رہتا ہے۔ یہ فرد، گروہ اور ادارے ہمیشہ تغیر پذیر ہوتے ہیں، ان کے آداب و اطوار بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور انسان زندگی بھر کچھ نہ کچھ سیکھتا رہتا ہے۔ جس سے اس کے علم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ خیالات میں تغیر اور یہ تغیرات اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس انسان کی شخصیت کی نشوونما ہو رہی ہے۔ انسان کی شخصیت کی تعمیر شیر خوارگی کے

زمانے میں ہی شروع ہو جاتی ہے، طفولیت اور غفوان شباب میں اس کی شخصیت کی عمارت کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد تو اس عمارت کا رنگ و روغن زندگی بھر ہوتا رہتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. ویلن ٹائن، مورٹن پرنس اور آلپورٹ نے شخصیت کی کیا تعریف بیان کی ہے؟
2. شخصیت کی نوعیت میں کون سے بنیادی عناصر شامل ہیں؟ کم از کم تین کا ذکر کریں۔
3. شخصیت کی نشوونما میں توارث اور ماحول کس طرح کردار ادا کرتے ہیں؟

10.4 شخصیت کے اقسام (Types of Personality)

مختلف شعبہ جات میں شخصیت کے اقسام متعین کیے گئے ہیں۔ ہر ایک شعبہ جات میں بھی شخصیت کو مختلف صورتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ شعبہ نفسیات کے ضمن میں ماہرین نفسیات کے ذریعے پیش کیے گئے شخصیت کے کچھ اہم اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

I. جسمانی بناوٹ کی بنیاد پر درجہ بندی

کچھ ماہرین نفسیات نے شخصیت کی درجہ بندی انسان کی جسمانی بناوٹ کی بنیاد پر کی ہے۔ ان میں سے ڈبلو، ایچ، شیلڈن (W.H. Sheldon) کے ذریعے کی گئی درجہ بندی کی تفصیل ہم جسمانی بناوٹ سے متعلق نظریات کے ضمن میں آگے کریں گے۔ یہاں ماہر نفسیات کرچر (Kretschmer) کے ذریعے کی گئی درجہ بندی پیش کی جا رہی ہے۔

- 1۔ لمبے اور دبیلے پتلے افراد (Asthenic): اس درجے میں کرچر (Kretschmer) نے لمبے اور دبیلے پتلے افراد کو رکھا ہے۔ یہ لوگ اکثر الگ رہنا پسند کرتے ہیں اور دوسروں کی تنقید سے خوش ہوتے ہیں، لیکن اپنی تنقید گوارہ نہیں کرتے۔
- 2۔ کچم و شجیم اور صحت مند افراد (Athletic): اس درجے میں وہ لوگ شامل ہیں جو ہٹے کٹے اور صحت مند ہوتے ہیں۔ ان کا منہ چوڑا اور ابھرا ہوا، کندھے چوڑے اور مضبوط اور چہرہ دلکش ہوتا ہے۔ ایسے لوگ دوسروں سے رابطہ رکھنا پسند کرتے ہیں۔ ان کی شخصیت عمومی ہوتی ہے۔ ان میں مطابقت اور ہم آہنگی کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔
- 3۔ گول مٹول (Pycnic): اس درجے میں چھوٹے قد کے صحت مند افراد کو رکھا جاتا ہے۔ ان کا جسم موٹا اور چوڑا ہوتا ہے، ان کا سینہ نیچا اور چہرہ چوڑا ہوتا ہے۔ یہ لوگ اکثر آرام طلب ہوتے ہیں اور ان کا مزاج نرم ہوتا ہے۔

II. اقدار کی بنیاد پر درجہ بندی

ماہر نفسیات اسپر نجر (Spranger) نے اقدار (Values) کو چھ درجوں میں تقسیم کیا ہے اور ان کی بنیاد پر شخصیت کو بھی مندرجہ ذیل چھ درجوں میں تقسیم کیا ہے۔

- 1۔ نظریاتی یا اصول پرست (Principled / Theoretical): اس درجے میں اسپر نجر نے ان لوگوں کو رکھا ہے جو ہمیشہ علم حاصل کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں، اصولوں کو اہمیت دیتے ہیں اور تکلیف برداشت کر کے بھی اصولوں کی پابندی کرتے

- ہیں۔ ایسے افراد اکثر غیر ملن سار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اصول اور سچائی پر زیادہ زور دیتے ہیں۔
- 2- معاشی مزاج (Economical): اس درجے میں اسپر نجر نے ان افراد کو رکھا ہے جو دنیاوی عیش و عشرت کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ دولت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور دولت حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ وہ ہر کام کو اپنے فائدے کے لیے کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ اکثر ملن سار ہوتے ہیں۔
- 3- سماجی (Social): اس درجے میں اسپر نجر نے ان افراد کو رکھا ہے جو سماج اور سماجی تعلق کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ یہ افراد ہمدردی، ایثار و قربانی اور مہربانی کا جذبہ رکھتے ہیں، یہ لوگ محبت کے دلدادہ ہوتے ہیں، ایسے لوگ بہت زیادہ خوش اخلاق اور ملن سار ہوتے ہیں۔
- 4- سیاسی (Political): اس درجے میں اسپر نجر نے ان افراد کو رکھا ہے جو حکومت اور طاقت میں یقین رکھتے ہیں، اس میں دلچسپی لیتے ہیں اور اس سے جڑے رہنا چاہتے ہیں۔ ان کا خاص مقصد اس طرح کی صورت حال پیدا کرنا ہوتا ہے کہ ان کی سیاسی جماعت اقتدار حاصل کرے۔ ایسے افراد سیاسی دائوں پیچ میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔
- 5- مذہبی (Religious): اس درجے میں اسپر نجر نے ان افراد کو رکھا ہے جو خدا میں یقین رکھتے ہیں، آسمانی عذاب سے ڈرتے ہیں اور روحانی اقدار کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے افراد اکثر مطمئن ہوتے ہیں اور کار خیر کرتے ہیں۔
- 6- جمالیاتی (Aesthetic): اس درجے میں اسپر نجر نے ان افراد کو رکھا ہے جو خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں۔ ان میں جمالیاتی ذوق پایا جاتا ہے۔ ایسے افراد کا جھکاؤ اکثر فن، موسیقی اور رقص وغیرہ کی جانب زیادہ ہوتا ہے۔

III. سماجی تعامل کی بنیاد پر درجہ بندی

ماہر نفسیات جنگ (Jung) نے افراد کو ان کے سماجی تعامل کے طریقوں کی بنیاد پر ان کی شخصیت کو مندرجہ ذیل تین درجوں میں تقسیم کیا ہے۔

- 1- درون بین شخصیت (Introvert): اس زمرے میں جنگ نے ان افراد کو رکھا ہے جو خود مرکوز، خود بین، تنہائی پسند، اور پر تکلف ہوتے ہیں۔ یہ افراد حساس، فرائض کو انجام دینے اور کم گفت ہوتے ہیں۔ ایسے افراد عوامی طرز عمل میں اکثر ناکام ہوتے ہیں۔ یہ دوسروں سے اظہار خیال میں تکلف کرتے ہیں، اپنے آپ میں گم رہتے ہیں اور مشترکہ عمل پر کوئی اثر نہیں ڈالتے۔
- 2- بیرون بین شخصیت (Extrovert): اس زمرے میں جنگ نے ان افراد کو رکھا ہے جو سماج مرکوز، ملن سار، ہمتی، بے فکر اور پر امید ہوتے ہیں۔ ایسے افراد سماجی عمل میں دلچسپی لیتے ہیں اور شہرت حاصل کرتے ہیں۔ بیرون بین افراد اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے افراد دنیاوی معاملات میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں اور معاشرتی، ملی اور مملکتی معاملات میں مکمل دلچسپی رکھتے ہیں۔
- 3- ذوبین شخصیت (Ambivert): ایسے افراد جن میں درون بین اور بیرون بین دونوں طرح کی شخصیت کی خصوصیات تقریباً یکساں طور پر ہوتی ہیں انہیں ذوبین زمرے میں رکھا جاتا ہے۔

10.4.1 اقسامی طرز رسائی (Types Approach)

انسان کی شخصیت کیا ہے؟ اس کی تعمیر کیسے ہوتی ہے؟ اس تعلق سے مختلف ماہرین نفسیات نے اپنے تجربات کی بنیاد پر کچھ بنیادی حقائق پیش کیے ہیں۔ ماہرین نفسیات کے ذریعے پیش کردہ انہیں حقائق کو شخصیت کے نظریات کہا جاتا ہے۔ ان کے مطالعے کے ذریعے شخصیت کے تصور کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ شخصیت کی وضاحت کرنے والے اہم نظریات مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) نفسی تجزیاتی نظریہ (Psycho-Analytical Theory)

(ب) نمونے کا نظریہ (Type Theory)

(ج) خصلت کا نظریہ (Trait Theory)

(د) ضرورت کا نظریہ (Need Theory)

(ه) بشری نظریہ (Humanistic Theory)

مندرجہ بالا نظریات میں سے دو نظریات 'نمونے کا نظریہ' اور 'خصلت کا نظریہ' کی تفصیل یہاں پیش کی جاتی ہے۔

A. نمونے کا نظریہ (Type Theory)

ماہرین نفسیات میں سے کچھ نے انسان کی شخصیت کی وضاحت اس کی جسمانی خوبیوں کی بنیاد پر کی ہے اور کچھ نے اس کی وضاحت نفسیاتی بنیاد پر کی ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- جسمانی بناوٹ کا نظریہ (Constitutional Theory): ماہر نفسیات شیلڈن نے انسان کی جسمانی بناوٹ اور اس کی شخصیت کے

درمیان تعلق کا مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ انسان کی جسمانی بناوٹ اور اس کی شخصیت کی خوبیوں کے درمیان عمیق تعلق ہوتا ہے۔ انہوں نے جسمانی بناوٹ کی بنیاد پر انسانوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا ہے اور ان کی شخصیت سے متعلق خوبیوں کو عیاں کیا ہے۔

(i) گول مٹول (Endomorphic): اس طرح کے افراد آرام پسند، شوقین مزاج، کھانے کے شوقین اور خوش اخلاق طبیعت کے ہوتے ہیں۔ یہ افراد روایتی، صابر اور سماجی ہوتے ہیں۔

(ii) گھٹیلے جسم والے (Mesomorphic): اس طرح کے افراد جوشیلے، پر امنگ، خود مختار اور مقصد مرکوز ہوتے ہیں۔ ان افراد کے مزاج میں غصہ ہوتا ہے۔

(iii) نحیف اور لاغر (Ectomorphic): اس طرح کے افراد خاموش مزاج اور تنہائی پسند ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کم خفتن (کم سونے والے) اور جلد ہی تھک جانے والے ہوتے ہیں۔

2- نفسیاتی خوبیوں کا نظریہ (Psychological Trait Theory): ماہر نفسیات جنگ نے انسان کے ذہنی مزاج اور اس کی شخصیت کے

درمیان تعلق کا مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ انسان کے ذہنی مزاج اور ان کی شخصیت کی خوبیوں کے درمیان گہرا تعلق ہوتا ہے۔ انہوں نے نفسیاتی خوبیوں کی بنیاد پر شخصیت کی دو قسمیں بتلائی ہیں۔ پہلا درون بین دوسرا بیرون بین!

(i) درون بین شخصیت (Introvert): اس طرح کے افراد تنہائی پسند ہوتے ہیں، دوسروں سے ملنا جلنا کم پسند کرتے ہیں اور کچھ ہی

لوگوں سے رفاقت رکھتے ہیں۔ یہ اکثر روایتی مزاج کے ہوتے ہیں اور قدیم رسم و رواج کو پسند کرتے ہیں۔

(ii) بیرون بین شخصیت (Extrovert): اس طرح کے افراد سماجی مزاج کے ہوتے ہیں۔ یہ لوگوں سے ملنا جلنا پسند کرتے ہیں اور سماج کے لیے مفید ہوتے ہیں۔ یہ عقیدت پسند کم اور حقیقت پسند زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ پر امید ہوتے ہیں اور کھانے پینے اور کھلانے پلانے میں یقین رکھتے ہیں۔ اور خوش و خرم رہتے ہیں۔

10.4.2 خصلت طرز رسائی (Trait Approach)

B. خصلت کا نظریہ (Trait Theory)

شخصیت کے ضمن میں خصلت کا مفہوم فرد کی مستقل خوبیوں سے ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی فرد ہر وقت اور ہر حالت میں ایمانداری سے کام کرتا ہے تو ایمانداری اس کی خصلت (Trait) مانی جائے گی۔ ایسا دیکھا گیا ہے کہ کسی بھی فرد میں ان خصلتوں کی استقامت (Consistency) مختلف ہوتی ہے، کسی میں زیادہ کسی میں کم اور کسی میں اوسط۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جیسے جیسے استقامت کی سطح (Degree of Consistency) بڑھتی جاتی ہے فرد کی ان خصلتوں میں استقامت آتی جاتی ہے اور ایک حالت ایسی آتی ہے کہ یہ خصلت اس کے مزاج کا حصہ بن جاتی ہے۔ یہ خصلت مختلف افراد میں مختلف مقدار میں ہوتی ہے۔ آلپورٹ (Allport) اور کیٹل (Cattell) نے ان خصلتوں کو شخصیت کی بنیاد تسلیم کیا ہے۔ اور اسی کی بنیاد پر اپنے نظریات کو پیش کیا ہے۔

آلپورٹ کا خصلتی نظریہ (Allport's Trait Theory):

آلپورٹ کے مطابق شخصیت فرد کا وہ طرز عمل ہے جو اس میں شامل کچھ خصلتوں سے ہدایت یا ترغیب پاتے ہیں۔ آلپورٹ نے شخصیت کی خصلتوں کو دو زمروں میں تقسیم کیا ہے۔ عمومی خصلتیں (Common Traits) اور انفرادی خصلتیں (Personal Traits)۔ عمومی خصلتوں کے زمرے میں انہوں نے ان خصلتوں کو رکھا ہے جو سماج کے سبھی افراد میں پائی جاتی ہیں اور جن خصلتوں سے مخصوص سماج کے سماجی اقدار، سماجی رسم و رواج (Social Mores) کی جھلک ملتی ہے۔ آلپورٹ کے مطابق افراد میں ان خصلتوں کی نشوونما سماجی دباؤ میں ہوتی ہے۔ یہ فرد کی بنیادی خصلتیں نہیں ہوتیں لیکن یہ کسی سماج کے سبھی افراد میں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے ان کی بنیاد پر ان کی شخصیت کی وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ انفرادی خصلتوں کے زمرے میں آلپورٹ نے ان خصلتوں کو رکھا ہے جو مختلف افراد میں مختلف ہوتی ہیں اور مختلف مقدار (Degree) میں ہوتی ہیں۔ آلپورٹ کے مطابق انسان کے مطابقتی عمل (Acts of Adjustment) انہیں خصلتوں سے ترغیب پاتے ہیں۔ انہوں نے ان ہی خصلتوں کو شخصیتی اختلافات (Personality Differences) کی بنیاد مانا ہے۔ ان کے نقطہ نظر سے شخصیت ان خصلتوں کا مجموعہ یا گٹھر نہیں بلکہ ان کی ایک مربوط یا مکمل صورت (integrated) ہوتی ہے۔

آلپورٹ نے انفرادی خصلت کو انفرادی جبلت کا نام دیا ہے۔ انہوں نے اس طرح کی تقریباً 18,000 ہزار انفرادی جبلتیں ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کے مطابق ان میں سے کچھ جبلتیں شخصیت کے دائرے (Periphery) پر ہوتی ہیں جنہیں واضح طور سے دیکھا سمجھا جاسکتا ہے۔ کچھ جبلتیں شخصیت کے اندر یعنی مرکز (Centre) میں ہوتی ہیں جنہیں واضح طور پر دیکھنا اور سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ آلپورٹ نے

ان سبھی جبلتوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا ہے۔ (1) سب سے اہم / خاص جبلتیں (Cordinal Dispositions)۔ ان جبلتوں کو انسان کے طرز عمل میں آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے، جیسے امن پسندی۔ (2) مرکزی جبلتیں (Central Dispositions)۔ یہ جبلتیں فرد کے اندر ہوتی ہیں اور فرد کی شخصیت کو متاثر کرتی ہیں اور فرد کی شخصیت کی حقیقی پہچان ہوتی ہیں، جیسے ملن سار ہونا۔ (3) ثانوی جبلتیں (Secondary Disposition)؛ یہ جبلتیں فرد کے لیے کم اہمیت کی ہوتی ہیں جن کی استقامت بھی کم ہوتی ہیں، جیسے۔ بالوں کا اسٹائل (Hair Style)۔ آپورٹ نے یہ بھی واضح کیا کہ کوئی بھی جبلت کسی ایک فرد کے لیے مرکزی جبلت ہو سکتی ہے اور کسی دوسرے کے لیے ثانوی جبلت! یہ فرد میں اس کی استقامت پر منحصر کرتی ہے۔ آپورٹ کے مطابق: انہیں جبلتوں سے انسان کا طرز عمل ترتیب پاتا ہے۔ ان کے مطابق ان ظاہری طرز عمل سے ہی فرد کی شخصیت کا تعارف ہوتا ہے، اسی کی بنیاد پر کسی فرد کی شخصیت کو سمجھا جاسکتا ہے اور دوا افراد کی شخصیت کے درمیان امتیاز کیا جاسکتا ہے۔

کیٹل کا خصلتی نظریہ (Cattell's Trait Theory):

کیٹل کے مطابق شخصیت کا تعلق انسان کے بیرونی (Overt) اور اندرونی (Covert) دونوں طرح کے طرز عمل سے ہوتا ہے۔ انہوں نے کسی فرد کی شخصیت کے مطالعے کے لیے فرد (Perosn)، حالات (Situation) اور ان دونوں کے درمیان ہونے والے تعامل (Interactions) کے مطالعے کو ضروری مانا ہے۔

کیٹل نے آپورٹ کے ذریعے بتائی گئی 18,000 ہزار شخصیتی خصلتوں میں سے سب سے پہلے 4,500 خصلتوں کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد ان میں سے مترادف الفاظ کو نکال کر 200 سو خصلتوں کا انتخاب کیا اور آخر میں عناصر تجزیہ (Factor Anaysis) کے ذریعے صرف 35 خصلتوں کا انتخاب کیا۔ اس بنیاد پر ان کے اس نظریہ کو غرضی نظام کا نظریہ (Factorial System Theory) بھی کہتے ہیں۔ کیٹل نے ان 35 خصلتوں کو دوزمروں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی سطحی خصلتیں (Suface Traits) اور دوسری منبع خصلتیں (Source Traits)؛ سطحی خصلتوں میں ان خصلتوں کو رکھا گیا ہے، جو انسان کے طرز عمل کو براہ راست طور سے قابو کرتی ہیں۔ کیٹل کے مطابق ان خصلتوں کے آپسی تعلق بڑے پیچیدہ ہوتے ہیں اور ان کا تعامل ہی فرد کی شخصیت کو متعین کرتا ہے۔ کیٹل کے مطابق 35 میں سے 23 خصلتیں ایسی ہیں جو اوسط افراد میں پائی جاتی ہیں، 12 خصلتیں ایسی ہیں جو مخصوص افراد میں پائی جاتی ہیں اور 23 خصلتوں میں سے 16 خصلتیں ایسی ہیں جو شخصیت کی اہم خصلتیں ہوتی ہیں۔ انہوں نے ان 16 خصلتوں کی بنیاد پر شخصیت کی پیمائش کے لیے ایک سوال نامہ (Questionnaire) بھی تیار کیا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. کرچر اور شیلڈن کے مطابق جسمانی بناوٹ کی بنیاد پر شخصیت کی اقسام کیا ہیں؟
2. آپورٹ اور کیٹل کے خصلتی نظریات میں فرق کیا ہے؟
3. کارل جنگ کے مطابق سماجی تعامل کی بنیاد پر شخصیت کی اقسام کون سی ہیں؟

یہ اکائی شخصیت (Personality) کے تصور اور اس کے مختلف نظریات کی وضاحت کرتی ہے۔ لفظ شخصیت لاطینی لفظ پرسونا (Persona) سے ماخوذ ہے جس کے معنی مکھوٹا یا نقلی چہرہ ہیں۔ مختلف ماہرین نے شخصیت کی تعریف اپنے انداز میں کی ہے، جیسے ویلینٹائن کے مطابق شخصیت جبلتوں کا مجموعہ ہے، مورٹن پرنس نے اسے حیاتیاتی اعضاء، جذبات اور عادات کا مرکب قرار دیا، جب کہ آلپورٹ نے شخصیت کو ایک متحرک نظام کہا جو ماحول کے ساتھ فرد کی منفرد مطابقت قائم کرتا ہے۔

شخصیت ایک کثیر الجہت تصور ہے جس میں جسمانی و ذہنی صحت، قوت عزم، سماجی تعلقات اور خود فہمی جیسے عناصر شامل ہیں۔ یہ صرف خوبیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک منفرد تخلیق ہوتی ہے۔ شخصیت کی درجہ بندی جسمانی بناوٹ، اقدار اور سماجی تعامل کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ شخصیت کے اہم نظریات میں نفسی تجزیاتی، نمونے کا، خصلت کا، ضرورت کا اور بشری نظریہ شامل ہیں۔ آلپورٹ نے شخصیت کی خصلتوں کو انفرادی جبلت کا نام دیا اور تقریباً 18,000 جبلتوں کا ذکر کیا۔ کیٹل نے ان میں سے انتخاب اور عناصر تجزیہ کے ذریعے صرف 35 بنیادی خصلتوں کی نشاندہی کی اور اپنے نظریے کو "عنصری نظام کا نظریہ" کہا۔ یوں، یہ اکائی شخصیت کی تعریف، اس کے عناصر، درجہ بندی اور اہم نظریات کو جامع انداز میں پیش کرتی ہے۔

اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- انگریزی زبان میں شخصیت کو پرسنلٹی (Personality) کہتے ہیں جو لاطینی زبان کے پرسونا (Persona) لفظ سے ماخوذ ہے۔ پرسونا (Persona) کے معنی مکھوٹا یعنی نقلی چہرہ ہے۔
- ویلنٹائن (Valentine) کے لفظوں میں: "شخصیت خداداد اور تحصیل جبلتوں کا مجموعہ ہے۔"
- مورٹن پرنس (Mortan Prince) کے لفظوں میں: "شخصیت فرد کی مکمل حیاتیاتی خداداد عضو، جذبات، جبلتوں، رجحانات، تجربات کے ذریعے حاصل خصلتوں اور عادتوں کا مجموعہ ہے۔"
- بیسنج اور بیسنج (Biesanj and Biesanj) کے لفظوں میں: "شخصیت فرد کی عادتوں، رویوں اور خصوصیات کا وہ مجموعہ ہے جو حیاتیاتی، سماجی اور ثقافتی عناصر سے نمو ہوتا ہے۔"
- آلپورٹ کے لفظوں میں: "شخصیت فرد کے اندر ان نفسی طبعی عضو کا متحرک نظام ہے جو ماحول کے ساتھ اس کی منفرد مطابقت قائم کرتا ہے۔"
- شخصیت ایک کثیر الجہت تصور ہے۔ انسان کی شخصیت میں اس کی خداداد صلاحیتیں اور تحصیل خصوصیات دونوں شامل ہیں۔
- شخصیت میں انسان کی جسمانی اور ذہنی صحت، تفہیم ذات، قوت عزم، معاشرت، مطابقت اور مسلسل ترقی کے عناصر اہم ہیں۔
- انسان کی شخصیت اس کی خداداد صلاحیتوں، خوبیوں اور اہلیتوں کا مرکب نہ ہو کر ان کی ایک مخصوص تخلیق ہوتی ہے۔ جس طرح اینٹ، سیمنٹ، چھڑ وغیرہ کا مرکب مکان نہیں ہوتا بلکہ مکان ان چیزوں سے بنی ایک مخصوص تخلیق ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان

کی شخصیت بھی اس کی اپنی خوبیوں اور اہلیتوں کا مرکب نہیں بلکہ اس کی ایک مخصوص تخلیق ہوتی ہے۔

- جسمانی بناوٹ، اقدار، سماجی تعامل کی بنیاد پر شخصیت کی درجہ بندی کی گئی ہے۔
- نفسی تجزیاتی نظریہ، نمونے کا نظریہ، خصلت کا نظریہ، ضرورت کا نظریہ اور بشری نظریہ شخصیت کے اہم نظریات ہیں۔
- آپورٹ نے شخصیت کی خصلتوں کو دوزمروں میں تقسیم کیا ہے۔
- آپورٹ نے انفرادی خصلت کو انفرادی جبلت کا نام دیا ہے۔ انہوں نے اس طرح کی تقریباً 18,000 ہزار انفرادی جبلتیں ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔
- کیٹل کے مطابق شخصیت کا تعلق انسان کے بیرونی (Overt) اور اندرونی (Covert) دونوں طرح کے طرز عمل سے ہوتا ہے۔ انہوں نے کسی فرد کی شخصیت کے مطالعے کے لیے فرد (Person)، حالات (Situation) اور ان دونوں کے درمیان ہونے والے تعامل (Interactions) کے مطالعے کو ضروری مانا ہے۔
- کیٹل نے آپورٹ کے ذریعے بتائی گئی 18,000 ہزار شخصیتی خصلتوں میں سے سب سے پہلے 4,500 خصلتوں کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد ان میں سے مترادف الفاظ کو نکال کر 200 سو خصلتوں کا انتخاب کیا اور آخر میں عناصر تجزیہ کے ذریعے صرف 35 خصلتوں کا انتخاب کیا۔ اس بنیاد پر ان کے اس نظریے کو غصری نظام کا نظریہ کہتے ہیں۔

10.7 کلیدی الفاظ (Glossary)

A character adopted by an actor.	پرسونا (Persona)
The natural qualities of a person's character.	رغبت، جھکاؤ (Disposition)
Scientific study of animals, plants or other of living things.	حیاتیاتی (Biological)
A sudden spontaneous inclination or incitement to some usually unpremeditated action.	اضطراب (Impulses)
Something that a person or thing usually does; a way of behaving.	خصلت (Tendencies)
The natural force that causes a person or animal to behave in a particular way without thinking or learning about it.	جبلت (Instincts)
Determination to do something; strength of mind.	قوت عزم (Will power)
The quality of being sociable.	معاشرت (Sociability)
Statistical method used to describe variability among observed, correlated behaviour.	عنصر تجزیہ (Factor Analysis)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- 1- انگریزی زبان میں شخصیت کو پرسنلٹی (Personality) کہتے ہیں جو لاطینی زبان کے ----- لفظ سے ماخوذ ہے۔
 a. پیئرسن b. پرسن c. پرسونک d. پرسونا
- 2- ”شخصیت خداداد اور تحصیل جہتوں کا مجموعہ ہے۔“ یہ کس کا قول ہے؟
 a. ویلن ٹائن b. شیلڈن c. جانسن d. وائیگوٹسکی
- 3- ”شخصیت فرد کی مکمل حیاتیاتی خداداد عضو، جذبات، جہتوں، رجحانات، تجربات کے ذریعے حاصل خصلتوں اور عادتوں کا مجموعہ ہے۔“ یہ کس کا قول ہے؟
 a. سرفرانس گالٹن b. مورٹن پرسن c. آلپورٹ d. کیٹل
- 4- ”بیسنج اور بیسنج (Biesanj and Biesanj) کے لفظوں میں؛ ”شخصیت فرد کی عادتوں، رویوں اور خصوصیات کا وہ مجموعہ ہے جو ----- عناصر سے نمونہ ہوتا ہے۔“
 a. حیاتیاتی b. سماجی c. ثقافتی d. حیاتیاتی، سماجی اور ثقافتی
- 5- آلپورٹ کے لفظوں میں؛ ”شخصیت فرد کے اندر ان نفسی طبعی عضو کا متحرک نظام ہے جو ماحول کے ساتھ اس کی / کا ----- قائم کرتا ہے۔“
 a. منفرد مقابلہ b. بہترین مطابقت c. منفرد مطابقت d. انحراف
- 6- تعلیم کے شعبے میں طلباء کو کسی مخصوص خوبی کی بنیاد پر عام طور سے پانچ زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسے ----- کہتے ہیں۔
 آلپورٹ نے انفرادی خصلت کو انفرادی جہت کا نام دیا ہے۔ انہوں نے اس طرح کی ----- ہزار انفرادی جہتیں ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔
 a. تقریباً 14,000 b. تقریباً 16,000 c. تقریباً 18,000 d. تقریباً 20,000
- 7- کیٹل کے مطابق شخصیت کا تعلق انسان کے بیرونی (Overt) اور اندرونی (Covert) دونوں طرح کے طرز عمل سے ہوتا ہے۔
 انہوں نے کسی فرد کی شخصیت کے مطالعے کے لیے فرد (Perosn)، حالات (Situation) اور ان دونوں کے درمیان ہونے والے / والی ----- کے مطالعے کو ضروری مانا ہے۔
 a. تعامل b. مداخلت c. تعلق d. فرق
- 8- کیٹل نے آلپورٹ کے ذریعے بتائی گئی 18,000 ہزار شخصیتی خصلتوں میں سے سب سے پہلے 4,500 خصلتوں کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد ان میں سے مترادف الفاظ کو نکال کر 200 سو خصلتوں کا انتخاب کیا اور آخر میں عناصر تجزیہ (Factor Anaysis) کے ذریعے

صرف----- خصلتوں کا انتخاب کیا۔

10.d

15.c

25.b

35.a

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- شخصیت کی تعریف اور تصور بیان کیجئے۔
- 2- شخصیت کی نوعیت واضح کیجئے۔
- 3- ماہر نفسیات جنگ (Jung) کے مطابق شخصیت کی درجہ بندی کیجئے۔
- 4- جسمانی بناوٹ کی بنیاد پر شخصیت کی درجہ بندی کیجئے۔
- 5- نفسیاتی خوبیوں کی بنیاد پر شخصیت کے اقسام بیان کیجئے۔
- 6- کیٹل کا خصلتی نظریہ (Cattell's Trait Theory) کی مختصر وضاحت کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- مختلف بنیادوں پر شخصیت کے اقسام کی درجہ بندی کیجئے۔
- 2- شخصیت کی اقسامی طرز سائی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ 'نمونے کا نظریہ' اور 'خصلت کا نظریہ' کی تفصیل پیش کیجئے۔
- 3- خصلت کے نظریہ سے کیا مراد ہے؟ آپ پورٹ اور کیٹل کے نظریات کا تقابلی تجزیہ پیش کیجئے۔
- 4- شخصیت کے مختلف نظریات کے مابین فرق واضح کر سکیں گے۔

معروضی جوابات کے حامل سوالات کے جوابات

1-d	2-a	3-b	4-d
5-c	6-c	7-a	8-a

10.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Singh, A.K. (2010). Educational Psychology. Patna: Bharti Bhawan Publishers and Distributors
- 2- Lal, R.B. (2015). Educational Psychology. Meerut: Rastogi Publications
- 3- Pathak, R.P. (2019). Psychological Perspectives of Education. New Delhi: Atlantic Publishers & Distributers (P) LTD.

- 4- Khan, N.A. & Husain S.M.(2019). Aspects of Educational Psychology: Aligarh. Educational Book House
- 5- Kapil, H.K. (1991). Youth: Abnormal Psychology. Agra: Bhargava Publications.
- 6- Mangal, S.K. (2014). Learner, Learnig and Cognition. Ludhuana: Tondon Publications Publishers and Distributors
- 7- Kapil, H.K. (1991). Youth! Abnormal Psychology. Agra: Bhargava Publications

اکائی 11۔ شخصیت کو متاثر کرنے والے عوامل

(Factors Influencing Personality)*

اکائی کے اجزاء

تمہید (Introduction)	11.0
مقاصد (Objectives)	11.1
شخصیت کو متاثر کرنے والے عوامل (Factors Influencing Personality)	11.2
توارث (Heredity)	11.3
ماحول (Environment)	11.4
ہمہ جہت شخصیت کا ارتقاء (Development of Integrated Personality)	11.5
خلاصہ (Summary)	11.6
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	11.7
فرہنگ (Glossary)	11.8
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	11.9
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)	11.10

11.0 تمہید (Introduction)

شخصیت کی نشوونما کا عمل پیدائش کے وقت سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ فرد اپنے ساتھ تواریثی استعداد لے کر پیدا ہوتا ہے، جن کے ذریعے اس کی شخصیت کی نشوونما ہوتی ہے۔ فرد کے تجربات مثبت اور منفی دونوں ہوتے ہیں۔ یہی تجربات رفتہ رفتہ اس کے طرز عمل کا ایک مستقل جزو بن جاتے ہیں۔ اسی جزو سے اس کی شخصیت کی خصوصیات ظاہر ہوتی ہیں۔ کوئی بھی فرد کامل شخصیت کے ساتھ پیدا نہیں ہوتا ہے۔ فرد صرف کچھ استعداد کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور پھر تجربات کی اساس پر اس کی شخصیت کی نشوونما ہوتی ہے۔ اس طرح شخصیت تواریث اور ماحول دونوں کا نتیجہ ہے۔ فرد کی شخصیت کی نشوونما میں جو اجزاء معاونت کرتے ہیں، انہیں ہم شخصیت کو متاثر کرنے والے عوامل کہتے ہیں۔ ان کا تفصیلی مطالعہ ہم اس باب میں کریں گے۔

* Dr. Afaq Khan, Associate Professor, Dept. of Educational Studies, JMI, New Delhi

11.1 مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلباء:

- شخصیت کو متاثر کرنے والے عوامل کی شناخت کر سکیں گے۔
- شخصیت کو متاثر کرنے والے حیاتیاتی یا تواریثی عوامل پر بحث کر سکیں گے۔
- شخصیت کو متاثر کرنے والے فطری اور سماجی ماحول سے متعلق عوامل کی فہرست سازی کر سکیں گے۔
- منظم شخصیت کے ارتقاء کا تصور واضح کر سکیں گے۔
- مربوط شخصیت کی نشوونما میں اساتذہ کے کردار کی وضاحت کر سکیں گے۔

11.2 شخصیت کو متاثر کرنے والے عوامل (Factors Influencing Personality)

اس دنیا میں فرد اپنی کچھ پیدائشی استعداد کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور اس کی شخصیت کا نشوونما رفتہ رفتہ بالترتیب طریقے سے ہوتا ہے۔ فرد کی شخصیت دو قسم کے عوامل سے متاثر ہوتی ہے۔ یہ عوامل درج ذیل ہیں۔

- 1- حیاتیاتی یا تواریثی عوامل (Biological or Hereditary Factors)
- 2- سماجی یا ماحولیاتی عوامل (Social or Environmental Factors)

اس کی تفصیلی وضاحت درج ذیل ہے۔

11.3 حیاتیاتی یا تواریثی عوامل (Biological or Hereditary Factors)

فرد کی شخصیت بنیادی طور پر حیاتیاتی یا تواریثی عوامل کے اوپر منحصر کرتی ہے۔ ان عوامل میں درج ذیل عوامل شامل ہیں۔

1- جسمانی بناوٹ اور شخصیت (Physique and Body Chemistry)

2- ذہانت اور صلاحیت (Intelligence and Ability)

3- درون افرازی غدود (Endocrine Glands)

4- اعصابی نظام (Nervous System)

ان کی تفصیلی وضاحت درج ذیل ہے:

1- جسمانی بناوٹ اور شخصیت (Physique and Body Chemistry): جسم اور جسمانی بناوٹ شخصیت کے اہم اجزاء ہیں۔ فرد کی شخصیت کی نشوونما میں اس کی جسمانی بناوٹ اور جسمانی ہیئت کا بہت اثر ہوتا ہے۔ خوبصورت جسمانی بناوٹ اور صحت کے ذریعے شخصیت موثر ہو جاتی ہے۔ اس میں فضیلت اور خود اعتمادی کی عظیم خصلتوں کی نشوونما ہو جاتی ہے۔ جسمانی بناوٹ کا فرد کے مزاج سے بھی تعلق ہوتا ہے۔ اکثر موٹے افراد خوش مزاج، آرام پسند اور سماجی ہوتے ہیں۔ دبلے پتلے افراد صابر، تیز اور چڑچڑے مزاج کے

ہوتے ہیں۔ فرد کے مزاج پر اس کے جسم کے کیمیائی اجزاء کا بھی اثر پڑتا ہے۔ خون (Blood) کی زیادتی فرد کو پر امید، صفر (Bile) کی زیادتی فرد کو چڑچڑا اور بلغم (Cough) کی زیادتی فرد کو پرسکون مزاج کا بنا دیتی ہے۔ نشیلی اشیاء کا استعمال کرنے والے افراد کی شخصیت پر اس کا براہ راست اثر مرتب ہوتا ہے۔ خون میں شکر (Sugar) کی کمی یا زیادتی کا اثر فرد کی ذہنی اور جسمانی کیفیت پر مرتب ہوتا ہے۔ غذا کے اقسام؛ وٹامن، پروٹین، چربی (Fat)، کاربوہائیڈریٹ، معدنیات (Mineralas) وغیرہ کی کم یا زیادہ مقدار کا بھی شخصیت پر اثر مرتب ہوتا ہے۔

2- ذہانت اور صلاحیت (Intelligence and Ability): ذہانت اور صلاحیت بھی فرد کی شخصیت کو متاثر کرتے ہیں۔ گالٹن کا قول ہے کہ انسان اپنی خصلتوں کو بھی توارث کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ ذہانت اور صلاحیت ذہنی خصلتوں کے ضمن میں ہی سمجھی جاتی ہیں۔ کوڈارڈ نے اپنے مطالعہ میں پایا کہ عام ذہانت کے والدین کے بچے عام ذہانت کے، اعلیٰ ذہانت کے والدین کے بچے اعلیٰ ذہانت کے، پسماندہ ذہانت کے والدین کے بچے پسماندہ ذہانت کے ہوتے ہیں۔ اس بنیاد پر انہوں نے ثابت کیا کہ ذہانت توارث پر منحصر کرتی ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ موسیقی کی صلاحیت رکھنے والے والدین کی اولاد میں بھی موسیقی کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اسی طرح ریاضی کی صلاحیت رکھنے والے والدین کے بچے بھی ریاضی میں اچھے ہوتے ہیں۔

3- درون افرازی غدود (Endocrine Glands): انسانی جسم میں کچھ ایسے درون افرازی غدود ہوتے ہیں جن کے ہارمون جسم کو صحت مند بنائے رکھنے کے لیے اور دیگر عملیات کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ ہارمون انسانی صحت پر بہت زیادہ اثر ڈالتے ہیں۔ ان کا مناسب مقدار میں بننا صحت کے لیے فائدہ مند اور نامناسب مقدار میں بننا نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ انسانی جسم میں درج ذیل درون افرازی غدود ہوتے ہیں:

- غده نخامیہ (Pituitary Gland): یہ غدود دماغ کے اگلے حصے میں ہوتا ہے۔ اس سے نکلنے والا ہارمون جسم کی دیگر عملیات کے ساتھ ساتھ خاص طور پر جسم کے خون کے دباؤ کو کنٹرول کرتا ہے۔ اسے ماسٹر غدود بھی کہتے ہیں۔ یہ غدود جسمانی نشوونما کو متاثر کرتا ہے۔ اس غدود سے نکلنے والے ہارمون کی زیادتی سے فرد بہت لمبا اور اس کا مزاج جارحانہ اور جھگڑالو ہو جاتا ہے اور اس کی کمی سے فرد بونا اور ساتھ ساتھ ڈرپوک اور بزدل ہو جاتا ہے۔

- تھائیرائیڈ غدود (Thyroid Gland): یہ غدود گلے کے پیچھے سانس کی نلی کے اوپر ہوتا ہے۔ اس غدود سے نکلنے والے ہارمون کو تھائیراکسن کہتے ہیں۔ آئیوڈین اس کا اہم جزو ہے۔ اس کا اثر انسانی جسم اور ذہانت پر مرتب ہوتا ہے۔ اس غدود کے زیادہ سرگرم ہونے پر فرد میں تناؤ، بیچینی، جوش اور چڑچڑاپن آ جاتا ہے۔ کم سرگرم ہونے پر فرد میں تھکان، اداسی اور ذہنی کمزوری وغیرہ خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تھائیرائیڈ غدود کے اوپر مٹر کے دانے کے برابر جسامت کا ایک اور غدود ہوتا ہے جسے پیرا تھائیرائیڈ غدود کہتے ہیں۔ اس سے نکلنے والے ہارمون کو پیرا تھائیراکسن کہتے ہیں جو خون میں کیلشیم کی مقدار کو کنٹرول کرتا ہے۔ کیلشیم کی مقدار کم ہونے پر جسم کے عضو ٹھیک سے کام نہیں کرتے، ہڈیاں اور دانت کمزور ہو جاتے ہیں۔ کیلشیم کی مقدار زیادہ ہونے پر گردے میں پتھری بن سکتی ہے۔

• **ایڈرینل غدود (Adrenal Gland):** یہ غدود گردے کے اگلے حصے پر ہوتا ہے۔ اس میں مختلف ہارمون بنتے ہیں جنہیں کارٹن اور ایڈرینل کہتے ہیں۔ اس غدود سے نکلنے والے ہارمون کا شخصیت پر بہت زیادہ اثر مرتب ہوتا ہے۔ یہ ہارمون فرد کے اندرون جسم کی اہم عملیات کو کنٹرول کرتا ہے۔ ایڈرینل کو ٹیکس سے کچھ مقدار میں اینڈروجن اور ایسٹروجن ہارمون بھی نکلتے ہیں۔ جو مرد اور خواتین کی جنسی فعالیت کے لیے بہت اہم ہوتے ہیں۔

• **گوئیڈس یا جنسی غدود (Gonads or Sex Glands):** گوئیڈس غدود اسپرم بنانے والا اہم غدود ہے۔ اس سے نکلنے والے ہارمون سے اعضا تناسل میں جوش اور سختی آتی ہے۔ اس لیے اسے افزائش نسل (Reproduction) غدود بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے نکلنے والے ہارمون سے مردوں میں مردانہ خصلتیں اور خواتین میں نسوانیت کی خصلتیں رونما ہوتی ہیں۔ اس سے نکلنے والے ہارمون کو ٹیسٹرون کہتے ہیں جس کے اثر سے لڑکوں میں داڑھی مونچھ آتی ہے، آواز موٹی ہو جاتی ہے اور جنسی اعضا سرگرم ہو جاتے ہیں۔ خواتین میں تولیدی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔

• **پنکریاز غدود (Pancreas Glands):** اس غدود سے نکلنے والے ہارمون سے غذا کا ہاضمہ ہوتا ہے۔ اس غدود سے انسولین ہارمون بھی نکلتا ہے جو جسم میں شکر کی مقدار میں توازن قائم کرتا ہے۔ اس کی کمی سے فرد کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے اور خوف کا احساس ہوتا ہے، ذہنی صلاحیتیں کمزور ہونے لگتی ہیں اور شخصیت میں تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ انسولین کی کمی سے شکر کی بیماری ہو جاتی ہے۔

4- **اعصابی نظام (Nervous System):** اعصابی نظام فرد کی شخصیت کا اہم عنصر ہے۔ اعصابی نظام فرد کے جسمانی طرز عمل کی اساس ہے۔ اعصابی نظام کے ذریعے ہی انسان کے حواس خمسہ ماحول سے اطلاعات وصول کرتے ہیں۔ ان اطلاعات کی عمل آوری دماغ میں ہوتی ہے جو کہ اعصابی نظام کا مرکز ہوتا ہے۔ دماغ میں عمل آوری ہونے کے بعد انسانی جسم سے جو طرز عمل نکلتے ہیں اس میں بھی اعصابی نظام کا مکمل دخل ہوتا ہے۔ چونکہ انسان ہمہ وقت اپنے ماحول سے ہم آہنگی کرنے کے لیے ماحول سے اطلاعات وصول کرتا ہے اور انہیں اطلاعات کے مطابق اپنے وقوفی، تاثراتی اور نفسی و حرکی طرز عمل میں تبدیلی لاتا ہے۔ تبدیل ہوتے ہوئے ماحول سے مطابقت قائم کرنا شخصیت کی اہم خصلت ہے۔ اس کے علاوہ ہکلا نا، تھلا نا، بہرا پن، اندھا پن اعصابی نظام سے متعلق خرابی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ انسان کی ذہنی نشو و نما اور ذہنی عملیات کا گہرا تعلق اعصابی نظام سے ہوتا ہے۔ اس طرح اعصابی نظام کا صحت مند ہونا جسمانی و ذہنی صحت کے لیے ضروری ہے۔

مندرجہ بالا حیاتیاتی عوامل کے علاوہ دیگر عوامل جیسے: جنس، ذہانت، مزاج، جذبات، جبلتیں وغیرہ شخصیت کو متاثر کرنے والے اہم عوامل ہیں۔

سماجی یا ماحولیاتی عوامل (Social or Environmental Factors)

11.4

سماج یا ماحول سے متعلق عوامل فرد کی شخصیت کو کافی حد تک متاثر کرتے ہیں۔ سماجی مخلوق ہونے کی وجہ سے ماحول اور دیگر افراد

کے تجربات کا فرد پر غیر معمولی اثر مرتب ہوتا ہے۔ گھر، خاندان، اسکول، معاشرہ وغیرہ کا بھی فرد پر گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ ماحول خاص طور پر دو قسم کا ہوتا ہے۔

i. فطری ماحول (Natural Environment)

ii. سماجی ماحول (Social Environment)

فطری ماحول (Natural Environment): فرد کی شخصیت پر فطری یا طبیعیاتی ماحول کا اثر مرتب ہوتا ہے۔ آب و ہوا، زمین اور نباتات سے فرد ہمیشہ متاثر ہوتا ہے۔ ٹھنڈی آب و ہوا میں رہنے والے لوگ صحت مند، خوبصورت، گورے، عقل مند اور محنتی ہوتے ہیں۔ گرم آب و ہوا کے ممالک میں رہنے والے لوگ اکثر غیر صحت مند، سست، کالے اور پسماندہ ذہانت کے ہوتے ہیں۔ آگبرن (Ogburn) اور نمکاف (Nimkoff) نے شخصیت کی نشوونما میں فطری ماحول کی اہمیت کو قبول کیا ہے۔

سماجی ماحول (Social Environment): سماجی ماحول کے عناصر کا بھی فرد کی شخصیت پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ کچھ ماہرین نفسیات کے مطابق شخصیت کی تعمیر میں توارثی عوامل کی بنسبت ماحولیاتی عوامل کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ درحقیقت شخصیت کی تعمیر توارثی اور ماحولیاتی عوامل کے تعامل کا نتیجہ ہے۔ سماجی ماحول کے ضمن میں درج ذیل عناصر اہم کردار ادا کرتے ہیں:

- گھر - خاندان
- پاس پڑوس
- اسکول
- تفریح کے وسائل
- شعبہ زندگی
- معاشی اور سماجی حالات
- مذہب اور ثقافت
- ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

- گھر - خاندان (Home-Family): ماں کے شکم میں آتے ہی بچے کے اوپر ماحول کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ پیدائش کے وقت ماں کی جسمانی اور ذہنی صحت کا اثر بچے کی شخصیت پر مرتب ہوتا ہے۔ ایڈلر کے مطابق 3 سے 6 سال کے درمیان سیکھے گئے اقدار کا شخصیت کی نشوونما میں اہم کردار ہوتا ہے۔ ماں کے علاوہ والد کے رویے اور دلچسپیوں کا اثر بچے کی شخصیت پر پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ گھر کے دیگر افراد کا اثر بھی بچے کی شخصیت پر پڑتا ہے۔ اگر والدین کارویہ بچوں کے تئیں بہت سخت ہوتا ہے تو ایسے بچے خود بین (Introvert) ہو جاتے ہیں۔ اگر والدین بچوں سے بات چیت کرتے ہیں اور انھیں لاڈ پیار دیتے ہیں تو بچے کی شخصیت دور بین (Extrovert) ہوتی ہے۔ اس طرح گھر - خاندان کے اچھے اور برے ماحول کا اثر بچے قبول کرتے ہیں اور اسی کے مطابق ان کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔ اس لیے بچوں کی شخصیت کی عمدہ نشوونما کے لیے گھر، خاندان خصوصاً والدین سے اچھے طرز عمل کی امید کی جاتی ہے۔ نمکاف کے

مطابق ایک اچھا گھر وہ ہے جس میں بچے کے والد- والدہ دونوں موجود ہوں۔ والد- والدہ دونوں میں باہمی محبت ہو اور بچے کو مناسب پیار ملتا ہو۔ والدین بچے کی فطری دلچسپیوں، استعداد اور صلاحیتوں کو سمجھتے ہوں اور بچے کی مطلوبہ خواہشات کی تکمیل کے لیے کوشاں ہوں۔

ایڈلر کا قول ہے کہ خاندان میں بچے کا مقام اور اس کی پیدائش کی ترتیب بھی شخصیت کی نشوونما میں اپنا اثر مرتب کرتی ہے۔ خاندان کا اکلوتا بچہ جس کے آرام اور حقوق میں حصہ بانٹنے والا کوئی نہیں ہوتا، والدین کے زیادہ لاڈ پیار کی وجہ سے بچے میں اجارہ داری (Monopoly) کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بچے اکثر دوسروں پر منحصر ہونے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ خاندان میں دوسرا بچہ آنے سے پہلا بچہ اسے اپنا مقابل سمجھنے لگتا ہے اس میں حسد کے جذبات کی نشوونما ہو سکتی ہے۔ اکثر خاندان کے سب سے چھوٹے بچے کو بہت زیادہ لاڈ پیار ملتا ہے جس سے بچہ ضدی ہو سکتا ہے۔

- پاس پڑوس (Neighbourhood): گھر کے بعد بچے پر اپنے پاس پڑوس کا گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ بچہ پاس پڑوس کے ساتھیوں سے تعامل کرتا ہے۔ کچھ بچوں سے اس کی دوستی ہو جاتی ہے۔ اس دوستی کا اثر اس کی شخصیت پر مرتب ہوتا ہے۔ سماجی تقلید اور دوستی نبھانے کے لیے وہ بہت سی اچھی بری چیزوں کو جانے انجانے میں سیکھ جاتا ہے۔ یہ سبھی باتیں اس کی شخصیت کا اہم جز بن جاتی ہیں۔
- اسکول (School): اسکول فرد کی شخصیت کی نشوونما کے لیے ایک رسمی ایجنسی ہے۔ اسکول کے اچھے تجربات بچے کی شخصیت پر اچھا اثر ڈالتے ہیں اور برے تجربات اس میں غلط عادتوں کی تشکیل کرتے ہیں۔ اسکول میں ہم جماعت ساتھیوں کی طرز زندگی اور عادتوں کا بھی اثر بچے قبول کرتے ہیں۔ اساتذہ کا بچے کے تئیں رویہ مختلف مضامین میں بچے کی حصولیابی، ہم نصابی سرگرمیوں میں شرکت کرنے، اسکول کے نظم و ضبط، قواعد اور اصول بھی بچے کی طرز زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ سماجی جذبات کی نشوونما اور عزت نفس کی تشکیل کافی حد تک اسکول میں ہی ہوتی ہے۔

- تفریح کے وسائل (Means of Recreation): تفریح کے مختلف سامانوں کا بھی بچے کی شخصیت پر اثر مرتب ہوتا ہے۔ تفریح کے اچھے وسائل سے بچے کی شخصیت میں موزوں خصوصیات کی نشوونما ہوتی ہے۔ فلمیں، کلب، میلے، تہوار، مذہبی مقامات کا اثر بھی بچے کی شخصیت پر ہوتا ہے۔ اس سے بچے میں سماج، معاشرہ، ذات، طبقہ، انسانیت اور ملک کے تئیں صحت مندرویے کی تشکیل ہوتی ہے۔
- شعبہ زندگی (Life Space): عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ فرد کی زندگی میں مختلف شعبہ جات جڑ جاتے ہیں جس سے اس کی شعبہ زندگی وسیع ہوتی چلی جاتی ہے۔ مختلف شعبہ زندگی سے ربط ہونے کے نتیجے میں فرد ان سے تعامل کے ذریعے زندگی کے نئے نئے تجربات سیکھتا ہے۔ اس سے اس کی شخصیت متاثر ہوتی ہے اور فرد کی ذہنی و سماجی نشوونما ہوتی ہے۔

- معاشی اور سماجی حالات (Economic and Social Status): خاندان کے معاشی اور سماجی حالات کا بھی بچے کی شخصیت کی نشوونما پر اثر مرتب ہوتا ہے۔ جن گھروں کی معاشی اور سماجی حالت اچھی ہوتی ہے ان کے بچوں کی شخصیت کی تعمیر فطری طور پر اچھی ہوتی ہے۔ ایسے بچے کی شخصیت ہم آہنگ اور منظم ہوتی ہے۔ معاشی طور پر کمزور خاندان کے بچے ناامیدی اور تناؤ کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔ اکثر ایسے بچے چوری کرنا، جھوٹ بولنا، وغیرہ غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

• **مذہب اور ثقافت (Religion and Culture):** شخصیت کی نشوونما میں مذہب اور ثقافت کا بھی بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ ہر ایک مذہب کی کچھ بنیادی تعلیمات ہوتی ہیں جنہیں اس مذہب کے مقلدین دل و جان سے قبول کرتے ہیں اور مانتے ہیں۔ مذہبی مقامات میں جا کر سنی گئی مذہبی باتوں کا اثر شخصیت پر مرتب ہوتا ہے۔ ثقافتی روایات اور رسم و رواج کے تئیں عقیدت کا جذبہ بھی بچے کی شخصیت کو متاثر کرتا ہے۔ اساتذہ کا احترام، بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے شفقت، حب الوطنی، ہمدردی، فرض شناسی، ایمانداری، صبر، شکر جیسی خوبیاں انسان مذہب اور ثقافت کے ذریعے ہی سیکھتا ہے۔

اس طرح درج بالا تجزیہ سے واضح ہے کہ فرد کی شخصیت کی نشوونما میں حیاتیاتی اور ماحولیاتی دونوں ہی قسم کے عوامل کا کردار ہوتا ہے۔ شخصیت کی نشوونما توارث اور ماحول دونوں ہی عوامل کے آپسی تعامل کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس طرح والدین اور اساتذہ کو دونوں قسم کے عوامل کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور بچے کی شخصیت کی نشوونما میں معاونت کرنی چاہئے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. شخصیت پر حیاتیاتی عوامل کیسے اثر کرتے ہیں؟
2. سماجی ماحول بچے کی شخصیت کو کیسے متاثر کرتا ہے؟
3. توارث اور ماحول کا باہمی تعلق کس طرح شخصیت کی نشوونما میں مددگار ہے؟

11.5 ہمہ جہت شخصیت کا ارتقاء (Development of Integrated Personality)

ایک مربوط یا منظم شخصیت سے مراد ہمہ جہت شخصیت سے ہے۔ ایسی شخصیت جو ہر ایک حالت میں بہترین ہم آہنگی قائم کرنے کے لائق ہو۔ مربوط شخصیت کی نشوونما سے مراد ایسے عمل سے ہے جس کے ذریعے فرد خود مربوط اور ہم آہنگی کا احساس کرتا ہے۔ ایسی حالت میں فرد کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں، عقائد، اقدار اور طرز عمل ایک دوسرے کے ساتھ مربوط اور متوازن انداز میں کام کرتے ہیں۔ شعبہ نفسیات میں کارل جنگ، ایرک ایرکسن، اور ابراہم میسلو کے ذریعے مربوط شخصیت کی نشوونما کے تعلق سے رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ اس روشنی میں مربوط شخصیت کی نشوونما کی وضاحت درج نکات کی بنیاد پر بیان کی جاسکتی ہے۔

ابتدائی بچپن کی نشوونما (Early Childhood Development): بچپن اور ابتدائی بچپن کے زمانے میں فرد کی شخصیت کی نشوونما والدین، دیکھ بھال کرنے والوں، ساتھیوں اور ماحول کے تعامل کے ذریعے شروع ہو جاتی ہے۔ ابتدائی زندگی کا یہ مرحلہ خود اعتمادی، خود مختاری، اور بنیادی سماجی مہارتوں کی نشوونما کے لیے اہم ہے۔

خود شناسی کی تشکیل (Formation of Self-Identity): جیسے-جیسے بچے بڑے ہوتے ہیں، ان میں خود شناسی کا احساس پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بچے اپنی ترجیحات، صلاحیتوں اور خصوصیات کو سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ توارث، مزاج، خاندانی حرکیات اور ثقافتی پس منظر جیسے عوامل سے متاثر ہوتا ہے۔

سماجیانہ اور اخلاقی نشوونما (Socialization and Moral Development): سماجیانہ کے ذریعے بچہ معاشرتی اصول، اقدار اور

اخلاقی اصول سیکھتا ہے۔ وہ اپنے عقائد کو اپنی شخصیت میں ضم کرتا ہے، اسے اندرونی بناتا ہے اور انہیں اپنے احساس نفس میں شامل کرتا ہے۔ اس سے بچے کی اخلاقی شناخت اور ضمیر کی بنیاد تعمیر ہوتی ہے۔

شناخت کی تلاش اور بحران (Identity Exploration and Crisis): غنفوان شباب اور ابتدائی جوانی کے زمانے میں، افراد اکثر شناخت کی تلاش میں مشغول ہوتے ہیں، اپنے عقائد، اقدار اور زندگی کے مقاصد پر سوال اٹھاتے ہیں۔ یہ مرحلہ، جسے ایرک ایڑکسن نے "شناخت بمقابلہ کردار کی الجھن" کے مرحلے کے طور پر بیان کیا ہے، اس میں غیر یقینی صورتحال اور شناخت کے بحران کے ادوار شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ فرد خود کا ایک مربوط احساس قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تجربات کا انضمام (Integration of Experiences): زندگی بھر، افراد مثبت اور منفی دونوں طرح کے مختلف تجربات جمع کرتے ہیں، جو ان کی شخصیت کو تشکیل دیتے ہیں۔ مربوط شخصیت میں متضاد تجربات، جذبات، اور شناخت کے پہلوؤں کو شامل کیا جاتا ہے تاکہ ایک مربوط اور متحد خودی کا تصور پیدا کیا جاسکے۔ یہ تصور فرد کو اپنا مقام حاصل کرنے میں کافی معاون ہوتا ہے۔

خود شناسی (Self-Actualization): ابراہم میلو کے نظریہ ضروریات کے درجہ بندی کے مطابق، خود حقیقت پسندی نفسیاتی ترقی کے عروج کی نمائندگی کرتی ہے، جس میں فرد اپنی صلاحیت کی تکمیل کرتا ہے، با معنی اہداف حاصل کرتا ہے، اور زندگی میں کاملیت اور مقصدیت کے احساس کا تجربہ کرتا ہے۔ خود شناسی کو حاصل کرنے کے لیے اقدار، صلاحیتوں اور خواہشات کو خود کے متحد احساس میں ضم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مستل ترقی اور موافقت (Continual Growth and Adaptation): شخصیت کی نشوونما ایک مسلسل چلنے والا عمل ہے جو زندگی بھر جاری رہتا ہے۔ فرد کو نئے چیلنجز، مواقع اور تجربات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو مزید ترقی اور مطابقت کا باعث بنتے ہیں۔ زندگی کی پیچیدگیوں کا سامنا کرتے ہوئے ایک مربوط شخصیت کے حصول کے لیے تبدیلی کے لیے کشادگی اور لچک ضروری ہے۔

مجموعی طور پر، ایک مربوط شخصیت کی نشوونما میں خود کا ایک مربوط اور مستند احساس پیدا کرنے کے لیے مختلف نفسیاتی، سماجی، اور تجرباتی عوامل کی مسلسل ترکیب اور ہم آہنگی شامل ہے۔ یہ عمل متحرک اور انفرادی نوعیت کا ہے، جو زندگی بھر میں بے شمار اندرونی اور بیرونی عوامل سے متاثر ہوتا ہے۔

مربوط شخصیت کی نشوونما میں اساتذہ کا کردار (Role of Teacher in Development of integrated Personality): ایک مربوط شخصیت کی نشوونما مختلف عوامل سے نمایاں طور پر متاثر ہوتی ہے۔ ان عوامل میں توارثی رجحانات، خاندانی ماحول، دوستوں کے ساتھ تعاملات، ثقافتی اثرات اور انفرادی تجربات شامل ہیں۔ ان عوامل میں فرد کی نشوونما کے ابتدائی سالوں میں اساتذہ کا کردار خاصا اہم ہوتا ہے۔ اساتذہ طلباء میں ایک مربوط شخصیت کی نشوونما میں معاونت اور کثیر جہتی کردار ادا کرتے ہیں۔ پرورش اور معاون تعلیمی ماحول فراہم کرنے، سماجی اور جذباتی مہارتوں کو فروغ دینے، تنقیدی سوچ اور عکاسی کو فروغ دینے، مثبت طرز عمل اور اقدار کی نمونہ سازی، تعلق اور شمولیت کے احساس کو فروغ دینے، اور مستند اظہار کی حوصلہ افزائی کر کے، اساتذہ طلباء کی مجموعی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اساتذہ مندرجہ ذیل طریقوں سے شخصیت کے انضمام کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں؛

معاون ماحول فراہم کرنا (Providing a Supportive Environment): کمرہ جماعت کا ایک محفوظ اور معاون ماحول بنانا استاد کی ذمہ داری ہے۔ اساتذہ ایسے ماحول کی تخلیق کر سکتے ہیں جہاں طلباء کو قدر، عزت، اور مستند طور پر اظہار خیال کرنے کی آزادی حاصل ہو۔ کمرہ جماعت کا ماحول سیکھنے کے لیے بالکل معقول اور پرورش مرکوز ہونا چاہئے۔ پرورش کا ماحول جذباتی صحت کو فروغ دیتا ہے اور طلباء کی مثبت خودی کا تصور تیار کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے، جو کہ مربوط شخصیت کی نشوونما کے لیے بنیاد ہے۔

سماجی اور جذباتی اکتساب کی سہولت (Facilitating Social and Emotional Learning-SEL): اساتذہ اپنے نصاب میں سماجی اور جذباتی اکتساب کو شامل کر سکتے ہیں تاکہ طلباء میں خود آگہی، خود ضابطہ، ہمدردی، اور باہمی رابطے جیسی ضروری مہارتوں کو فروغ دینے میں مدد ملے۔ ان مہارتوں کو سکھانے سے، معلمین طلباء کو اپنے جذبات کو مؤثر طریقے سے سمجھنے اور ان کا نظم کرنے، صحت مند تعلقات بنانے، اور سماجی تعاملات کو تعمیری طور پر قائم کرنے کے قابل بناتے ہیں۔

تنقیدی سوچ اور عکاسی کو فروغ دینا (Promoting Critical Thinking and Reflection): اساتذہ تنقیدی سوچ اور انعکاس کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں۔ ان سرگرمیوں کے ذریعے، طلباء اپنے عقائد، اقدار اور مفروضات کو تنقیدی طور پر جانچنا سیکھتے ہیں، جو خود آگہی اور ان کی شخصیت میں متنوع نقطہ نظر کے انضمام کو فروغ دیتے ہیں۔

ذاتی ترقی اور نشوونما کی حوصلہ افزائی (Encouraging Personal Growth and Development): شخصیت کی مربوط نشوونما کے لیے اساتذہ رول ماڈل کے طور پر کام کر سکتے ہیں۔ اساتذہ طلباء کو ان کے ذاتی اہداف کا تعین کرنے، ان کی دلچسپیوں کا تعاقب کرنے اور چیلنجوں پر قابو پانے میں رہنمائی کر سکتے ہیں۔ تعمیری آراء، حوصلہ افزائی اور مدد فراہم کر کے، اساتذہ طلباء کی ترقی کی ذہنیت اور لچک پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں، جو زندگی کے اتار چڑھاؤ اور ذاتی ترقی کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

مثبت طرز عمل اور اقدار کی ماڈلنگ (Modeling Positive Behaviors and Values): اساتذہ طلباء کے لیے ایک طاقتور رول ماڈل کے طور پر کام کرتے ہیں اور ان کے رویوں، طرز عمل اور اقدار کو نمایاں طور پر متاثر کرتے ہیں۔ رحمدلی، ہمدردی، دیانتداری، اور دیگر مثبت خصلتوں کا نمونہ پیش کر، اساتذہ فرد کی شخصیت کی تشکیل میں اخلاقی اصولوں کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثبت طرز عمل کی مسلسل ماڈلنگ طلباء کو ان اقدار کو اپنی شخصیت کا حصہ بنانے اور انہیں اپنی شناخت میں ضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

تعلق اور شمولیت کے احساس کو فروغ دینا (Fostering a Sense of Belonging and Inclusion): اساتذہ جامع تعلیمی ماحول تشکیل دے سکتے ہیں جو تنوع کا فروغ کرتے ہیں اور ہر طالب علم کی منفرد استعداد اور پس منظر کا احترام کرتے ہیں۔ تعلق اور قبولیت کے احساس کو فروغ دے کر، اساتذہ طلباء کو دوسروں کے ساتھ خود اور باہم جڑنے کا مثبت احساس پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں، جو ان کی شخصیت کے انضمام میں معاون ہوتا ہے۔

مستند اظہار کی حوصلہ افزائی کرنا (Encouraging Authentic Expression): اساتذہ طلباء کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مستند طریقے سے ظاہر کریں اور اپنی دلچسپیوں، جذبات اور ہنر کو آگے بڑھائیں۔ طلباء کی انفرادیت کی توثیق کر کے اور خود اظہار کے مواقع فراہم کر کے، اساتذہ طلباء کو اپنی منفرد شناخت کو اپنانے اور ان کی شخصیت میں ہم آہنگی اور صداقت کا احساس پیدا کرنے کا اختیار فراہم

کرتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. ہمہ جہت یا مربوط شخصیت کی نشوونما میں ابتدائی بچپن اور خود شناسی کا کیا کردار ہے؟
2. اساتذہ طلباء کی مربوط شخصیت کی نشوونما میں کس طرح معاونت فراہم کر سکتے ہیں؟
3. زندگی کے تجربات اور سماجی عوامل شخصیت کے انضمام میں کیسے مددگار ثابت ہوتے ہیں؟

11.6 خلاصہ (Summary)

شخصیت کی نشوونما پیدائش کے وقت سے شروع ہوتی ہے، جب فرد اپنے ساتھ کچھ توارثی استعداد لے کر دنیا میں آتا ہے۔ یہ استعداد اس کی شخصیت کی بنیاد بنتی ہے، جو وقت کے ساتھ مختلف تجربات کے اثر سے ترقی کرتی ہے۔ انسان کے تجربات مثبت اور منفی دونوں نوعیت کے ہوتے ہیں اور یہ تجربات رفتہ رفتہ اس کے طرز عمل کا مستقل حصہ بن جاتے ہیں۔ شخصیت کی تشکیل میں صرف پیدائشی استعداد کافی نہیں ہوتی بلکہ ماحول کا کردار بھی اتنا ہی اہم ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شخصیت توارث اور ماحول دونوں کا نتیجہ ہے۔ فرد کی شخصیت پر اثر انداز ہونے والے عوامل دو قسم کے ہوتے ہیں: حیاتیاتی اور سماجی۔ حیاتیاتی عوامل میں جسمانی بناوٹ، جسمانی کیمیا، ذہانت، صلاحیتیں، درون افزائی غدود، اور اعصابی نظام شامل ہیں۔ مثال کے طور پر خون کی زیادتی فرد کو پرامید، صبرا کی زیادتی چڑچڑا، اور بلغم کی زیادتی پرسکون مزاج بناتی ہے۔ ماہرین جیسے گالٹن اور کوڈارڈ کے مطابق ذہانت اور صلاحیتیں بھی بعض حد تک توارث کے ذریعے منتقل ہوتی ہیں، اور والدین کی ذہانت کا اثر بچوں کی ذہانت پر ظاہر ہوتا ہے۔ انسانی جسم کے غدہ نچامیہ، تھائیرائیڈ، پیراتھائیرائیڈ، ایڈریئل، گونیڈس اور پینکریاس بھی شخصیت کی جسمانی اور نفسیاتی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سماجی ماحول کے اثرات بھی شخصیت کی نشوونما میں اہم ہیں۔ خاندان، اسکول، پڑوس، تفریح کے وسائل، معاشرتی اور اقتصادی حالت، مذہب اور ثقافت یہ سب عناصر فرد کی شخصیت کی تشکیل میں معاون ہوتے ہیں۔ شخصیت کی نشوونما کا مقصد ایک مربوط اور ہم آہنگ شخصیت تیار کرنا ہے، یعنی ایسی شخصیت جس میں عقائد، اقدار اور طرز عمل متوازن انداز میں کام کریں۔ اس طرح کی مربوط شخصیت فرد کو ہر حالت میں بہتر فیصلہ کرنے، معاشرتی تعلقات قائم رکھنے اور ذاتی و سماجی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دینے کے قابل بناتی ہے۔

نفسیات کے ماہرین جیسے کارل جنگ، ایرک ایرکسن اور ابراہم میسلونے شخصیت کی مربوط نشوونما کے حوالے سے رہنمائی فراہم کی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ ایک ہم آہنگ شخصیت کی تعمیر کے لیے فرد کے جسمانی، ذہنی اور سماجی پہلوؤں کا توازن ضروری ہے۔ اس عمل میں اساتذہ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ طلباء میں شخصیت کی ہم آہنگی، اقدار اور سماجی رویوں کی ترقی میں مدد کرتے ہیں اور ایک مربوط، متوازن اور مثبت شخصیت کے فروغ کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

- شخصیت کی نشوونما کا عمل پیدائش کے وقت سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ فرد اپنے ساتھ توارثی استعداد لے کر پیدا ہوتا ہے، جن کے ذریعے اس کی شخصیت کی نشوونما ہوتی ہے۔
- فرد کے تجربات مثبت اور منفی دونوں ہوتے ہیں۔ یہی تجربات رفتہ رفتہ اس کے طرز عمل کا ایک مستقل جزو بن جاتے ہیں۔
- فرد صرف کچھ استعداد کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور پھر تجربات کی اساس پر اس کی شخصیت کی نشوونما ہوتی ہے۔
- شخصیت توارث اور ماحول دونوں کا نتیجہ ہے۔
- فرد کی شخصیت کی نشوونما میں جو اجزاء معاونت کرتے ہیں، انہیں ہم شخصیت کو متاثر کرنے والے عوامل کہتے ہیں۔
- فرد کی شخصیت دو قسم کے عوامل: 1. حیاتیاتی یا توارثی عوامل اور 2. سماجی یا ماحولیاتی عوامل سے متاثر ہوتی ہے۔
- حیاتیاتی یا توارثی عوامل میں جسمانی بناوٹ اور جسمانی کیمیا، ذہانت اور صلاحیت، درون افرازی غدود، اعصابی نظام وغیرہ شامل ہیں۔
- خون (Blood) کی زیادتی فرد کو پرامید، صفر (Bile) کی زیادتی فرد کو چڑچڑا اور بلغم (Cough) کی زیادتی فرد کو پرسکون مزاج کا بنا دیتی ہے۔
- گالٹن کا قول ہے کہ انسان اپنی خصلتوں کو بھی توارث کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ ذہانت اور صلاحیت ذہنی خصلتوں کے ضمن میں ہی سمجھی جاتی ہیں۔
- کوڈارڈ نے اپنے مطالعہ میں پایا کہ عام ذہانت کے والدین کے بچے عام ذہانت کے، اعلیٰ ذہانت کے والدین کے بچے اعلیٰ ذہانت کے، پسماندہ ذہانت کے والدین کے بچے پسماندہ ذہانت کے ہوتے ہیں۔
- انسانی جسم میں کچھ ایسے درون افرازی غدود ہوتے ہیں جن کے ہارمون جسم کو صحت مند بنائے رکھنے کے لیے اور دیگر عملیات کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔
- انسانی جسم میں: غدہ نخامیہ، تھائیرائیڈ، پیراتھائیرائیڈ، ایڈریٹل، گونیڈس اور پینکریاز درون افرازی غدود ہوتے ہیں۔
- سماجی ماحول کے ضمن میں: گھر - خاندان، پاس پڑوس، اسکول، تفریح کے وسائل، شعبہ زندگی، معاشی اور سماجی حالت مذہب اور ثقافت، وغیرہ عناصر اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
- مربوط یا منظم شخصیت سے مراد ہمہ جہت شخصیت سے ہے۔ ایسی شخصیت جو ہر ایک حالت میں بہترین ہم آہنگی قائم کرنے کے لائق ہو۔
- مربوط شخصیت کی نشوونما سے مراد ایسے عمل سے ہے جس کے ذریعے فرد خود مربوط اور ہم آہنگی کا احساس کرتا ہے۔ ایسی حالت میں فرد کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں، عقائد، اقدار اور طرز عمل ایک دوسرے کے ساتھ مربوط اور متوازن انداز میں کام کرتے ہیں۔

- شعبہ نفسیات میں کارل جنگ، ایرک ایرکسن، اور ابراہم میسلو کے ذریعے مربوط شخصیت کی نشوونما کے تعلق سے رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔
- اساتذہ طلباء میں ایک مربوط شخصیت کی نشوونما میں معاونت میں کثیر جہتی کردار ادا کرتے ہیں۔

11.8 فرہنگ (Glossary)

Relating to life and living processes.	حیاتیاتی (Biological)
Passes on from parent to child.	توارثی (Hereditary)
Connected with society.	سماجی (Social)
Glands that make and release hormones directly into the bloodstream.	درون افرازی غدود (Impulses)
Something that a person or thing usually does; a way of behaving.	نصلت (Tendencies)
To join things so that they become one thing or work together.	مربوط (Instincts)
Determination to do something; strength of mind.	قوت عزم (Will power)
The quality of being sociable.	معاشرت (Sociability)

11.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- 1- فرد کے تجربات ----- ہوتے ہیں۔ یہی تجربات رفتہ رفتہ اس کے طرز عمل کا ایک مستقل جزو بن جاتے ہیں۔
a. مثبت b. منفی c. مثبت اور منفی دونوں d. معقول اور معروضی دونوں
- 2- شخصیت ----- کا نتیجہ ہے۔
a. توارث b. ماحول c. توارث اور ماحول دونوں d. جسم اور ذہن دونوں
- 3- فرد کی شخصیت کو درج ذیل میں کون سے عوامل متاثر کرتے ہیں؟
a. حیاتیاتی b. سماجی c. ماحولیاتی d. درج بالا سبھی
- 4- حیاتیاتی یا توارثی عوامل میں ----- شامل نہیں ہے۔
a. جسمانی کیمیا b. درون افرازی غدود c. معاشی حالت d. اعصابی نظام

5- خون (Blood) کی زیادتی فرد کو----- مزاج کا بنا دیتی ہے۔

a. پر امید b. چڑچڑا c. پرسکون d. اداس

6- صفرا (Bile) کی زیادتی فرد کو----- مزاج کا بنا دیتی ہے۔

a. اداس b. چڑچڑا c. پر جوش d. پرسکون

7- بلغم (Cough) کی زیادتی فرد کو----- مزاج کا بنا دیتی ہے۔

a. پرسکون b. چڑچڑا c. مثبت d. معروضی

8- کس کے مطابق 'انسان اپنی خصلتوں کو بھی توارث کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ ذہانت اور صلاحیت ذہنی خصلتوں کے ضمن میں ہی سمجھی جاتی ہیں'۔

a. شیلڈن b. فرائڈ c. آلپرٹ d. گالٹن

9- کس کے مطابق 'عام ذہانت کے والدین کے بچے عام ذہانت کے، اعلیٰ ذہانت کے والدین کے بچے اعلیٰ ذہانت کے، پسماندہ ذہانت کے والدین کے بچے پسماندہ ذہانت کے ہوتے ہیں'۔

a. کوڈارڈ b. گالٹن c. کروائینڈ کرو d. کو فیلڈ

10- انسانی جسم میں----- درون افزائی غدود ہوتے ہیں۔

a. غدہ نخمیہ اور تھائیرائیڈ b. پیراتھائیرائیڈ اور ایڈرینل c. گونیڈس اور پینکریاز d. درج بالا سبھی

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- شخصیت کو متاثر کرنے والے عوامل کی شناخت کیجئے۔
- 2- شخصیت کو متاثر کرنے والے حیاتیاتی / توارثی عوامل پر بحث کیجئے۔
- 3- درون افزائی غدود سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ان کے نام لکھئے۔
- 4- شخصیت کو متاثر کرنے والے فطری اور سماجی ماحول سے متعلق عوامل کی فہرست سازی کیجئے۔
- 5- منظم شخصیت کے ارتقاء کا تصور واضح کیجئے۔
- 6- مربوط شخصیت کی نشوونما میں اساتذہ کے کردار کی وضاحت کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- اہم درون افزائی غدود اور جسمانی کیمیا کون سے ہیں؟ ان کی کمی اور زیادتی سے شخصیت پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ بیان کیجئے۔
- 2- حیاتیاتی یا توارثی عوامل سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کے اہم عناصر شخصیت پر کس طرح کے اثرات مرتب کرتے ہیں؟ تفصیلی روشنی ڈالئے۔

3- سماجی ماحول سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ سماجی ماحول کے اہم عناصر شخصیت پر کس طرح کے اثرات مرتب کرتے ہیں؟ تفصیلی روشنی ڈالیے۔

4- مربوط شخصیت سے کیا مراد ہے؟ مربوط شخصیت کی نشوونما میں اساتذہ کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

معروضی جوابات کے حامل سوالات کے جوابات:

1-c	2-c	3-d	4-c	5-a
6-b	7-a	8-d	9-a	10-d

11.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Singh, A.K. (2010). Educational Psychology. Patna: Bharti Bhawan Publishers and Distributors
- 2- Lal, R.B. (2015). Educational Psychology. Meerut: Rastogi Publications
- 3- Pathak, R.P. (2019). Psychological Perspectives of Education. New Delhi: Atlantic Publishers & Distributors (P) LTD.
- 4- Khan, N.A. & Husain S.M. (2019). Aspects of Educational Psychology: Aligarh. Educational Book House
- 5- Kapil, H.K. (1991). Youth! Abnormal Psychology. Agra: Bhargava Publications.
- 6- Mangal, S.K. (2014). Learner, Learning and Cognition. Ludhuana: Tondon Publications Publishers and Distributors
- 7- Kapil, H.K. (1991). Youth! Abnormal Psychology. Agra: Bhargava Publications

اکائی 12۔ شخصیت کا اندازہ قدر

(Assessment of Personality)*

اکائی کے اجزاء

تمہید (Introduction)	12.0
مقاصد (Objectives)	12.1
شخصیت کا اندازہ قدر (Assessment of Personality)	12.2
تخلیلی تکنیک (Projective Techniques)	12.3
12.3.1 رورشاخ کی سیاہی دھبہ جانچ (Rorschach's Ink Blot Test)	
12.3.2 سی۔ اے۔ ٹی۔ (CAT)	
غیر تخلیلی تکنیک (Non-Projective Techniques)	12.4
12.4.1 مشاہدہ (Observation)	
12.4.2 سوالنامہ (Questionnaire)	
12.4.3 انٹرویو (Interview)	
12.4.4 شرح پیمائی (Rating Scales)	
12.4.5 چیک لسٹ (Check-lists)	
12.4.6 رویہ پیمائی (Attitude Scales)	
12.4.7 حکایتی دستاویز (Anecdotal Records)	
خلاصہ (Summary)	12.5
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	12.6
فرہنگ (Glossary)	12.7
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	12.8
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)	12.9

* Dr. Afaque Nadeem Khan, Associate Professor, Dept. of Educational Studies, JMI, New Delhi

شخصیت کے اندازہ قدر سے مراد کسی فرد کے خیالات، احساسات اور طرز عمل کے مخصوص نمونوں کی منظم تشخیص ہے جو وقت کے ساتھ اور مختلف حالات میں برقرار رہتے ہیں۔ اس میں کسی فرد کی منفرد نفسیاتی خصلتوں کو سمجھنے اور اس کی پیمائش کرنے کے لیے مختلف طریقوں اور آلات کا استعمال شامل ہے۔ فرد کی جبلتوں، محرکات، رد عمل کے طریقہ کار، اور باہمی تعامل کو سمجھنے کے لیے شخصیت کا اندازہ قدر ضروری ہے۔ شخصیت کے خصائص کی شناخت اور اندازہ قدر کر کے، ماہرین نفسیات اس بات کی بصیرت حاصل کر سکتے ہیں کہ لوگ اپنے ارد گرد کی دنیا کو کیسے سمجھتے اور ان کے ساتھ تعامل کرتے ہیں۔ شخصیت کے اندازہ قدر سے یہ اندازہ لگانے میں مدد مل سکتی ہے کہ افراد مختلف حالات میں کیسے برتاؤ کرتے ہیں۔ کسی کی شخصیت کے خصائص کو سمجھ کر، پیشہ ور افراد مختلف حالات پر ان کے رد عمل کا اندازہ لگا سکتے ہیں، علاج، ملازمت، مشاورت اور رہنمائی میں باخبر فیصلے کرنے میں شخصیت کا اندازہ قدر کافی معاون ہے۔ شخصیت کا اندازہ قدر پیشہ ور افراد کو ان کی شخصیت کی خصوصیات کی بنیاد پر افراد کی مخصوص ضروریات کے مطابق علاج کے منصوبے تیار کرنے میں مدد کرتا ہے۔ عہد حاضر میں شخصیت کی جانچ کا استعمال متعدد شعبوں میں کیا جا رہا ہے۔ ان شعبوں میں تعلیم کا شعبہ، صنعت کا شعبہ، تجارت کا شعبہ، نفسیاتی معالجہ کے شعبے اہم ہیں۔ داخلے کے لیے طلباء کا انتخاب کرنے میں، طلباء کی دلچسپیوں، رجحانوں، خواہشات اور ضروریات کا پتہ لگانے میں، طلباء کی باطنی کیفیت اور سماجی تعلقات کا علم حاصل کرنے میں، طلباء کے انفرادی مسائل کا پتہ لگانے اور اس کو حل کرنے میں اور طلباء کو انفرادی، تعلیمی و حرفتی رہنمائی فراہم کرنے میں شخصیت کے اندازہ قدر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس اکائی میں ہم شخصیت کے اندازہ قدر کے تطبیلی اور غیر تطبیلی طریقوں کا مطالعہ کریں گے۔

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلباء:

- شخصیت کے اندازہ قدر کا تصور بیان کر سکیں گے۔
- شخصیت کے اندازہ قدر کے تطبیلی اور غیر تطبیلی طریقوں کے درمیان فرق کی شناخت کر سکیں گے۔
- شخصیت کے اندازہ قدر کے مختلف طریقوں کی درجہ بندی کر سکیں گے۔
- شخصیت کے اندازہ قدر کے مختلف طریقوں کے مراحل بیان کر سکیں گے۔
- شخصیت کے اندازہ قدر کے مختلف آلات کی خصوصیات بیان کر سکیں گے۔

عہد حاضر میں انسان کی شخصیت کی ہیئت کی وضاحت اور اس کے اندازہ قدر کے طریقوں کا فروغ مغربی ماہرین نفسیات نے شروع کیا۔ انہوں نے شخصیت کے اندازہ قدر کے لیے متعدد طریقوں کی تعمیر کی۔ شخصیت کے اندازہ قدر کے جن طریقوں کا فروغ ہوا اسے بنیادی

طور پر دوز مروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

غیر تظیلی طریقہ (Non-Projective Method)		تظیلی طریقہ (Projective Method)
موضوعی طریقہ (Subjective Method)	معروضی طریقہ (Objective Method)	شرکتی تکنیک (Association Technique)
1. مشاہداتی طریقہ (Observation Method)	1. اختیاری مشاہدہ کا طریقہ (Controlled Observation)	1. تعمیری تکنیک (Construction Technique)
2. انٹرویو کا طریقہ (Interview Method)	2. شرح بندی کا طریقہ (Rating Scale)	2. تکمیلی تکنیک (Completive Technique)
3. سوال نامے کا طریقہ (Questionnaire Method)	3. طبیعیاتی جانچ کا طریقہ (Physiological Tests)	3. ترتیبی تکنیک (Ordering Technique)
4. مطالعہ فرد کا طریقہ (Case Study)	4. صورت حال کی جانچ کا طریقہ (Situation Tests) i. سماجی جانچ کا طریقہ (Sociometry) ii. نفسیاتی ڈرامہ کا طریقہ (Psycho Dream)	4. مظاہرتی جانچ (Expression Tests) i. روشناس کے سپاہی دھبے کی جانچ کا طریقہ (Rorschach Ink Blot Test) ii. موضوعاتی ادراک کی جانچ (Thematic Apperception Test- TAT) iii. طفلی ادراک کی جانچ (Apperception Test-CAT)
5. سوانحی طریقہ (Autobiography Method)		

12.3 تظیلی تکنیک (Projective Techniques)

تظیل سے مراد خارجی اشیاء کے تئیں فرد کے باطنی شعور کے رد عمل سے ہوتا ہے۔ اس لفظ کا استعمال سب سے پہلے ماہر نفسیات فرائڈ نے کیا تھا۔ فرائڈ کے مطابق فرد کا طرز عمل اس کے شعوری ذہن کی بنسبت اس کے لاشعور ذہن سے متاثر ہوتا ہے۔ فرائڈ نے فرد کی شخصیت کی پیمائش کرنے کے لیے شعوری ذہن کے ساتھ ساتھ لاشعوری ذہن سے ہونے والے طرز عمل کا بھی مطالعہ کرنے پر زور دیا۔ نتیجے کے طور پر کچھ ایسے طریقوں کا فروغ ہوا جس کے ذریعے فرد کے لاشعور ذہن میں چھپی معدوم خواہشات اور اس کے ذریعے اس کے طرز عمل پر پڑنے والے اثرات کا مطالعہ کرنا ممکن ہوا۔ انہیں ہی شخصیت کی پیمائش کا تظیلی طریقہ کہا جاتا ہے۔ تظیلی طریقہ انسان کی معدوم

خواہشات کو باہری دنیا پر نقش کرنے کا طریقہ ہے۔

12.3.1 رورشا کی سیاہی دھبہ جانچ (Rorschach's Ink Blot Test)

- 1- جانچ کا نام: رورشا سیاہی دھبہ ٹیسٹ
- 2- جانچ کے تخلیق کار کا نام: ہرمن رورشا (Herman Rorschach)
- 3- پیمائش کی جانے والی صفت: شخصیت کی حقیقی خصلتیں
- 4- افادیت: شخصیت کے وقوفی، عملی اور تاثراتی پہلوؤں کی پیمائش، ذہنی بیماریوں کی تشفی، علاج اور رہنمائی۔
- 5- (الف) جانچ کے اصول: ہر من رورشا ایک نفسیاتی معالج تھے۔ ان کے مطابق انسان کا طرز عمل اس کے شعوری ذہن (Conscious Mind) سے زیادہ لاشعوری ذہن (Unconscious Mind) پر منحصر کرتا ہے۔ ان کا ماننا تھا کہ انسان کا کوئی بھی وہ عمل جو اس کے لاشعوری ذہن سے تحریک پاتا ہے اس کی شخصیت کا بے تکلف اظہار ہوتا ہے اور اس کی شخصیت کی حقیقی خصلتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ انسان کے اس طرح کے اظہار (رد عمل) کو اس کے سامنے کوئی غیر روایتی محرک پیش کر کے دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے۔ رورشا کے مطابق غیر روایتی محرک (Stimulus) کے تئیں رد عمل (Response) میں انسان کا لاشعوری ذہن سرگرم ہوتا ہے۔ اس حالت میں اس کی شخصیت کی حقیقی خصلتوں (Traits) کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ رورشا نے کالی سیاہی اور مختلف رنگوں سے بنے دھبوں (تصاویر) کو غیر روایتی محرکات کے طور پر استعمال کر کے جانچ کے اس طریقے کو تعمیر کیا۔
- 6- (ب) جانچ کے اقدامات: اس جانچ میں چوبیس 24 سینٹی میٹر 17X سینٹی میٹر سائز کے دس کارڈ ہیں۔ جن پر مختلف رنگوں کی سیاہی (Ink) سے بنے دھبے (تصاویر) نقش ہیں۔ ان میں سے پانچ کارڈوں پر صرف کالے رنگ کی سیاہی سے بنے کالے - سفید دھبے (غیر واضح) ہیں، دو کارڈوں پر کالی اور لال رنگ کی سیاہیوں سے بنے کالے - لال - سفید دھبے (غیر واضح) ہیں اور تین کارڈوں پر مختلف رنگوں کی سیاہیوں سے بنے مختلف رنگوں کے دھبے (غیر واضح) نقش ہیں۔
- 7- جانچ کا نظم و نسق: اس جانچ کا نظم انفرادی اور مجموعی دونوں صورتوں میں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کسی فرد کی شخصیت کی صحیح پیمائش کرنے کے لیے اسے عموماً انفرادی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی فرد (مدعی) پر اسے نافذ کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدام کو عمل میں لایا جاتا ہے۔

- i. سب سے پہلے جانچ کردہ مدعی کو نفسیاتی تجربہ گاہ یا کسی پر امن اور صاف شفاف کمرے میں اپنے سامنے آرام سے بیٹھاتا ہے۔
- ii. اسے صحیح جگہ پر صحیح طریقے سے بیٹھانے کے بعد اس کے ساتھ رابطہ یا تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ تعلق قائم کرنے کی سب سے اچھی ترکیب مدعی کے ساتھ محبت، شفقت اور معاونت کا طرز عمل کرنا ہے۔ مدعی کو یہ یقین ہونا ضروری ہے کہ جانچ کردہ اس کا خیر خواہ ہے اور دوست ہے۔ اسی حالت میں مدعی خوف اور تناؤ سے آزاد ہو گا اور محرکات کے تئیں رد عمل کرے گا۔ اس طرح کا تعلق شروع سے آخر تک برقرار رہنا ضروری ہوتا ہے۔ تعلق قائم کرنے کے بعد مدعی کو جانچ کا عمومی تعارف دیا جاتا ہے۔ اسے جانچ

سے ہونے والے فائدے بتائے جاتے ہیں۔

iii. جب مدعی میں آمدگی دکھائی دینے لگے تو اسے جانچ سے متعلق رہنمائی اصول فراہم کیے جاتے ہیں۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ اس جانچ میں دس (10) کارڈ ہیں۔ ہر کارڈ پر مختلف رنگ کی سیاہیوں سے بنے دھبے (غیر واضح) ہیں۔ مدعی کو ایک ایک کارڈ دیا جائے گا وہ اپنے ہاتھ کے کارڈ کو دھیان سے دیکھے گا اور اس کارڈ کے دھبے میں سے اسے جو کچھ بھی دکھائی دے رہا ہے اس کا اظہار کرے گا۔

iv. اب مدعی کو سب سے پہلے پہلا کارڈ دیا جاتا ہے۔ وہ اسے دیکھتا ہے اور اس میں جو کچھ بھی دکھائی دیتا ہے وہ اسے بول کر بتاتا ہے اور جانچ کر دہ اس کے اس رد عمل کو اپنی کاپی پر ہو بہو نوٹ کرتا ہے۔ یہ عمل تب تک جاری رہتا ہے جب تک مدعی رد عمل کرتا رہتا ہے۔ کسی بھی کارڈ میں بنے دھبے (محرکہ) کے تئیں رد عمل کرنے کے لیے کوئی متعین وقت نہیں ہوتا۔ لیکن ہر کارڈ کے تئیں رد عمل میں لیا گیا وقت نوٹ کیا جاتا ہے اور اس کا استعمال وضاحت میں کیا جاتا ہے۔

v. اس کے بعد مدعی کو ایک بعد دیگر دوسرا تیسرا چوتھا اور آخر میں دسواں کارڈ دیا جاتا ہے اور ان کے تئیں رد عمل اور رد عمل میں لیے گئے وقت کو جانچ کر دہ اپنی کاپی میں نوٹ کرتا ہے۔

vi. آخر میں اس کے ان رد عمل (Responses) کا تجزیہ کر کے اس کی شخصیت کی خصلتوں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

8۔ جانچ کو قلم بند کرنا اور اس کی وضاحت:- سب سے پہلے سبھی دسوں کارڈ کے تئیں کیے گئے مدعی کے رد عمل کو جانچ رہنما کاپی (Manual) کے مطابق چارٹوں کی صورت میں قلم بند کیا جاتا ہے اور پھر ان چارٹوں کی مدد سے مدعی کے رد عمل کا تجزیہ کیا جاتا ہے، ان کی وضاحت کی جاتی ہے اور شخصیت سے متعلق خصلتوں کے بارے میں فیصلے لیے جاتے ہیں۔ رد عمل کے تجزیے اور وضاحت میں مندرجہ ذیل چار باتوں پر دھیان دیا جاتا ہے۔

i. مقام (Location): اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ مدعی نے 'کل' دھبے کو بنیاد مان کر رد عمل کیا ہے یا اس کے کسی جز کو بنیاد مان کر رد عمل کیا ہے۔ اگر اس کے کسی جز کو ہی بنیاد مان کر رد عمل کیا ہے تو کس مخصوص جز کو بنیاد مانا گیا ہے۔

ii. فیصلہ کن عناصر (Determinants): فیصلہ کن عناصر سے مراد دھبوں کی ان خصوصیات یا پہلوؤں سے ہے جن کو بنیاد مان کر مدعی نے رد عمل کیا ہے۔ اس جانچ میں اہم طور سے چھ فیصلہ کن عناصر پر دھیان دیا جاتا ہے۔ (1 صورت 2 Form) حرکت (3 Movement) رنگ (4 Colour) عکس (5 Image) ساخت (6 Texture) وسعت (Vista)۔ یعنی مدعی نے اہم طور سے دھبے کی بناوٹ پر دھیان دیا ہے یا حرکت، رنگ، عکس، ساخت اور وسعت (اونچائی اور گہرائی) میں سے کس پر دھیان دیا ہے۔

iii. مواد موضوع (Content): اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ مدعی نے کسی کارڈ کے دھبے میں انسان کی شکل دیکھی ہے یا حیوان کی یا کسی چیز کی یا کسی قدرتی مناظر کو دیکھا ہے۔

iv. مشہور اور خالص رد عمل (Popular and Original Response): مشہور رد عمل سے مراد اس رد عمل سے ہوتا ہے جنہیں زیادہ تر افراد کرتے ہیں اور خالص رد عمل سے مراد ان رد عمل سے ہوتا ہے جنہیں مخصوص افراد ہی کرتے ہیں۔

ان سبھی بنیادوں پر جانچ رہنما کاپی (Manual) کی مدد سے مدعی کے رد عمل کو نمبر فراہم کیا جاتا ہے اور ان نمبرات کی بنیاد پر

شخصیت کی مخصوص خصلتوں کی حد متعین کی جاتی ہے۔

خلاصہ

- 1- اس جانچ کے ذریعے فرد کے وقوفی، عملی اور تاثراتی تینوں پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے اور ان کی پیمائش کی جاسکتی ہے۔
- 2- یہ جانچ دیگر جانچوں کی نسبت زیادہ درست اور معتبر ہے اس کی درستگی ۸۷ (اعشاریہ) اور معتبریت ۷۳ سے ۹۰ تک ہے۔
- 3- اس جانچ میں استعمال کیے جانے والے کارڈوں کے تئیں کیے گئے مدعی کے رد عمل کا تجزیہ اور ان کی وضاحت کرنا ایک مشکل عمل ہے۔

12.3.2 ٹی۔ اے۔ ٹی۔ (TAT)

- 1- جانچ کا نام:- مرے کی موضوعاتی ادراک کی جانچ (T.A.T.)
- 2- مطابقت کردہ کا نام:- ڈاکٹر اماچودھری
- 3- پیمائش کی جانے والی خصلتیں:- انسان کی ضروریات
- 4- افادیت:- نفسیاتی علاج اور تہذیب و تمدن کے شعبے میں۔
- 5- (الف) جانچ کے اصول: اس جانچ کی تعمیر ماہر نفسیات ہنری مرے (Henry Murray) نے کیا تھا۔ یہ جانچ نفسیات کے اس حقائق پر مبنی ہے کہ انسان اپنے ماحول کی جن چیزوں، لوگوں اور سرگرمیوں وغیرہ کے رابطے میں آتا ہے وہ اس کے ذہن و دماغ میں جذب ہوتی رہتی ہیں۔ اس طرح کے سبھی جذب تجربات کو نفسیات کی زبان میں ادراک کہتے ہیں۔ جب کبھی انسان کے سامنے کوئی ناواقف محرکہ (Stimulus) پیش کیا جاتا ہے تو اس کے تئیں وہ جو رد عمل کرتا ہے اس میں اس کے ادراک کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس لیے ان رد عمل سے اس کی شخصیت کی پیمائش کی جاسکتی ہے۔

(ب) جانچ کے اقدامات: ہنری مرے کی اصل جانچ کے طریقے میں تئیں کارڈ تھے جن میں دس کارڈ صرف مردوں کے لیے۔ دس کارڈ صرف عورتوں کے لیے اور دس کارڈ مرد و عورت دونوں کے لیے تھے۔ ان کارڈوں پر انسان کی عملی زندگی کے واقعات سے متعلق تصاویر بنی ہیں۔ یہ تصاویر غیر ملکی ماحول سے متعلق ہیں۔ ڈاکٹر اماچودھری نے ان کی بنیاد پر ہندوستانی ماحول سے متعلق صرف تیرہ ۳۱ تصاویر کی تخلیق کی ہے۔ جو پندرہ ۱۵ سینٹی میٹر x ۱۸.۵ سینٹی میٹر سائز کی ہیں اور جو ۲۱.۵ سینٹی میٹر x ۲۷.۵ سینٹی میٹر سائز کے تیرہ کارڈوں پر علیحدہ علیحدہ نقش ہیں۔ جیسا کہ دی گئی تصاویر میں درج ہیں۔

6- جانچ کا نظم و نسق: اس جانچ کا نظم انفرادی اور مجموعی دونوں صورتوں میں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کسی شخص کی شخصیت کی صحیح صحیح پیمائش کرنے کے لیے اسے عموماً انفرادی صورت میں ہی نافذ کیا جاتا ہے۔ کسی فرد (مدعی) پر اسے نافذ کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدام کو عمل میں لایا جاتا ہے۔

1. سب سے پہلے جانچ کردہ مدعی کو نفسیاتی تجربہ گاہ یا دیگر کسی پرسکون اور صاف شفاف کمرے میں اپنے سامنے آرام سے بیٹھاتا ہے۔
2. مدعی کو صحیح جگہ پر صحیح صورت میں بیٹھانے کے بعد اس کے ساتھ ربط و تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ تعلق قائم کرنے کی سب سے اچھی

ترکیب مدعی کے ساتھ محبت، شفقت اور معاونت کا طرز عمل کرنا ہے۔ جانچ کردہ مدعی کی کسی بھی پریشانی یا شبہ کو دور کرتا ہے، اسے یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ اس کا خیر خواہ اور دوست ہے۔ اسی حالت میں ہی مدعی کسی بھی قسم کے خوف اور تناؤ سے آزاد ہوتا ہے اور محرکات کے تئیں رد عمل کرتا ہے۔ اس طرح کا تعلق جانچ کی ابتدا سے اس کے خاتمے تک بننا ضروری ہوتا ہے۔ تعلق قائم کرنے کے بعد مدعی کو جانچ کا عمومی تعارف فراہم کیا جاتا ہے۔ اسے اس جانچ سے کیا فائدہ ہو گا یہ بھی بتایا جاتا ہے۔

3. جب مدعی میں آمادگی پیدا ہو جاتی ہے تو اسے جانچ سے متعلق رہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔ اسے یہ بتایا جاتا ہے کہ اسے ایک ایک کر کے تیرہ تصاویر دی جائیں گی۔ اسے اپنے سامنے حاضر تصویر کو دیکھ کر اس پر ایک کہانی بنانی ہے۔ اسے یہ بھی رہنمائی دی جاتی ہے کہ وہ کہانی میں یہ بتانے کی کوشش کرے کہ تصویر میں کون کون افراد ہیں؟ وہ کیا کیا کر رہے ہیں؟ ان کے من میں کس طرح کے جذبات ہیں، اس میں اہم کردار کون ہے؟ اور کہانی کا اختتام کیا ہو گا؟

4. اب مدعی کو سب سے پہلے پہلا کارڈ دیا جاتا ہے اور اس کا نمبر نوٹ کر لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مدعی کے سامنے کارڈ رکھنے اور مدعی کے ذریعے اس کارڈ کی تصویر سے متعلق کہانی لکھنا شروع کرنے کے درمیان لیے گئے وقت کو نوٹ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد کہانی لکھنے میں لیے گئے وقت کو بھی نوٹ کیا جاتا ہے۔ وقت کی پیمائش اسٹاپ واچ (Stop Watch) کے ذریعے آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ یہ عمل دیگر بارہ کارڈوں کے ساتھ اپنایا جاتا ہے۔ کسی بھی کارڈ پر بنی تصاویر کے اوپر کہانی لکھنے کے لیے وقت کی کوئی حد مقرر نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی ہر کارڈ کے اوپر کہانی سوچنے اور لکھنے دونوں میں لیے گئے وقت کو علیحدہ علیحدہ نوٹ کیا جاتا ہے۔ اس جانچ کی تکمیل میں عموماً ایک گھنٹے کا وقت لگنا چاہیے۔ اگر اس سے کم یا زیادہ وقت لگتا ہے تو اس سے مدعی کی ضروریات کی شدت کا پتہ چلتا ہے۔

5. دو تین دن کے بعد مدعی کو دوبارہ بلایا جاتا ہے۔ اگر مدعی نے کسی کہانی میں کوئی غیر واضح بات لکھی ہو تو اس سے پوچھ کر اس سے واضح کر لیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی کہانیوں کی بنیاد پر نئی معلومات حاصل کی جاتی ہے۔

6. آخر میں ان کہانیوں کا تجزیہ کر کے مدعی کی شخصیت کا تعین قدر کیا جاتا ہے۔

7. جانچ کو قلم بند کرنا اور اس کی وضاحت:- مدعی کے ذریعے کارڈوں کی تصاویر سے متعلق لکھی گئی کہانیوں کا ایک ایک کر کے ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے اس تجزیے میں اہم طور سے مندرجہ ذیل حقیقتوں پر دھیان دیا جاتا ہے۔

(1) پلاٹ:- سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ مدعی نے کس تصویر سے متعلق کہانی میں کہانی کا پلاٹ کیا بنایا ہے۔ کہانی کا ہیر وکسے مانا ہے۔ کہانی کے اہم کردار سے دیگر کرداروں سے کیسا تعلق قائم کیا ہے اور کہانی کے اختتام کے بارے میں اس کے کیا تخیلات ہیں۔

(2) مواد موضوع:- اس کے ضمن میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کہانی کے مواد مضمون کو کس صورت میں منظم کیا گیا ہے اور اسے کس طرح کی (زبان و اسلوب) میں پیش کیا گیا ہے۔

(3) جذبات کا پتہ لگانا:- کہانی کے تجزیے کا تیسرا جز جذبات کا پتہ لگانا ہوتا ہے۔ مدعی کہاں اور کتنا فکر مند ہوا ہے؟ کہاں اور کتنا خوش ہوا ہے؟ کہاں اور کتنی اسے تکلیف ہوئی ہے؟ اور کہاں وہ حاسد ہوا ہے؟ وغیرہ۔

- (4) فکر کی ساخت:- فکر کی ساخت اور ان کی وجوہات کا پتہ لگایا جاتا ہے اور انہیں لکھا جاتا ہے۔
- (5) دباؤ:- کہانی کے تجزیے کا ایک جز دباؤ کا پتہ لگانا بھی ہوتا ہے۔ کہانی کے سیاق کی بنیاد پر ماحولیاتی دباؤ کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ ماحولیاتی دباؤ میں مدعی کی کیا ضروریات ہیں۔
- (6) ضروریات اور تصادم:- ضروریات کے ساتھ ساتھ ان سے پیدا تصادم کو نوٹ کیا جاتا ہے۔
- (7) حفاظتی تراکیب:- اس کے ضمن میں مدعی کے ذریعے اندرونی تصادم سے بچنے کے لیے اپنائی گئی حفاظتی تراکیب کو لکھا جاتا ہے۔
- (8) انا کی ساخت:- اس کے ضمن میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ مدعی کی انا حقیقی ہے یا غیر حقیقی ہے۔ حفاظتی ہے یا جارحانہ ہے۔
- ان سب کی بنیاد پر جانچ رہنما کا پی (Manual) کی مدد سے مدعی کے رد عمل کو نمبر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اور ان نمبرات کی بنیاد پر شخصیت کی ضروریات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

خلاصہ

- (۱) یہ جانچ مکمل طور پر درست اور بھروسے مند ہوتی ہے۔
- (۲) اس جانچ میں کہانیوں کا تجزیہ اور ان کی وضاحت کرنا ایک مشکل عمل ہے۔

12.3.3 سی۔ اے۔ ٹی۔ (CAT)

طفلی ادراکی جانچ کا طریقہ بھی بالکل موضوعاتی ادراکی جانچ کی طرح ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں تیس کارڈوں کے بجائے دس کارڈوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ باقی سارا طریقہ یعنی جانچ کے اصول، جانچ کے اقدام، جانچ کا نظم و نسق، جانچ کو قلم بند کرنا اور وضاحت کرنا اور نتائج اخذ کرنا سبھی اجزاء وہی ہیں۔ اور اسی طرح عمل میں لائے جاتے ہیں۔ اس طریقے میں دسوں کارڈوں پر جانوروں کی تصاویر پر بنی ہوتی ہے۔ اس جانچ کی تعمیر بیلک (Leopold Ballak, 1948) نے کیا تھا۔ اس جانچ کی مدد سے تین سے گیارہ سال تک کے بچوں کی شخصیت کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس جانچ میں استعمال کیے جانے والے دس کارڈوں کی مدد سے بچوں کی عادتیں، خاندانی تعلق، تربیت اور دیگر شخصیت سے متعلق مسائل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ہندوستانی پس منظر میں اس جانچ کی مطابقت بھی ڈاکٹر اماچودھری نے کی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. شخصیت کی جانچ کے طریقے کون سی دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور ہر ایک کی مختصر وضاحت کریں۔
2. TAT، Rorschach Test اور CAT کے استعمال اور مقصد میں کیا فرق ہے؟
3. غیر تطلیلی طریقے میں موضوعی اور معروضی طریقے کس طرح مختلف ہیں اور شخصیت کے مطالعے میں ان کا کیا کردار ہے؟

تظیلی (Projective) سے مراد خارجی اشیاء یا محرکات کے تئیں مدعی کے لاشعور ذہن کے رد عمل سے ہوتا ہے۔ جب کہ غیر تظیلی سے مراد ان طریقوں سے ہے جن میں جانچ کردہ کے خیالات، پسند، ناپسند اور انفرادی اقدار و معیار کا خاص دخل ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں تظیلی طریقہ مدعی مرکوز ہوتا ہے۔ جب کہ غیر تظیلی طریقہ جانچ کردہ مرکوز ہوتا ہے۔ غیر تظیلی طریقہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ (۱) موضوعی طریقہ (Subjective Method) اور معروضی طریقہ (Objective Method)؛ شخصیت کی پیمائش کے موضوعی طریقوں (Subjective Method) سے مراد ان طریقوں سے ہے جن کی پیمائش کا نتیجہ پیمائش کردہ کے خیالات، پسند ناپسند اور اس کے اپنے انفرادی معیار سے متاثر ہوتا ہے۔ جب کہ شخصیت کی پیمائش کے معروضی طریقوں (Objective Method) سے مراد ان طریقوں سے ہے جن کی پیمائش کے نتائج میں پیمائش کردہ کی پسند، ناپسند، خیالات اور معیار کا دخل نہیں ہوتا ہے۔

غیر تظیلی طریقہ (Non-Projective Method)	
موضوعی طریقہ (Subjective Method)	معروضی طریقہ (Objective Method)
1. مشاہداتی طریقہ (Observation Method)	1. اختیاری مشاہدہ کا طریقہ (Controlled Observation)
2. انٹرویو کا طریقہ (Interview Method)	2. شرح بندی کا طریقہ (Rating Scale)
3. سوال نامے کا طریقہ (Questionnaire Method)	3. طبیعتی جانچ کا طریقہ (Physiological Tests)
4. مطالعہ فرد کا طریقہ (Case Study)	4. صورت حال کی جانچ کا طریقہ (Situation Tests) i. سماجی جانچ کا طریقہ (Sociometry) ii. نفسیاتی ڈرامہ کا طریقہ (Psycho Dream)
5. سوانحی طریقہ (Autobiography Method)	

شخصیت کی پیمائش غیر تظیلی طریقوں کے کچھ اہم طریقوں کی تفصیل یہاں پیش کی جا رہی ہے۔

12.4.1 مشاہدہ (Observation)

مشاہدہ سائنسی تحقیق کا ایک مستند (Classical) طریقہ ہے۔ مختلف سائنسی علوم جیسے؛ فزکس، کیمسٹری، جغرافیہ، حیاتیات، فلکیات کا ارتقاء مشاہدہ کی بنیاد پر ہی ہوا ہے۔ حقائق جمع کرنے کا یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس میں تحقیق کار اور تخلیق کار کے درمیان ایک وابستگی قائم ہوتی ہے۔ تحقیق کار معلومات کے مختلف شعبے میں موجود رہ کر اپنی تحقیق سے متعلق مفید معلومات جمع کرتا ہے۔ مشاہدہ صرف ایک سائنسی طریقہ ہی نہیں بلکہ یہ سائنسی ترقی کا وسیلہ ہے۔ یہ تحقیق کا ایک اہم آلہ ہے۔

پی۔وی۔ینگ (P.V. Young) کے لفظوں میں:- "مشاہدہ آنکھوں کے ذریعے کیا گیا فطری واقعات سے متعلق ایک ایسا منظم اور دانستہ مطالعہ ہے، جو کہ ان کے وقوع پذیر ہونے کے وقت کیا جاتا ہے۔ مشاہدہ کا مقصد غیر موافق سماجی واقعات، ثقافت کے نمونوں یا انسانی برتاؤ کے ضمن میں با معنی و باہم مربوط اجزاء کی ساخت اور اس کی وسعت معلوم کرنا ہے۔"

گڈ اور ہیٹ (Good and Hatt) کے مطابق:- "سماجی تعلقات کے بارے میں افراد کی بیشتر معلومات کا ماحوذ غیر منضبط مشاہدہ

پر ہی محیط ہوتا ہے۔"

مشاہدہ کی خصوصیات (Characteristics of Observation):

مندرجہ بالا تعریفات سے مشاہدہ کی درج ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں۔

1. مشاہدہ سائنسی ترقی کی بنیاد ہے۔
2. یہ ابتدائی معطیات جمع کرنے کا ایک مستند آلہ ہے۔
3. اس میں معلومات کو جمع کرنے کا کام مسلسل ہوتا ہے۔
4. اس کے ذریعے جواب دہندہ (Respondent) اور تحقیق کار میں ربط قائم ہوتا ہے۔

مشاہدہ کی اقسام (Kinds of Observation):

مطالعہ کے طریقہ کار کی بنیاد پر مشاہدہ کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

1. سادہ اور غیر منضبط مشاہدہ (Simple or Non-Controlled Observation): سماجی تحقیق میں منضبط (Controlled) اور غیر منضبط (Un-Contrlled) دونوں طرح کے مشاہدہ کا طریقہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ سماجی تعلقات کے بارے میں غیر منضبط مشاہدہ کا طریقہ زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ اس کے ضمن میں سماجی مشاہدہ خود کو سماجی حالات میں شامل کر کے سماج کے اندر ہونے والی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس طرح کے مشاہدہ کے لیے پہلے سے کسی اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیوں کہ اس طرح کے مشاہدہ میں کسی طرح کا باہری دخل نہیں ہوتا ہے، اس لیے اسے غیر منضبط مشاہدہ کہتے ہیں۔

پی۔وی۔ینگ (P.V. Young) کے مطابق:- "غیر منضبط مشاہدہ میں حقیقی آلات کے استعمال یا مشاہدہ کیے گئے مسئلے کی جانچ کی کوشش کیے بغیر ہم حقیقی حالات کی جانچ باریک بینی سے کرتے ہیں۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مشاہدہ مسئلے کی جانچ نہ کر کے مسئلے کو پیدا کرنے والے حالات کا مشاہدہ کرتا ہے اور وہ اس میں خود شرکت

کرتا ہے۔

گڈ اور ہیٹ (Good & Hatt) کے مطابق:- "سماجی تعلقات کے بارے میں لوگوں کے پاس جو بیشتر علم ہے، غیر منضبط مشاہدہ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ خواہ وہ شراکتی ہو یا غیر شراکتی۔"

غیر منضبط مشاہدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔

i. غیر شراکتی مشاہدہ (Non-Participant Observation)

ii. شراکتی مشاہدہ (Participant Observation)

اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i. غیر شراکتی مشاہدہ (Non-Participant Observation): غیر منضبط مشاہدہ کی ایک صورت غیر شراکتی مشاہدہ ہے۔ غیر شراکتی مشاہدہ میں مشاہد مطالعہ کیے جانے والے گروہ کے درمیان صرف حاضر رہتا ہے لیکن اس کا سماج کی سرگرمیوں سے کوئی براہ راست تعلق نہیں رہتا ہے۔ اس میں مشاہد اپنی ایک حد متعین کرتا ہے، وہ سماج کی دائمی رکنیت (Permanent Membership) بھی نہیں لیتا ہے۔ مشاہد صرف سماج کی طرز زندگی، ماحول، صنعت، آبادی اور سماج کی مختلف سرگرمیوں کے مشاہدہ تک ہی خود کو محدود رکھتا ہے۔ اگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ بالکل خالص غیر شراکتی مشاہدہ ناممکن ہے۔ مشاہد کو سماج کے سامنے حاضر ہونا پڑتا ہے اور اس کی حاضری کا کچھ نہ کچھ اثر سماج کی سرگرمیوں پر پڑتا ہی ہے۔

ii. شراکتی مشاہدہ (Participant Observation): شراکتی مشاہدہ میں مشاہد جس سماج کا مشاہدہ کرتا ہے اس کی سرگرمیوں میں شامل ہوتا ہے۔ وہ سماج کا ایک غیر رسمی اور متحرک رکن بن کر تمام سرگرمیوں کا مطالعہ کرتا ہے۔

پی۔وی۔ینگ کے مطابق:- "شراکتی مشاہدہ عمومی یا غیر منضبط مشاہدہ کا استعمال کرتے ہوئے اس طرز زندگی میں رہتا ہے یا شرکت کرتا ہے۔"

اس طرح کے مشاہدہ کے لیے عام طور پر مشاہد میں یہ صلاحیت ہونی چاہئے کہ وہ جس سماج کا مطالعہ کر رہا ہے اسے اپنا سکے اور اس طرز زندگی میں خود کو شامل کر سکے۔ "گڈ اور ہیٹ کے مطابق اس طریقے کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب تحقیق کار خود کو اس گروہ کا رکن قبول کیے جانے کے قابل بنالیتا ہے۔" اس کے لیے اسے متعلق گروہ کی ثقافت، زبان، رسم و رواج، روایتوں وغیرہ کا مکمل طور پر علم ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر مشاہد گروہ کی اندرونی زندگی میں گہرائی کے ساتھ داخل نہیں ہو سکتا۔

اچھے مشاہدہ کی خصوصیات (Characteristics of Good Observation): سماجی تحقیق میں مشاہدہ کے طریقے کا کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ صحیح معنوں میں سماجی تحقیق کے لیے یہ ایک مفید آلہ ہے۔ اس کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1. تجرباتی مطالعہ (Empirical Study): مشاہدہ کے طریقہ میں معلومات حواس (senses) خصوصاً آنکھوں کے وسیع استعمال کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں، اس لیے متعلق واقعات کا تجرباتی مطالعہ اس طریقے کی اہم خاصیت ہے۔

2. حقیقی طرز عمل کا مطالعہ (Study of Actual Behaviour): اس طریقے کے ذریعے حقیقی طرز عمل کے مطالعہ کا موقع فراہم ہوتا

ہے۔ اس میں مطالعہ واقعہ سے متعلق فطری ماحول (Natural Setting) میں ہی کیا جاتا ہے۔

3. وسیع مطالعہ (Wider Study):۔ تحقیق کے دیگر آلات جیسے؛ سوال نامہ، انٹرویو، وغیرہ میں طرز عمل سے متعلق صرف علیحدہ علیحدہ اجزاء کا مطالعہ ہی ممکن ہے، لیکن مشاہدہ کے ذریعے طرز عمل، واقعہ اور حالات کے مختلف پہلوؤں کا وسیع مطالعہ تقریباً گلی طور پر ممکن ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے کسی سماج کی گروہی زندگی کی کامیاب اور زندہ جاوید عکاسی کامیابی کے ساتھ پیش کی جاسکتی ہے۔

4. آسان مطالعہ (Simple Study):۔ مشاہدہ کے ذریعے مطالعہ نسبتاً زیادہ آسان رہتا ہے، جبکہ تجرباتی مطالعہ اور انٹرویو کے ذریعے مطالعہ نسبتاً مشکل ہوتا ہے۔

5. راست مطالعہ (Direct Study):۔ مشاہدہ کے ذریعے کسی طرز عمل، واقعہ یا کیفیت کا براہ راست مطالعہ کیا جاسکتا ہے؛ جبکہ تجرباتی مطالعہ یا ایسے ہی دیگر مطالعے میں اس کے بارے میں صرف تخمینہ ہی لگایا جاسکتا ہے۔

6. ابتدائی سطح کے مطالعہ کے لیے مفید (Useful in Pre Stage of Study):۔ مشاہدہ کے طریقہ کا استعمال کسی مسئلے کے عمیق مطالعہ سے پہلے کی حالت کا مطالعہ کرنے کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ ابتدائی حالات اور کیفیات کا مطالعہ کرنے کا یہ ایک اہم آلہ ہے۔

7. سائنسی مفروضات کی تشکیل میں معاون (Useful in Formulating of Scientific Hypothesis):۔ مشاہدہ کے ذریعے کسی سماجی حالات کے مختلف حقائق کے بارے میں وسیع معلومات دستیاب ہوتی ہیں۔ ایسی مختلف معلومات کی بنیاد پر مختلف سائنسی مفروضات کی تشکیل کی جاتی ہے۔

8. بچوں، حیوانات اور پرندوں کے طرز عمل کے مطالعہ میں معاون (Helpful in the Study of the Behaviour of Children, Animals and Birds):۔ بچوں، حیوانات اور پرندوں کے طرز عمل پر اکثر باہری سماجی و ثقافتی متغیرات کا اثر نہیں پڑتا ہے، اس لیے مشاہدہ کے ذریعے ان کے فطری طرز عمل کا زیادہ موثر طریقے سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

9. اسباب و علل تعلقات قائم کرنے میں معاون (Useful in Establishing Cause and Effect Relationship):۔ مشاہدہ کے طریقے کے ذریعے دو یا دو سے زیادہ متغیرات کے آپسی تعلقات کا عمیق مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ طریقہ متعلق متغیرات کے مابین اسباب و علل تعلقات قائم کرنے میں انتہائی معاون ثابت ہوتا ہے۔

10. نامعلوم زبان والے گروہ کا مطالعہ (Study of Unknown Language Groups):۔ مشاہدہ کے طریقے میں اکثر آنکھوں کا ہی استعمال کیا جاتا ہے، اس لیے اس طریقے میں مشاہدہ نگار ایسے گروہ کا بھی مطالعہ کر سکتا ہے جن کی زبان سے وہ واقف نہیں ہے۔

11. مطالعہ کے دیگر طریقے کے ساتھ قابل استعمال (Applicable with other Methods of Study):۔ مشاہدہ کے طریقے کے ذریعے انٹرویو، سوال نامہ، معاشرہ پیمائی (Sociometric) اور ایسے ہی دیگر طریقوں کا آسانی اور کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح مطالعہ کے اس طریقے کی ساخت مزید موثر بنائی جاسکتی ہے۔

12. پیش گوئی کی قوت (Power of Prediction):۔ مشاہدہ کے ذریعے حاصل نتائج خصوصاً سائنسی مشاہدہ کے ذریعے حاصل نتائج کافی حد تک سائنسی سطح کے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان میں معقولیت (Validity) اور معتبریت (Reliability) اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے۔ اس

طرح مشاہدہ کی بنیاد پر دیے گئے حالات میں پیشین گوئی کرنے کی کافی قوت ہوتی ہے۔

مشاہدہ کی خوبیاں (Merits of Observation)

کسی سماجی و تعلیمی تحقیق کے لیے مشاہدہ کا طریقہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس طریقہ کار کی مختلف خوبیاں درج ذیل ہیں۔

1. حقیقی معلومات (Real Information): اس میں مشاہد سماجی زندگی کی مکمل اور تنقیدی معلومات کے بعد ہی کسی قسم کی معلومات کو اپنی تحقیق کا حصہ بناتا ہے۔ چونکہ مشاہد کی حاضری اس سماج میں مستقل طور پر رہتی ہے اس لیے وہ ناقص معلومات کی جانچ اور تجزیہ کرنے کے بعد ہی اسے قبول کرتا ہے۔ شبہ کی حالت میں وہ معلومات کی جانچ بھی کر لیتا ہے۔ معلومات جمع کرنے کے دوران ہی تحقیق کا یہ کام کر سکتا ہے کیوں کہ بعد میں پھر اسی عمل سے گزرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ مشاہدہ سے حاصل معلومات کافی حد تک حقیقی ہوتی ہیں۔

2. وسیع معلومات (Wider Information): یہ طریقہ زیادہ وقت لینے والا طریقہ ہے۔ مشاہدہ کا کام قلیل مدت میں نہیں کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ وقت تک علاقے میں رہنے کی وجہ سے تحقیق کار اور کیے جانے والے مطالعہ کے گروپ کے درمیان نزدیکی تعلقات قائم ہو جاتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مشاہد کو مطالعہ کیے جانے والے افراد کی زندگی کی عمیق معلومات ہو جاتی ہے جو کہ تحقیق میں بہت زیادہ معاون ہوتی ہے۔ ایسی معلومات کی حصولیابی کسی فہرست یا سوال نامہ کے ذریعے ممکن نہیں ہو سکتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے وسیع و عمیق معلومات جمع کرنے میں مشاہدہ کا طریقہ انتہائی فائدہ مند ہے۔

3. بھروسہ مند معلومات (Reliable Information): سب سے پہلے مشاہد اس سماج میں گھل مل جاتا ہے جہاں سے اسے تحقیق کے لیے معلومات حاصل کرنی ہے۔ لیکن یہ تعلق مستحکم نہ ہو کر غیر مستحکم ہوتا ہے۔ مشاہد مشاہدہ کیے جانے والے معاشرے کی زندگی میں حصہ نہیں لیتا ہے وہ غیر جانب دار ہوتا ہے۔ نتیجتاً جمع کی جانے والی معلومات کی معتبریت زیادہ ہوتی ہے۔

4. براہ راست معلومات (Direct Information): مشاہد کے ذریعے معاشرے کے بارے میں وسیع معلومات لینے کے لیے اسے معاشرہ کے ساتھ غیر مستحکم طور پر تعلق قائم کرنا ہوتا ہے۔ پھر وہ رفتہ رفتہ اس معاشرے کے ثقافتی پس منظر کے بارے میں اپنی معلومات میں اضافہ کرتا ہے۔ اس طرح نزدیکی اور رسمی تعلقات قائم ہو جانے سے وہ براہ راست معلومات حاصل کر لیتا ہے۔

5. معاشرتی زندگی کا آئینہ (Mirror of Community Life): چونکہ مشاہد خود کو معاشرے کی سرگرمیوں میں شامل کر لیتا ہے اس لیے معاشرہ کے ساتھ مشاہد کا طرز عمل معاشرہ کے دیگر نمائندوں کی طرح ہی ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ معاشرہ کا بخوبی مطالعہ کر سکتا ہے۔ جو بھی معلومات اسے حاصل ہوں گی اس میں کوئی بناوٹ نہیں ہوں گے بلکہ وہ معاشرے کی آئینہ دار ہوں گی۔

6. فطری طرز عمل کا مطالعہ (Study of Natural Behaviour): اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر مشاہد مشاہدہ کے طریقے کے بجائے کسی دیگر طریقے کا استعمال معلومات جمع کرنے کے لیے کرتا ہے تو سماج کے فطری طرز عمل میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ کسی دیگر طریقے کے ذریعے معلومات جمع کرنے سے قربت نہیں رہ جاتی ہے۔ سماج احتیاط کے ساتھ طرز عمل ظاہر کرتا ہے، جس سے غیر فطری طرز عمل ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے معتبر معلومات کے لیے مشاہدہ کا طریقہ ہی مفید ہے کیوں کہ اس میں تحقیق کار انجان نہ رہ کر سماج کا ایک رسمی رکن بن جاتا ہے۔

سوال نامہ ایک منصوبہ بند سوالات کا مجموعہ ہے جس میں کسی نفسیاتی، سماجی، تعلیمی وغیرہ موضوع پر سوالات کی ایک مرتب فہرست کو کسی فرد یا گروہ کو بھیجا جاتا ہے۔ تحقیق اور معطیات جمع کرنے کی زبان میں سوالات کی اس مرتب اور منظم فہرست کو سوال نامہ کہا جاتا ہے۔

گڈ اور ہاٹ (Good and Hatt) کے مطابق؛ "عموماً سوال نامہ لفظ سے ایک ایسے آلہ کی تفہیم ہوتی ہے جس میں سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لیے ایک دستاویز کا استعمال کیا جاتا ہے جسے معلومات فراہم کرنے والا خود پُر کرتا ہے۔"

بیسٹ اور کان (Best and Kahn) کے مطابق؛ "سوال نامہ معطیات جمع کرنے کے آلہ کے ساتھ ساتھ جانچ پڑتال دستاویز کی ایک عام صورت ہے جس کے ذریعے جواب دہندہ سوالات کے جوابات دیتے ہیں یا بیان کا تحریری شکل میں جواب دیتے ہیں۔ جب حقائق پر مبنی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے تب سوال نامہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔"

بار، ڈیوس اور جانسن (Barr, Davis and Jhonson) کے مطابق:- "سوال نامہ کو سوالات کا ایک منظم مجموعہ کہا جاسکتا ہے جسے آبادی کے نمونوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔"

سوال نامہ کے اقسام (Types of Questionnaire): سوال نامہ کے سوالات کی ساخت خاص طور پر دو باتوں پر منحصر کرتی ہے۔ (i) جواب دینے والے سے کس طرح کی معلومات حاصل کرنی ہے؟ (ii) جمع کیے گئے جوابات کا تجزیہ کس طریقے سے کرنا ہے؟ ان مقاصد کی تکمیل کرنے کے لیے عام طور پر تین طرح کے سوال نامہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(i) بند سوال نامہ

(ii) کھلا سوال نامہ

(iii) مخلوط سوال نامہ

اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) بند سوال نامہ: زمرہ بند معلومات حاصل کرنے کے لیے اس طرح کے سوال نامہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جواب دینے والا کسی سوال کا جواب منتخبہ جوابات میں سے ہی دیتا ہے۔ اس طرح کے سوالات میں ممکنہ جوابات کی ایک فہرست ہوتی ہے جس میں سے کسی ایک جواب پر جواب دینے والا اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ اکثر اس طرح کے سوالات میں جواب دینے والا صرف ہاں اور ناں میں ہی جواب دے سکتا ہے۔

مثال:

- کیا آپ نسلی بھید بھاؤ میں یقین رکھتے ہیں؟ ہاں / نہیں
 - آپ اس اسکول میں میں کیوں داخلہ لینا چاہتے ہیں؟
- i. اسکول آپ کے گھر سے نزدیک ہے۔

ii. اسکول کا تعلیمی ماحول بہت اچھا ہے۔

iii. اسکول میں ہاسٹل کی سہولت ہے۔

iv. اسکول میں فیس کم ہے۔

(ii) کھلا سوال نامہ: عمیق معلومات حاصل کرنے کے لیے اس طرح کے سوال نامہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے نئے حقائق کی دریافت ممکن ہوتی ہے، کیوں کہ اس میں جواب دینے والے کو کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح کے سوال نامہ کا استعمال تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے سوال نامہ سے کیفیت کی نوعیت کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

مثال:

• کیا لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم ایک ساتھ ہونی چاہئے؟ ہاں / نہیں

اگر ہاں! تو کیوں؟

اگر نہیں! تو کیوں؟

• اپنے اسکول کو اور بہتر بنانے کے لیے اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔

• اگر آپ کو اسکول کا پرنسپل بنا دیا جائے تو آپ کی کیا حکمت عملی ہوگی؟

(iii) مخلوط سوال نامہ: اس طرح کے سوال نامہ میں دونوں طرح کے سوالات شامل ہوتے ہیں۔ جب معلومات حاصل کرنے کے لیے زمرہ بند اور تفصیلی دونوں طرح کی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے تو اس طرح کے سوال نامہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اچھے سوال نامہ کی خصوصیات (Characteristics of a Good Questionnaire):

تحقیق کی کامیابی کے لیے سوال نامہ انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جواب دینے والا سوالات کو سمجھ کر اس کے جوابات دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے سوال نامہ کی تعمیر و تشکیل کرتے وقت اس بات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ جواب دینے والا بغیر کسی کی مدد سے سوالات کو سمجھ جائے اور مطلوبہ معلومات حاصل کی جاسکے۔ ماہرین کے مطابق ایک اچھے سوال نامہ میں درج ذیل خصوصیات ہونی چاہئے۔

1. سوالات آسان اور واضح ہوں:- سوال نامہ کے سوالات انتہائی آسان ہونے چاہئیں۔ اگر سوالات مشکل ہوں گے تو جواب دینے والا اسے سمجھ نہیں پائے گا اور جواب دینے میں اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جواب دینے والے کے ذریعے سوالات کا مفہوم وہی اخذ کیا جائے جو تحقیق کار کی منشاء ہو۔ اس کے لیے سوالات بالکل سیدھے اور آسان ہونے چاہئیں۔

2. سوالات ایسے ہوں جس سے کہ آسانی سے معلومات حاصل کی جاسکے:- سوال نامہ میں ایسے سوالات کی فہرست ہونی چاہئے جن کے ذریعے زیادہ سے زیادہ درست اور بھروسہ مند معلومات آسانی سے حاصل کی جاسکے۔

3. سوالات کی تعداد کم ہونی چاہئے:- سوال نامہ میں سوالات کم ہونے سے جواب دینے والا بہ آسانی اور دلچسپی کے ساتھ اس کا جواب دینے

کی کوشش کرتا ہے۔ اگر سوالات زیادہ ہوتے ہیں تو اکثر جواب دینے والا سوالات کی طویل فہرست دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے اور بغیر پڑھے اور سمجھے ان سوالات کے جوابات دینے کی جانب راغب ہوتا ہے۔ اس سے تحقیق کا نتیجہ متاثر ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ وقت اور سرمائے کی بربادی ہوتی ہے۔

4. سوالات ذاتی معلومات سے متعلق نہیں ہونا چاہئے۔ سوالنامہ میں سوالات روزمرہ زندگی سے متعلق ہونا چاہئے اور مسائل بھی ایسے ہونے چاہئیں جو سبھی کے علم میں ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاں تک ممکن ہو سوالات میں ذاتی زندگی سے متعلق سوالات پوچھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

5. مخصوص لفظیات کی وضاحت ہونا چاہئے۔ سوال نامہ میں آئے مخصوص لفظوں کی تفصیلی وضاحت سے جواب دینے والا اس کے مفہوم اور مقاصد سے آشنا ہو جاتا ہے اور وہ اس کا درست و مناسب جواب دیتا ہے۔ سوال نامہ میں اگر کوئی تکنیکی لفظ استعمال کیا گیا ہے تو اس کی وضاحت بھی تحقیق کار کو کرنا چاہئے۔

6. دیگر خصوصیات:- مندرجہ بالا باتوں کے ساتھ ساتھ سوال نامہ کی تعمیر و تشکیل کرتے وقت درج ذیل باتوں کو بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

- سوالات ایسے نہ ہوں جس سے ایسا محسوس ہو کہ جواب دینے والے کو حکم دیا جا رہا ہے۔
- جذباتی جملوں کا استعمال کم سے کم کیا جائے۔
- سوالات کے ممکنہ جوابات کی نوعیت مثبت ہو۔
- سوالات حد سے زیادہ موضوعی نوعیت کے نہ ہوں۔
- کیفیت سوالات کے بجائے کمیتی سوالات پوچھے جائیں۔ وغیرہ۔

12.4.3 انٹرویو (Interview)

انٹرویو معلومات حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جانے والا ایک مقبول اور مشہور آلہ ہے۔ اس کی ابتداء صنعتی سماج کی تخلیق کے ساتھ ہوئی۔ معلومات حاصل کرنے کے اس طریقے میں تحقیق کار کو ایسی سہولیات میسر ہوتی ہیں جس سے وہ اپنے مسئلے سے متعلق لوگوں کے ساتھ براہ راست گفتگو کر سکتا ہے، اس کی خواہشات، تمنائوں، جذبات اور خیالات معلوم کر سکتا ہے۔ اس آلہ کے استعمال سے وہ نہ صرف اپنے حواس خمسہ پر تکیہ کرتا ہے بلکہ جن لوگوں سے متعلق مسئلے کا وہ مطالعہ کرتا ہے ان کی بھی سرگرم شمولیت حاصل کر سکتا ہے۔

پی۔وی۔ینگ (P.V. Young) کے مطابق انٹرویو کے ذریعے ہم ایک دوسرے کی اندرونی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کے لفظوں میں: "انٹرویو کو ایک بتدریج عمل مانا جاسکتا ہے جس کے ذریعے ایک فرد دوسرے فرد کی اندرونی زندگی میں زیادہ یا کم تخیلاتی طور پر داخل ہوتا ہے جو کہ اس کے لیے موازناتی طور پر اجنبی ہوتے ہیں۔"

گڈ اور ہیٹ (Good and Hatt) کے مطابق:- "نہ تو بھروسہ مندی اور نہ ہی گہرائی کو تب تک حاصل کیا جاسکتا ہے جب تک

ذہن میں یہ واضح طور پر نہ ہو کہ انٹرویو بنیادی طور پر ایک سماجی تعامل کا عمل ہے۔"
انٹرویو کا طریقہ تحقیقی عمل کے لیے ایک آلہ کا کام کرتا ہے۔ یہ افراد سے متعلق ہمارے تجربات اور علم میں اضافہ کرتا ہے۔

انٹرویو کی خصوصیات (Characteristics of Interview):

مندرجہ بالا تعریف کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انٹرویو کی درج ذیل خصوصیات ہوتی ہیں۔

1. دو یا دو سے زیادہ افراد (Two or more than two Persons): دو یا دو سے زیادہ افراد میں آپسی ملاقات اور گفتگو ہوتی ہے۔
2. مخصوص مقصد (Specific Objective): انٹرویو کا کوئی نہ کوئی خاص مقصد ہوتا ہے۔
3. روبرو تعلق (Face to Face Relation): انٹرویو میں دو یا دو سے زیادہ شخص کے درمیان آمنے سامنے ملاقات اور گفتگو ہوتی ہے۔
4. معطیات کو جمع کرنا (Collection of Data): انٹرویو کے ذریعے زبانی طرز عمل یا قریبی تعلق کے ذریعے ایسا ماحول تیار کیا جاتا ہے جس سے کہ تحقیق سے متعلق معلومات آسانی سے حاصل کی جاسکیں۔

انٹرویو کے مقاصد (Objectives of Interview):

انٹرویو کا بنیادی مقصد معاشرے یا فرد کی زندگی میں شامل حقائق کی معلومات حاصل کرنا ہے۔ اس کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

1. براہ راست رابطہ کے ذریعے معلومات حاصل کرنا (Information Through Direct Contact): انٹرویو کا بنیادی مقصد روبرو ملاقات کے ذریعے معلومات حاصل کرنا ہے۔ انٹرویو کے ذریعے دو یا دو سے زیادہ افراد ربط میں آتے ہیں اور درپیش موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں انٹرویو کے ذریعے فرد اپنی اندرونی یا خفیہ معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ اس طرح انٹرویو کے ذریعے باطنی جذبات، تصورات اور تمناؤں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح سے حاصل معلومات حقیقی ہوتی ہیں جو کہ انٹرویو کا خاص مقصد ہے۔

2. مفروضات کی تعمیر و تشکیل کا ذریعہ (Source of Construction and Formulating Hypothesis): انٹرویو مفروضات کا اہم ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ سماجی عمل اور آپسی تعلقات کے بارے میں مختلف افراد اپنے رد عمل کی توضیح پیش کرتے ہیں جس کی بنیاد پر مختلف قیاس اور مفروضات کی تشکیل و تعمیر کر کے مشاہدہ کو وسعت فراہم کی جاتی ہے۔ صحیح معنوں میں انٹرویو کا بنیادی مقصد ہی مفروضات کی تعمیر کرنا ہے۔ اس کے ذریعے قریبی تعلقات استوار کیے جاتے ہیں اور حقیقی معلومات کا حصول کیا جاتا ہے۔ مختلف عمل اور رد عمل کے بارے میں نئے نظریات کا حصول ہوتا ہے۔ اس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ انٹرویو کے ذریعے حقیقی حالات کا مشاہدہ کر کے مسئلے سے متعلق مفروضات کی تعمیر کی جاتی ہے۔

3. ذاتی حقائق (Personal Data): انٹرویو کے ذریعے ذاتی نوعیت کی معلومات حاصل کی جاتی ہے۔ کیفیت نوعیت کی معلومات اور ذاتی حقائق کے حصول کے لیے انٹرویو انتہائی موثر آلہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ آمنے سامنے بات چیت کے ذریعے انٹرویو دینے والا اپنی نجی زندگی سے متعلق معلومات اور اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کرنے کے لیے متحرک ہوتا ہے۔

4. کیفیت حقائق حاصل کرنا (Getting Information About Qualitative Facts): سماجی حقائق عام طور پر کیفیت نوعیت کے

ہوتے ہیں۔ یہ حقائق خیالات، عقائد اور احساسات وغیرہ کی صورت میں انسان کے باطن میں ہوتے ہیں۔ ایسے حقائق انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کے ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ فرد تک محدود ہوتے ہیں تو انفرادی کہلاتے ہیں لیکن اگر یہ مکمل گروہ میں یکساں طور پر موجود ہیں تو گروہی کہلاتے ہیں۔ انہیں دیگر وسائل سے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ کیفیتی حقائق کا حصول انٹرویو کا ایک اہم مقصد ہے۔

5. اضافی معلومات حاصل کرنا (Getting Additional Informations):۔ انٹرویو کے ذریعے اضافی معلومات بہت آسانی سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ جواب دینے والا (Respondent) بدلتے ہوئے حالات اور سماجی تبدیلیوں سے واقف ہوتا ہے، اس لیے ان کے ساتھ قریبی تعلق اور روبرو ربط قائم کر کے جدید تبدیلیوں اور روایتوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اچھے انٹرویو کی خصوصیات (Characteristics of a Good Interview): ایک کامیاب انٹرویو اس بات پر منحصر ہے کہ اس کو انجام دینے کے لیے کن اقدام اور تکنیک کا استعمال کیا گیا ہے۔ انٹرویو کو کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کے لیے شعوری منصوبہ بندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انٹرویو سے پہلے انٹرویو لینے والے کو چاہئے کہ وہ انٹرویو دینے والے کے بارے میں گہرائی سے معلومات حاصل کرے۔ انٹرویو دینے والے کی تعلیمی، سماجی اور ذہنی سطح کی معلومات ہو جانے پر انٹرویو کے وقت انٹرویو لینے والے کو کافی آسانی ہوتی ہے۔ انٹرویو منعقد کرتے وقت درج ذیل اہم باتوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

1. پیشگی منصوبہ (Pre-Planned):۔ انٹرویو منعقد کرنے سے پہلے تحقیق کار کو یہ متعین کر لینا چاہئے کہ وہ کس موضوع پر تحقیق کرنا چاہتا ہے؟ اور کس طرح کے سوالات پوچھنا اس کی تحقیق کے لیے لازمی ہیں؟ تحقیق کے بنیادی مقاصد کو ذہن میں رکھ کر ایک حکمت عملی طے کر لینا چاہئے جس سے کہ گفتگو کی شروعات آسانی کے ساتھ کی جاسکے۔ پی۔ وی۔ ینگ کے مطابق "ہر ایک ممکنہ انٹرویو منفرد حالت کے مطابق پہلے سے ہی اچھی طرح سوچا ہوا ہونا چاہئے۔"

2. رسمی تعارف (Formal Introduction):۔ کسی اجنبی فرد کا انٹرویو لیتے وقت انٹرویو دینے والے فرد کے ذہن میں بہت سارے شک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ تکلف اور شک و شبہ کی حالت انٹرویو دینے والے کو ذہنی طور پر آزاد نہیں رہنے دیتی۔ اس لیے تحقیق کار کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ خود اپنا اور تحقیق کے مطلوبہ مقاصد کا ایک مختصر تعارف انٹرویو دینے والے کے سامنے پیش کر دے۔ ایسا کرنے کے بعد درج بالا مشکلات سے بچا جاسکتا ہے۔ تعارف کے بعد انٹرویو دینے والا بغیر کسی جھجک کے جواب دینا شروع کر دیتا ہے۔

3. بالترتیب سوالات (Systemetic Questions):۔ موضوع مطالعہ میں تسلسل بنائے رکھنے کے لیے سوالات کا منظم ہونا بہت ضروری ہے۔ اس سے گفتگو بغیر کسی رکاوٹ کے آگے بڑھتی ہے اور تحقیق کار اپنی مطلوبہ معلومات بہت آسانی کے ساتھ حاصل کر سکتا ہے۔

4. واضح سوالات (Clear Questions):۔ انٹرویو لینے والے کو چاہئے کہ وہ اچھی طرح سمجھ میں آنے والے آسان سوالات بنائے۔ اگر سوالات آسان اور واضح ہوتے ہیں تو اس سے انٹرویو دینے والا سوالات کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھتا ہے اور پھر آمادگی کے ساتھ بالکل واضح جواب بھی دیتا ہے۔

5. جذباتی سوالات میں احتیاط (Care in Emotional Questions):۔ انٹرویو کے دوران اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انٹرویو دینے والا جذباتی

ہو جاتا ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی دلی کیفیت کا اظہار کرتا ہے۔ ایسے موقع پر تحقیق کار کو محتاط اور چوکنا رہنا چاہئے۔ اگر وہ بھی جذبات میں بہہ گیا تو تحقیق کے نتائج میں حقیقت سے دور جانے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور انٹرویو کی معتبریت اور معقولیت پر منفی اثر مرتب ہوتا ہے۔

6. مساوی تعارف (Similar Identification):۔ مساوی تعارف تحقیق کار کا ایک فن ہوتا ہے جس میں وہ انٹرویو دینے والے کو یہ محسوس کراتا ہے کہ اس کا خود کا مشاہدہ، تجربہ، نظریہ، خیال اور دلچسپیاں انٹرویو دینے والے شخص کے جیسا ہی ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انٹرویو دینے والا بغیر جھجک کے سارے سوالات کا بالکل برجستہ اور صحیح صحیح جواب دیتا ہے۔

7. رہنمائی کرنے والے سوالات سے پرہیز (Avoidance of Leading Questions):۔ تحقیق کار کو ایسے سوالات نہیں پوچھنا چاہئے جس سے کہ انٹرویو دینے والے کو ایسا محسوس ہو کہ تحقیق کار کو کس طرح کے جوابات مطلوب ہیں۔ جیسے:

- کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کا ملک ترقی کرے؟
- کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ ملک کی سڑکیں خستہ حال رہیں؟
- کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہر بچے کو معیاری تعلیم میسر ہو؟
- کیا آپ کو نہیں لگتا کہ اس کے لیے حکومت کو کافی سرمائے کی ضرورت ہوگی؟
- آپ کو تو یہ پتہ ہی ہو گا کہ حکومت اپنا سرمایہ عوام پر ٹیکس لگا کر حاصل کرتی ہے؟
- کیا ایسے حالات میں ضروری نہیں ہے کہ حکومت کو ٹیکس بڑھانا چاہئے؟

یہ ایسے سوالات ہیں جس سے تحقیق کار کی منشاء کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی تحقیق کو کس طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اس طرح کے سوالات سے تحقیق کار ثبوت کے ساتھ نتیجہ نکال کر یہ ثابت کر سکتا ہے کہ ملک کے عوام ٹیکس کی شرح میں اضافہ کرنے کے حق میں ہیں اور ایسا ہونے پر انہیں بے انتہا خوشی ہوگی۔

8. مختصر ترین جوابات والے سوالات سے پرہیز (Avoidance of Brief Reply):۔ عمدہ تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ مختصر ترین جوابات والے سوالات پوچھنے سے پرہیز کیا جائے۔ ایسے سوالات جن کے جوابات ہاں اور نہیں میں ہوں ان سے تو قطعی طور پر پرہیز کیا جائے۔

9. غصہ دلانے والے سوالات سے پرہیز (Avoidance of Anger Leading Questions):۔ تحقیق کار کو ایسے سوالات پوچھنے سے بچنا چاہئے جس سے کہ انٹرویو دینے والے کے جذبات مجروح ہوں اور اسے غصہ آجائے۔ ایسے سوالات پوچھنا چاہئے جن سے حال، ماضی اور مستقبل کے تین انٹرویو دینے والے کے نظریات اور خیالات کی وضاحت ہو سکے۔ سوالات کی تعمیر و تشکیل کرتے وقت بہت ہی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

10. مناسب وقت اور جگہ کا انتخاب (Selection of Appropriate Time and Place):۔ انٹرویو کے لیے ایسے وقت اور جگہ کا انتخاب کرنا چاہئے جس سے کہ انٹرویو دینے والا اطمینان اور خوش طبعی کے ساتھ تحقیق کار کے سوالات کا جواب دے سکے۔ کوشش یہ ہونی

چاہئے کہ انٹرویو کے وقت تحقیق کار اور جواب دہندہ کے علاوہ اس جگہ اور کوئی نہ ہو۔

11. صبر کے ساتھ سماعت (Patience Listening): تحقیق کار کو چاہئے کہ انٹرویو دینے والا جو کچھ بھی بول رہا ہے یا بتانا چاہتا ہے اسے صبر کے ساتھ سننے کی کوشش کرے۔ دوران سماعت توجہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ سمجھا جاسکے کہ انٹرویو دینے والا سوالات کو سمجھ کر جواب دے رہا ہے یا نہیں۔ اگر ایسا ہے تو تحقیق کار کو چاہئے کہ وہ ایک بار پھر سوال کے مفہوم کو واضح کر دے۔

12. گفتگو میں تسلسل (Continuity in Conversation): تحقیق کار کو اتنا زیادہ ماہر ہونا چاہئے کہ وہ گفتگو کے تسلسل اور روانی کو برقرار رکھ سکے۔ اس سے موضوع سے متعلق بہت ساری معلومات خود بہ خود حاصل ہو جاتی ہیں۔ جب انٹرویو دینے والا روانی کے ساتھ بولتا ہے تو اس جواب سے ہی تحقیق کار دوسرا سوال تشکیل کرتا ہے اس طرح مسلسل سوالات اور جوابات سے مسئلہ سے متعلق گہرائی سے معلومات حاصل ہو جاتی ہے۔

اگر مندرجہ بالا باتوں کا خیال رکھا جائے تو انٹرویو میں ہمیشہ معتبریت اور معقولیت قائم رہتی ہے۔

12.4.4 شرح پیمائی (Rating Scales)

اس طریقے کو درجہ بندی پیمانہ بھی کہتے ہیں۔ اس طریقے کا استعمال سب سے پہلے فیکنر (Fecner) نے کیا تھا۔ لیکن اس طرح کی شرح بندی پیمانے کی اشاعت سب سے پہلے گالٹن (Galton) نے 1889ء میں کیا تھا۔ عہد حاضر میں اس طریقے کا استعمال سب سے زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں شخصیت سے متعلق مختلف خصلتوں کو پیش کر کے ان کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ درجہ بندی کے تعین کا عمل یا تو اسی فرد سے کرایا جاتا ہے جس کی شخصیت کی پیمائش کرنی ہوتی ہے۔ یا اس سے متعلق کسی ایک یا ایک سے زیادہ افراد سے کرائی جاتی ہے۔ اس طریقے میں کسی فرد کی خوبیوں کی پیمائش کرنے کے لیے اس کی درجہ بندی تین پانچ یا سات درجوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم کسی فرد کی شخصیت میں ہمت کی خوبیوں کی جانچ کرنا چاہتے ہیں تو ہم اسے پانچ حصوں میں تقسیم کر لیں گے۔

بہادر:

بہت بہادر	بہادر	کم بہادر	بہت کم بہادر	بزدل
-----------	-------	----------	--------------	------

اب ہم اس شخص سے یا اس شخص سے متعلق مختلف افراد سے اس درجہ بندی کی بنیادی پر رائے اکٹھا کریں گے اور اس کی بنیاد پر اس کی اس خصلت کے بارے میں نتائج اخذ کریں گے۔

شرح بندی پیمانہ ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے یہ مانا جاتا ہے کہ کسی فرد نے کچھ مخصوص خصلتوں کے ضمن میں اپنے ربط میں آنے والے افراد کے اوپر کیا نقش چھوڑا ہے۔ شرح بندی کے لیے کسی بھی فرد کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ جیسے استاد، سرپرست، دوست و احباب، پڑوسی، رہنما، بھائی، بہن، کفیل، ارباب (Employer) وغیرہ۔

12.4.5 چیک لسٹ (Check-lists)

چیک لسٹ (Check List): اس پیمانے میں فرد کا تعین قدر اس کی متعدد خصوصیات پر نمبر فراہم کر کے کیا جاتا ہے اور ان نمبرات کے کل

میزان کی بنیاد پر فرد کے بارے میں یا کسی شخصیت کے بارے میں نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔ آرٹ شورن اور منے نے اس طریقے کا استعمال بچوں کے کردار سے متعلق متعدد خصوصیات جیسے معاونت، رہم دلی، لالچ، احسان مندی وغیرہ کا تعین قدر کرنے کے لیے کیا تھا۔ اس میں پیمائش کردہ یہ جانچ کرتا ہے کہ مندرجہ بالا خوبیوں میں سے کون کون سی خوبیاں بچے کے طرز عمل میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد نمبرات کے کل میزان (Total Score) کی بنیاد پر بچوں کی خوبیوں کے بارے میں نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔ اس میں ہر ایک معقول خوبیوں کے بارے میں نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔ اس میں ہر ایک معقول خوبیوں کے لیے 1+ اور غیر معقول خوبیوں کے لیے 1- نمبر دیا جاتا ہے۔

چیک لسٹ دو طرح کی ہوتی ہیں ایک میں فرد سے متعلق کچھ خصلتیں دی گئی ہوتی ہیں اور پیمائش کردہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ مدعی میں جو بھی خصلتیں (خوبیاں) ہوں ان پر صحیح (کانشان لگا دے اور جو نہیں ہوں ان پر غلط) (کانشان لگا دیں۔ جیسے

ہمت..... ()

رحم دلی..... ()

دوسرے طرح کی چیک لسٹ میں خوبیوں کے سامنے مقدار لکھی ہوتی ہے۔ پیمائش کردہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ مدعی میں وہ خوبیاں جس مقدار میں ہوں اس میں صحیح کانشان لگا دیں۔ جیسے:

بہت زیادہ	زیادہ	عمومی	کم	بہت کم
-----------	-------	-------	----	--------

12.4.6 رویہ پیمائی (Attitude Scales)

رویے کی پیمائش کے لیے براہ راست اور بلا واسطہ دو طرح کے طریقے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ براہ راست طریقے میں جس چیز یا موضوع کے متعلق فرد کے رویے کا پتہ لگانا ہوتا ہے اس کے بارے میں اس کی کیا رائے ہے؟ براہ راست طریقے سے معلوم کر کے اس کے رویے کی پیمائش کی جاتی ہے۔ ایسی رائے جاننے کے لیے سوال نامہ، انٹرویو، چیک لسٹ، اور رویہ اسکیل کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں تھر سٹن اور لیکرٹ کا رویہ اسکیل (Attitude Scale) کافی مشہور ہے۔

تھر سٹن کا رویہ اسکیل:

اس طرح کے اسکیل کی تعمیر کرنے کے لیے کسی چیز، فرد یا عمل کے تین خیالات کا اظہار کرنے والے متعدد اقوال جمع کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک قول کو اسکیل ویلو (Scale Value) فراہم کی جاتی ہے۔ جو ماہرین کے ذریعے دریافت وسطانیہ قیمت (Median Value) پر مبنی ہوتی ہے۔ مثال کے لیے چرچ کے تین رویے کی پیمائش کے لئے تھر سٹن کے پیمانے میں اقوال اور ان کی اسکیل ویلو اس طرح ہو سکتی ہے۔

نمبر شمار	اقوال	اسکیل ویلو
1	مجھے یقین ہے کہ آج چرچ امریکہ کا سب سے عظیم ادارہ ہے	0.2
2	مجھے یقین ہے کہ زندگی کو بہترین طریقے سے جینے کے لیے چرچ کارکن ہونا لازمی ہے۔	1.5
3	میں مذہب میں یقین رکھتا ہوں لیکن میں چرچ کبھی نہیں جاتا ہوں۔	5.4
4	میں سوچتا ہوں کہ چرچ سماج کا خون چوسنے والی جونک ہے۔	1.0

اسکیل کے ذریعے رویہ کی پیمائش کرنے کے لیے مدعی سے کہا جاتا ہے کہ جن اقوال سے وہ متفق ہے ان کے آگے وہ صحیح (○) کا نشان لگا دے۔ لگائے گئے نشانات کی اسکیل ویلو (Scale Value) کا میزان کر کے اس کی بنیاد پر مدعی کے رویے کے بارے میں فیصلے کئے جاتے ہیں۔

لیکرت کارویہ اسکیل (Likert Attitude Scale)

اس اسکیل کی تعمیر کے لیے کسی چیز فریاً عمل کے تئیں اظہار خیال کرنے والے بہت سارے اقوال یکجا کر لیے جاتے ہیں۔ جو بالکل واضح، معقول یا غیر معقول رویے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسکیل کے ذریعے کسی بھی فرد کے رویے کی پیمائش کے لیے اس سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ وہ دئے گئے اقوال سے کس حد تک متفق یا غیر متفق ہے۔ زیادہ تر اس کے لیے پانچ اختیاری نمونے دئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر بین الاقوامیت کے تئیں رویے کی پیمائش کے لیے اقوال اور اختیاری نمونے مندرجہ ذیل طرح کے ہو سکتے ہیں۔

ہدایت: نیچے دئے گئے اقوال کے پہلے لکھے ہوئے حروف پر دائرہ بنائیے۔ ان میں سے A کا مطلب ہے ”متفق“ SA کا مطلب ہے ”مکمل متفق“ D کا مطلب ہے ”غیر متفق“ SD کا مطلب ہے ”مکمل غیر متفق“ اور سوالیہ نشان (?) کا مطلب ہے غیر یقینی۔

1	چاہے ہمارا ملک صحیح ہو یا غلط ہمیں اسکے لیے لڑنے کو تیار رہنا چاہئے۔	SA	A	?	D	SD
2	کسی بھی حالت میں ہمارے ملک کو اب کبھی بھی جنگ نہیں کرنا چاہئے۔	SA	A	?	D	SD

مختلف اقوال کو نمبرات فراہم کرنے کے لیے معقول اقوال میں مکمل متفق والے جواب کو پانچ نمبر، متفق والے جواب کو چار نمبر، غیر یقینی والے جواب کو تین نمبر، غیر متفق والے جواب کو دو نمبر، مکمل غیر متفق والے جواب کو ایک نمبر فراہم کیا جاسکتا ہے۔ اس طریقے سے ایک فرد کے ذریعے حاصل کیے گئے مختلف اقوال کے شمار کو جوڑ کر ان کا کل میزان معلوم کر لیا جاتا ہے۔ اور پھر اس بنیاد پر اسکے رویے کے بارے میں اندازہ لگایا جاتا ہے۔

12.4.7 حکایتی دستاویز (Anecdotal Records)

حکایتی یا افسانوی تحریر کا طریقہ کا مقصد کسی متعلم یا مدعی کی زندگی سے متعلق کسی واقعہ (جھانکی) کے بے تکلف مشاہدے کی بنیاد پر ایک تفصیلی رپورٹ تیار کرنا ہے۔ جو کہ مدعی کے طرز عمل کے کسی متعلق پہلو کی با معنی شکل پیش کر سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر

مشاہداتی عمل یا جھانکی خود میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ صرف اہمیت کے حامل اور با معنی واقعات ہی نوٹ کرنا چاہیے۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہے تو یہ متعلم یا مدعی کا ایک عمومی خاکہ پیش کرنے میں معاون ہوگی۔ ان واقعات یا جھانکیوں میں مطلوبہ وغیرہ مطلوبہ دونوں طرح کے طرز عمل کو جگہ دینا چاہی اور استاد یا جانچ کردہ دیکھے کہ وہی حکایتیں نوٹ کی جائیں جو متعلم (مدعی) کی ضروریات و مسائل سے متعلق ہوں۔ بچوں کے رد عمل میں اتار و چڑھاؤ آنا فطری عمل ہے اور اکثر دیکھا بھی جاتا ہے پڑھائی، کھیل، کمرہ جماعت کے اندر، باہر، والدین، بھائی، بہن، معلم اور دوستوں ساتھیوں کے درمیان ان کے جذبات مزاج بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن ان فطری تغیرات کے علاوہ وہ ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے بھی وہ کبھی کبھی سنجیدہ مسائل اور انفرادی تجربات کرتے ہیں۔ ایک بچہ جو ذرا سے تھپڑ سے رونے لگتا ہے، جو ہر بات کو مزاق میں لیتا ہے، جو ہر چیز کو مسلسل نظر انداز کرتا ہے وغیرہ واقعات انیک ڈوئل رکارڈ کے لیے کافی مواد فراہم کر سکتے ہیں۔ لیکن معلم یا جانچ کردہ کو یہ دھیان رکھنا چاہیے کہ اس کارڈ معروضی اور مخصوص ہو۔ اپنے خود کے رد عمل کو ان رکارڈ کو تیار کرنے میں داخل نہیں کرنا چاہیے۔ یہ رکارڈ کرنا کہ ایک مخصوص حالت میں بچہ شریرتھا۔ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ حقیقی شرارت یار د عمل معروضی طریقے سے ہی قلم بند کرنا چاہیے۔

ایک یا دو الگ الگ واقعات سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ان میں سے زیادہ تر کو یکجا کر کے مطالعہ کیا جائے تو وہ متعلم کے طرز عمل کے بارے میں اہم اشارہ دے سکتے ہیں اور متعلم یا مدعی کو مدد کی تراکیب بھی بتائی جاسکتی ہیں۔

انیکڈوئل ریکارڈ کارڈ:-

تاریخ..... وقت.....

متعلم یا مدعی کا نام..... مشاہدہ نگار کا نام.....

نمبر شمار	واقعات کی تفصیل	نوٹ (اگر کوئی ہو)
1.		
2.		
3.		
4.		

مشاہدہ نگار کے دستخط

خلاصہ یا ہدایات

- (1) جہاں تک ممکن ہو سکے معلم کو واقعات کی تفصیل مکمل اور معروضی طریقے سے کرنا چاہیے۔ تفصیلی کالم میں اسے اپنی انفرادی رائے نہیں دینا چاہیے۔
- (2) اگر معلم یا مشاہدہ نگار سے رائے دینے، واقعات کی تفصیل دینے یا انفرادی اشارہ دینے کے لیے کہا جائے تو اسے معروضیت سے کام لینا چاہیے۔ بنامائے رائے دینا مناسب نہیں ہے۔
- (3) واقعات کی تفصیل، معلم یا مشاہدہ نگار کی وضاحت، یاد دے گئے اشارے کو علیحدہ علیحدہ لکھنا چاہیے۔

(4) واقعات جیسے ہی سرانجام ہوں اس کی تفصیل فوراً لکھنا چاہیے۔ واقعات کو قلم بند کرتے وقت صفائی اور ستھرائی کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔
 (5) تفصیلات صرف کسی ایک واقعہ یا جھانکی پر مبنی نہ ہوں بلکہ معروضیت، بھروسے مند اور اعتباریت سے پر نتائج نکالنے کے لیے ہوں۔
 ترتیب وار واقعات کا مشاہدہ کرنا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں طرز عمل کی مناسب وضاحت کے لیے اطمینان بخش تعداد نمونہ لینا ضروری ہے۔

(6) اس طریقے کے ذریعے ہم متعلم یا مدعی کے مزاج (Temperament)، فکر (Anxiety) اور طرز عمل کے دیگر پہلوؤں کا آسانی کے ساتھ مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1. مشاہدہ کے اہم فوائد کیا ہیں؟
2. سوال نامہ کی اقسام اور خصوصیات کیا ہیں؟
3. انٹرویو، شرح بیانی، چیک لسٹ اور رویہ اسکیل میں فرق کیا ہے؟

12.5 خلاصہ (Summary)

شخصیت کے اندازہ قدر کے طریقے بنیادی طور پر دو اقسام میں تقسیم کیے جاتے ہیں: تظلیلی اور غیر تظلیلی۔ تظلیلی طریقے میں فرد کے خارجی محرکات کے رد عمل سے اس کی شخصیت کا مطالعہ کیا جاتا ہے، جیسے رور شائٹسٹ (Rorschach Test) اور ٹی۔ اے۔ ٹی۔ (TAT)۔ TAT میں انسان اپنے ماحول سے وابستہ عناصر کو اپنی کہانیوں میں بیان کرتا ہے۔ سی۔ اے۔ ٹی۔ (CAT) بچوں کی شخصیت کے مطالعے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ غیر تظلیلی طریقے وہ ہیں جن میں فرد کے خیالات، پسند ناپسند اور اقدار کا اثر شامل ہوتا ہے۔ اس میں موضوعی (Subjective) اور معروضی (Objective) طریقے شامل ہیں۔ موضوعی طریقے میں فرد کے ذاتی خیالات اور معیار پر انحصار ہوتا ہے جبکہ معروضی طریقے نتائج میں فرد کے ذاتی اثرات شامل نہیں کرتے۔

شخصیت کے مطالعے کے دیگر اہم اوزار میں مشاہدہ (Observation)، سوال نامہ (Questionnaire)، انٹرویو (Interview)، درجہ بندی پیمانہ (Rating Scale)، چیک لسٹ (Check List) اور حکایتی یا افسانوی تحریر (Narrative Technique) شامل ہیں۔ مشاہدہ اور انٹرویو کے ذریعے فرد کی داخلی زندگی اور رویوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے، جبکہ سوال نامہ اور چیک لسٹ معطیات جمع کرنے اور شخصیت کی پیمائش کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مختصراً، یہ یونٹ مختلف نفسیاتی اوزار اور طریقوں کے ذریعے شخصیت کے مطالعے اور اندازہ قدر کی وضاحت کرتا ہے، جس میں تظلیلی اور غیر تظلیلی دونوں طریقے شامل ہیں۔

- شخصیت کے اندازہ قدر کے جن طریقوں کا فروغ ہوا اسے بنیادی طور پر دو زمروں؛ تطیلی اور غیر تطیلی میں تقسیم کیا جاتا ہے۔
- تطیلی سے مراد فرد کی خارجی اشیاء کے تئیں اپنے باطنی شعور کے رد عمل سے ہوتا ہے۔ اس لفظ کا استعمال سب سے پہلے ماہر نفسیات فرائڈ نے کیا تھا۔
- ہر من رور شا ایک نفسیاتی معالج تھے۔ ان کے مطابق انسان کا طرز عمل اس کے شعوری ذہن (Conscious Mind) سے زیادہ لا شعوری ذہن (Unconscious Mind) پر منحصر کرتا ہے۔
- رور شا کے مطابق غیر روایتی محرکہ (Stimulus) کے تئیں رد عمل (Response) میں انسان کا لا شعوری ذہن سرگرم ہوتا ہے۔ اس حالت میں اس کی شخصیت کی حقیقی خصلتوں (Traits) کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔
- رور شا کی جانچ میں چوبیس 24 سینٹی میٹر 17X سینٹی میٹر سائز کے دس کارڈ ہیں۔
- ٹی۔ اے۔ ٹی۔ (TAT) جانچ کی تعمیر ماہر نفسیات ہنری مرے (Henry Murray) نے کیا تھا۔ یہ جانچ نفسیات کے اس حقائق پر مبنی ہے کہ انسان اپنے ماحول کی جن چیزوں، لوگوں اور سرگرمیوں وغیرہ کے رابطے میں آتا ہے وہ اس کے ذہن و دماغ میں جذب ہوتی رہتی ہیں۔
- ہنری مرے کی اصل جانچ کے طریقے میں تیس کارڈ تھے جن میں دس کارڈ صرف مردوں کے لیے۔ دس کارڈ صرف عورتوں کے لیے اور دس کارڈ مرد و عورت دونوں کے لیے تھے۔
- سی۔ اے۔ ٹی۔ (CAT) یعنی طفلی ادرا کی جانچ کا طریقہ بھی بالکل موضوعاتی ادرا کی جانچ کی طرح ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں تیس کارڈوں کے بجائے دس کارڈوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔
- سی۔ اے۔ ٹی۔ (CAT) جانچ کی تعمیر بلیک (Leopold Ballak, 1948) نے کیا تھا۔ اس جانچ کی مدد سے تین سے گیارہ سال تک کے بچوں کی شخصیت کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔
- غیر تطیلی سے مراد ان طریقوں سے ہے جن میں جانچ کردہ کے خیالات، پسند، ناپسند اور انفرادی اقدار و معیار کا خاص دخل ہوتا ہے۔
- غیر تطیلی طریقہ کی دو قسمیں؛ موضوعی اور معروضی ہوتی ہیں۔
- شخصیت کی پیمائش کے موضوعی طریقوں (Subjective Method) سے مراد ان طریقوں سے ہے جن کی پیمائش کا نتیجہ پیمائش کردہ کے خیالات، پسند ناپسند اور اس کے اپنے انفرادی معیار سے متاثر ہوتا ہے۔ جب کہ شخصیت کی پیمائش کے معروضی طریقوں (Objective Method) سے مراد ان طریقوں سے ہے جن کی پیمائش کے نتائج میں پیمائش کردہ کی پسند، ناپسند، خیالات اور معیار کا دخل نہیں ہوتا ہے۔
- پی۔ وی۔ ینگ (P.V. Young) کے لفظوں میں "مشاہدہ آنکھوں کے ذریعے کیا گیا فطری واقعات سے متعلق ایک ایسا منظم اور

دانستہ مطالعہ ہے، جو کہ ان کے وقوع پذیر ہونے کے وقت کیا جاتا ہے۔ مشاہدہ کا مقصد غیر موافق سماجی واقعات، ثقافت کے نمونوں یا انسانی برتاؤ کے ضمن میں با معنی و باہم مربوط اجزاء کی ساخت اور اس کی وسعت معلوم کرنا ہے۔"

● گڈ اور ہیٹ (Good and Hatt) کے مطابق "سماجی تعلقات کے بارے میں افراد کی بیشتر معلومات کا ماخوذ غیر منضبط مشاہدہ پر ہی محیط ہوتا ہے۔"

● سوال نامہ ایک منصوبہ بند سوالات کا مجموعہ ہے جس میں کسی نفسیاتی، سماجی، تعلیمی وغیرہ موضوع پر سوالات کی ایک مرتب فہرست کو کسی فرد یا گروہ کو بھیجا جاتا ہے۔ تحقیق اور معطیات جمع کرنے کی زبان میں سوالات کی اس مرتب اور منظم فہرست کو سوال نامہ کہا جاتا ہے۔

● گڈ اور ہاٹ (Good and Hatt) کے مطابق؛ "عموماً سوال نامہ لفظ سے ایک ایسے آلہ کی تفہیم ہوتی ہے جس میں سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لیے ایک دستاویز کا استعمال کیا جاتا ہے جسے معلومات فراہم کرنے والا خود پُر کرتا ہے۔"

● بیسٹ اور کان (Best and Kahn) کے مطابق؛ "سوال نامہ معطیات جمع کرنے کے آلہ کے ساتھ ساتھ جانچ پڑتال دستاویز کی ایک عام صورت ہے جس کے ذریعے جواب دہندہ سوالات کے جوابات دیتے ہیں یا بیان کا تحریری شکل میں جواب دیتے ہیں۔ جب حقائق پر مبنی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے تب سوال نامہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔"

● پی۔وی۔ینگ (P.V. Young) کے مطابق؛ انٹرویو کے ذریعے ہم ایک دوسرے کی اندرونی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کے لفظوں میں؛ "انٹرویو کو ایک بتدریج عمل مانا جاسکتا ہے جس کے ذریعے ایک فرد دوسرے فرد کی اندرونی زندگی میں زیادہ یا کم تخیلاتی طور پر داخل ہوتا ہے جو کہ اس کے لیے موازناتی طور پر اجنبی ہوتے ہیں۔"

● گڈ اور ہیٹ (Good and Hatt) کے مطابق:- "نہ تو بھروسہ مندی اور نہ ہی گہرائی کو تب تک حاصل کیا جاسکتا ہے جب تک ذہن میں یہ واضح طور پر نہ ہو کہ انٹرویو بنیادی طور پر ایک سماجی تعامل کا عمل ہے۔"

● درجہ بندی پیمانہ طریقے کا استعمال سب سے پہلے فیکنر (Fecner) نے کیا تھا۔ لیکن

● شرح بندی پیمانہ ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے یہ مانا جاتا ہے کہ کسی فرد نے کچھ مخصوص خصلتوں کے ضمن میں اپنے ربط میں آنے والے افراد کے اوپر کیا نقش چھوڑا ہے۔

● شرح بندی کے لیے کسی بھی فرد کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ جیسے استاد، سرپرست، دوست و احباب، پڑوسی، رہنما، بھائی، بہن، کفیل،

ارباب (Employer) وغیرہ۔

● چیک لسٹ میں فرد کا تعین قدر اس کی متعدد خصوصیات پر نمبر فراہم کر کے کیا جاتا ہے اور ان نمبرات کے کل میزان کی بنیاد پر فرد کے بارے میں یا کسی شخصیت کے بارے میں نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔

● حکایتی یا افسانوی تحریر کا طریقہ کا مقصد کسی متعلم یا مدعی کی زندگی سے س متعلق کسی واقعہ (جھانگی) کے بے تکلف مشاہدے کی بنیاد پر ایک تفصیلی رپورٹ تیار کرنا ہے۔

The action of making a judgement.	اندازہ قدر (Assessment)
Unconscious transfer of one's desires or emotions to another person.	تخلیلی (Projective)
Character of being objective; lack of favouratism toward one side or another, freedom from bias.	معروضی (Objective)
The quality of being biased or influenced by personal feelings, tastes or opinions.	موضوعی (Subjective)
Functioning of the body.	طبیعیاتی (Physiological)
Connected with the subject or subjects of something.	موضوعاتی (Thematic)
The mental process by which a person makes sense of an idea by assimilating it to the body of ideas he or she already possesses.	ادراکی (Apperception)
Information, especially facts or numbers, collected to be examined.	معطیات (Data)
An idea that is suggested as the possible explanation for something but has not yet been found to be true or correct.	مفروضہ (hypothesis)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- 1- شرح بندی کا طریقہ شخصیت کے اندازہ قدر کا ایک ----- طریقہ ہے۔
 a. معقول b. موزوں c. معروضی d. موضوعی
- 2- مشاہدہ کا طریقہ شخصیت کے اندازہ قدر کا ایک ----- طریقہ ہے۔
 a. معقول b. موزوں c. معروضی d. موضوعی
- 3- رور شانے کالی سیاہی اور مختلف رنگوں سے بنے دھبوں (تصاویر) کو ----- کے طور پر استعمال کر کے جانچ کے اس طریقے

کو تعمیر کیا۔

a. روایتی محرکات b. غیر روایتی محرکات c. تغیراتی محرکات d. معروضی محرکات

4- رورشاکی جانچ میں کن فیصلہ کن عناصر پر دھیان دیا جاتا ہے؟

a. صورت، حرکت اور رنگ b. صورت، حرکت، رنگ اور عکس

c. صورت، حرکت، رنگ، عکس اور ساخت d. صورت، حرکت، رنگ، عکس، ساخت اور وسعت

5- ٹی۔ اے۔ ٹی۔ (TAT) جانچ کی تعمیر کس ماہر نفسیات نے کیا تھا؟

a. ایڈمس b. ہنری مرے c. جان ڈالٹن d. ہنری فیول

6- ٹی۔ اے۔ ٹی۔ جانچ کی ہندوستانی حالات کے مطابقت کس کے ذریعے کی گئی؟

a. ڈاکٹر اماچودھری b. ڈاکٹر اوشاچودھری c. ڈاکٹر ہر شچودھری d. ڈاکٹر سیماچودھری

7- طفلی ادراکی جانچ کے طریقہ میں تیس کارڈوں کے بجائے کتنے کارڈوں کا استعمال کیا جاتا ہے؟

a. 5 b. 10 c. 15 d. 20

8- طفلی ادراکی جانچ کی تعمیر کس کے ذریعے کی گئی تھی؟

a. بیلک b. جانسن c. واٹسن d. مرے

9- طفلی ادراکی جانچ کی مدد سے ----- کے بچوں کی شخصیت کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

a. دس سے پندرہ سال تک b. تین سے پندرہ سال تک c. چھ سے گیارہ سال تک d. تین سے گیارہ سال تک

10- شرح بندی پیمانے کی اشاعت سب سے پہلے ----- نے 1889ء میں کیا تھا۔

a. گالٹن b. واٹسن c. سمپسن d. جانسن

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1- شخصیت کے اندازہ قدر کے تطلیلی اور غیر تطلیلی طریقوں کے درمیان فرق کی شناخت کیجئے۔

2- شخصیت کے اندازہ قدر کے مختلف طریقوں کی درجہ بندی کیجئے۔

3- شخصیت کی تطلیلی تکنیک کی فہرست سازی کیجئے۔

4- شخصیت کی غیر تطلیلی تکنیک کے معروضی اور موضوعی طریقوں کی فہرست سازی کیجئے۔

5- غیر شراکتی مشاہدہ اور شراکتی مشاہدہ کے درمیان فرق واضح کیجئے۔

6- اچھے سوالنامہ کی خصوصیات بیان کیجئے۔

7- تھر سٹن کے رویہ اسکیل کو مع مثال واضح کیجئے۔

8- لیکرٹ کے رویہ اسکیل پر مختصر نوٹ لکھئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- رور شاکی سیاہی دھبہ جانچ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کے انعقاد کے مراحل بیان کیجئے۔
- 2- طفلی ادرا کی جانچ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کے انعقاد کے مراحل بیان کیجئے۔
- 3- مشاہدہ کی تعریف اور تصور واضح کرتے ہوئے اچھے مشاہدہ کی خصوصیات بیان کیجئے۔
- 4- شرح پیمائی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعے واضح کیجئے۔ یہ چیک لسٹ سے کس طرح مختلف ہے؟ بیان کیجئے۔
- 5- سوالنامہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مختلف قسم کے سوالنامہ کو مع مثالوں کے سمجھائیے۔
- 6- انٹرویو سے کیا مراد ہے؟ انٹرویو کی خصوصیات اور مقاصد واضح کیجئے۔
- 7- حکایتی دستاویز کیا ہے؟ اس کے مقاصد اور اس کی تیاری کے لیے خصوصی ہدایات بیان کیجئے۔

معروضی جوابات کے حامل سوالات کے جوابات:

1-c	2-d	3-b	4-d	5-b
6-a	7-b	8-a	9-b	10-a

12.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Singh, A.K. (2010). Educational Psychology. Patna: Bharti Bhawan Publishers and Distributors
- 2- Lal, R.B. (2015). Educational Psychology. Meerut: Rastogi Publications
- 3- Pathak, R.P. (2019). Psychological Perspectives of Education. New Delhi: Atlantic Publishers & Distributors (P) LTD.
- 4- Khan, N.A. & Husain S.M.(2019). Aspects of Educational Psychology: Aligarh. Educational Book House
- 5- Kapil, H.K. (1991). Youth! Abnormal Psychology. Agra: Bhargava Publications.
- 6- Mangal, S.K. (2014). Learner, Learnig and Cognition. Ludhuana: Tondon Publications Publishers and Distributors
- 7- Kapil, H.K. (1991). Youth! Abnormal Psychology. Agra: Bhargava Publication

اکائی 13۔ اکتساب

(Learning)*

اکائی کے اجزاء

تمہید (Introduction)	13.0
مقاصد (Objectives)	13.1
اکتساب (Learning)	13.2
اکتساب کی تعریفات (Definitions of Learning)	13.3
اکتسابی عمل (Learning Process)	13.4
کمرہ جماعت میں اکتسابی عمل کے پہلو (Aspects of Learning Process in Classroom)	13.5
اکتساب کے اصول (Principles of Learning)	13.6
خلاصہ (Summary)	13.7
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	13.8
فرہنگ (Glossary)	13.9
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	13.10
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)	13.11

13.0 تمہید (Introduction)

آپ نے نشوونما کے ادوار کا مطالعہ کرتے وقت کچھ اہم امور کو نوٹ کیا ہو گا کہ بچہ اس عمر پر چلنا سیکھتا ہے، اس عمر پر بولتا ہے، پہلے صرف آوازیں نکالتا ہے، پھر کس طرح وہ آوازیں مادری زبان کے الفاظوں میں ڈھل جاتی ہیں۔ بچہ زبان سیکھتا ہے سماج میں رہنا سیکھتا ہے، اس میں کیا آپ نے یہ نوٹ کیا کہ ہم بار-بار لفظ سیکھنا استعمال کر رہے ہیں یعنی بچہ نے کھڑا ہونا، چلنا، بولنا، اپنے ہاتھ سے کھانا، یہ تمام عمل سیکھے ہیں، یعنی یہ سب اکتساب کا حصہ ہیں۔ بطور معلم آپ ایسے مختلف سوالات سے ہم کنار ہوں گے کہ اکتساب کیا ہے اور یہ کیسے ہوتا ہے۔ اکتساب کے رہنما اصول کون سے ہیں۔ پیش نظریوں میں اکتساب کا تصور، اکتساب کا عمل اور اس کے اصولوں پر تفصیلی گفتگو کریں گے۔

* Dr. Talmeez Fatma Naqvi, Associate Professor, MANUU CTE, Bhopal

- اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء:
- اکتساب کے تصور کی وضاحت کر سکیں گے۔
 - اکتساب کی تعریف بتا سکیں گے۔
 - اکتسابی عمل کی وضاحت کر سکیں گے۔
 - اکتسابی اصولوں کی فہرست سازی کر سکیں گے۔
 - اکتسابی اصول اپنے الفاظ میں تحریر کر سکیں گے۔

اکتساب یا سیکھنا ایک ایسا عمل ہے جو کہ تا عمر چلتا ہے۔ ہم کچھ عمل کو شش کر کے سیکھتے ہیں، کچھ عمل یو نہیں سیکھ لیتے ہیں، ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتا ہے کہ یہ ہم نے کب سیکھ لیا ہے۔ کچھ عمل سیکھنے کیلئے کسی ماہر کے زیر ہدایت کچھ وقفہ کیلئے رہنا پڑتا ہے۔ جیسے کہ تیراکی یا کار چلانا، ہم کسی ماہر و تجربہ کار کے زیر نگرانی سیکھتے ہیں۔ کوئی عمل سیکھنا کسی کے لئے بہت آسان ہوتا ہے مگر وہ کسی دوسرے کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ آپ اپنے پچھلے پانچ سال کے بارے میں سوچیں، آپ نے پچھلے پانچ سالوں میں کیا کیا سیکھا ہے؟ اس اکتساب یا سیکھنے سے آپ کے طرز عمل میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں؟ اس عمل کو سیکھنے سے پہلے کی زندگی اور بعد کی زندگی میں کیا فرق محسوس کیا؟

اکتساب طرز عمل میں واقع ہونے والی وہ تبدیلی ہے جو کہ تجربہ، مشق یا تربیت کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ تعلیم کا پورا عمل اکتساب پر ہی مرکوز ہوتا ہے۔ اسکولوں کے ماحول میں منضبط انداز میں علم، مہارتیں، رویہ جات اور اقدار سکھائی جاتی ہیں جو کہ بچہ کے مستقبل کے لئے افادہ ہوتی ہیں مگر اکتساب صرف اسکول اور درجہ کی چہار دیواری تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ کائنات کا ہر ذرہ انسان کو کچھ نہ کچھ سکھاتا ہے اور اس کے طرز عمل میں تبدیلی واقع کرنے میں کوئی نہ کوئی رول ادا کرتا ہے۔ اکتساب کے تصور کو بہتر انداز سے سمجھنے کیلئے پہلے کچھ ماہرین اور نفسیات دانوں کے ذریعہ دی گئی تعریفات پر نظر ڈالتے ہیں۔

❖ Gardner Murphy (1962) کے مطابق

"سیکھنے کی اصطلاح ماحولیاتی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے رویے میں واقع ہر تبدیلی کا احاطہ کرتی ہے۔"

"The term learning covers every modification in behavior to meet environmental requirements."

❖ Woodworth (1945) کے مطابق "نئے علم اور نئی سرگرمیوں کو حاصل کرنے کا عمل اکتساب کا عمل ہوتا ہے۔"

“The process of acquiring new knowledge and new responses is the process of learning.”

❖ Hilgard, Atkinson and Atkinson (1979) کے مطابق

"تجربہ اور تربیت کے ذریعہ طرز عمل میں ہونے والی نسبتاً مستقل تبدیلی اکتساب ہے۔"

“Learning may be defined as a relatively permanent change in behavior that occurs as the result of prior experience.”

❖ Gates and other کے مطابق

"اکتساب تجربہ اور تربیت کے ذریعہ طرز عمل میں ہونے والی تبدیلی ہے۔"

“Learning as a modification of an individual's behavior through experience and training.”

❖ Blair, Jones & Simpson (1962) کے مطابق

"طرز عمل میں کوئی ایسی تبدیلی جو تجربہ کے نتیجہ میں ہوتی ہے اور جو انسان کو آئندہ حالات کا جداگانہ طریقہ سے سامنا کرنے میں مددگار ہوتی ہے اکتساب کہلاتی ہے۔"

“Any change of behavior which is a result of experience and which causes people to face later situations differently may be called learning.”

دراصل ہر انسان یا ذی روح کچھ لیاقتوں (Capabilities) کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور یہ لیاقتیں Instinctive Behavior کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ جیسے جیسے ایک فرد بڑا ہوتا جاتا ہے وہ زندگی کو گزارنے کیلئے مختلف حالات کے مطابق وہ ہم آہنگی کرتا ہے۔ یہ حصول کا عمل ہی دراصل 'اکتساب' ہے۔

اسمٹھ (1962) کے مطابق "تجربہ کی بنیاد پر نئے طرز عمل کا حصول یا پہلے سے سیکھے ہوئے طرز عمل قوی یا مستحکم کرنا (Strengthening) یا کمزور کرنا (Weakening) ہی اکتساب ہے۔"

اس سے مراد ہے کہ موجودہ طرز عمل و کردار میں تبدیلی کے بجائے نئے طرز عمل کو اپنانا اور پرانے طرز عمل کو چھوڑنا بھی اکتساب کے دائرہ میں آتا ہے۔ یعنی کسی عمل کو ترک کر دینا یا بھلا دینا (Unlearning) بھی اکتساب ہے۔ آپ نے کبھی سوچا ہے کہ کچھ عمل ہم بغیر کسی کوشش یا تربیت کے یوں نہیں سیکھ لیتے ہیں۔ کسی کا ہم نے مشاہدہ کیا یا کسی اور طریقہ کار سے۔ ایسے اکتساب کے لئے نہ کوئی تحریک ہوتی ہے اور نہ ہی تقویت۔ مگر بوقت ضرورت وہ عمل ہمارے کردار میں ظاہر ہو جاتے ہیں اس کے لئے ماہرین نے مخفی یا مضمر اکتساب (Latent Learning) اصطلاح کا استعمال کیا ہے۔

مندرجہ بالا تعریفات کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ 'اکتساب سے مراد طرز عمل میں رونما ہونے والی تبدیلی ہے جو کہ ماحول میں موجود ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ یہ تبدیلی نسبتاً مستقل ہوتی ہے۔'

اكتساب كى خصوصيات

- اكتساب عام طور پر بامقصد ہوتا ہے۔
- اكتساب ايك مسلسل عمل ہے۔
- اكتساب توارث اور ماحول پر منحصر كرتا ہے۔
- اكتساب انسان كى پيدائش جہلت ہے۔
- اكتساب كے عمل ميں سابقہ تجربات اہم ہوتے ہيں۔
- اكتساب عمل اور نتيجہ دونوں ہوتا ہے۔
- اكتساب كا عمل تازندگى جارى رہتا ہے
- اكتساب ميں تقويت كا كردار بہت اہم ہوتا ہے۔
- فرد كے فروغ كا واحد ذريعہ اكتساب ہے۔
- اكتساب آفاقى ہوتا ہے۔
- اكتساب كے لئے جسمانى اور ذہنى پختگى ضرورى ہے۔
- اكتساب انسان كو حالت جمود سے نكال كر فعال بنا ديتا ہے۔
- اكتساب فرد كو ماحول كے ساتھ ہم آہنگ ہونے كے لئے نئے نئے طريقوں سے آگاہ كرتا ہے۔

اپنى پيش رفت كى جانچ كريں (Check our Progress)

- 1- اكتساب كا مفہوم بيان كريں۔
- 2- اكتساب كى جامع تعريف لکھيں۔

13.4 اكتسابى عمل (Learning Process)

اكتسابى عمل سے مراد ايك ايسا عمل جس سے ذى روح (organism) نئے علم اور ہنر حاصل كرنے كے ليے گزرتا ہے اور نتيجتاً اس كا كردار، رويہ جات، فيصلے اور اعمال اثر انداز ہوتے ہيں۔ اكتساب كے عمل ميں چھ مختلف اجزاء كا تعامل شامل ہوتا ہے۔ توجہ، يادداشت، پرسينگ، تنظيم، زبان، تحرير، اور سوچ كا عمل جو كہ بالترتيب رہتا ہے۔۔۔ اكتساب كے وقوع پذير ہونے كے لئے، يہ تمام اجزاء ايك دوسرے كے ساتھ تعامل كرتے ہيں۔ مثال كے طور پر، الجبر كو سمجھنے كے ليے، معلم كو تدريس ميں استعمال ہونے والى زبان كو سمجھنا چاہيے۔ استاد پر توجہ دينى چاہيے اور اسے ذہن ميں فارمولوں كو موثر طريقے سے ترتيب دينے كے قابل ہونا چاہيے اور اس پر مبنى سوالات كو حل كرنے كى استعداد پيدا ہو جاني چاہيے۔ معلم كو اكتساب كے عمل، اس ميں شامل اجزاء، كا فہم ہونا ضرورى ہے تاكہ طلبہ كے انفرادى، جذباتى اور علمى پہلو كو سمجھ كر متنوع طلبہ كے ليے موثر تدريسى حكمت عملى كا انتخاب كر سكه۔

اكتسابی عمل میں عام طور پر مندرجہ ذیل عوامل شامل رہتے ہیں؛

- 1- نئے تجربات کا حصول
 - 2- پرانے تجربات کا احفاظ (Retention) یا قائم رکھنے کا عمل
 - 3- تجربات میں ترمیم و تبدیلی
 - 4- ان تجربات میں بڑھوتری یا افزائش
 - 5- نئے تجربات کا بننا
 - 6- نئے اور پرانے تجربات کو نظم کرنے اور ان کے ترکیب و امتزاج کے عمل میں ایک نئے طرز کا ہونا اکتساب کہلاتا ہے۔
- فیگن (1958) Fagin کے مطابق اکتساب ذہنی حالات (condition) کی وہ ترتیب ہے جو کہ متعلم کو تبدیلی سے ہم کنار کرتی ہے۔ اس ترتیب میں اکتسابی عمل درج ذیل طریقہ سے ہوتا ہے؛
- 1- ذی روح (Organism) میں کسی ضرورت کا ابھرنا اور رد عمل کے تئیں آمادگی کا ہونا۔
 - 2- اس کا کسی نئے حالات یا مسئلہ سے دوچار ہونا اور پہلے سے معلوم یا سیکھے گئے عمل نئے حالات سے دوچار ہونے کیلئے ناکافی ہونا۔
 - 3- ذی روح موجودہ حالات کا تجزیہ اپنے ہدف کے ضمن میں کرتا ہے اور ان رد عمل کو کرنے کی کوشش کرتا ہے جو انکی ضرورت کی تکمیل یا ہدف کے حصول میں معاون ہوں۔
 - 4- اگر اس کے رد عمل یا طرز عمل کی بنیاد پر ان کے ہدف کا حصول یا ضرورت کی تکمیل ہو جاتی ہے تو مستقبل میں اس جیسے ہی حالات میں وہ تقریباً اسی طرح کا رد عمل دوہرائے گا۔ اگر اس طرح کے رد عمل سے ہدف کا حصول ممکن نہیں ہوتا ہے تو وہ حالات کا دوبارہ سے تجزیہ کر کے رد عمل میں تبدیلی و ترمیم کرے گا تاکہ ضرورت کی تکمیل ہو سکے اور اسی عمل کے ذریعہ اکتساب ہو گا۔
- اس اکتسابی عمل کے دوران متعلم مندرجہ ذیل پانچ ادوار سے گزرتا ہے؛

- 1- حصول کی سطح (Acquisition Stage)
 - 2- روانی / مہارت کی سطح (Fluency / Proficiency Stage)
 - 3- محافظت کی سطح (Maintenance Stage)
 - 4- تعمیم کی سطح (Generalization Stage)
 - 5- مطابقت اختیار کرنے کی سطح (Adaptation Stage)
- 1- حصول کی سطح (Acquisition Stage): حصول سے مراد ہے کچھ نیا حاصل کرنا یا کچھ نیا اکتساب کرنا۔ اس سطح پر بچہ کسی نئے حالات یا نئے کام یا نئی سرگرمی سے روبرو ہوتا ہے۔ شروعاتی دور بچہ یا متعلم سے غلطی کے امکانات زیادہ رہتے ہیں مگر دھیرے دھیرے وہ اس سرگرمی کو صحیح طریقہ سے کرنا سیکھ جاتا ہے۔ بطور معلم جب آپ بچے کو نیا کام سکھائیں تو ان مراحل پر عمل کریں۔ جب پہلی بار آپ بچے کچھ نیا سکھا

رہیں ہیں تو اس کو آپ خود کر کے دکھائیں۔ پھر اسے کرنے کے لیے کہیں (مظاہراتی طریقہ)، یا بچے کے ساتھ مل کر کام کریں؛ اس کے علاوہ کام کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں بانٹ کر ایک وقت میں ایک ہی حصہ کریں اور بچے سے اس قدم کی نقل کرنے کو کہیں۔ اسکے بعد اگلے پر جائیں (ماڈلنگ اور تقلید)۔ ہر قدم پر بچے کو زبانی اشارے (دوسرے لفظوں میں زبانی وضاحت) دیں۔

2۔ **روانی / مہارت کی سطح (Fluency/Proficiency Stage):** اس سطح پر بچہ نئے کام یا نئی سرگرمی کو زیادہ بہتر انداز یا درست انداز سے کرنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ یعنی اس سرگرمی کو کرنے میں وہ رواں دواں ہو جاتا ہے۔ ایک بار جب بچہ سرگرمی کرنا سیکھ لیتا ہے، تو بطور معلم ہمیں بچے کی اس میں تربیت بھی کرنی ہوگی تاکہ وہ کام کو نسبتاً آسانی اور تیزی سے کرنے اور اعلیٰ سطح کی درستگی یا کارکردگی انجام دینے کے اہل ہو جائے۔

آئیے ہم ان حکمت عملیوں کو سمجھتے ہیں جو آپ اس مرحلے پر ایک مثال کے ذریعے استعمال کر سکتے ہیں۔ عارف درجہ چھ کا طالب علم ہے اس نے رسمی خط لکھنا سیکھ لیا ہے۔ یعنی اس نے ایک ہنر حاصل کر لیا ہے۔ تاہم، اسے خطوط کے اقسام، رسمی اور غیر رسمی خط کے درمیان فرق کرنا، لکھنے کے انداز کے مجوزہ اصولوں کی فہم پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس میں تیزی سے کام کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اسے ماہر / روانی ہونے کی ضرورت ہے۔

آپ درج ذیل طریقوں سے اس کی روانی میں مدد کر سکتے ہیں:

اسے سیکھے ہوئے ہنر پر کام کرنے کے مواقع دیں۔ آپ عام فہم امور کے تعلق سے اسکو خط لکھنے کو کہہ سکتے ہیں۔ جب وہ مشق کر رہا ہو تو زبانی اشارے کی تعداد کو کم کریں۔ رائے دیں اور بچے کو مناسب انعام دیں۔ درستگی اور رفتار کے لحاظ سے اس کی پیش رفت کی نگرانی کریں۔

3۔ **محافظت کی سطح (Maintenance Stage):** اس سطح پر بچہ سیکھے ہوئے کام یا سرگرمی کو آزادانہ طور پر یعنی بغیر کسی مدد یا معاونت کے کرنے کے اہل ہو جاتا ہے اور مستقبل میں جہاں بھی اس کی ضرورت ہوگی وہ اس سرگرمی کو آزادانہ طور پر کر لیگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ بچہ یاد رکھے جو اس نے سیکھا ہے۔ ہم اس بات کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ وہ اسے بھول جائے جو اس نے سیکھا ہے اور اسے دوبارہ سکھایا جائے۔ لہذا، ہمیں مخصوص حکمت عملی استعمال کرنے کی ضرورت ہے جو بچے کو سیکھے ہوئے کاموں کو یاد رکھنے کے قابل بنائے۔ اس مرحلے میں سیکھنے کے اعلیٰ درجے کو برقرار رکھنے پر توجہ مرکوز کرنی ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل حکمت عملی مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ سب سے اہم ہے کہ بچہ متواتر مشق کرے۔ جیسے کہ اوپر دی گئی مثال میں عبدل نے جب رسمی اور غیر رسمی خط لکھنا سیکھ لیا ہے تو آپ اسکو ہر ہفتہ یا مہینہ میں دوبارہ خط لکھوا سکتے ہیں تاکہ وہ اس کا طرز و انداز نہ بھولے۔ اس طرح نظر ثانی سیکھے ہوئے کاموں کو یاد رکھنے اور یاد کرنے میں مدد کرتی ہے۔

4۔ **تعمیم کی سطح (Generalization Stage):** اس سطح پر بچہ مہارت یا کام کو کسی دوسرے حالات میں بھی تعمیم کرنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں بچہ نے جن حالات میں وہ سرگرمی سیکھی تھی اس سے مختلف حالات میں بھی اس کا اطلاق کر لیگا۔ ایک بار جب بچہ درستگی اور روانی کے ساتھ کوئی نیا کام سیکھ لیتا ہے اور وہ آپ کی مدد کے بغیر اسے برقرار رکھنے کے قابل ہو جاتا ہے، تو آپ کو یہ سکھانے کی ضرورت ہے کہ وہ اس کام کو کیسے مختلف حالات میں اطلاق کر سکتا ہے۔ اس عمل کو تربیت کی منتقلی بھی کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب بچہ نے رسمی خط لکھنا

سیکھ لیا تو اس سے ایڈیٹر کو خط، میونسپل کمشنر کو اپنے علاقہ کے وارڈ ممبر کو خط وغیرہ لکھوائے جاسکتے ہیں۔

5- مطابقت اختیار کرنے کی سطح (Adaptation Stage): اس سطح پر بچہ پہلے سے سیکھی گئی مہارت کو کسی نئے حالات میں بغیر کسی ہدایت یا معاونت کے اطلاق کر لیگا۔ ایک بار جب بچہ تعلیم کرنے کے قابل ہو جاتا ہے، تو وہ بغیر کسی مدد کے نئے حالات میں سیکھی ہوئی مہارت کو لاگو کر سکتا ہے۔ آسان الفاظ میں، اس مہارت کو مسئلہ حل کرنے کہا جاسکتا ہے۔ سیکھنے کے عمل کے ان پانچ مراحل سے ہر بچہ خود بخود آگے بڑھتا دکھائی دیتا ہے کہ ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ بچہ ان مراحل سے گزر رہا ہے۔

13.5 کمرہ جماعت میں اکتسابی عمل کے پہلو (Aspects of Learning Process in Classroom)

اکتساب اور تدریس ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ اکتسابی عمل کو صحیح انداز سے سمجھنے کیلئے سب سے پہلے تدریسی-اکتسابی حالات اور اس عمل میں شراکت کرنے والے عوامل کو سمجھنا ضروری ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں؛

- (1) معلم (Teacher): طلباء کے طرز عمل میں متوقع تبدیلی کیلئے معلم ایک ترغیب کار کا کردار ادا کرتا ہے۔
- (2) ماحول (Environment): مؤثر تدریس و اکتساب کیلئے معلم ہی ماحول تیار کرتا ہے جس میں؛

i. مناسب جگہ کا تعین

ii. مناسب اور موافق ماحول کا تعین جہاں پر روشنی اور ہوا کا مناسب انتظام وغیرہ شامل ہے۔

iii. مناسب اور صحیح اوقات کا تعین جیسے کہ کب، کیا اور کیسے اکتساب کرنا اور کرانا ہے۔

(3) طالب علم بطور متعلم (Student as a Learner): اکتسابی عمل میں طالب علم کو جاننا اور سمجھنا ایک اہم امر ہے جس کیلئے معلم کو مندرجہ ذیل امور کو دھیان میں رکھنا ہوگا؛

i. طلباء میں موجود انفرادی اختلاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے اکتسابی حالات اور اکتسابی تجربات کا تعین کرنا۔ ہر طالب علم ایک دوسرے

سے الگ ہے۔ یہ تنوع سماجی، ثقافتی، نفسیاتی امور پر ہوتا ہے۔ ایک طالب علم میں بھی تنوع پایا جاتا ہے۔ اکتسابی عمل میں تنوع نتائج کو متاثر و متعین کرتا ہے۔ معلم کو اکتسابی عمل میں تنوع واس کے پہلوؤں کو سمجھنا اور اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

ii. اہداف کا تعین طالب علم کی اہلیت کے مطابق کرنا۔

iii. اکتسابی عمل کیلئے طلباء کے سابقہ تجربات کو ملحوظ رکھنا بھی ایک ضروری امر ہے۔

iv. طلباء کی اپنی کارکردگی، اس سے سرزد ہونے والی غلطیاں اور ان غلطیوں کا علم اکتساب میں مددگار ہوتا ہے۔

v. متعلم کی فعال شراکت بھی اکتساب کیلئے ضروری ہے۔

vi. مؤثر اکتساب کے لئے تحریک ضروری ہے خواہ وہ خارجی تحریک ہو یا داخلی۔ طلباء میں اکتساب کے لئے تحریک اور اس کی سطح سے

بھی واقفیت معلم کیلئے ضروری ہے۔

vii. اس امر سے بھی آگاہی ضروری ہے کہ متحرک متعلم علم اور تفہیم بہتر انداز میں کر سکتا ہے بالمقابل غیر متحرک متعلم کے۔

viii. اکتساب متعلم کی ذہنی آمادگی اور موڈ پر بھی منحصر کرتا ہے۔ معلم کو یہ علم ہونا ضروری ہے کہ متعلم اکتساب کیلئے آمادہ ہے یا نہیں۔ اگر آمادگی نہیں ہے تو آمادہ کرنے کیلئے کیا طریقہ کار استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

ix. جذبات اور جذباتی آمادگی اکتساب میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں اور معلم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے کیسے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں معلم کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اچھے بین شخصی تعلقات کیسے بنائے رکھے جاسکتے ہیں۔

x. مطالعہ کی اچھی عادات کیسے اکتساب کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

4) مواد مضمون اور اس کی پیشکش (Subject Matter and its Presentation): اکتسابی عمل کو موثر بنانے کیلئے معلم کو مواد مضمون کا انتخاب اور اس کی پیشکش کیلئے چند عوامل اور پہلوؤں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

i. اکتساب کے اصول اور ضوابط کے مطابق مواد مضمون کا نظم اور پیشکش

ii. طلباء کی اہلیت اور لیاقت کو ملحوظ رکھنا

iii. تحریک کا موثر استعمال

iv. طلباء کے مطمح نظر (Perception) میں مثبت انداز میں تبدیلی کی کوشش

v. جذباتی اضطراب کا ازالہ

vi. کمرہ جماعت میں اکتسابی عمل کو موثر بنانے کے لئے

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)

1- اکتسابی عمل میں کون کون سے عوامل اہم ہیں۔

2- اکتسابی عمل میں معلم کے کردار کی وضاحت کریں۔

3- اکتسابی عمل کو موثر بنانے کیلئے معلم کو کن عوامل اور پہلوؤں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے؟

13.6 اکتساب کے اصول (Principles of Learning)

سیکھنے کے اصول دراصل ان خصوصیات کا مجموعہ ہیں جو مختلف نظریاتی تحقیق کی بنیاد پر وضع کی گئی ہیں۔ یہ تحقیق پر مبنی توضیحات اساتذہ کو تمام طلباء کے لیے تدریس اور ان کے اکتسابی عمل کا تجزیہ کرنے اور اس میں بہتری لانے میں مدد کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اصول اکتساب کی بنیاد ہوتے ہیں اور ان کو تحقیق کی بنیاد پر وضع کیا جاتا ہے۔ تھارن ڈانک نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر کچھ قانون و اصول وضع کیے جو کہ اکتسابی میدان میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے بعد بھی مختلف تحقیقات نے کچھ عام اصول دیے جن کو ہم مندرجہ ذیل صفحات میں واضح کریں گے۔

1- اکتساب فعال طریقہ سے علم کی تعمیر کا عمل ہے: اکتساب کے عمل میں معلم اور متعلم دونوں کا فعال رہنا ایک اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے اساتذہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اکتسابی تجربات کو اس طرح منصوبہ بند کریں کہ طلباء زیادہ سے زیادہ فعال رہیں اور ان

میں تجسس، تخلیقیت کو فروغ ہو۔ طلباء کو ایسے اکتسابی تجربات میں شامل کریں جو ان میں علم کی ذاتی تعمیر کی حوصلہ افزائی کریں۔ تعلیم و تدریس کا مقصد چند حقائق کی ترسیل نہیں ہے بلکہ متعلم کو فعال طور پر علم کی تعمیر کا حصہ بنانا ہے۔ ہر بچے کے تجربات مختلف ہیں اور ان تجربات پر ہی نئے علم کی تعمیر ہوتی ہے اسلئے ہر بچہ اپنے آپ میں یگانہ ہے اور اس کا اکتسابی عمل بھی انفرادی ہوتا ہے۔

2- سابقہ علم اور تجربات کی بنیاد پر نئے علم کی تعمیر اور اسے با معنی بنایا جاتا ہے: اکتساب کے عمل میں معلم اور متعلم دونوں فعال رہ کر سابقہ تجربات و علم کی مدد سے نئے علم کو تعمیر کرتے ہیں۔ اس لیے اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ سب سے پہلے طلباء کے سابقہ علم و تجربات کو جانیں کہ طلباء کیا جانتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ تدریس کے عمل میں ایسا اکتسابی ماحول تیار کریں اور اکتسابی تجربات کی اس طرح منصوبہ بندی کریں جو متعلم کے سابقہ علم سے جڑے ہوں۔ اسکے علاوہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اسکول میں استعمال ہونے والے تجربات و مواد کو بچہ اپنا محسوس کرے اپنے ماحول کا عکس اس میں نظر آئے۔ طلباء کے انفرادی اور ذاتی تجربات اور معلومات دراصل ایک اثاثہ ہیں اور معلم اس تنوع کو پہچانیں، اسکی قدر کریں اور استعمال کریں۔ ایسے اکتسابی مواقع فراہم کیے جائیں جو طلباء کی نسلی، ثقافتی، اور سماجی پہچان و شناخت کا احترام کریں۔ طلباء میں موجودہ علم و تفہیم کے ساتھ نئی تفہیم کو مربوط کریں۔

3- سماجی اور باہمی تعاون کے ماحول میں اکتساب میں اضافہ ہوتا ہے: اکتساب کو موثر اور دیرپا بنانے کے لئے معلم کو تبادلہ خیال، مراسلات و مذاکرات، گروہی کام، اور باہمی تعاون پر مبنی سرگرمیوں کو درجہ میں مرکزی حیثیت سے دیکھنا ہے۔ بچے اپنے ساتھیوں سے اور انکے ساتھ آسانی سے سیکھتے ہیں۔ اسکے علاوہ سماج کے ساتھ تعامل ان کو نہ صرف مضمون بلکہ زندگی کی مہارتیں سکھاتا ہے۔

4- اکتساب ایک مربوط کلی (Integrated Whole) عمل ہے: تمام اکتساب دراصل زندگی کے لئے ہوتا ہے۔ اسکول کا نصاب بھی طلباء کو زندگی کے لئے ہی تیار کرتا ہے اور زندگی کی مہارتیں سکھانے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے طلباء کو نصاب اور باہر کی دنیا کے درمیان روابط قائم کرنے کے مواقع معلم کو سکھانے چاہیے ہیں۔ اس کے لئے ایسی سرگرمیوں کی تشکیل کریں جن کے ذریعہ طلباء کو ان تعلق و رابطوں کو انکاس کر سکیں۔ حقیقی حالات میں مسائل کو حل کرنے کے لیے نصاب سے حکمت عملیوں سیکھ ان کو لاگو کرنے کے مواقع طلباء کو دینے ضروری ہیں۔

5- اکتساب کے عمل میں سیکھنے والے کو خود کو با اختیار محسوس کرے: اکتسابی سرگرمیوں اور اکتسابی عمل کے دوران متعلم خود کو ایسا نہ محسوس کرے کہ یہ مہارت یا مادہ مضمون سیکھنا اسکی صلاحیتوں سے باہر ہے، معلم ایسی سرگرمیاں اور مسائل فراہم کریں جو سیکھنے والے کی سطح کے لحاظ سے موزوں ہوں۔ معلم اپنے طلباء سے اعلیٰ توقعات رکھیں اور ان کو اس سے آگاہ کریں۔ اس بات کو یقینی بنائیں اور طلباء کو بھی آگاہ کریں کہ وہ مستقبل قریب میں حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ طلباء کو اس بات پر غور کرنے اور بیان کرنے کے بار بار مواقع فراہم کریں کہ وہ کیا جانتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ ایسے اکتسابی مواقع فراہم کئے جائیں جو خود اعتمادی کو فروغ دیتے ہوں۔

6- ہر متعلم کا اپنا ذاتی و انفرادی اکتسابی طرز و انداز ہوتا ہے: ہر متعلم کے علم کو جاننے اور اس کی نمائندگی کرنے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں۔ اس لیے اساتذہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہر متعلم کے علم کی تعمیر کے ترجیحی طریقوں کو پہچانیں اور متبادل طریقوں کو تلاش کرنے کے مواقع فراہم کریں۔ اسکے علاوہ طلباء کو بھی با اختیار بنایا جائے کہ اپنے علم کو جاننے اور اس کی نمائندگی کرنے کے مختلف طریقوں کو پہچانیں،

تسلیم کریں اور ان پر عمل کریں۔

7۔ انعکاس اکتسابی عمل کا ایک لازمی جزو ہے: انعکاس کے ذریعہ اکتساب اور اکتسابی عمل کو طلبا سمجھ پاتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے سعی و خطا و مشروطی اکتساب میں دیکھا کہ سیکھنے والا صحیح رد عمل کرنا سیکھ گیا اور غلط رد عمل کو ترک کر دیا۔ انعکاس کے ذریعہ طلباء یہ جان سکیں گے کہ غلطی کہاں ہوئی اور کیوں ہوئی۔ مسلسل انعکاس کی بنیاد پر اپنے عقائد اور طریقوں کو چیلنج کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ اپنے سیکھنے کے عمل اور تجربات پر بھی غور کریں گے۔

تھارن ڈانک کے ذریعہ دیئے گئے اصول

1. آمادگی کا اصول: آمادگی کسی بھی کام کیلئے ایک ضروری شرط ہے اور اکتساب کیلئے متعلم میں ذہنی آمادگی، جسمانی آمادگی اور جذباتی آمادگی ہونا ضروری ہے۔ اس اصول کے مطابق اکتساب تبھی ممکن ہے جب سیکھنے والا اکتساب یا سیکھنے کیلئے آمادہ ہو گا۔ غالباً آپ نے یہ جملہ کئی بار سنا ہو گا کہ آپ گھوڑے کو پانی تک لاسکتے ہیں مگر اس کو پانی پلا نہیں سکتے۔ یعنی جب تک آمادگی نہیں ہوگی ہم کسی سے کوئی کام زبردستی نہیں کر سکتے اور اکتساب میں تو یہ بالکل بھی ممکن نہیں ہے۔ اگر بچہ ذہنی اور جسمانی طور پر سیکھنے کیلئے آمادہ نہیں ہے تو اچھے سے اچھا معلم اور تدریسی یا اکتسابی طریقہ کار بھی متوقع نتائج نہیں دے پائے گا۔ اگر بچہ سیکھنے کیلئے آمادہ ہو گا تو اکتساب موثر، تسلی بخش اور تیزی سے ہو گا۔

اس اصول کے تحت معلم کا سب سے اہم کام طلباء کو اکتساب کیلئے آمادہ کرنا ہے جس کیلئے اکتسابی تجربات دلچسپ، خوشگوار، بامعنی، قابل فہم، زندگی سے جوڑ کر پیش کیا جائیں تو اور ابتداء سے ہی ایسی سرگرمیاں کروائی جائیں کہ طلباء اکتساب کیلئے بصدر شوق آمادہ نظر آئیں۔

2. مشق کا اصول: اس اصول کے مطابق کسی بھی عمل کی مشق کرنے پر موثر اور استحکام کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ تھارن ڈانک کے S-R Bond نظریہ کے مطابق مشق سے محرکہ اور رد عمل کے درمیان ربط مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ استعمال کا اصول اور عدم استعمال کا اصول۔

جب ہم کسی اکتساب کئے گئے عمل یا مواد کا استعمال کرتے رہتے ہیں تو ذہن میں اس عمل میں موجود محرکہ اور رد عمل کے درمیان بنا ہوا ربط مضبوط ہوتا ہے۔ مگر اس کے برعکس اگر اس عمل کا استعمال نہیں ہو پا رہا ہے تو ذہن میں موجود محرکہ اور رد عمل کے درمیان ربط کمزور ہو جاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ ذہن میں معدوم ہو جاتا ہے۔ آپ نے یہ جملہ بہت لوگوں سے سنا ہو گا کہ میں نے بہت دن سے نہیں کیا ہے اس لئے یاد نہیں آ رہا ہے یا کرنے میں وقت درکار ہو گا۔ بہت دن سے کام نہیں کیا ہے تو عدم استعمال کی وجہ سے مشق ختم ہو گئی ہے۔ مشق اگر ترک کر دی جائے تو مہارت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

3. اثر کا اصول: اکتساب کے نتیجے میں جب تسکین و خوشی کا احساس ہو تو اکتساب دیر پا ہو جاتا ہے یعنی محرکہ اور رد عمل کے درمیان ربط مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جن تجربات یا اکتساب کا نتیجہ خوشگوار نہیں ہوتا ہے۔ اس طرز عمل کے واقع ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ تھارن ڈانک کے مطابق تسکین تعلق کو مضبوط بناتی ہے جبکہ ناخوشگوار اس کو کمزور کرتی ہے۔

اكتساب کا یہ اصول جزا اور سزا کا بھی اہم کردار مانتا ہے۔ جزا اکتساب میں تحریک کا کام کرتا ہے جبکہ سزا حوصلہ شکن ہوتا ہے اور اکتساب میں منفی رول ادا کرتا ہے۔ اس لئے معلم کو ایسے اکتسابی حالات بنانے ہوتے ہیں جو کہ متعلم کو حوصلہ دیں اور آگے پیش رفت کرنے کیلئے تحریک کا کام کرے۔

اكتساب کے تھارن ڈانک نے مندرجہ بالا تین اہم اصول بنائے اور اس کے علاوہ انہوں نے چند ذیلی اصول بھی دیے جو کہ اس طرح ہیں۔

4. متعدد یا مختلف رد عمل کا اصول: اس کے مطابق جب ایک فرد نئی صورتحال سے روبرو ہوتا ہے تو وہ مختلف طریقہ یا متعدد طریقہ سے رد عمل دیتا ہے۔ اس رد عمل میں کوئی ایک صحیح رد عمل ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ کامیابی سے ہم کنار ہوتا ہے۔ اس کے بعد بے فیض رد عمل یا کوششوں کو ترک کر دیتا ہے اور کامیاب رد عمل کو دہراتا ہے اور مستحکم کرتا ہے۔

5. ذہنی رجحان یا رویہ کا اصول: اکتساب رجحان اور رویہ سے کافی حد تک متعین ہوتا ہے۔ اکتساب کے عمل کیلئے مثبت ذہنی رجحان کا آمد ہوتا ہے۔ اور آگے بڑھنے کیلئے ایک تحریک کا کام کرتا ہے۔

6. مماثلت یا مشابہت کا اصول: کسی نئے حالات میں انسان کا رد عمل اس کے سابقہ تجربات کا آئینہ ہوتا ہے یعنی نئے حالات کا رد عمل اس طرح کے حالات میں حاصل ہوئے تجربات کے مطابق ہوتا ہے۔ سابقہ حالات اور موجودہ حالات کا مشترک عناصر ہی رد عمل کو متعین کرتے ہیں۔

7. ارتباطی منتقلی: اس اصول کے مطابق کوئی رد عمل کو کسی محرکہ سے جوڑ کر سکھایا جاتا ہے۔ تھارن ڈانک نے اس اصول کو واضح کرنے کیلئے ایک تجربہ کیا جس میں ایک بلی کو مچھلی اتنی اونچائی سے دی کہ وہ پچھلے دو پیروں پر کھڑے ہو کر ہی اس کا حاصل کر پائے اور اس کے ساتھ ہی stand up بولا گیا۔ کئی کوششوں کے بعد stand up کہنے سے بلی پچھلے دو پیروں پر کھڑی ہو گئی۔ یہ اصول مشروطی اکتساب سے بھی کافی مماثلت رکھتا ہے۔

تھارن ڈانک کے مندرجہ بالا اصول قانون اور اصول دونوں کے نام سے آپ کو نظر آئیں گے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ اصول دیے گئے ہیں۔ یہ اصول دراصل کسی نہ کسی نظریہ کے انعکاس ہیں جیسے جیسے اکتساب کے نظریات میں وسعت آئی اسی طرح اکتساب کے اصول کی بھی توسیع ہوئی۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1۔ اثر کے اصول کو مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔
2۔ اکتسابی عمل میں انعکاس کیوں ضروری ہے؟
3۔ اکتساب میں آمادگی کیوں ضروری ہے؟

13.7 خلاصہ (Summary)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے سیکھا کہ اکتساب (Learning) ایک ایسا مستقل عمل ہے جو تجربہ، مشق اور تربیت کے نتیجے میں طرز عمل میں تبدیلی لاتا ہے۔ یہ عام طور پر با مقصد ہوتا ہے اور جسمانی و ذہنی پختگی کی ضرورت رکھتا ہے۔ اکتساب میں سابقہ تجربات اہم کردار ادا کرتے ہیں اور یہ زندگی بھر جاری رہتا ہے۔

اکتسابی عمل میں معلم اور متعلم دونوں فعال ہوتے ہیں، جہاں معلم ترغیب کار اور موافق ماحول فراہم کرتا ہے اور متعلم نئے علم کو حاصل، مہارت یافتہ اور تعلیم دیتا ہے۔ ہر متعلم کا اپنا انفرادی اکتسابی انداز ہوتا ہے، اور انعکاس (Reflection) اس عمل کا لازمی جزو ہے۔ سیکھنے کے اصول تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں تاکہ تدریس اور سیکھنے کا معیار بہتر بنایا جاسکے۔ مشق اور خوشی کے تجربات اکتساب کو مستحکم اور دیرپا بناتے ہیں، جبکہ مثبت ذہنی رجحان اکتساب کے لیے تحریک فراہم کرتا ہے۔ اصول اکتساب کے مختلف نظریات کی بنیاد پر وضع کیے گئے ہیں اور وقت کے ساتھ ان میں وسعت آتی رہی ہے۔

مختصر یہ کہ اکتساب زندگی کے لیے ہے، اور اسکول نصاب طلباء کو زندگی کی مہارتیں سکھانے اور انہیں عملی طور پر تیار کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔

13.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں۔
- اکتساب طرز عمل میں واقع ہونے والی وہ تبدیلی ہے جو کہ تجربہ، مشق یا تربیت کے نتیجے میں ہوتی ہے۔
- طرز عمل میں رونما ہونے والی تبدیلی ماحول میں موجود ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے جو کی نسبتاً مستقل ہوتی ہے۔
- اکتساب عام طور پر با مقصد ہوتا ہے، اس کے لئے جسمانی اور ذہنی پختگی ضروری ہے۔
- اکتساب ایک مسلسل عمل ہے جس میں سابقہ تجربات اہم ہوتے ہیں۔
- اکتساب آفاقی ہوتا ہے اور تازہ نگاری جاری رہتا ہے۔
- اکتسابی عمل کے دوران متعلم کئی ادوار سے گزرتا ہے جس میں پہلے نئے علم کو حاصل کرتا ہے اس میں مہارت حاصل کر تعلیم و مطابقت کرتا ہے۔
- اکتسابی عمل میں اہم شراکت دار معلم اور متعلم ہوتے ہیں۔ متعلم کے کردار و طرز عمل میں متوقع تبدیلی کے لئے معلم ایک ترغیب کار کا کردار ادا کرتا ہے۔ اکتساب کے لئے معلم ہی مناسب اور موافق ماحول تیار کرتا ہے۔ طلباء میں موجود انفرادی اختلاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے اکتسابی حالات اور اکتسابی تجربات کا تعین کرتا ہے اور اکتساب کے اصول اور ضوابط کے مطابق مواد مضمون کا نظم اور پیشکش کرتا ہے۔
- سیکھنے کے اصول دراصل ان خصوصیات کا مجموعہ ہیں جو مختلف نظریاتی تحقیق کی بنیاد پر وضع کی گئی ہیں یہ تحقیق پر مبنی توضیحات

- اساتذہ کو تمام طلباء کے لیے تدریس اور سیکھنے کا تجزیہ کرنے اور بہتر بنانے میں مدد کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔
- اکتساب کے عمل میں معلم اور متعلم دونوں کا فعال رہنا ایک اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔
- اکتساب کے عمل میں معلم اور متعلم دونوں فعال رہ کر سابقہ تجربات و علم کی مدد سے نئے علم کو تعمیر کرتے ہیں۔
- تمام اکتساب دراصل زندگی کے لئے ہوتا ہے۔ اسکول کا نصاب بھی طلباء کو زندگی کے لئے ہی تیار کرتا ہے اور زندگی کی مہارتیں سکھانے کے لئے ہوتا ہے۔
- ہر متعلم کا اپنا ذاتی و انفرادی اکتسابی طرز و انداز ہوتا ہے۔
- انوکاس اکتسابی عمل کا ایک لازمی جزو ہے۔
- اکتساب کیلئے متعلم میں ذہنی آمادگی، جسمانی آمادگی اور جذباتی آمادگی ہونا ضروری ہے۔ اس اصول کے مطابق اکتساب تبھی ممکن ہے جب سیکھنے والا اکتساب یا سیکھنے کیلئے آمادہ ہو گا۔
- کسی بھی عمل کی مشق کرنے پر موثر اور استحکام کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ تھارن ڈانک کے S-R Bond نظریہ کے مطابق مشق سے محرکہ اور رد عمل کے درمیان ربط مضبوط ہوتا ہے۔
- اکتساب کے نتیجے میں جب تسکین و خوشی کا احساس ہو تو اکتساب دیر پا ہو جاتا ہے یعنی محرکہ اور رد عمل کے درمیان ربط مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جن تجربات یا اکتساب کا نتیجہ خوشگوار نہیں ہوتا ہے۔ اس طرز عمل کے واقع ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔
- اکتساب رجحان اور رویہ سے کافی حد تک متعین ہوتا ہے۔ اکتساب کے عمل کیلئے مثبت ذہنی رجحان کارآمد ہوتا ہے۔ اور آگے بڑھنے کیلئے ایک تحریک کا کام کرتا ہے۔
- اصول دراصل کسی نہ کسی نظریہ کے انوکاس ہیں جیسے جیسے اکتساب کے نظریات میں وسعت آئی اسی طرح اکتساب کے اصول کی بھی توسیع ہوئی۔

فرہنگ (Glosarry)

13.9

- اکتساب۔ اکتساب سے مراد طرز عمل میں رونما ہونے والی تبدیلی ہے جو کہ ماحول میں موجود ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ یہ تبدیلی نسبتاً مستقل ہوتی ہے۔
- اکتسابی عمل۔ اکتسابی عمل سے مراد ایک ایسا عمل جس سے ذی روح (organism) نئے علم اور ہنر حاصل کرنے کے لیے گزرتا ہے اور نتیجتاً اس کا کردار، رویہ جات، فیصلے اور اعمال اثر انداز ہوتے ہیں۔
- اکتساب کے اصول۔ سیکھنے کے اصول دراصل ان خصوصیات کا مجموعہ ہیں جو مختلف نظریاتی تحقیق کی بنیاد پر وضع کی گئی ہیں۔ یہ تحقیق پر مبنی توضیحات اساتذہ کو تمام طلباء کے لیے تدریس اور ان کے اکتسابی عمل کا تجزیہ کرنے اور اس میں بہتری لانے میں مدد کرنے کے لیے بنائے گئے

ہیں۔ اصول اکتساب کی بنیاد ہوتے ہیں۔

13.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1- "تجربہ اور تربیت کے ذریعے طرز عمل میں ہونے والی نسبتاً مستقل تبدیلی اکتساب ہے۔" اکتساب کی یہ تعریف ذیل میں سے کس نے دی؟

Woodworth (b)

Hilgard, Atkinson and Atkinson(a)

William James (d)

Thorndike(c)

2- جب متعلم کسی سیکھی ہوئی سرگرمی کو آزادانہ طور پر بغیر کسی مدد یا معاونت کرنے کے اہل ہو جائے تو یہ سطح کہلاتی ہے۔

(b) مہارت کی سطح

(a) حصول کی سطح

(d) محافظت کی سطح

(c) تعلیم کی سطح

3- اگر اکتساب کے دوران متعلم یہ محسوس کر لے کہ اس سے غلطی کہاں ہوئی ہے اور کیوں ہوئی۔ یہ عمل کہلائے گا۔

(b) مشق

(a) انعکاس

(d) اثر

(c) آمادگی

4- تھارن ڈانک کے S-R Bond نظریہ کے مطابق مشق سے کس کے درمیان ربط مضبوط ہوتا ہے۔

(b) آمادگی اور مشق

(a) محرکہ اور رد عمل

(d) مشق اور اثر

(c) اثر اور آمادگی

5- اکتساب کے اصول کس بنیاد پر وضع کی گئے ہیں۔

(b) نظریاتی تحقیق کی

(a) ماہرین کی رائے کی

(d) انعکاس کی بنیاد پر

(c) تعلیم کی بنیاد پر

6- اگر کسی تجربہ یا اکتساب کا نتیجہ خوشگوار نہیں ہو تو اس طرز عمل کے واقع ہونے کے امکانات۔۔۔

(b) کم ہو جاتے ہیں

(a) بڑھ جاتے ہیں

(d) فی الوقت بڑھ جاتے ہیں۔

(c) کوئی فرق نہیں پڑتا

7- اکتساب آفاقی ہوتا ہے سے مراد ہے۔۔۔

(b) اکتساب رنگ و نسل سے متعین ہوتا ہے۔

(a) اکتساب سب کے لئے نہیں ہے

(d) اکتساب زمینی سطح کا عمل ہے۔

(c) اکتساب میں عالمگیریت پائی جاتی ہے

8- اکتساب کا کونسا اصول سزا اور جزا کا اکتساب میں اہم کردار مانتا ہے۔

- (a) آمادگی کا اصول
(b) مشق کا اصول
(c) اثر کا اصول
(d) مشابہت کا اصول۔

9- تھارن ڈانک کے ذریعہ دیا گیا کون سا اصول مشروطی اکتساب سے مماثلت رکھتا ہے۔۔۔

- (a) مشابہت کا اصول
(b) مشق کا اصول
(c) اثر کا اصول
(d) ارتباطی منتقلی کا اصول

10- معلم کے لئے طلباء میں علم کی تعمیر کے ترجیحی طریقوں کو پہچاننا کیوں ضروری ہے۔

- (a) ہر طالب علم کا اکتسابی انداز جداگانہ ہوتا ہے
(b) طلباء کے اکتسابی انداز کو صحیح کر پائے گا۔
(c) یہ ایک اصول کا درجہ رکھتا ہے
(d) معلم مشابہت دیکھ سکے گا

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- اکتساب کی تعریف بیان کریں۔
- 2- اکتساب کا تصور تحریر کریں۔
- 3- اکتسابی عمل کے دوران متعلم کن ادوار سے گزرتا ہے؟
- 4- 'اکتساب فعال طریقہ سے علم کی تعمیر کا عمل ہے' وضاحت کریں۔
- 5- اکتساب کا آمادگی کا اصول تحریر کریں۔
- 6- استعمال اور عدم استعمال کے اصول کے درمیان فرق واضح کریں؟
- 7- تھارن ڈانک کے ذیلی اصولوں کے نام بتائیں۔
- 8- اکتساب کی خصوصیات تحریر کریں۔
- 9- اکتسابی عمل میں ماحول کو موافق کرنے کے لئے معلم کیا کیا کر سکتا ہے؟
- 10- اکتساب کے عمل میں طلباء کے انفرادی اختلاف کو ملحوظ رکھنا کیوں ضروری ہے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- اکتساب کا مفہوم و تصور مناسب مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔
- 2- کمرہ جماعت میں اکتسابی عمل کے پہلو تحریر کریں۔
- 3- تھارن ڈانک کے اکتساب کے اصولوں کی وضاحت کریں۔
- 4- اکتسابی عمل کے دوران متعلم کن ادوار سے ہو کر گزرتا ہے واضح کریں۔

5- آپ کمرہ جماعت میں تدریس کے اصولوں کا اطلاق کس طرح کریں گے؟

6- 'اكتساب ایک منصوبہ بند عمل ہے'۔ اپنی رائے کا اظہار کریں۔

7- اکتساب کے اصولوں سے تدریس کے دوران آپ کس طرح استفادہ حاصل کر سکتے ہیں؟

8- اکتساب کے تصور اور اکتسابی عمل کی تفہیم آپ کی تدریس کو کس طرح متاثر کرے گی؟

معروضی سوالات کے جوابات کی کلید (Answer Key of MCQs)

(b) .5	(a) .4	(a) .3	(d) .2	(a) .1
(a) .10	(d) .9	(c) .8	(c) .7	(b) .6

13.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Aggarwarl, J.C. (2007), Basic Ideas in Educational psychology. New Delhi: Shipra Publication
- 2- Chuhan, S.S. (1995), Advanced Educational Psychology New Delhi :Vikas Publishing Home
- 3- Khan, A.N. & Husain, S.M.(2021) Taleemi Nafsiyat ke pehlu. Aligarh: Educational Book House
- 4- Mangal S.K. (2022), Advanced Educational Psychology. Delhi: PHI learning
- 5- Woolfolk, A. (2013). Educational Psychology (13th ed.). Upper Saddle River, NJ: Pearson.

اکائی 14۔ اکتساب کو متاثر کرنے والے عوامل

(Factors Affecting Learning)*

اکائی کے اجزاء

تمہید (Introduction)	14.0
مقاصد (Objectives)	14.1
اکتساب کو اثر انداز کرنے والے عناصر (Factors Affecting on Learning)	14.2
14.2.1 ذاتی عناصر (Personal Factors)	
14.2.2 ماحولیاتی عناصر (Environmental Factors)	
انفرادی اختلاف (Individual Differences)	14.3
14.3.1 انفرادی اختلاف کے اقسام (Types of Individual Differences)	
اکتسابی شرائط (Condition of Learning)	14.4
اکتسابی عوامل (Learning Factors)	14.5
14.5.1 عضویاتی عوامل (Physiological Factors)	
14.5.2 نفسیاتی عوامل (Psychological Factors)	
14.5.3 سماجی عوامل (Social Factors)	
14.5.4 جذباتی عوامل (Emotional Factors)	
14.5.5 ماحولیاتی عوامل (Environmental Factors)	
14.5.6 تعلیمی عوامل (Educational Factors)	
خلاصہ (Summary)	14.6
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	14.6
فرہنگ (Glossary)	14.7
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	14.8
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)	14.9

* Dr. Talmeez Fatma Naqvi, Associate Professor, MANUU CTE, Bhopal

کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ ایک ہی درجہ کے طلباء جو ایک ہی معلم سے ایک ساتھ پڑھتے ہیں مگر سب کی تحصیل میں نمایاں فرق کیسے ہوتا ہے۔ غالباً درجہ میں آپ نے کسی ایک بچہ کو دوسرے کی مثال بھی دی ہوگی کہ دیکھو! وہ بھی ہے تمہارے درجہ میں ہی ہے مگر کتنے اچھے سے پڑھتا ہے۔ ایک تم ہو تمہارے سمجھ میں ہی کچھ نہیں آتا ہے! اگر آپ نے ایسا نہیں کیا ہے تو زیادہ اچھا ہے قدرت کی بنائی ہوئی کوئی بھی شے ایک جیسی نہیں ہے کیا آپ نے کوئی دو انسان صورت، شکل، کردار اور طرز عمل میں ایک جیسے دیکھے ہیں؟ جب ایک دوسرے سے دیکھنے میں اور کردار میں الگ ہیں تو سب کا اکتساب ایک جیسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اکتساب کو اثر انداز کرنے والے بہت سارے عوامل ہیں جس میں انفرادی تفاوت، اکتسابی حالات، ماحول وغیرہ چند ہیں۔ پیش نظر یونٹ میں ہم انہیں عوامل کا تفصیل سے ذکر کریں گے۔

اکتساب سے متعلق آپ نے ابھی جو بھی مطالعہ کیا ہے اس سے ایک بات واضح ہے کہ اکتسابی عمل میں متعلم، اکتسابی تجربات، ماحول کچھ ایسے عوامل ہیں جو اکتساب کو متعین اور متاثر کرتے ہیں۔

مقاصد (Objectives)

14.1

پیش نظر یونٹ کے مطالعہ کے بعد:

- اکتساب کو اثر انداز کرنے والے عناصر بیان کر سکیں گے۔
- اکتساب پر انفرادی اختلاف کے اثر کی وضاحت کر سکیں گے۔
- اکتسابی شرائط کی نشاندہی کر سکیں گے۔
- اکتساب کو اثر انداز کرنے والے عوامل کی درجہ بندی کر سکیں گے۔
- اکتساب کو متاثر کرنے والے سماجی، جذباتی، نفسیاتی، تعلیمی، ماحولیاتی اور طبعیاتی عوامل کو واضح کر سکیں۔

اکتساب کو اثر انداز کرنے والے عناصر (Factors Affecting on Learning)

14.2

مثال 1- ریحان ایک خاموش طبع اور فرمان بردار طالب علم ہے۔ اس کی ڈرائنگ بہت اچھی ہے۔ کسی بھی چیز کو دیکھ کر ہو بہو کاغذ پر اتار دیتا ہے مگر اس کو ریاضی میں بہت دقت ہوتی ہے۔ کچھ چیزیں اس کو بہت سمجھانے کے باوجود بھی سمجھ نہیں آتی ہیں۔ معلم اس چیز کو لے کر پریشان رہتے ہیں۔

مثال 2- مکیش درجہ تین میں پڑھتا ہے اس کے والدین کسی دوسری جگہ سے کام کی تلاش میں یہاں آتے ہیں۔ اس کی والدہ اور والد دونوں مزدوری کرتے ہیں اور سڑک کے کنارے ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے کسی رشتہ دار بھی اسی جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ مکیش کبھی بھی گھر کا کام نہیں کر کے لاتا ہے۔ معلم کے معلوم کرنے پر ڈر جاتا ہے۔ ایک دن معلم نے بہت پیار سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ اس کی جھونپڑی بہت چھوٹی ہے اور اس کی ماں اسکول کے بعد اس کا بستہ اوپر رکھ دیتی ہیں۔ اس کے گھر بیٹھ بیٹھ کر پڑھنے کی

جگہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ کام کر کے نہیں لاپاتا ہے۔

مثال 3- راجو کے والدین نماڑ سے ہجرت کر کے ابھی آئے ہیں۔ راجو وہاں سے تیسرے درجہ کی ٹی۔ سی۔ لایا تھا اور یہاں چھوٹے درجہ میں داخل ہوا ہے۔ مگر اس کو ہندی سمجھ نہیں آتی ہے، نابولنا آتی ہے، وہ نماڑی زبان ہی بولتا اور سمجھتا ہے۔ معلم کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

مثال 4- راجیش درجہ کے شرارتی بچوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ ایک جگہ پر ایک منٹ سے زیادہ نہیں بیٹھ پاتا ہے۔ وہ برابر اپنے ہاتھ پیروں کو ہلاتا رہتا ہے۔ سوال کا جواب بھی مکمل جملوں میں دینے میں دقت ہوتی ہے۔ اس کے آس پاس کے طلباء بھی اس کو پریشان کرتے ہیں۔ بہت جلد غصہ آجاتا ہے اور مار پیٹ پر اتر آتا ہے۔ معلم اس کے طرز عمل سے بہت پریشان رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا مثالیں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ اکتساب اور اکتسابی عمل کو اثر انداز کرنے والے عوامل میں تنوع پایا جا رہا ہے جیسے کہ ریجان کا مسئلہ ذاتی ہے جبکہ مکیش کے اکتساب کو ماحولیاتی عناصر متاثر کر رہے ہیں جبکہ راجو کے اکتساب میں متاثر کرنے والا اسکول سے متعلق ہے اور راجیش نفسیاتی وجوہات کے زیر اثر ہے۔

ان تمام مثالوں میں آپ ذاتی اور ماحولیاتی عناصر کی نشاندہی کر سکتے ہیں جس کو آپ اس طرح لکھ سکتے ہیں:

اکتساب = ذاتی عناصر X ماحولیاتی عناصر

14.2.1 ذاتی عناصر (Personal Factors)

ذاتی عناصر سے مراد متعلم میں موجود وہ عوامل جو کہ اس کی ذات کا حصہ ہوتے ہیں وہ اکتساب کو متاثر و متعین کرتے ہیں جیسے کہ ذہانت، دلچسپی، اور یہ، عمر، اہلیتیں وغیرہ۔

1. ذہانت (Intelligence): ذہانت اور اکتسابی عمل میں مثبت ہم رشتگی پائی جاتی ہے۔ اس ضمن میں بہت سی تحقیقات ہوئی ہیں جن کے نتائج سے یہ امر واضح ہوا ہے۔ مثال کے طور پر،

- منیتا کھیل میں بہت اچھی ہے۔
- عارف کی ڈرائنگ بہت اچھی ہے وہ کسی بھی شے کو ہو بہو بنا سکتا ہے۔
- شائستہ اپنے درجہ میں اول آتی ہے۔ ریاضی پر اسکی عبور قابل رشک ہے۔
- روی ڈانس کا ماہر ہے۔

اوپر بیان کردہ چاروں طلباء میں کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کون سب سے زیادہ عقل مند ہے، شاید نہیں کیونکہ سب لوگ اپنے پسندیدہ میدان کے ماہر ہیں۔ ہر طالب علم کی ذہانت کا اثر کارجد اگانہ ہوتا ہے۔ جس کیلئے گارڈنر نے ایک نظریہ وضع کیا ہے۔ اگر بچہ میں ریاضی کی ذہانت ہوگی تو ضروری نہیں ہے کہ اس میں لسانی ذہانت ہو۔ اس میں معلم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ بچے کی ذہانت کے دائرہ کار کی نشاندہی کر اس کی رہنمائی کرے۔

2. دلچسپی (Interest): طلباء میں موجود دلچسپی اکتسابی عمل میں تحریک کا کام کرتی ہیں۔ بچہ کو جس کام میں دلچسپی ہوتی ہے اس کام کو کرنے میں تھوڑی سی رہنمائی دواس میں نتائج فراہم کرتی ہے۔ اس لئے معلم کی یہ ذمہ داری ہے کہ طلباء کی دلچسپیوں کی نشاندہی کر مواد مضمون اسی انداز میں پیش کرے۔

3. تحریک (Motivation): غالباً آپ نے ڈیموسٹینیز (Demosthenes) کا نام سنا ہو گا جو کہ ایک یونانی خطیب (Orator) تھا مگر وہ بچپن میں بری طرح ہکلاتا تھا۔ وہ اپنے منہ پر کنکریاں رکھ کر صاف بولنے کی کوشش کرتا تھا۔ جنگل میں جا کر وہ اکیلا گھنٹوں بولنے کی مشق کرتا اور آج اس کا شمار دنیا کے بہترین خطیبوں میں ہوتا ہے۔ وہ کون سی چیز تھی جس نے اس کو ایک بہترین خطیب کے طور پر پہچان دلائی۔ دراصل تحریک انسان کو کسی مقصد کے حصول کیلئے آمادہ کرتی ہے اور جاری رکھنے کیلئے ایک طاقت کا کام کرتی ہے۔ یہ تحریک داخلی اور خارجی دونوں ہو سکتی ہے۔ ایک بچہ بذات خود بہت متحرک ہو اور اپنے مقصد کے حصول کیلئے ہر وقت کوشاں رہتا ہے اور دوسری خارجی تحریک جس میں کوئی عمل، شخص یا شے بچہ کو مقاصد کے حصول کیلئے تحریک بخشے۔ معلم کو چاہیے کہ اکتساب کو اس طرح منظم کرے کہ طلباء میں اکتساب کے حصول کیلئے تحریک بنی رہے۔

4. رویہ (Attitude): طلباء میں موجود مثبت اور منفی رویہ بھی اکتساب کو بہت متاثر کرتا ہے۔ یہ رویہ جات دراصل ہمارے ماحول اور نشوونما کے طریقوں سے بنتے ہیں۔ طلباء کا کسی مضمون، کسی شخص، گروہ، سماجی طریقوں کیلئے مثبت یا منفی رویہ ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ سماج میں ایک رویہ بنا ہوا ہے کہ ریاضی میں لڑکیاں اچھی نہیں ہوتی ہیں اور فنون لطیفہ جیسے مضامین صرف لڑکیوں کے لئے ہیں۔ یہ رویہ اکتساب کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

5. متعلم کی عمر (Age of Learner): بچہ کی طبعی عمر کے ساتھ اس کی ذہنی، جذباتی اور سماجی عمر بھی اکتساب میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ بلاشبہ اکتساب طبعی عمر پر تو منحصر ہے، مگر کبھی کبھی بچے میں طبعی عمر کے ساتھ وقوفی، جذباتی اور سماجی پہلوؤں کا نشوونما نہیں ہو پاتا ہے۔ اگر بچے کی ذہنی عمر اپنی طبعی عمر کے لحاظ سے پیچھے چل رہی ہے تو معلم کو تدریس و اکتساب کے عمل میں اسکی ذہنی عمر کو بھی ملحوظ رکھنا ہو گا۔

6. پختگی (Maturation): ہر عمر کی ایک مخصوص پختگی کی سطح ہوتی ہے۔ کیا آپ 2 سال کے بچے کو لکھنا سکھا سکتے ہیں۔ آپ کتنی ہی کوشش اور مشق کر لیں ہو سکتا ہے کہ آپ کی بہت محنت سے وہ ایک دو حرف بنانا سیکھ بھی لے مگر لکھنے کیلئے جو ہاتھوں اور انگلیوں کی طبعیاتی پختگی درکار ہے وہ اس عمر میں نہیں ہوگی۔ ہر اکتساب کیلئے ایک مخصوص سطح کی پختگی درکار ہوتی ہے جو کہ اس عمر کے ساتھ ہی آتی ہے۔ اسلئے معلم کو اپنے تدریس کو منظم کرتے وقت طلباء کی پختگی کی سطح کو دیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔

7. جذباتی حالات (Emotions): جذبات دراصل طرز عمل کو متعین اور متاثر کرتے ہیں یہ ایک حقیقت ہے۔ بچہ جذبات کا نشوونما اور اسکی جذباتی حالات اکتساب پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ جذباتی طور پر پرسکون بچہ اکتساب میں معاون ہو گا جبکہ اس کے برعکس بچہ معلم کے لئے کسی نہ کسی طریقہ سے ایک مسئلہ کھڑا کرے گا۔ اس لئے معلم کو یہ سمجھنا ہو گا کہ بچہ کس جذباتی حالت سے گزر رہا ہے اور اسکے جذباتی حالات کو سمجھ کر ہی اکتساب کو منصوبہ بند کرنا ہو گا۔

8. اکتسابی طرز یا انداز (Learning Style): آپ نے غالباً اس بات کو نوٹ کیا ہو گا کہ ہر طالب علم کا اکتسابی انداز جداگانہ ہوتا ہے۔ کوئی خاموشی سے بیٹھ کر پڑھتا ہے، جبکہ کوئی زور زور سے بول کر پڑھتا ہے، کوئی جب تک کر کے نہ دیکھ لے اسے سیکھنے میں دقت ہوتی ہے۔ اس طرح عام طور پر مندرجہ ذیل اکتسابی انداز دیکھے گئے ہیں۔ سمعی، بصری، عضلاتی وغیرہ۔ بچہ کا انداز اکتساب کیسا ہے وہ بھی اکتساب کو اثر انداز اور متعین کرتا ہے۔

9. رجحان (Aptitude): رجحان سے مراد دراصل اکتساب اور کسی کام کو انجام دینے کی اہلیت ہے۔ رجحان کے اعتبار سے ہی بچوں کی معلومات، دلچسپیاں اور مہارتیں ہوتی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اسکولوں میں بچوں میں رجحان جانچ کیلئے ٹیسٹ موجود ہوتے ہیں اور ان کو رجحان کے مطابق ہی مضمون کے انتخاب کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ بچہ کا کس طرح کا رجحان اور کس مضمون میں رجحان ہے وہ بھی معلم کے اکتساب کو طے کرتا ہے۔

اس طرح اکتساب کو اثر انداز کرنے والے ذاتی عناصر میں وہ عناصر آتے ہیں جو کہ معلم میں موجود ہوتے ہیں اور ہر طالب علم اس کی بنیاد پر فرق یا تنوع پایا جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ ماحولیاتی عناصر بھی ہوتے ہیں جو کہ اکتساب کو متاثر کرتے ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

14.2.2 ماحولیاتی عناصر (Environmental Factors)

جس ماحول میں متعلم کی نشو و نما ہوتی ہے اس کی شخصیت کو ایک ساخت دینے میں اس ماحول کا ایک اہم رول رہتا ہے۔ اس ماحول میں بھی بہت سے ایسے عناصر و عوامل ہوتے ہیں جو ان کی شخصیت اس کے زندگی، انداز، طرز اور اکتساب پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ جن کا مطالعہ اگلے صفحات پر کریں گے۔

1. گھریا خاندان سے متعلق عناصر (Familial Factors): بچے کے والدین، بھائی، بہن اور خاندان کے دیگر افراد ان کا تعلیمی پس منظر، ان کی ذہنی صحت بچے کی تعلیم و اکتساب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر گھر کے ماحول میں اکتساب و تعلیم کے محرکات فراہم کیے جائیں گے تو وہ بچے کے اکتساب پر مثبت اثر مرتب کریں گے۔ گھر کا ماحول جمہوری ہونے پر بچہ کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی آزادی ہوگی جس گھر میں بھائی، بہن کے درمیان تعلق، والدین کا بچوں کے ساتھ رویہ بھی بچے کی شخصیت اور اکتساب کو اثر انداز کرتے ہیں۔ اگر بہن بھائیوں میں آپس میں دشمنی یا رقابت، بہن بھائیوں کے درمیان ہر چیز میں سبقت و مقابلہ، والدین کی بچوں پر غیر ضروری سختی ان کے اعتماد کو نقصان یا زک پہنچاتا ہے اور ان سب کا اثر اس کے اکتساب پر پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ گھر میں موجود سہولیات جیسے کہ آرام دہ گھر، فراوانی، صحت مند غذا وغیرہ بھی اس کی صحت اور اکتساب دونوں کو متاثر کرتی ہیں۔

2. اسکول سے متعلق عناصر (School related Factors): اسکول رسمی تعلیم فراہم کرنے کا ایک مرکز ہے اور اکتساب پر اسکول کے تمام تر ماحول کا اثر مرتب ہوتا ہے۔ اکتساب کے عمل اور نتائج پر صرف اسکول کا طبعی ماحول بلکہ ساتھیوں کا رویہ، مدرس کا رویہ، اس کا تدریسی طریقہ کار، مدرس کی لیاقت، اس کی نفسیات و سماجیات کی فہم، یہ تمام تر ایسے عوامل ہیں جو طلباء کے اکتساب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

3. سماجی و ثقافتی عناصر (Socio-cultural Factors): بچے کے آس پاس کا ماحول، لوگوں کی طرز زندگی اس پر راست اور بالواسطہ طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ہر سماج و ثقافت کا زندگی کا انداز جداگانہ ہوتا ہے اور نشوونما کے دوران یہ غیر رسمی انداز بچے کے شخصیت کا حصہ بنتے جاتے ہیں۔ اس کے رویہ جات، اقدار کو بھی متعین کرتے ہیں اور یہ تمام عناصر اکتساب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

4. اکتسابی مواد (Learning Material): اکتسابی مواد کی ترتیب و پیش کش بھی اکتساب کو متاثر کرتی ہے۔ اکتسابی مواد کی پیش کش طلباء کی سطح، عمر اور پختگی کے لحاظ سے ہونا ضروری ہے۔ مواد کی پیش کش عام فہم زندگی کے تجربات سے تعلق ہونا چاہیے۔ تبھی اکتساب با معنی اور دیر پا ہو پائے گا۔

5. درجہ کا ماحول (Classroom Climate): درجہ میں معلم ایک قائد کا رول ادا کرتا اور طلباء مقلد کا دول۔ جیسا قائد ہو گا ویسا ہی ماحول درجہ میں رہے گا اگر قائد جمہوری مزاج کا ہو گا تو ہر طالب علم کو ایک یگانہ فرد کے انداز سے دیکھے گا۔ ہر بچے کو اپنے خیالات کے اظہار کی آزادی ہو گی۔ معلم طلباء کو سمجھے گا، ہر بچے کو اکتسابی عمل میں اپنی دلچسپی، صلاحیت اور رجحان کے مطابق شرکت کے مواقع نصیب ہونگے۔ اس کے برعکس اگر معلم غیر جمہوری مزاج یا مطلق العنان ہو گا تو طلباء خوف میں رہیں گے۔ اپنے خیالات کے اظہار کی آزادی نہیں ہو گی اور اس کی شخصیت دب کر رہ جائے گی۔ اور یہ ہی ماحول اکتساب پر اثر انداز ہو گا۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1۔ اکتساب کو متاثر کرنے والے عناصر کی فہرست سازی کریں۔
2۔ اکتساب کو تحریک کس طرح متاثر کرتی ہے؟ تحریر کریں۔
3۔ درجہ کا ماحول سازگار رکھنے کے لئے معلم کیا کر سکتا ہے؟ واضح کریں۔

14.3 انفرادی اختلاف (Individual Differences)

پچھلے صفحات میں جسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ قدرت کی بنائی ہوئی کوئی بھی دو چیزیں ایک جیسی نہیں ہوتی ہے۔ آپ غور سے دیکھیں گے تو یہ فرق واضح ہو گا۔ انسان ہونے کے ناطے آپ انسانوں میں یہ فرق بہت واضح انداز میں دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

انفرادی اختلاف سے مراد متعلم کی ذاتی خصوصیات سے ہے، جو تدریس و اکتساب کے عمل میں متعلم ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں۔ بچہ جب اسکول آتا ہے تو اکتسابی صورت حال کے لیے متغیرات کا ایک مجموعہ لے کر آتا ہے، جو تدریس اور سیکھنے کے دوران ان کی کارکردگی اور رویوں کو متاثر کرتے ہیں۔ سب سے عام فرق متعلم میں جنس، عمر، ذہانت، قابلیت، دلچسپی، سابقہ علم، سیکھنے کا انداز، تحریک، خود افادیت ہیں (Kuzgun and Deryakulu 2004)۔ یہ انفرادی اختلاف اکتساب کو بھی اثر انداز کرتا ہے۔ آپ نے انفرادی اختلاف کی یونٹ میں تفصیل سے پڑھا ہے۔ یہ انفرادی اختلاف کی طرح اکتساب کو اثر انداز کرتا ہے۔ اس ذیلی یونٹ میں مطالعہ کریں گے۔

14.3.1 انفرادی اختلاف کی اقسام (Types of Individual Differences)

آپ نے اپنے آس پاس مشاہدہ کیا ہو گا کہ ہر بچہ رنگ، شکل، جنس، چلنے کے انداز، زبان بولنے کے انداز اور دیگر صلاحیتوں کی بنیاد پر فطری طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ دراصل یہ خصوصیات ہی ایک فرد کو منفرد اور یگانہ بناتی ہیں۔ یہ اختلاف یا فرق اگر جسمانی اور آبادیاتی خصوصیات کی وجہ ہوں تو شناخت کرنے میں آسان ہیں لیکن مختلف علمی رویے جیسے ذہانت، سوچ، استدلال، اہلیت کی شناخت کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ آپ اپنے گھر کے پاس میں کسی بچوں کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ آپ نوٹ کریں گے کہ یہ بچے دلچسپی، رویہ اقدار میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

افراد کیسے اور کیوں مختلف ہوتے ہیں یہ ایک شعبہ کا مطالعہ کا موضوع ہے۔ مگر تعلیمی نفسیات نے انفرادی اختلاف کو نفسیات کے دائرہ میں لا کر تعلیم کے میدان درحقیقت میں انقلاب برپا کر دیا۔ تعلیم کے پورے عمل کو انفرادی بنا کر ہر بچے کی حقیقی فلاح و بہبود کا کارہائے نمایاں انجام دیا ہے۔ انفرادی اختلاف کی تفہیم اساتذہ کو تعلیمی منصوبہ بندی اور ترتیب دینے میں گر انقدر مدد فراہم کر سکتی ہے۔ ذیل میں کچھ اہم انفرادی اختلافات کے اقسام دیئے ہوئے ہیں۔

(a) جسمانت و قد و قامت میں فرق (Difference in Physique)

(b) ذہانت میں فرق (Difference in Intelligence)

(c) تحصیل میں فرق (Difference in Achievement)

(d) تاثراتی عوامل میں فرق (Difference in Affective Process)

(e) حرکیاتی اہلیت میں فرق (Difference in Motor Ability)

(f) اکتسابی انداز اور اکتساب کی رفتار میں فرق (Difference in Learning Styles and Speed)

انفرادی اختلاف کو اس طرح سے بھی پیش کر سکتے ہیں۔

1- جسمانی خصوصیات کی بنیاد پر (Physical Characteristics)۔ قد و خد و خال، رنگ، جنس

2- آبادیاتی خصوصیات کی بنیاد پر (Demographic Characteristics)۔ ذات، سماجی و ثقافتی حالات، عمر

3- وقوفی خصوصیات کی بنیاد پر (Cognitive Characteristics)۔ سوچ اور سوچنے کا انداز، تخلیقیت، مسائل کے حل کرنے کی اہلیت، حافظہ وغیرہ۔

4- تاثراتی خصوصیات کی بنیاد پر (Affective Characteristics)۔ دلچسپی، رویہ، اقدار، وغیرہ۔

اب آپ کو واضح ہیں کہ تمام افراد جسمانی اور آبادیاتی خصوصیات کی وجہ سے بلاشبہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں جو کہ شناخت اور سمجھنے میں آسان ہیں۔ لیکن انفرادی اختلاف کے بہت سے دوسرے اقسام ہیں جن کی شناخت کے لیے محتاط مشاہدے اور مطالعہ کی ضرورت ہے۔ یہ انفرادی اختلاف ایک انسان کو یگانہ بناتے ہیں اور اکتساب پر بھی اثر ڈالتے ہیں۔ اس میں کچھ ایسے عوامل ہیں جو اکتساب کو مثبت انداز میں متاثر کرتے اور اکتساب میں معاون ہوتے ہیں۔ اور کچھ ایسے عوامل یا خصوصیات ہیں جو اکتساب میں رکاوٹ حائل کرتے ہیں اور ان کو

منفی انداز میں متاثر کرتے ہیں۔ جیسے کہ وقوفی کی اعلیٰ صلاحیت عام طور پر اکتساب میں معاون ہوتے ہیں۔ مثبت رویہ بھی اکتساب میں مدد فراہم کرتا ہے۔ آئیے ان مختلف شعبوں کے بارے میں بات کریں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(a) ذہانت (Intelligence)

آپ نے پچھلی یونٹ میں ذہانت کی نوعیت، نظریات، پیمائش کے آلات کے بارے میں پہلے ہی مطالعہ کر چکے ہیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اوسطاً، ذہانت 90 اور 100 کے درمیان ہوتا ہے۔ 140 یا 150 سے زیادہ IQ رکھنے والے یا 60 یا 40 سے کم IQ رکھنے والے افراد شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ کبھی آپ اسکول کے تمام بچوں کی ذہانت کی پیمائش کریں اور اوسط نکال کر دیکھیں۔ IQ کی عام تقسیم کی بنیاد پر کل آبادی کو اعلیٰ ترین یا باصلاحیت، اوسط اور ذہنی طور پر پسماندہ یا چیلنجڈ کے طور پر درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔

ایک استاد کے طور پر، آپ کیا کر سکتے ہیں؟

بچوں کی ذہانت کے حوالے سے ان کی تشخیص احتیاط سے کریں اور انکی خوبیوں اور کمزوریوں کی پہچان کر اور اس کے مطابق سیکھنے کی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کریں، بچوں کی شناخت کرتے وقت گارڈز کے نظریہ کو ذہن میں رکھیں۔ IQ ٹیسٹ کے ذریعہ حاصل کردہ ایک نمبر سے بچہ کی پوری زندگی کو متعین نہ کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ --

- ہر بچے کے کام کی نگرانی کریں، اور اسکی خوبیوں کو پہچانیں۔
- ضرورت پڑنے پر مدد فراہم کریں۔
- اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ ہر بچے کو ترقی کے زیادہ سے زیادہ مواقع مل رہے ہیں۔
- پسماندہ بچوں کے لیے انفرادی تعلیم و توجہ ضروری ہے۔
- ذہانت کی بنیاد پر لیبلنگ (Labeling) نہ کریں۔
- ہر بچے کا اکتساب کا اپنا انداز و رفتار ہوتی ہے۔
- انفرادی اختلاف کو اثاثہ سمجھیں۔

(b) رجحان یا فطری میلان (Aptitude)

رجحان کی تعریف سیکھنے کی فطری صلاحیت یا کسی خاص سرگرمی، کسی کام یا صلاحیت کو سیکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے درکار مخصوص صلاحیت کے طور پر کی جاتی ہے۔ رجحان سے مراد کارکردگی کے کسی شعبے سے متعلق علم اور مہارتوں کے حصول کے لیے ضروری صلاحیتوں کا مجموعہ بھی ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ کچھ بچے بہت خوبصورتی سے پینٹ کر سکتے ہیں۔ کچھ دوسرے لوگوں سے بات کرنے میں تو اچھے ہوتے ہیں لیکن جب ان سے اسی بات کو لکھ کر کہنے کو کہا جائے تو وہ اپنی نااہلی ظاہر کرینگے۔ کسی میں ریاضی کی اہلیت اعلیٰ سطح کی ہے مگر زبان کی اہلیت اس سطح کی نہیں ہے۔ اس طرح کے اختلاف مختلف صلاحیتوں کی وجہ سے ہوتے ہیں جو متعلقہ صلاحیتوں کے امتزاج کے نتیجے میں ہوتے ہیں۔ آپ رجحان کے ٹیسٹ کے ذریعے اہلیت میں فرق کی شناخت کر سکتے ہیں۔ کمینیکل مہارت، ریاضی، سائنس، زبان، موسیقی اور

گرافک آرٹ جیسے شعبوں کے لیے رجحان کے ٹیسٹ کا استعمال کارکردگی کے ہر شعبے میں طلبہ کی اہلیت کی شناخت کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ آپ یاد کریں جب آپ نے بی۔ ایڈ کا اہلیتی امتحان دیا ہو گا تو آپ کے تدریسی رجحان کی جانچ ہوئی ہوگی۔

کسی بھی مضمون میں اعلیٰ رجحان کے حامل طلبہ کو استاد سے کم از کم رہنمائی کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ انہیں دریافت پر مبنی تدریسی طریقہ کار کے ذریعے سیکھنے کی ترغیب دی جاسکتی ہے۔ لیکن کسی شعبہ میں کم رجحان والے بچوں کو معلم کی رہنمائی اور ہر قدم پر معاونت کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ اس لئے معلم کو چاہئے کہ مواد کی ترتیب طلباء کے رجحان کے مطابق کریں۔ تدریسی عمل کے دوران سادہ تمثیلات اور آسان و فہم کی سطح پر آکر وضاحت کریں۔ تحصیل و کامیابی کا وقتاً فوقتاً جائزہ تدریسی عمل کو بہتر بنانے میں مدد دے سکتا ہے۔

(c) اکتسابی انداز و طرز (Learning Style)

اکتسابی انداز صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے ترجیحی طریقہ ہے۔ بچے مختلف طریقوں سے سیکھتے ہیں۔ کچھ بچے جب تک خود نہ پڑھیں وہ سمجھ نہیں پاتے ہیں، جبکہ کوئی دوسرا ان کو جب تک بذات خود تجربہ نہ کرے وہ نہیں سیکھ پائے گا۔ بعض اوقات ایک طالب علم کو سمجھانے کے لیے ایک اقتباس کو بلند آواز سے پڑھنا پڑتا ہے جب کہ دوسرے کو اسے خاموشی سے پڑھنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

نیل فلمینگ نے 1987 ایک ماڈل کو میں ڈیزائن کیا تھا۔ جو VARK ماڈل کے نام سے مشہور ہو۔ VARK یعنی Visual, Auditory, Read and Write and kinesthetic، فلمینگ نے طلباء کو اپنی ترجیحات کے بارے میں مزید جاننے میں مدد کرنے کا ایک طریقہ تیار کیا۔ VARK سیکھنے کے انداز بصری، سمعی، پڑھنا/ لکھنا، اور کا عضلاتی ہیں۔

بصری سیکھنے والے۔ وہ طلباء جن کا انداز بصری ہوتا ہے وہ اکثر درجہ میں سامنے بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ بہت منظم ہوتے ہیں اور زیادہ تر تفصیلی نوٹ لیتے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔ انکے نوٹس لینے میں آپ غور کریں گے کہ وہ ڈایا گرام استعمال کرتے ہیں، گرافک آرگنائز بناتے ہیں اکثر رنگین پین یا highlighter کا استعمال کرتے ہوئے مواد کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ بطور معلم آپ انکی آسانی سے شناخت کر سکتے ہیں۔ بصری سیکھنے والوں کے لیے آپ اسکیچ نوٹ (Sketchnotes) استعمال کر سکتے ہیں۔ اسکیچ نوٹ (Sketchnotes) دراصل خاکہ نگاری اور ڈوڈلنگ (doodling) کا ایک مجموعہ ہے جو معلومات کی پروسیسنگ کو تیز تر بنانے کا کام کرتا ہے۔ یہ طریقہ کار مواد کو مزید با معنی بناتا ہے۔

سمعی سیکھنے والے۔ سمعی سیکھنے والے غور سے سنتے ہیں اور اکثر لہجے و انداز مخاطب پر توجہ مرکوز کرتے ہیں، اور اضافی وسائل جیسے ویڈیو یا آڈیو وغیرہ سے بھی زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر طلباء باہمی اور گروہی کام کرتے ہیں، تو یہ سیکھنے والے مزید بات چیت اور خیالات کے تبادلے سے فائدہ اٹھاتے ہیں، بلند آواز سے پڑھتے ہیں اور یہاں تک کہ کچھ تو مواد کو اونچی آواز میں سوچ کر دہراتے ہیں۔

مطالعہ و تحریر سے سیکھنے والے۔ ایسے طلباء اکثر متن کو کسی نہ کسی شکل (Format) میں رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اکثر وہ پہلے اپنے نوٹ لکھتے ہیں اور پھر دوبارہ لکھتے ہیں، وہ تحریری فارمیٹس تیار کر اس کے ساتھ خاکے بھی بنا سکتے ہیں۔ اس انداز کے حامل طلباء پریزنٹیشنز (Presentations) بنا کر زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جہاں وہ بڑی مقدار میں معلومات لیتے ہیں اور پھر اسے کچھ پریزنٹیشن فارمیٹ میں تبدیل کرتے ہیں۔

عضلاتی سیکھنے والے۔ عضلاتی سیکھنے والے ہینڈ آن (Hands on) اکتساب کے ذریعے بہترین سیکھتے ہیں۔ یہ بچے خود کر کے دیکھنے میں زیادہ بہتر انداز میں اکتساب و تفہیم کر لیتے ہیں۔ ان طلباء کو مواد کے ساتھ تخلیق کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں چاہے وہ فلیش کارڈز بنا کر، کوئی پوسٹر بنا کر یا کلاس روم میں استعمال کرنے کے لیے کوئی اور وسیلہ ہو۔ گرافک آرگنائزر فراہم کرنا مددگار ہے تاکہ طلباء معلومات پر کارروائی کر سکیں اور اسے چارٹ یا کسی اور شکل میں ڈھال سکیں۔ اس کے علاوہ طلباء کو کسی چیز کا ماڈل بنانے کا موقع فراہم کر اس ہینڈ آن لرننگ کو فروغ دیتا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے طلباء کامیاب ہوں اور وہاں تک پہنچنے میں ان کی مدد کرنے کے لیے، ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ سیکھنے کے انداز کے لحاظ سے ان کی ضروریات کیا ہیں۔ ہمیں ہر طالب علم کو مواد کے ساتھ زیادہ ذاتی نوعیت کے طریقے سے مشغول ہونے کے لیے مختلف اختیارات فراہم کرنا ہو گا۔

(d) رویہ جات (Attitudes)

رویہ سے مراد وہ احساسات ہیں جو کسی مخصوص فرد، واقعات، گروہ کے بارے میں ایک خاص انداز میں عمل کرنے، سوچنے اور محسوس کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ رویوں کو سیکھا جاتا ہے اور حاصل کیا جاسکتا ہے۔ گھر، خاندان، اسکول، ہم عمر گروپ، مذہب اور برادری وغیرہ ہمارے رویوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ بچوں میں مثبت رویوں کو پروان چڑھایا جائے۔ طلباء کا کسی مضمون، کسی شخص، گروہ، سماجی طریقوں کیلئے مثبت یا منفی رویہ ہو سکتا ہے۔ یہ رویہ جات اکتساب کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

(e) دلچسپی

دلچسپی سے مراد کسی چیز، کسی شخص، ادارے، خیال وغیرہ کے لیے ایک سازگار رویہ ہے۔ عام زبان میں بچے جو کرنا پسند کرتے ہیں، وہ چیزیں جو انھیں پر جوش، حوصلہ افزا اور تفریحی لگتی ہیں وہ دلچسپیوں کے تحت آتی ہیں۔ اگر آپ اپنے متعلم کی دلچسپیوں کے بارے میں جانتے ہیں تو اس سے آپ کو سرگرمیوں اور سیکھنے کے مواقع کے انتخاب میں مدد مل سکتی ہے۔ بطور معلم آپ ایسی سرگرمیاں تیار کریں جن کو کرنے میں بچہ لطف اندوز ہو۔ جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں یا تجربات بچوں میں دلچسپی کی نشوونما کی حد مقرر کرتے ہیں۔ وہ سرگرمیاں جو ذاتی ضروریات کو پورا کرتی ہیں اور خوشگوار تجربات فراہم کرتی ہیں دلچسپیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بعض سرگرمیوں کی طرف دلچسپیاں بھی دوسروں کے رویوں و رجحان سے پیدا ہوتی ہیں۔ خاص طور پر والدین، اساتذہ اور ساتھیوں کے مخصوص سرگرمیوں کی طرف مثبت رویہ یا رجحان عام طور پر بچے میں دلچسپی پیدا کر دیتی ہے۔ دلچسپی پیدا کرنے کا ایک طریقہ ماحول میں موجود دوسروں کے ساتھ بچوں کو فعال طور پر مشغول کر دینا ہے۔

(g) آبادیاتی عوامل

متعلم میں آبادیاتی خصوصیات مختلف ہو سکتی ہیں۔ COL (1997) کے مطابق، آبادیاتی عوامل میں طلباء کی تعداد، عمر، جنس، خاندانی پس منظر، جغرافیائی محل وقوع، سابقہ علم، پڑھی اور بولی جانے والی زبانیں شامل ہوتے ہیں۔ معلم کی ذمہ داری ہے کہ ان متنوع سیکھنے والوں کی ضروریات کو پورا کرے۔ تدریسی عمل کے دوران مثالیں طلباء کی آبادیاتی عوامل کو ذہن میں رکھ کر کیا جانا چاہیے۔ آبادی میں ہر گروہ

کی اپنی خصوصیات ہیں، جو اس گروہ کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ ان صفات کو 'ڈیمو گرافیکل' اوصاف کہا جاتا ہے۔ نسل، مذہب، جغرافیائی محل وقوع کے ساتھ، سماجی طبقے، عمر، اور صنفی مسائل کو بھی آبادیاتی صفات کے طور پر سمجھا جاتا ہے جو گروہوں میں فرق کرتے ہیں۔ ہمیں تدریسی تجربات تیار کرتے وقت ان خصوصیات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1- انفرادی اختلاف کا تصور واضح کریں۔
2- انفرادی اختلاف کے اقسام تحریر کریں۔
3- بصری سیکھنے والے طلباء کی خصوصیات لکھیں۔

14.4 اکتساب کی شرائط (Condition of Learning)

ماہر نفسیات گینگے (1985) نے دو طرح کی اکتسابی شرائط یا کیفیت کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلا داخلی اور دوسرا خارجی، وہ لیاقتیں جو متعلم میں پہلے سے موجود رہتی ہیں وہ داخلی شرائط کے تحت آتی ہیں۔ ماحول میں موجود تمام عوامل جو کہ کسی نہ کسی طرح اکتساب کو متاثر کرتے ہیں ان کو خارجی شرائط کے دائرے میں رکھا جاتا ہے۔ سیکھنے کی کچھ اہم شرائط میں شامل ہیں:

(i) آمادگی (Readiness) جب تک متعلم اکتساب کے لئے ذہنی، جسمانی اور جذباتی طور پر آمادہ نہیں ہو گا اکتساب ممکن نہیں ہو پائے گا۔ اس لئے یہ اکتساب کی بنیادی شرط ہے۔

(ii) تحریک و رغبت: تحریک و رغبت سے مراد اس خواہش سے ہے جو افراد کو سیکھنے کی سرگرمیوں میں مشغول ہونے اور تعلیمی اہداف کو حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ تحریک و رغبت اندرونی ہو سکتی ہے (ذاتی دلچسپی یا لطف سے پیدا ہونے والی) یا خارجی (بیرونی انعامات یا نتائج کے نتیجے میں)۔

(iii) مشغولیت (Engagement): مشغولیت سے مراد سیکھنے کے عمل میں فعال شرکت، توجہ، اور مرکزیت سے ہے۔ جب متعلم اکتسابی عمل میں مشغول ہوتے ہیں، تو علم و معلومات کو برقرار رکھنے اور جو کچھ سیکھا ہے اسے لاگو کرنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

(iv) مناسبت یا مطابقت (Relevance): اکتساب کی ایک بنیادی شرط اس کا متعلم کے لئے مناسبت کا ہونا ہے۔ اکتساب تبھی موثر ہوتا ہے جب وہ طلباء کی زندگی سے متعلق ہوتا ہے اور سیکھنے والوں کی دلچسپیوں، تجربات اور اہداف پر لاگو ہوتا ہے۔ نئی معلومات کو سابقہ علم اور حقیقی زندگی کے سیاق و سباق سے جوڑنا علم کی بہتر فہم اور معلومات کو دیرپا و برقرار رکھنے کے امکان میں اضافہ کرتا ہے۔

(v) تقویت (Feedback): بروقت اور تعمیری تقویت متعلم کو ان کی ترقی، کارکردگی اور اصلاح کے شعبوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ موثر اور بروقت تقویت طلباء کے مضبوط اور کمزور علاقوں کی نشان دہی و شناخت کرنے، اسی کی مناسبت سے اکتساب و تدریس کی حکمت عملیوں میں خاطر خواہ تبدیلی کرنے، اور ان کے سیکھنے کے نتائج کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔

(vi) عارضی سہارا و ضروری مدد (Scaffolding): جب متعلم کوئی نئی مہارت یا علم سیکھ رہا ہوتا ہے تو معلم اس کو عارضی مدد، رہنمائی فراہم

کرتا ہے۔ جیسے۔ جیسے وہ بچہ ماہر ہوتا جاتا ہے بتدریج مدد کو کم کر دیا جاتا ہے کیونکہ سیکھنے والوں کی مہارت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ آزادانہ طور پر سیکھنے اور مہارت کی نشوونما کو فروغ دینے کے اہل ہو جاتا ہے۔ نئی مہارت سیکھنے کے لئے یہ عارضی مدد بنیادی شرط ہے۔

(vii) تعاون (Collobration): باہمی سیکھنے کی سرگرمیاں سیکھنے والوں کے درمیان تعامل، مواصلات اور تعاون کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ کاموں یا منصوبوں پر مل کر کام کرنا سماجی مہارتوں، تنقیدی سوچ، اور باہمی تعاون کو فروغ دیتا ہے، جس سے گہرے افہام و تفہیم اور علم کی تعمیر ہوتی ہے۔

(viii) سازگار ماحول: طبعی اور سماجی ماحول جس میں اکتساب واقع ہوتا ہے سیکھنے کے نتائج کو نمایاں طور پر متاثر کر سکتا ہے۔ سیکھنے کا ایک سازگار ماحول آرام، محافظت، وسائل تک رسائی، اور مثبت سماجی تعاملات بنیادی شرط ہے۔

(ix) وقوفی پر مبنی عمل: علمی عمل جیسے توجہ، ادراک، یادداشت، استدلال، اور مسئلہ کو حل کرنا اکتساب میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ یہ عمل کس طرح کام کرتے ہیں اور موثر علمی حکمت عملیوں کو استعمال کرنا سیکھنے کی کارکردگی اور تاثیر کو بڑھا سکتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1۔ اکتسابی شرائط سے کیا مراد ہے تحریر کریں۔
2۔ آمادگی اکتساب کے لئے کیوں ایک بنیادی شرط ہے؟ واضح کریں۔
3۔ مواد مضمون کا زندگی سے متعلق ہونا بھی اکتساب کے لئے ضروری ہے۔ بحث کریں۔

14.5 اکتسابی عوامل (Learning Factors)

مجموعی طور پر، سیکھنے کے بہترین حالات پیدا کرنے میں متعدد عوامل اور حکمت عملیوں پر غور کرنا شامل ہے تاکہ سیکھنے والوں کی علمی، جذباتی، اور سماجی ترقی میں مدد ملے اور ان کی سیکھنے کی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ بنایا جاسکے۔ مندرجہ ذیل انداز سے ان عوامل کے ذریعہ اس کو بہتر انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔

1۔ عضویاتی عوامل (Physiological Factors)

2۔ نفسیاتی عوامل (Psychological Factors)

3۔ سماجی عوامل (Soical Factors)

4۔ جذباتی عوامل (Emotional Factors)

5۔ ماحولیاتی عوامل (Enviornmental Factors)

6۔ تعلیمی عوامل (Educational Factors)

14.5.1 عضویاتی عوامل (Physiological Factors)

عضویاتی عوامل سے مراد وہ عوامل ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم سے ہوتا ہے اور وہ کسی نہ کسی انداز میں اکتساب، سوچنے کے انداز و طریقہ کار کو متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر انسان کے جسم میں تغذیات کی کمی، منشیات، خطرناک بیماری، کسی قسم کی معذوریت ہے اور اس کی وجہ سے کیمیائی عدم توازن سے گزر رہا ہے تو یہ اکتساب پر اثر انداز ہو گا۔

(i) **حسیات و ادراک:** حسیات اور ادراک تمام اکتساب کی بنیاد ہیں۔ اکتساب کی پہلی سیڑھی حس ہے یعنی کوئی بھی اطلاع کسی نہ کسی حس کے ذریعہ ہی پہنچتی ہے۔ اگر انسان کی کسی ایک حس سے معذور ہے تو اکتساب پر منفی اثرات مرتب ہونگے۔ غالباً آپ نے ہیلن کیلر کا نام سنا ہو گا جو کہ تین حس (سننا، بولنا، اور دیکھنا) سے معذور تھی ان کے معلم کو ایک لفظ پانی سکھانے میں ان کے معلم ایک ہفتہ یا اس سے زیادہ لگا تھا۔ کیونکہ انکی صرف لمس (Touch) انکی حس کام کرتی تھی۔ انکی معلم ہاتھ پر حروف لکھ کر لمس سے سکھاتی تھی۔ حسی اعضاء کی خرابی سیکھنے کے عمل میں ایک رکاوٹ ہے۔ اسی لئے حس کو اکتساب کا داخلی دروازہ (Gateway) کہا جاتا ہے۔

(ii) **جسمانی صحت:** اکتساب کے لئے جسمانی صحت کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ صحت کی خرابی سیکھنے میں رکاوٹ ہے۔ بیمار شخص کسی بھی ذہنی سرگرمی کے لیے ضروری جسمانی طاقت سے معذور ہوتا ہے۔ ایک صحت مند انسان میں اکتساب کے لیے جوش اور توانائی عام طور پر بیمار انسان سے زیادہ ہوتی ہے، اس لئے انسان کی جسمانی صحت اکتساب کو متعین اور متاثر کرتی ہے۔

(iii) **تھکان:** عضلاتی یا حسی تھکاؤ ذہنی بوریات اور سستی کا سبب بنتی ہے۔ گھر اور اسکول کے ماحول میں بہت سے عوامل جسمانی اور ذہنی تھکاؤ کا سبب بن سکتے ہیں، جیسے کہ رہائش کا مناسب انتظام نہ ہونا، کمرہ جماعت میں نشست یا بیٹھنے کا مناسب انتظام نہ ہونا، جگہ کا ہوادار نہ ہونا، کم روشنی، ہجوم، شور شرابا کچھ ایسے عناصر ہیں جو متعلم کی ذہنی اور جسمانی تھکان کا باعث بنتے ہیں جس سے سیکھنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ اس لئے اکتساب کو بہتر بنانے کے لئے ان عناصر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

(iv) **غذا اور تغذیہ:** غذائیت موثر ذہنی سرگرمی کے لیے ذمہ دار ہے۔ ناقص غذائیت سیکھنے کو منفی انداز میں متاثر کرتی ہے۔ منشیات، کیفین، تمباکو اور اس طرح کی نشہ آور اشیاء اعصابی نظام پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں اور نتیجتاً سیکھنے کی صلاحیت بھی کسی نہ کسی طرح متاثر ہوتی ہے۔ اس لئے اکتساب کے لئے صحیح اور صحت آور غذا کا لینا ضروری ہے۔

(v) **ماحولیاتی حالات:** زیادہ درجہ حرارت اور نمی ذہنی استعداد کو کم کرتی ہے۔ روشنی و ہوا کا فقدان، شور نہ صرف سیکھنے کی صلاحیت کو متاثر بلکہ جسمانی و ذہنی صحت پر بھی منفی اثر ڈالتے ہیں۔ اس طرح کے عوامل ارتکاز کی طاقت اور اس کے نتیجے میں سیکھنے کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔

(vi) **عمر:** سیکھنے کی صلاحیت عمر کے ساتھ مختلف ہوتی ہے۔ کچھ مضامین کے لئے عمر کے لحاظ سے پختگی بہت معنی رکھتی ہے۔ کچھ مہارتیں کم عمری میں بہتر طریقے سے سیکھی جاسکتی ہیں، کچھ پیچیدہ مسائل کے لئے ذہنی پختگی درکار ہوتی ہے۔ بچوں کے لئے نئے اسکیماس بنانا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ اسکول کے مضامین بچے زیادہ آسانی سے سیکھتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ بچوں کے ذہنوں پر دنیاوی مسائل کا بوجھ نہیں ہے، اور ان کا اعصابی نظام زیادہ پگھلا رہا ہے۔

14.5.2 نفسیاتی عوامل (Psychological Factors)

نفسیاتی عوامل سے مراد فرد کی شخصیت اور ذہنی عمل کے وہ مختلف عناصر ہیں جو رویے، جذبات، خیالات کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ عوامل متنوع ہیں اور اس بات کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کہ انسان کس طرح اپنے ارد گرد کی دنیا کو دیکھتا ہے اس کے تئیں رد عمل کرتا ہے، بشمول وہ کیسے سیکھتے ہیں، فیصلے کرتے ہیں اور زندگی میں درپیش چیلنجوں کا جواب دیتے ہیں۔ تعلیمی نفسیات کا اہم کام یہ جاننا ہے کہ بچے کس طرح علم و معلومات سیکھتے ہیں اور اس سیکھنے کو موثر بنانے میں کون کون سے عوامل کار فرما ہوتے ہیں۔ تدریس میں ان عوامل کا مناسب استعمال کرنا نچ کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ جس میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(i) **تحریک و دلچسپی:** کسی بھی نئے عمل یا مواد مضمون کو سیکھنے کے لئے متعلم میں تحریک ہونا ایک اہم عنصر میں شمار ہوتا ہے۔ تحریک اکتساب کو شروع کرنے، جاری رکھنے، اور مکمل کرنے میں ایک قوت کی طرح کام کرتی ہے۔ تحریک عام طور پر دو طرح کی ہوتی ہیں، داخلی تحریک اور خارجی تحریک۔ داخلی تحریک سے مراد ہے کہ سیکھنے والا بذات خود سیکھنے کے لئے متحرک ہو۔ داخلی تحریک سیکھنے والے میں آمادگی اور دلچسپی بنائے رکھتی ہے اور معلم کا کام اس طرح کافی آسان ہو جاتا ہے۔ خارجی تحریک میں اکتساب کے لئے معلم کو طلباء کو آمادہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ محرکات متعلم کو متحرک کرتے ہیں، اسے حوصلہ دیتے ہیں اور اسے مطلوبہ عمل کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ یہ اس کی توانائیوں کو مطلوبہ مقصد تک پہنچنے میں ترغیب و راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر انعام یا امتحان میں اچھے نمبرات مزید کامیابی اور ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ محرکات ہی کچھ مخصوص طرز عمل کے انتخاب کی وجہ بنتے ہیں۔ اسکول میں مختلف سرگرمیوں کے درمیان ہر بچہ اپنے محرکات کی بنیاد پر انتخاب کرتا ہے۔ آپ نے اکتساب کے مختلف نظریات میں یہ امر غور کیا ہو گا کہ نیا عمل سیکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی تحریک دی گئی۔ کوہلر کے تجربہ میں سلطان کو بھوک نے کے لئے کے حصول اور تھارن ڈایک کے تجربہ میں بلی پنجرے سے نکل کر مچھلی کا حصول دراصل بھوک اور کھانے کی موجودگی دونوں ہی اس میں تحریک کا کام کر رہے تھے۔ ذرا تصور کریں کہ پنجرے کے باہر مچھلی کے بجائے تربوز رکھا ہوتا تو کیا بلی باہر نکلنے کی اس قدر کوشش کرتی؟ بلی اگر بھوک نہیں ہوتی تو کیا وہ باہر آنا چاہتی؟ شاید نہیں، اس تجربہ میں بھوک اور مرغوب غذا تحریک کا کام کر رہی تھی۔

اسکول کے تدریسی پروگرام میں تحریک پیدا کرنا ضروری ہو گا۔ بچوں کو بغیر حوصلہ افزائی کے اپنی پڑھائی سست اور بورنگ لگتی ہے۔ اس لیے سیکھنے کو با مقصد اور بامعنی بنایا جانا چاہیے۔ گیٹس کے الفاظ میں "سیکھنے کے تجربات اس وقت معنی خیز ہوتے ہیں جب انہیں اس کی زندگی میں شامل کیا جاتا ہے۔ استاد ہمیشہ محرکات کو صحیح وقت اور صحیح طریقے سے پیش کرے۔"

(ii) **دماغی صحت:** ذہنی تناؤ، پیچیدگیاں، تنازعات، ذہنی بیماریاں اور علت سیکھنے میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ ایک غیر ہم آہنگ بچے کو اکتسابی عمل میں توجہ مرکوز کرنے میں مشکل محسوس ہوتی ہے۔ دراصل اکتساب کے عمل میں توجہ کا ارتکاز ہونا ایک اہم شرط ہے۔ ایک پرسکون اور متوازن ذہن اکتساب میں متوقع نتائج کو آسانی حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے اکتساب کے عمل میں معلم کو طلباء کی ضروریات و خصوصیات جاننے پر زور دیا جاتا ہے کیونکہ طلباء کی ذہنی حالت کو سمجھتے ہوئے وہ اپنی تدریس کو منصوبہ بند کر پائے گا۔ اگر کوئی بچہ کسی ذہنی تناؤ کا شکار ہے تو معلم کا پہلا کام اسکے اسباب و علل کو دیکھتے ہوئے اس کو پرسکون کرنا ہے۔

(iii) خود افادیت 1970 کی دہائی میں، ماہر نفسیات البرٹ بندورانے خود افادیت کا تصور دیا۔ خود افادیت ایک فرد کا کچھ مخصوص اہداف تک پہنچنے کے لیے خود میں ضروری صلاحیت کے ہونے اور اس کے حصول کے لئے ضروری طرز عمل کو انجام دینے کی اس کی صلاحیت پر یقین ہے۔ خود افادیت کے فیصلے اس بات پر اثر انداز ہوتے ہیں کہ افراد کن سرگرمیوں کا انتخاب کرتے ہیں یا ان سے گریز کرتے ہیں، وہ کتنی محنت کرتے ہیں، ان میں کتنی لچک ہے، اور وہ کسی کام کو کتنی دیر تک جاری رکھ سکتے ہیں۔ اعلیٰ خود افادیت کے حامل لوگ چیلنجوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور ناکامی کا بھرپور جواب دیتے ہیں۔ وہ اعلیٰ اہداف طے کرتے ہیں اور اپنی کامیابی کے لیے زیادہ کوششیں کرتے ہیں۔ کم خود افادیت والے لوگ مشکل کاموں سے گریز کرتے ہیں اور اہداف کے لیے کم عزم رکھتے ہیں۔

خود افادیت اساتذہ اور طلباء دونوں کے لیے اہم ہے۔ اعلیٰ خود افادیت تعلیمی نتائج پر مثبت اثر ڈالتی ہے اور کوشش، استقامت اور استقامت کی سطح کو متاثر کرتی ہے۔ اعلیٰ خود افادیت کے حامل طلباء ناکامی کو کامیابی کی صلاحیت کی کمی کے بجائے کوشش کی کمی یا علمی خلا سے منسوب کرتے ہیں۔ ناکامی کا جواب استقامت کے ساتھ دیتے اور ہار ماننے کی بجائے کوشش میں اضافہ کرتے ہیں۔ خود افادیت کا رجحان اکثر سیکھنے کے علاقہ اور صورت حال پر منحصر کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طالب علم ریاضی میں خود افادیت کی اعلیٰ سطح کا مظاہرہ کر سکتا ہے لیکن فنون لطیفہ یا ڈرامے میں خود افادیت کی سطح کافی کم ہو سکتی ہے۔ نتیجے کے طور پر، محققین کا خیال ہے کہ کسی فرد کی خود افادیت کی سطح کو تمام مضامین اور حالات میں یکساں طور پر دیکھنے کے بجائے مخصوص سیکھنے کے شعبوں اور کاموں کے سلسلے میں خود افادیت پر غور کرنا اور ان کی پیمائش کرنا ضروری ہے۔ خود افادیت کا رجحان بھی مستقبل پر مرکوز ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس بات پر مبنی ہے کہ ایک فرد کسی کام یا سرگرمی کو پورا کرنے میں اپنی حقیقی اہلیت یا کامیابی کے بجائے کیا حاصل کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ اس لئے معلم کو چاہئے کہ طلباء میں اعلیٰ سطح کی خود افادیت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ صلاحیتوں پر یقین ہونا صلاحیتوں سے زیادہ اہم ہے۔ اس کے علاوہ نفسیاتی عوامل کا تذکرہ انفرادی اختلاف کے تحت بھی کیا جا چکا ہے۔ اسکو بھی آپ یہاں شامل کر سکتے ہیں۔

14.5.3 سماجی عوامل (Social Factors)

سیکھنا ایک سماجی اور ثقافتی عمل ہے، جو ارد گرد کے ماحول اور سماجی تعاملات متاثر ہوتا ہے۔ اکتساب کے موثر تجربات کو ڈیزائن کرتے وقت سیکھنے والوں کے ثقافتی پس منظر، سابقہ معلومات، اور سماجی تعاملات پر غور کرنے ضرورت ہے۔ سماجی عوامل کو شامل کر کے، تدریسی کو مزید دل چسپ اور بامعنی بنا سکتے ہیں۔

i) زبان اور ثقافتی مطابقت: متعلم میں زبانوں اور ثقافتوں کی بنیاد تنوع آج کل بہت عام ہیں۔ شہری آباد کاری اور جدیدیت نے ہجرت کو بہت عام کر دیا ہے۔ ایک ہی اسکول میں مختلف زبانوں اور ثقافتوں کے بچے ایک ہی معلم کے زیر نگرانی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کئی بار درجہ میں ایسے طلباء بھی موجود ہوتے ہیں جن کے پس منظر کے تئیں معلم کا رویہ بہت مثبت نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے معلم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے درمیان مضبوط روابط قائم کرے اور شمولیت کو فروغ دے، متعلم کے ساتھ کسی بھی قسم کی بیگانگی کے احساس سے گریز کرے۔ ثقافتی طور پر متعلقہ مثالیں، جامع زبان، اور متنوع نقطہ نظر کو شامل کر کے، تدریسی تجربات کو منصوبہ بند کرے۔

(ii) دقانونسی تصورات اور تعصبات سے گریز: اکتسابی تجربات میں مثالوں اور منظر ناموں کو احتیاط سے تیار کرنا چاہیے تاکہ دقانونسی تصورات یا تعصبات کو برقرار رکھنے سے بچایا جاسکے، کبھی اس طرح کی مثالیں متعلم کے منحرف ہونے یا یہاں تک کہ جرم کا باعث بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایسی تصاویر، منظر نامے، یا زبان کا استعمال جو غیر ارادی طور پر کچھ ثقافتی گروہوں کو پسماندہ یا دقانونسی تصور کرتے ہیں سیکھنے کا منفی ماحول پیدا کر سکتے ہیں۔ اس طرح کے نقصانات سے بچنے کے لیے، معلم کو سماجی اور ثقافتی تحقیق کرنا چاہیے، بولنے اور لکھنے سے پہلے اپنی بات کو متنوع تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ اس بات کو یقینی بنانا چاہیے اکتسابی عمل قابل احترام، اور جامع ہو، اور ثقافتی تفہیم کو فروغ دیتا ہو۔

(iii) باہمی تعاون کے ساتھ اکتساب کے مواقع: ایک موثر اکتسابی عمل سماجی تعاملات اور تعاون کے لیے کافی مواقع فراہم کرتا ہے۔ ڈسکشن فورمز (Discussion Forum)، گروپ پروجیکٹس (Group Projects)، اور پیئر ٹو پیئر فیڈبیک (Peer to peer feedback) اجتماعیت کے احساس کو فروغ دے سکتے ہیں، علم کے اشتراک کو آسان بنا سکتے ہیں، اور سیکھنے کے مجموعی تجربے کو بڑھا سکتے ہیں۔ باہمی تعاون کے ساتھ سیکھنے سے تنقیدی سوچ اور مسئلہ حل کرنے کی مہارتوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

سماجی تعاملات اور باہمی تعاون سے نئے علم کو تعمیر کرنا دراصل سیکھنے کی کلید ہے۔۔ بچے دوسرے بچوں سے اور ان کے ساتھ سیکھتا ہے، وہ ایک دوسرے کے تجربات اور سمجھ بوجھ پر استوار کرتے ہیں یعنی سوالات کے ذریعہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں اور نئے علم کا ایک مشترکہ معنی بناتے ہیں۔ بچے دوسرے بچوں کو دیکھ کر طرز عمل اور ہنر و مہارت سیکھتا ہے۔ تحقیقی نتائج کے مطابق، جب لوگ چھوٹے گروپوں میں باہمی تعاون سے سیکھتے ہیں، تو وہ زیادہ آسانی سے سیکھتے ہیں، معلومات کو بہتر اور طویل عرصے تک یاد رکھتے ہیں، اور سیکھنے کے عمل سے زیادہ مطمئن ہوتے ہیں۔ واگنوٹسکی کے مطابق "اکتساب کو سماجی تناظر سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ علم کی تعمیر سماجی تناظر میں ہی ہوتی ہے جس میں حقیقی دنیا کے مسائل یا کاموں پر طالب علم۔طالب علم اور ماہر۔طالب علم کا اشتراک تعاون شامل ہوتا ہے جو ہر فرد کی زبان، مہارت اور تجربے کو ہر فرد کی ثقافت کے مطابق بناتے ہیں" (واگنوٹسکی، 1978، صفحہ 102)۔

14.5.4 جذباتی عوامل (Emotional Factors)

جذبات کی تعریف 'ایک قوی ذہنی یا فطری احساس جیسا کہ محبت یا خوف' (Oxford English Dictionary, 1996) کے طور پر کی گئی ہے جس میں جسمانی عمل اور ذہنی حالت شامل ہیں۔ جذبات نہ صرف شخصیت کو رنگ دیتے ہیں بلکہ ہماری زندگیوں اور تجربات کو بھی معنی دیتے ہیں۔ جذبات انسانی رویے اور زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ درحقیقت، اخلاقی رویے بھی کچھ حد تک جذبات پر مبنی ہوتے ہیں (ڈنیل گولمین 1995)۔ جذبات اکتساب میں اضافہ اور مداخلت دونوں کر سکتے ہیں اس پر منحصر ہے کہ معلم اور متعلم کس جذباتی حالت سے گزر رہے ہیں اور جذبات کو کیسے ظاہر کر رہے ہیں۔ متعلم اور اساتذہ کی جذباتی حالتیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

(i) بنیادی جذبات: ماہر نفسیات رابرٹ پلچک (Robert Plutchik) نے آٹھ بنیادی جذبات کی نشاندہی کی ہے جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تمام انسانوں نے محسوس کیے ہیں۔

اداسی (Sadness) تب ہوتی ہے جب ہم کسی نقصان یا مایوسی کا تجربہ کرتے ہیں۔

غصہ (Anger) مایوسی کا عام طور پر نتیجہ ہوتی ہے۔

خوف (Fear) خطرے کی حالت میں ہمارا رد عمل ہے، خواہ وہ خطرہ حقیقی ہو یا تصوراتی۔

خوشی (Joy) اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب ہم ان چیزوں کا تجربہ کرتے ہیں جن سے ہم لطف اندوز ہوتے ہیں۔

بیزاری (Disgust) ناخوشگوار چیزوں پر ہمارا رد عمل ہے۔

حیرت (Surprise) اس وقت ہوتی ہے جب ہم چونک جاتے ہیں یا غیر متوقع معلومات سے متعارف ہو جاتے ہیں۔

توقع (Anticipation) کا تجربہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم کسی خاص واقعہ یا نتیجہ کی توقع کرتے ہیں۔

بھروسہ و اعتماد (Trust) تب ہوتا ہے جب ہم خود کو محفوظ محسوس کرتے ہیں۔

ہر جذبات کو منفی یا مثبت کے طور پر درجہ بندی کیا جاسکتا ہے، اس پر منحصر ہے کہ وہ خوشگوار تجربہ دے رہے ہیں یا ناخوشگوار۔ ان بنیادی جذبات سے باقی تمام احساسات جنم لیتے ہیں۔

- اداسی، خوف، نفرت اور غصے کو عام طور پر منفی سمجھا جاتا ہے کیونکہ ہم ان کا تجربہ کرتے وقت اچھا محسوس نہیں کرتے۔
- خوشی اور اعتماد ہمیشہ مثبت ہوتے ہیں، اور حیرت اور توقع صورتحال پر منحصر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، ہم جشن سے پہلے مثبت اور مشکل گفتگو سے پہلے منفی توقع محسوس کرتے ہیں۔

(ii) جذبات اکتساب کو کیسے متاثر کرتے ہیں۔ ہمارے تمام جذبات یا تو ہماری سیکھنے کی صلاحیتوں کو بہتر یا کمزور کر سکتے ہیں۔ مثبت جذبات ہماری تعلیم کو درج ذیل طریقوں سے متاثر کرتے ہیں۔

(iii) مثبت جذبات کا اکتساب پر اثر

(a) تخلیقی صلاحیت (Creativity): جب درجہ میں بچہ خود کو محفوظ، قابل توقیر و عزت، پرسکون محسوس کرتا ہے تو اس میں نئی چیزوں کو آزمانے اور اپنے خیالات کا اشتراک کرنے کا زیادہ امکان رہے ہیں۔ تصور کیجیے کہ آپ نے درجہ میں کوئی سوال پوچھا یا کچھ نیا آئڈیا دیا اور معلم و آپ کے ساتھیوں نے اس کی تضحیک کی مزاق بنایا تو کیا آپ دوبارہ اس انداز میں سوچیں گے؟ شاید نہیں۔ یعنی تخلیقی صلاحیت نشوونما ہونے سے پہلے ہی مسمار ہو جائے گی۔

(b) ارتکاز (Focus): جب بچہ مثبت تجربات سے گزرتا ہے تو خوشی کے ہارمونز (happy hormones) اس کے علمی افعال کو بہتر بناتے ہیں کیونکہ خوف اور پریشانیوں اس کو متزلزل نہیں کرتے ہیں۔

(c) سماجی کامیابی (Social success): نوعمر طلباء میں تعلیمی کامیابیوں کا مطالعہ کرنے والے محققین نے پایا کہ درجہ میں مثبت جذباتی تجربات نے صحت مند سماجی تعاملات، سرعت سے سیکھنے، اور فکری صلاحیتوں میں اضافہ کیا۔

اکتساب میں مثبت جذبات دلچسپی، تجسس، حیرت، عزم، تخلیقی صلاحیت اور خوشی شامل ہیں۔ یہ توجہ اور مرکزیت میں معاون ہوتے ہیں۔ مثبت جذباتی حالت طلباء کو اپنے مطمح نظر کو وسیع کرنے، متبادل انداز سے دیکھنے، چیلنجوں کے باوجود بھی مستقل مزاجی کو برقرار

رکھنے اور تنقید اور ناکامی کا مؤثر جواب دینے کے قابل بنا سکتی ہیں۔

(iv) منفی جذبات کا اکتساب پر اثر: منفی جذبات بھی بچہ کی سیکھنے کی صلاحیتوں کو متاثر کرتے ہیں۔ یہاں چند مثالیں ہیں:

(a) خراب کارکردگی (Poor Performance): منفی جذبات سے اکتساب میں بچے عدم دلچسپی محسوس کر سکتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ، منفی جذبات حاصل کردہ اطلاعات کے عمل یعنی انفارمیشن پروسیسنگ کی مہارت اور طویل مدتی محافظہ کی نشوونما کو کم کر سکتے ہیں۔
(b) صحت سے متعلق مسائل: بہت زیادہ منفی جذبات صحت، نیند اور کھانے کے معمول میں خلل ڈال سکتے ہیں۔ یہ تھکاوٹ کا سبب بنتے ہیں، جسکی وجہ سے سوچنا اور نئی معلومات کو برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(c) مایوسی۔ طلباء مایوسی سے اس وقت ہمکنار ہوتے ہیں سبب وہ نتیجہ سامنے نہیں آتا جس کی انھوں نے امید کی تھی۔ مایوسی پر رد عمل سب کا ایک جیسا نہیں ہوتا ہے۔ کوئی بچہ اس مایوسی سے فوراً نکل کر بہتر مواقع تلاش کرتا ہے۔

منفی جذباتی کیفیتیں جیسے اضطراب، تناؤ، اداسی، عدم دلچسپی، ماحول و حالات سے منقطع ہو جانا، فکر اور خوف سیکھنے کے عمل اور سیکھنے کی ترغیب میں رکاوٹ بن سکتے ہیں، اور سیکھنے کے مؤثر انداز کی نشوونما کو روک سکتے ہیں۔ تاہم، الجھن جیسے منفی جذبات بھی سیکھنے کا ایک طاقتور ذریعہ ہو سکتے ہیں۔

طالب علم کیسے اور کیوں سیکھتے ہیں اس میں جذبات ایک کردار ادا کرتے ہیں۔ معلمین اور طلباء کو سیکھنے میں جذبات کے لازمی کردار کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے۔ سیکھنے کے ماحول میں، جذبات سیکھنے اور سکھانے کے عمل کو قوی یا کمزور کرنے میں ایک فیصلہ کن کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جذبات فطری طور پر علمی مہارتوں سے جڑے ہوتے ہیں اور ان پر اثر انداز ہوتے ہیں جیسے توجہ، یادداشت، فیصلہ سازی، تنقیدی سوچ، مسائل کا حل اور ضابطہ، یہ سب سیکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

جذبات کا اکتساب میں اہم کردار کو محسوس کرتے ہوئے معلم اور طلباء میں جذباتی ذہانت کے نشوونما کی بھرپور وکالت کی جارہی ہے۔

بطور معلم آپ طلباء کے انفرادی اور گروہی جذباتی حالتوں سے آگاہ رہیں۔ ان کی نشاندہی لہجے، غیر زبانی اشارے اور زبان سے کی جا سکتی ہے۔ اس معلومات کو تدریسی طریقوں کی تشکیل کے لیے استعمال کریں۔ طلباء کو متعدد اور متنوع سرگرمیوں کو شامل کرتے ہوئے جو اظہار اور مکالمے کے مواقع فراہم کریں۔ ایسے سوالات کریں جو تجسس، دلچسپی اور مشغولیت کو فروغ دینے والے ہوں۔ طلباء میں خود انعکاسی کی مہارتیں پیدا کرنے کو شش کریں۔

تدریسی اور اکتسابی عمل میں ایک خوشگوار اور معاون سیکھنے کی ثقافت کو فروغ دیں۔ اپنے طلباء کے ساتھ اور ان سے سیکھیں، ان کے تعاون کی قدر کریں اور اس کا مظاہرہ بھی کریں۔

14.5.5 ماحولیاتی عوامل (Environmental Factors)

اکتساب میں ماحولیاتی عوامل میں وہ تمام عناصر شامل ہوتے ہیں جن کی مدد سے طلباء نئی مہارتیں سیکھنے کے ساتھ مشغول رہتے اور

تعالل کرتے ہیں۔ ماحول اصطلاح روایتی یا محدود مفہوم پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس میں طبعیاتی عناصر جیسے کلاس رومز، فرنیچر، مواد، ٹیکنالوجی، اور دیگر وسائل کے ساتھ ساتھ معلم اور طالب علم کے درمیان یا خود طلبہ کے درمیان کی سماجی حرکیات بھی شامل ہیں۔

اکتسابی ماحول کے بنیادی اقسام:

- طبعیاتی
- نفسیاتی
- جذباتی

(i) طبعیاتی ماحول۔ طبعیاتی ماحول ان تمام متعلقہ پہلوؤں پر محیط ہے جس میں درجہ کی ترتیب، فرنیچر کا انتظام، استعمال کے لیے دستیاب مواد (نصابی اور تدریسی عمل میں معاون کتابیں)، ٹیکنالوجی تک رسائی (مثلاً، کمپیوٹر)، روشنی کی سطح وغیرہ۔ نیز مجموعی حفاظتی تحفظات (مثلاً، اس بات کو یقینی بنانا کہ کوئی خطرناک چیز یا مادہ موجود نہیں ہے) اس کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

(ii) نفسیاتی ماحول۔ نفسیاتی سیکھنے کے ماحول میں معلم کی توقعات (یعنی اعلیٰ معیار قائم کرنا اور مناسب معاونت / وسائل فراہم کرنا) اور ساتھ ہی ساتھ اساتذہ کا اپنے طلباء کے ساتھ تعامل کے طرز و انداز (یعنی ہر طالب علم کی رائے کا احترام کرتے ہوئے تبادلہ خیال کو فروغ دینا، اپنی رائے کے اظہار کی آزادی) جیسے عوامل شامل ہوتے ہیں۔ مثبت نفسیاتی ماحول میں طلباء اور ان کے اساتذہ کے درمیان اعتماد فروغ پاتا ہے اور طلباء بغیر کسی خوف اور فیصلے کے اپنے علم کو جلا بخشتے ہیں۔

(iii) جذباتی ماحول۔ جذباتی ماحول سے مراد وہ مجموعی ماحول اور احساسات ہیں جو طلباء اور اساتذہ کو سیکھنے کی سرگرمیوں کے دوران محسوس ہوتے ہیں۔ ایک مثبت جذباتی ماحول طلباء اور اساتذہ کے درمیان تحفظ، اعتماد اور تعاون کے جذبات کو فروغ دیتا ہے۔ یہ سیکھنے میں مواصلات، تعاون کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ایسے ماحول میں طلباء اظہار خیال کرنے، تضحیک کے خوف کے بغیر سوالات پوچھنے میں آسانی محسوس کرتے ہیں۔ اساتذہ قابل رسا، ہمدرد، اور طلباء کی ضروریات کے لیے جوابدہ ہوتے ہیں، اس سے تعلق اور سیکھنے کی ترغیب کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، منفی جذباتی ماحول سیکھنے میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ یہ طلباء کے درمیان یا طلباء اور اساتذہ کے درمیان تناؤ، اضطراب سے نمایاں ہو سکتا ہے۔ ایسے ماحول میں، طلباء میں حوصلہ شکنی کا ڈر و نمایاں احساس، خوف زدہ محسوس کر سکتے ہیں، جو ان کی تعلیمی ترقی اور سماجی ترقی میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

14.5.6 تعلیمی عوامل (Educational Factors)

اکتساب کو متاثر کرنے والے تعلیمی عوامل میں عناصر کی ایک وسیع فہرست ہے جو کہ علم اور مہارتوں کے حصول ان کو برقرار رکھنے اور استعمال پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(i) تدریسی طریقہ کار: تدریس کا معیار کو بڑھانے اور اکتساب کو آسان بنانے میں تدریسی طریقہ کار کا کردار اہم ہے۔ طلباء کے معیار کے لحاظ سے تدریسی طریقوں کا استعمال، واضح طور پر وضاحت، اور با معنی سیکھنے کی سرگرمیاں طلباء کی سمجھ اور معلومات کو برقرار رکھنے میں معاون

ہوتی ہیں۔ اکتساب کے مسائل عام طور پر ناکافی یا نامناسب تدریس کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ بچے کے سیکھنے میں دشواری کی وجہ مناسب ہدایات و تدریسی طریقہ کار بھی ہو سکتا ہے۔ اگر استاد کے سمجھانے اور پڑھانے کا انداز ناقص یا غیر دلچسپ طریقے استعمال کرتا ہے تو اکتساب اور تعلیمی مقاصد کے حصول پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

(ii) **نصاب و درسیات:** ایک اچھی طرح سے ڈیزائن کردہ نصاب تدریسی مواد اور تعین قدر کے ساتھ سیکھنے کے مقاصد کو ہم آہنگ کرتا ہے۔ یعنی مقاصد کے مطابق ہی مواد اور تعلیمی تجربات منظم کیے جاتے ہیں۔ نصابی کتب میں استعمال کی گئی زبان طلباء کے لئے عام فہم اور مثالیں بھی ان کی زندگی سے متعلق ہونا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہو گا تو اکتساب منفی طور پر متاثر ہو گا۔

(iii) **استاد اور طالب علم کے مابین رشتہ:** اساتذہ اور طلباء کے درمیان مثبت تعلقات طلباء میں اعتماد، تعامل کے مواقع اور سیکھنے کے لیے سازگار ماحول کو فروغ دیتے ہیں۔ خوش گوار ماحول میں کئے گئے تعاملات طلباء کے اعتماد، حوصلہ افزائی اور سیکھنے کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی خواہش کو بڑھاتے ہیں۔

(iv) **ٹیکنالوجی کا انضمام:** مناسب طریقے سے ٹیکنالوجی کو تدریس میں ضم کرنا، متنوع وسائل تک رسائی فراہم کرنا، تعاون و اشتراک کے مواقع فراہم کرنے اور ڈیجیٹل خواندگی کی مہارتوں کو فروغ دے کر اکتساب کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ تاہم، ٹیکنالوجی کے مؤثر استعمال کے لیے سوچی سمجھی منصوبہ بندی اور مسلسل تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔

دہی علاقوں میں کلاس رومز کی کمی، تختہ سیاہ کی فراہمی بھی نہ ہو پانا، اور بعض اوقات تو اساتذہ بھی موجود نہیں ہو پاتے ہیں۔ اس کے علاوہ معلم اور طلباء کی زبان کا الگ ہونا بھی سیکھنے کو متاثر کرنے والا ایک عنصر ہے۔ ان تعلیمی عوامل کو سوچ سمجھ کر اور منظم طریقے سے حل کر کے، معلمین سیکھنے کا ایسا ماحول بنا سکتے ہیں جو طالب علم کی مصروفیت، کامیابی اور زندگی کی مہارت کو بہتر بنا سکتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1- حس کو اکتساب کا داخلی دروازہ (Gateway) کیوں کہا جاتا ہے۔ وضاحت کریں۔
2- منفی جذبات اکتساب کو کس طرح متاثر کرتے ہیں؟ تحریر کریں۔
3- اکتساب کو سماجی عوامل کس طرح اثر انداز کر سکتے ہیں؟ بحث کریں۔

14.6 خلاصہ (Summary)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے سیکھا کہ اکتساب (Learning) پر ذاتی اور ماحولیاتی عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ ذاتی عوامل میں متعلم کی ذہانت، دلچسپی، عمر، اہلیتیں اور اکتسابی انداز شامل ہیں، جبکہ ماحولیاتی عوامل میں خاندان، اسکول، کلاس روم، وسائل، سماجی اور ثقافتی ماحول شامل ہیں۔ انفرادی اختلافات متعلم کی ذاتی خصوصیات کی بنیاد پر ظاہر ہوتے ہیں اور تدریس و اکتساب کے عمل میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ اکتسابی شرائط دو طرح کی ہوتی ہیں:

- داخلی شرائط: متعلم میں پہلے سے موجود لیاقتیں
 - خارجی شرائط: ماحول میں موجود عوامل جو اکتساب کو متاثر کرتے ہیں
- اکتساب پر عضویاتی عوامل (جسمانی صحت، بیماری، معذوریات)، نفسیاتی عوامل (شخصیت، ذہنی عمل، رویے اور جذبات)، سماجی و ثقافتی عوامل، اور تعلیمی عوامل (نصاب، تدریسی طریقہ، اسکول وسائل) اثر انداز ہوتے ہیں۔ جذبات متعلم اور معلم دونوں کے رویوں اور سیکھنے کے عمل پر اثر ڈال سکتے ہیں۔
- مختصر یہ کہ مؤثر اکتساب کے لیے ذاتی، ماحولیاتی، سماجی، جذباتی اور تعلیمی عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے تدریسی ماحول اور تجربات ڈیزائن کرنا ضروری ہے۔

14.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں۔
- اکتساب کو ذاتی و ماحولیاتی عناصر متاثر کرتے ہیں۔ ذاتی عناصر سے مراد متعلم میں موجود وہ عوامل جو کہ اس کی ذات کا حصہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ذہانت، دلچسپی، اوریہ، عمر، اہلیتیں اکتسابی انداز وغیرہ۔
 - جس ماحول میں متعلم کی نشوونما ہوتی ہے اس کی شخصیت کو ایک ساخت دینے میں اس ماحول کا ایک اہم رول رہتا ہے۔ اس ماحول میں بھی بہت سے ایسے عناصر و عوامل ہوتے ہیں جو ان کی شخصیت اس کے زندگی، انداز، طرز اور اکتساب پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔
 - انفرادی اختلاف سے مراد متعلم کی ذاتی خصوصیات سے ہے، جو تدریس و اکتساب کے عمل میں متعلم ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں۔ بچے جب اسکول آتا ہے تو اکتسابی صورت حال کے لیے متغیرات کا ایک مجموعہ لیکر آتا ہے، جو تدریس اور سیکھنے کے دوران انکی کارکردگی اور رویوں کو متاثر کرتے ہیں۔ انفرادی اختلاف کی درجہ بندی خصوصیات کی بنیاد پر مختلف انداز سے کی گئی ہے۔
 - ماہر نفسیات گینگے (1985) نے دو طرح کی اکتسابی شرائط یا کیفیت کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلا داخلی اور دوسرا خارجی، وہ لیاقتیں جو متعلم میں پہلے سے موجود رہتی ہیں وہ داخلی شرائط کے تحت آتی ہیں۔ ماحول میں موجود تمام عوامل جو کہ کسی نہ کسی طرح اکتساب کو متاثر کرتے ہیں ان کو خارجی شرائط کے دائرے میں رکھا جاتا ہے۔
 - اکتساب کو متاثر کرنے والے عوامل میں عضویاتی عوامل کا تعلق انسان کے جسم سے ہوتا ہے، اگر انسان کے جسم میں تغذیات کی کمی، منشیات، خطرناک بیماری، کسی قسم کی معذوریات ہے اور اس کی وجہ سے کیمیائی عدم توازن سے گزر رہا ہے تو یہ اکتساب پر اثر انداز ہو گا۔
 - نفسیاتی عوامل سے مراد فرد کی شخصیت اور ذہنی عمل کے وہ مختلف عناصر ہیں جو رویے، جذبات، خیالات کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ عوامل متنوع ہیں اور اس بات کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کہ انسان کس طرح اپنے ارد گرد کی دنیا کو دیکھتا ہے اس کے

- تئیں رد عمل کرتا ہے، بشمول وہ کیسے سیکھتے ہیں، فیصلے کرتے ہیں اور زندگی میں درپیش چیلنجوں کا جواب دیتے ہیں۔
- سیکھنا ایک سماجی اور ثقافتی عمل ہے، جو ارد گرد کے ماحول اور سماجی تعاملات متاثر ہوتا ہے۔ اکتساب کے موثر تجربات کو ڈیزائن کرتے وقت سیکھنے والوں کے ثقافتی پس منظر، سابقہ معلومات، اور سماجی تعاملات پر غور کرنے ضرورت ہے۔ سماجی عوامل کو شامل کر کے، تدریسی کو مزید دل چسپ اور بامعنی بنا سکتے ہیں۔
- جذبات 'ایک قوی ذہنی یا فطری احساس جیسا کہ محبت یا خوف' جس میں جسمانی عمل اور ذہنی حالت شامل ہیں۔ جذبات نہ صرف شخصیت کو رنگ دیتے ہیں بلکہ ہماری زندگیوں اور تجربات کو بھی معنی دیتے ہیں۔ جذبات انسانی رویے اور زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ درحقیقت، اخلاقی رویے بھی کچھ حد تک جذبات پر مبنی ہوتے ہیں۔ جذبات اکتساب میں اضافہ اور مداخلت دونوں کر سکتے ہیں اس پر منحصر ہے کہ معلم اور متعلم کس جذباتی حالت سے گذر رہے ہیں اور جذبات کو کیسے ظاہر کر رہے ہیں۔ متعلم اور اساتذہ کی جذباتی حالتیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔
- اکتساب میں ماحولیاتی عوامل سے مراد وہ عناصر ہیں جن کی مدد سے طلباء نئی مہارتیں سیکھنے کے ساتھ مشغول رہتے اور تعامل کرتے ہیں۔ ماحول اصطلاح روایتی یا محدود مفہوم پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس میں طبعیاتی عناصر جیسے کلاس رومز، فرنیچر، مواد، ٹیکنالوجی، اور دیگر وسائل کے ساتھ ساتھ معلم اور طالب علم کے درمیان یا خود طلبہ کے درمیان کی سماجی حرکیات بھی شامل ہیں۔
- تعلیمی عوامل سے مراد وہ عناصر ہیں جو سیکھنے کے عمل اور تعلیمی نتائج کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ عوامل تدریسی ماحول، تدریسی طریقہ کار، نصاب کے ڈیزائن، اسکول کے وسائل، اور تعلیمی پالیسیوں سے متعلق پہلوؤں کا احاطہ ہیں۔

14.8 فرہنگ (Glossary)

انفرادی اختلاف - انفرادی اختلاف کو ذاتی خصوصیات کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے جو متعلم کو تدریس اور اکتساب کے عمل میں ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں اور اس طرح ہر فرد کی انفرادیت کی وضاحت کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

اکتساب کی شرائط - اکتسابی شرائط دو طرح کی ہو سکتی ہیں۔ پہلا داخلی اور دوسرا خارجی، وہ لیاقتیں جو متعلم میں پہلے سے موجود رہتی ہیں وہ داخلی شرائط کے تحت آتی ہیں۔ ماحول میں موجود تمام عوامل جو کہ کسی نہ کسی طرح اکتساب کو متاثر کرتے ہیں ان کو خارجی شرائط کے دائرے میں رکھا جاتا ہے۔

روپیہ سے مراد وہ احساسات ہیں جو کسی مخصوص فرد، واقعات، گروہ کے بارے میں ایک خاص انداز میں عمل کرنے، سوچنے اور محسوس کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

دلچسپی سے مراد کسی چیز، کسی شخص، ادارے، خیال مواد مضمون وغیرہ کے لیے ایک سازگار رویہ ہے۔

آبادیاتی عوامل میں طلباء کی تعداد، عمر، جنس، خاندانی پس منظر، جغرافیائی محل وقوع، سابقہ علم، پڑھی اور بولی جانے والی زبانیں شامل ہوتے ہیں

رجحان یا فطری میلان - سیکھنے کی فطری صلاحیت یا کسی خاص سرگرمی، کسی کام یا صلاحیت کو سیکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے درکار مخصوص صلاحیت رجحان ہے۔

14.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

متعلم کی ذہانت ذیل میں سے کس عوامل کے تحت آتی ہے؟

- (a) ماحولیاتی عوامل
- (b) ذاتی عوامل
- (c) سماجی عوامل
- (d) ثقافتی عوامل

ذیل میں سے کون سا ماحولیاتی عناصر کا حصہ نہیں ہے۔

- (a) اکتسابی طرز
- (b) گھریلو عناصر
- (c) سماجی عوامل
- (d) ثقافتی عوامل

معلم کے مطلق العنان ہونے پر درجہ کا ماحول کیسا ہوگا؟

- (a) دوستانہ
- (b) انظہار کی آزادی دینے والا
- (c) اشتراکی
- (d) غیر جمہوری

اکتساب کی فطری یاد رکھار مخصوص صلاحیت کہلاتی ہے۔

- (a) دلچسپی
- (b) رجحان
- (c) رویہ
- (d) اختراعییت

VARC ماڈل کو ڈیزائن کیا تھا۔۔۔

- (a) اسکندر
- (b) تھارن ڈانک
- (c) نیل فلیمنگ
- (d) وڈور تھ

آبادیاتی عوامل میں ذیل میں کون شامل نہیں ہے۔

- (a) جنس
- (b) خاندانی پس منظر
- (c) جغرافیائی محل وقوع
- (d) ذہانت

اکتساب کی پہلی سیڑھی مانا جاتا ہے۔

- (a) حس
- (b) ذہانت
- (c) رویہ
- (d) دلچسپی

اکتساب کو شروع کرنے، جاری رکھنے، اور مکمل کرنے۔۔۔۔۔ ایک قوت کی طرح کام کرتی ہے۔

(a) رویہ (b) جذبات

(c) تحریک (d) ذہانت

رابرٹ بلمچک نے۔۔۔ بنیادی جذبات کی نشاندہی کی۔

(a) چھ (b) سات

(c) آٹھ (d) نو

درجہ کی ترتیب، فرنیچر کا انتظام، مواد کی دستیابی ذیل میں سے کس عوامل کے تحت آتے ہیں۔

(a) ماحولیاتی عوامل (b) ذاتی عوامل

(c) سماجی عوامل (d) طبیعیاتی عوامل

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- اکتساب کو متعین کرنے میں کون سے عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔
- 2- اکتساب کو تحریک کس طرح متاثر کرتی ہے لکھیں۔
- 3- اکتساب کے لئے پختگی کیوں ضروری ہے؟
- 4- درجہ کا جمہوری ماحول اکتساب میں کیا کردار نبھاتا ہے۔ وضاحت کریں۔
- 5- انفرادی اختلاف سے کیا مراد ہے؟
- 6- 'مواد کی پیش کش عام فہم اور زندگی کے تجربات سے متعلق ہونا چاہئے'۔ واضح کریں؟
- 7- انفرادی اختلاف کے کون سے عوامل اکتساب کو مثبت انداز میں متاثر کرتے ہیں؟ تحریر کریں۔
- 8- اکتسابی شرائط کے اہم نکات تحریر کریں۔
- 9- VARK اکتسابی انداز کو تحریر کریں؟
- 10- اکتساب کو متاثر کرنے والے عضویاتی عوامل لکھیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- اکتساب کو اثر انداز کرنے والے ذاتی عناصر کو تفصیل سے لکھیں۔
- 2- ماحولیاتی عناصر کیا ہیں اور اکتساب کو وہ کس طرح متاثر کرتے ہیں۔ تحریر کریں۔
- 3- انفرادی اختلاف کا تصور و اقسام تحریر کریں۔

- 4- اکتسابی شرائط سے کیا مراد ہے داخلی اور خارجی شرائط مفصل تحریر کریں۔
- 5- اکتساب کو کون سے نفسیاتی عوامل متاثر کرتے ہیں؟ لکھیں؟
- 6- 'اکتساب کو متاثر کرنے والے سماجی عوامل کو جاننا ایک معلم کے لئے ضروری ہے'۔ اپنی رائے کا اظہار کریں۔
- 7- جذباتی عوامل سے کیا مراد ہے مثبت جذبات اور منفی جذبات اکتساب کو کس طرح متاثر کرتے ہیں؟ تحریر کریں۔
- 8- اکتساب کو اثر انداز کرنے والے تعلیمی عوامل کی نشاندہی کریں۔

معروضی سوالات کے جوابات کی کلید (Answer Key of MCQs)

- | | | | | |
|---------|--------|--------|--------|--------|
| (c) .5 | (b) .4 | (d) .3 | (a) .2 | (b) .1 |
| (d) .10 | (c) .9 | (c) .8 | (a) .7 | (d) .6 |

14.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Aggarwarl, J.C. (2007), Basic Ideas in Educational psychology. New Delhi: Shipra Publication
- 2- Chuhan, S.S. (1995), Advanced Educational Psychology New Delhi :Vikas Publishing Home
- 3- Khan, A.N. & Husain, S.M.(2021) Taleemi Nafsiyat ke pehlu. Aligarh: Educational Book House
- 4- Mangal S.K. (2022), Advanced Educational Psychology. Delhi: PHI learning
- 5- Woolfolk, A. (2013). Educational Psychology (13th ed.). Upper Saddle River, NJ: Pearson.

اکائی 15۔ اکتساب کے نظریات اور ان کا کمرہ جماعت میں اطلاق

(Theories of Learning and Their Classroom Implications)*

اکائی کے اجزاء

تمہید (Introduction)	15.0
مقاصد (Objectives)	15.1
اکتساب کے نظریات (Theories of Learning)	15.2
نظریہ سعی و خطا (Trial and Error Theory)	15.3
کلاسیکی مشروطی اکتساب (Classical Conditioning Theory)	15.4
عملی مشروطی اکتساب (Operant Conditioning Theory)	15.5
بصیرتی اکتساب (Learning by Insight)	15.6
سماجی اکتساب کا نظریہ - بندورا (Social Learning Theory- Bandura)	15.7
وائیگوتسکی کی سماجی تعمیریت (Social Constructionism of Vygotsky)	15.8
خلاصہ (Summary)	15.9
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	15.10
فرہنگ (Glossary)	15.11
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	15.12
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)	15.13

15.0 تمہید (Introduction)

جیسا کہ ہم نے پچھلے اوراق میں مطالعہ کیا کہ انفرادی اختلاف قانون قدرت ہے اور اکتساب کو بھی اثر انداز کرتا ہے۔ اس لئے کہ تدریس و اکتساب کے بھی طریقہ کار طلباء کے مطابق ہی منتخب کرنے ہوتے ہیں۔ تدریس کیسے کرنی ہے یا اکتساب کو بہتر سے بہتر انداز سے

* Dr. Talmeez Fatma Naqvi, Associate Professor, MANUU CTE, Bhopal

کیسے کروایا جاسکتا ہے۔ اس کے بارے میں مختلف ماہرین کے مختلف رائے اور خیالات دیئے ہیں۔ ماہرین کے نظریات دراصل ان کے مکتب فکر کے مظاہر ہیں۔ نفسیات کے اہم مکتب فکر نے کرداریت، تعمیریت، گسٹالٹ وغیرہ ہیں۔ جس کا مطالعہ آپ آگے کریں گے۔ پیش نظر یونٹ میں ہم ان میں چند نظریات اور ان کی تعلیمی افادیت یا مضمرات کا مطالعہ کریں گے۔

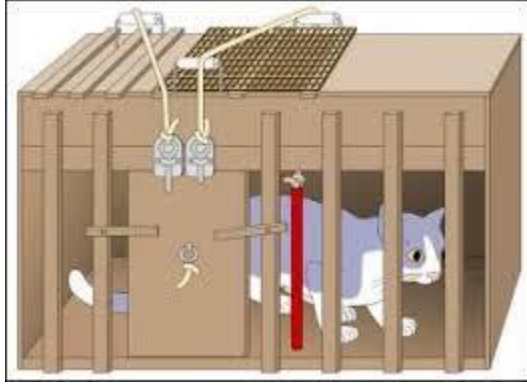
15.1 مقاصد (Objectives)

- اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قدر قابل ہو جائیں گے کہ
- اکتساب کے نظریات کی وضاحت کر سکیں گے۔
- اکتساب کے سعی و خطاء نظریہ کو واضح کر سکیں گے۔
- اکتساب کے سعی و خطاء نظریہ کی اکتساب و تعلیم میں افادیت بتا سکیں گے۔
- مشروط اکتساب کا تصور بیان کر سکیں گے۔
- کلاسیکی مشروطی اکتساب اور پاؤلو کے تجربہ کو اپنے الفاظ میں تحریر کر سکیں گے۔
- کلاسیکی مشروطی اکتساب کے تعلیمی مضمرات کی وضاحت کر سکیں گے۔
- عملی مشروطی اکتساب کا تصور اور اس کی تعلیمی افادیت کو تحریر کر سکیں گے۔
- گسٹالٹ کے نظریہ اور بصیرتی اکتساب کی وضاحت کر سکیں گے۔
- بصیرتی اکتساب کی تعلیمی افادیت کو تحریر کر سکیں گے۔
- بنڈورا کی سماجی اکتساب کے نظریہ کی تفہیم کر سکیں گے۔
- وائگوٹسکی کے تعمیریت نظریہ پر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں گے۔
- سماجی اکتساب کے تعلیمی مضمرات لکھ سکیں گے۔
- تعمیریت نظریہ کی تعلیمی مضمرات کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔

15.2 اکتساب کے نظریات (Theories of Learning)

اکتسابی نظریات دراصل طلباء کے سیکھنے کے طرز و انداز اور معلومات کے احفاظ کے طریقوں کے بارے میں مختلف ماہرین کے ذریعے دیئے گئے ہیں۔ یہ نظریات ایسے اصول وضع کرتے ہیں جن کو اساتذہ طلباء کے سیکھنے کے مختلف انداز اور تعلیمی ضروریات کے مطابق استعمال کر سکتے ہیں۔ ان نظریات کا علم اساتذہ کو طلباء میں معلومات کے انجذاب اور تدریسی مواد کے نظم کے طریقہ کار سے رو برو کرائے گا اور خاص طور سے معلم کو طلباء کے سطح کے مطابق مواد مضمون کے پیش کش کے انداز سے بھی متعارف کروائے گا۔ اس یونٹ میں کرداریت گیسٹالٹ اور تعمیریت مکتب فکر کے حامیوں کے نظریات کا مفصل مطالعہ کریں گے۔

تھارن ڈانک نے امریکہ کے کولمبیا یونیورسٹی میں 1898 میں اپنی تحقیق پر مبنی کتاب Animal Intelligence نام سے شائع کی۔ وہ کولمبیا یونیورسٹی میں وہ جانوروں میں مسائل کے حل کی اہلیت پر تحقیق کر رہے تھے اور اسی دوران معطیات (Data) اکٹھا کرنے کیلئے انہوں نے بہت سی پہیلی نماٹاسک (Puzzle Like Task) تیار کئے تھے۔ ان کی تحقیق بنیادی طور پر جانوروں کے رد عمل یا طرز عمل میں تبدیلی یعنی اکتسابی حالات و وجوہات پر تھی۔ اس میں ان کا بلی پر کیا گیا تجربہ بہت مقبول ہوا اور اسی پر سعی و خطاء کا نظریہ بھی مبنی ہے۔



تھارن ڈانک نے اس تجربہ میں ایک بھوکے بلی کو ایک پنجرے میں بند کیا جس کا دروازہ ایک اندر لگے بٹن کو دبانے سے کھلتا تھا۔ پنجرے کے باہر بلی کی مرغوب غذا مچھلی رکھ دی۔ جس کو بلی پنجرے سے دیکھ سکتی تھی اور اس کی خوشبو بھی بلی تک پہنچ رہی تھی۔ اس میں دو محرکہ موجود تھے، پہلا کہ بلی بھوکے تھی اور دوسرا کہ اس کی مرغوب غذا باہر موجود تھی۔ بلی نے اس پنجرے سے نکلنے کی کوشش کی اور حسب عادت اپنے پنجرے کی دیواروں پر مارے اور اسی کوشش میں اس کا ہاتھ دروازہ کھلنے والے بٹن پر لگا جس کے نتیجہ میں دروازہ کھل گیا۔ بلی نے باہر آکر بھوک کی تسکین کی۔ اس تجربہ کو کئی بار دوہرایا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ غلطیوں کی تعداد بھی کم ہو گئی۔ اس طرح بار بار دوہرانے کے بعد ایک وقت ایسا آیا کہ بلی فوراً ہی بٹن دبا کر پنجرے سے باہر نکل گئی۔

اس تجربہ کے نتیجہ میں یہ پایا گیا کہ کسی مقصد تک پہنچنے کیلئے کوئی بھی ذی روح یا ذی شعور (Individual) کوشش کرتا ہے اور غلطیاں بھی کرتا ہے۔ اور اسی کوشش کے نتیجہ میں وہ مقصد کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس طرح آئندہ وہ بار بار کوشش کرنے پر کامیاب اور فائدہ مند طرز عمل کو سیکھ جاتا ہے اور آخر کار ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ بناء غلطی کے اپنے مقصد کو حاصل کر لیتا ہے۔

تھارن ڈانک نے کئی تجربہ کئے جس میں بلی، چھوہا، مچھلی وغیرہ جانوروں پر اسی طرح کے تجربات کئے اور تقریباً اسی طرح کے نتائج

حاصل کئے۔

Drive	→	Goal	→	Block	→	Random Movement	→	by Chance Success	→	Selection of Proper Movement	→	Fixation
محرکہ	→	مقصد	→	رکاوٹ	→	اتفاقی حرکات و سکنات	→	اتفاقی کامیابی	→	معتدل حرکات کا انتخاب	→	استحکام

اس نظریہ کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ہر جوابی عمل یا رد عمل (Response) کے پیچھے کوئی نہ کوئی مہیج یا محرکہ (Stimulus)

اكتساب میں ایک یا ایک سے زیادہ جز کام کرتے ہیں جو کہ مہیج کا کام کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں انسان ایک خاص قسم کا طرز عمل کرتا ہے۔ اس طرح مہیج اور طرز عمل کا رشتہ بن جاتا ہے جس کو S-R کہا جاتا ہے۔ اور بار بار اس طرح کے حالات سے یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ یعنی مستقبل میں جب بھی اس قسم کے حالات آتے ہیں تو ذی شعور (Organism) اسی قسم کا طرز عمل کرتا ہے۔ تھارن ڈائیک نے اس کیلئے ارتباط (Connection) لفظ کا استعمال کیا ہے۔ اس لئے اس نظریہ کو Connectionism بھی کہتے ہیں۔

تھارن ڈائیک کے نظریہ کو اکتساب کے میدان میں بہت شہرت ملی مگر اس پر تنقید بھی کی گئی کہ یہ چھوٹے بچوں اور جانوروں کو سیکھنے کیلئے زیادہ افادی ہے۔ اس میں وقوفی کی اہلیت اور اس کے ذریعہ کیا گیا اکتساب پر بات نہیں کی گئی ہے۔ اس میں اکتساب میکاکی ہوتا ہے اور مشق پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

تعلیمی مضمرات (Educational Implications)

- 1- سعی و خطا نظریہ لگاتار کوشش پر زور دیتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بچہ عمل کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔
 - 2- یہ نظریہ مشق پر بھی زور دیتا ہے۔ مشق سے سیکھے ہوئے کام میں استحکام اور استقامت آتی ہے اگر کوئی بچہ ناکامی سے ہمکنار ہو بھی جائے تو مدرس کوشش اور مشق کے ذریعہ کامیابی کی طرف اس کو بڑھا سکتا ہے۔
 - 3- یہ نظریہ کر کے سیکھنے پر زور دیتا ہے۔
 - 4- اس نظریہ میں اکتساب کو ہدف مرکوز (Goal Oriented) بنانے اور تحریک کو اکتسابی عمل کا اہم جز بتایا گیا ہے۔
 - 5- اکتساب میں مشق، اعادہ، جزاء، انعام کی اہمیت پر زور دیا ہے۔
 - 6- اس نظریہ کے مطابق سیکھنے والے کو ہدف تو معلوم ہوتا ہے مگر اس کے حصول کا صحیح طریقہ معلوم نہیں ہوتا ہے۔ وہ مختلف کوششوں کے ذریعہ ہدف تک پہنچنے کا صحیح طریقہ معلوم کر لیتا ہے۔ جس سے سیکھنے والے میں خود اعتمادی جیسے اوصاف پیدا ہوتے ہیں جو کہ آگے آنے والی زندگی اور زندگی کی مشکلوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے اس سے تیار رہتے ہیں۔ اس طرح یہ نظریہ شخصی صلاحیتوں کے فروغ کیلئے بھی معاون کار کارول ادا کرتا ہے۔
- تھارن ڈائیک کے ذریعہ دیا گیا نظریہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی کھوج میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ کوئی بھی نئی کھوج (Discovery) کی بنیادیں دراصل سعی و خطا کا عمل ہی کار فرما ہوتا ہے۔
- تھارن ڈائیک نے سعی اور خطا کے نظریہ کی بنیاد پر کچھ قوانین وضع کئے جو کہ پچھلے سبق میں آپ نے اکتساب کے اصولوں کے تحت پڑھے ہیں۔

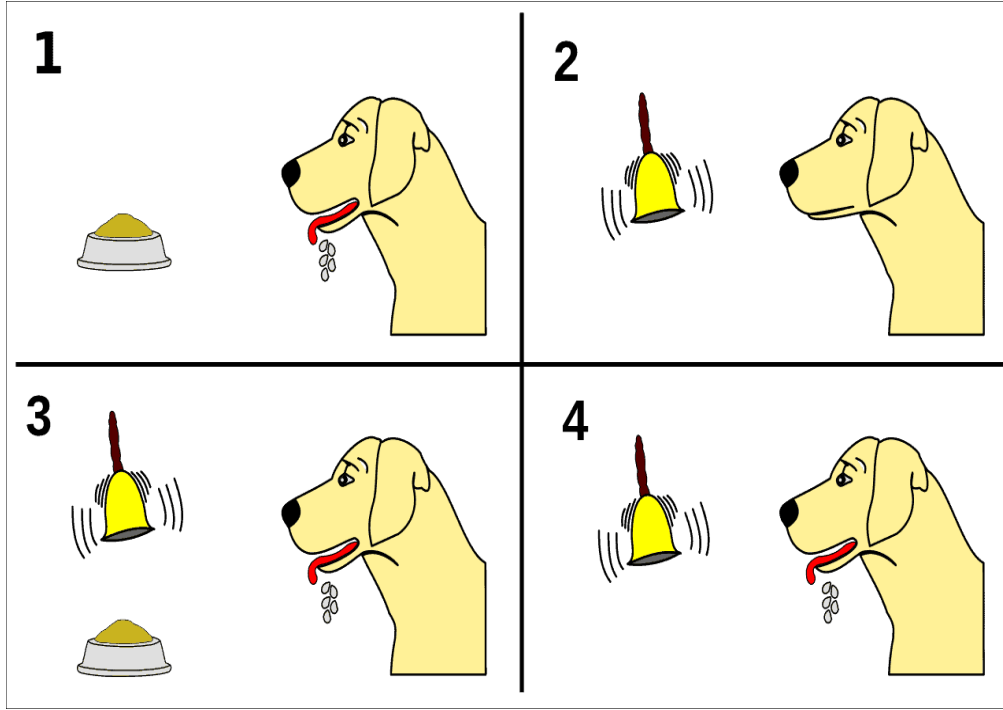
اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1- تھارن ڈائیک کے تجربہ کے اہم خدوخال لکھیں۔
2- نظریہ سعی و خطا کو ارتباطی نظریہ کیوں کہتے ہیں؟
3- نظریہ سعی و خطا کا تدریس و تعلیم میں آپ کیا استعمال کر سکتے ہیں؟

15.4 کلاسیکی مشروطی اکتساب (Classical Conditioning Theory)

مشروطی اکتساب کے بانی روسی ماہر فیزیولو جسٹ اور نیورولوجسٹ ایوان پاؤلو (Ivan Pavlov) تھے۔ جو کہ نظام ہاضمہ کے عمل پر اپنی تحقیق کر رہے تھے۔ اس تحقیق میں انہوں نے کتوں پر اپنا تجربہ کیا جس کے لئے 1904 میں ان کو نوبل پرائز سے نوازا گیا۔ اس مطالعہ کے دوران انہوں نے متعدد نتائج اخذ کئے۔ مثال کے طور پر کھانا دینے پر کتے کے منہ سے کتنا لعاب خارج ہوتا ہے۔ اسی تحقیق کے دوران انہوں نے دھیان دیا کہ کھانا دینے سے پہلے ہی کتے کے منہ سے لعاب خارج ہونا شروع ہو گیا۔ جس کو انہوں نے Psychic Salivation کا نام دیا۔ اسی تحقیق نے ان کو نفسیات کے مطالعہ کی طرف راغب کیا۔

پاؤلو کا تجربہ - پاؤلو نے یہ تجربہ ایک پرسکون کمرے میں کیا۔ انہوں نے اپنے تجربہ کیلئے ایک کتے کو بھوکا رکھا۔ اس کتے کے لعاب کے غدود (salivary glands) کو آپریشن کے ذریعے لعاب کی بوندوں کو ایک نلی میں اکٹھا کیا گیا۔ تاکہ لعاب کی مقدار ناپی جاسکے۔ ایک خود کار آلہ کی مدد سے کتے کو کھانا دینے کا انتظام کیا گیا۔ تجربہ میں گھنٹی بجنے کے ساتھ کتے کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کو دیکھ کر کتے کے منہ میں لعاب کا آنا فطری رد عمل تھا۔ اس لعاب کو اکٹھا کر اس کی مقدار ناپی گئی۔ اس تجربہ کو کئی بار دوہرایا گیا۔ تجربہ کے آخری مرحلہ میں کھانا نہ دیکر صرف گھنٹی بجائی گئی۔ اس حالت میں بھی کتے کے منہ سے اتنی ہی مقدار میں لعاب خارج ہوا۔ کیونکہ کھانا اور گھنٹی کی آواز ایک دوسرے سے مشروط ہو گئی تھیں۔ پاؤلو نے گھنٹی کی آواز کو مشروط محرکہ (Conditional Stimulus) کہا۔ پاؤلو نے فطری محرکہ کی جگہ پر غیر فطری محرکہ کے تئیں فطری رد عمل کرنے کے مشروطی اکتساب کے نام سے موسوم کیا۔ پاؤلو نے یہ تجربہ کئی دن تک دوہرایا کہ گھنٹی بجائی اور کھانا نہیں دیا جس میں دھیرے دھیرے لعاب کا اخراج کم ہوتے ہوتے ختم ہو گیا۔ جس کو پاؤلو نے معدومیت (Extinction) کا نام دیا۔ پاؤلو نے پھر سے گھنٹی کے ساتھ کھانا پیش کیا اور پھر سے گھنٹی کی آواز کھانے سے مشروط ہو گئی۔ جس کو پاؤلو نے فوری بازیابی کا نام دیا۔

پاؤلو کے نظریہ کی اساس دراصل مشروط یا التزام ہے۔ مشروط ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے محرکہ (Stimulus) اور رد عمل کے درمیان ایک ربط بن جاتا ہے۔ پاؤلو کے نظریہ کو سمجھنے کیلئے اس میں استعمال کئے گئے تصورات (Concepts) و اصطلاحات (Terms) کو سمجھنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر پسندیدہ کھانے کو دیکھ کر منہ میں پانی آ جانا یعنی لعاب خارج ہونا ایک فطری رد عمل ہے۔ اس سے ہمارے لعابی غدود (Salivary Glands) کھانے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں کھانا ایک فطری محرکہ (Natural Stimulus) اور لعاب ایک فطری رد عمل (Natural Response) ہے۔ یہ فطری محرکہ جب بھی پیش کیا جائے تو اس کے ساتھ ایک اور محرکہ بھی پیش کیا جائے۔ جیسے کہ کھانے کو پیش کرنے سے پہلے یا کھانے کے ساتھ گھنٹی کی آواز جیسے ہی گھنٹی بجے گی ذہن میں یہ خیال آئے گا کہ کھانا دیا جائے گا۔ اور کھانے کے ساتھ جو ایک فطری رد عمل لعاب کا نکلتا ہے وہ گھنٹی کی آواز کے ساتھ بھی آنا شروع ہو جائے گا۔ اس عمل میں فطری محرکہ (کھانا) کے ساتھ غیر فطری محرکہ (گھنٹی کی آواز) ایک دوسرے کے ساتھ آئے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ غیر فطری محرکہ (گھنٹی کی آواز) فطری رد عمل (لعاب کا نکلتا) کی وجہ بن جائے گا۔ اس نظریہ میں فطری محرکہ غیر فطری محرکہ اور فطری رد عمل جیسے اصطلاحات کا بار بار استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کو سمجھنا ضروری ہے۔



غیر مشروط محرک (Unconditioned Stimulus-US) ایک ایسی چیز (جیسے خوراک) جو قدرتی طور پر پائے جانے والے رد عمل کو متحرک کرتی ہے، کھانا دیکھ کر منہ میں پانی آ جانا۔

غیر مشروط رد عمل (Unconditioned Response -UR) قدرتی طور پر پیدا ہونے والا رد عمل (جیسے لعاب) ہے جو غیر مشروط محرک کی پیروی کرتا ہے۔

مشروط محرک (Conditioned Stimulus-CS) ایک غیر جانبدار محرک ہے جو، غیر مشروط محرک سے پہلے بار بار پیش کیے جانے کے بعد، غیر مشروط محرک جیسا ہی رد عمل پیدا کرتا ہے۔ پاؤلو کے تجربے میں، گھنٹی کی آواز نے مشروط محرک کے طور پر کام کیا جو سیکھنے کے بعد، مشروط رد عمل (Conditioned Response-CR) پیدا کرتا ہے، جو کہ پہلے غیر جانبدار محرک کا حاصل شدہ رد عمل ہے۔ معدومیت (Extinction) سے مراد رد عمل میں دھیرے-دھیرے آنے والی کمی ہے جو اس وقت ہوتی ہے جب مشروط محرک گھنٹی کی آواز کو غیر مشروط محرک (کھانا) کے بغیر بار بار پیش کیا جاتا ہے۔ معدومیت کے بعد ایک وقفے کے بعد اگر غیر مشروط محرک کے ساتھ مشروط محرک پھر سے پیش کیا جائے تو غیر مشروط محرک پھر سے موثر ہو جاتا ہے۔ جس کو فوری بازیابی (spontaneous recovery) کہا جاتا ہے۔ عمومیت (Generalization) جب جاندار اصل مشروط محرک سے مشابہ محرکات پر بھی رد عمل دینے لگے۔ جب ایک جاندار جس کو ایک محرک پر رد عمل کے لیے مشروط کیا گیا ہو تو اس طبقے کے اندر کسی خاص تربیت کے بغیر دوسرے محرکات پر رد عمل دیتا ہے تو اسے عمومیت کہا جاتا ہے۔ محرک جتنا زیادہ مماثل ہو گا رد عمل اتنا ہی مضبوط ہو گا۔ مثال کے طور پر پاؤلو نے کتے کے رد عمل کو گھنٹی کی آواز سے مشروط کیا تھا، لیکن اگر کتا اس سے ملتی جلتی کوئی آواز سنتا تو بھی وہی رد عمل دیتا ہے۔

کلاسیکی مشروطی اکتساب کے اصول (Principles of Classical Conditioning Learning)

- 1- تقویت کا اصول (Principle of Reinforcement): اکتساب تبھی موثر ہو گا جب صحیح رد عمل یا متوقع رد عمل کے بعد تقویت یا انعام دیا جائے۔
- 2- وقفہ اور تسلسل کا اصول (Principle of Sequence and Interval): فطری اور غیر فطری محرکہ کے درمیان ایک وقفہ ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ وقفہ کبھی کم یا کبھی زیادہ کر دیا جائے تو مشروط نہیں ہو گا۔
- 3- معدومیت کا اصول (Principle of Extinction): اگر صرف غیر فطری محرکہ ہی پیش کیا جائے اور فطری محرکہ نہ دیا جائے تو دھیرے دھیرے فطری رد عمل معدوم ہو جاتا ہے۔
- 4- فوری بازیابی کا اصول (Spontaneous Recovery): اگر معدومیت کے بعد پھر سے اسی عمل کو دوہرایا جائے تو بازیابی ہونا فوری ممکن ہے۔
- 5- مزاحمت کا اصول (Principle of Resistance): فطری محرکہ اور غیر فطری محرکہ کے درمیان کوئی اور محرکہ مزاحمت نہ کرے یعنی دخل نہ دے۔ اگر کوئی محرکہ بچ میں آتا ہے تو مشروط ممکن نہیں ہے۔

تعلیمی مضمرات (Educational Implications)

- 1- مشروطی اکتساب کا نظریہ اکتساب میں مشروطیت اور تقویت پر زور دیتا ہے۔ معلم تدریس میں ان دونوں کا استعمال کر سیکھنے کے عمل کو موثر بنا سکتا ہے۔
- 2- اس نظریہ کے مطابق کوئی ذی شعور (Organism) تبھی سیکھتا ہے۔ جب وہ مستعد ہوتا ہے۔ اس لئے اکتساب کیلئے مستعد ہونا ضروری ہے۔
- 3- اس نظریہ کی مدد سے ایسے مضامین کو آسانی سے پڑھایا جاسکتا ہے۔ جس میں غور و فکر و استدلال کی نسبتاً کم ضرورت ہوتی ہے۔
- 4- اعادہ (Recapitulation) اکتساب کا ایک اہم جزو ہے یہ نظریہ کام کے اعادہ پر زور دیتا ہے۔
- 5- یہ نظریہ تقویت پر بھی زور دیتا ہے۔ بچوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کام پر ان کو سزا اور کس پر جزا مل سکتی ہے۔
- 6- کسی بھی مضمون سے انس یا نفرت مشروط ہوتی ہے۔ اگر کسی مضمون کی تدریس معلم صحیح اور موثر طریقہ سے نہیں کر پاتا ہے تو عام طور پر بچے اس مضمون سے ڈرنے اور گھبرانے لگتے ہیں۔ اس کے برعکس مشفقانہ اور ہمدردانہ رویہ سے معلم مضمون کو دلچسپ اور موثر بنا کر طلباء کو مضمون سے انس کروا سکتا ہے۔
- 7- کلاسیکی مشروط کے ذریعے بچوں کی بری عادتوں کو اچھی عادتوں میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)

- 1- مشروط سے کیا مراد ہے۔ پاؤلو کے تجربہ کے ضمن میں تحریر کریں۔
- 2- فوری بازیابی (spontaneous recovery) اور عمومیت (Generalization) کی اصطلاح کی وضاحت کریں۔
- 3- کلاسیکی مشروطی اکتساب کے کوئی دو اصول تحریر کریں۔

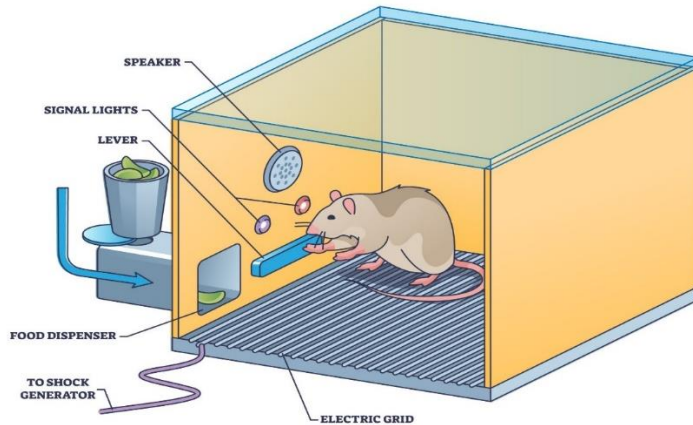
عملی مشروطی اکتساب (Operant Conditioning Theory)

15.5

بی۔ ایف۔ اسکینر ہارورڈ یونیورسٹی میں بطور پروفیسر اپنی خدمات انجام دے رہے تھے۔ وہ کرداری مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے کردار کا منظم طریقے سے مطالعہ کرنے کیلئے کچھ آلات بنائے اور چوہے اور کبوتر پر مختلف تجربات کئے۔ ان کا نظریہ عملی مشروطی اکتساب کے نام سے جانا جاتا ہے۔ پاؤلو کے کلاسیکی مشروطی اکتساب اور اسکینر کے عملی مشروطی اکتساب کے نظریہ میں اہم فرق یہ تھا کہ کلاسیکی مشروط میں ذی شعور متحرک نہیں تھا۔ لیکن اسکینر کے نظریہ میں ذی شعور متحرک تھا، سرگرم تھا اور برابر عمل کر رہا تھا۔ اس لئے اس نظریہ کو عملی مشروطی اکتساب کہتے ہیں۔

اسکینر باکس میں چوہے پر کیا گیا مطالعہ: اسکینر نے اپنے مطالعہ کیلئے ایک خاص قسم کا باکس تیار کیا۔ جو بعد میں اسکینر باکس (Skinner Box) کے نام سے مشہور ہوا۔ اس باکس کی ایک دیوار میں لیور (Lever) لگا ہوا تھا جو کہ ایک آٹومیٹک مشین (Automatic Machine) سے جڑا ہوا تھا۔ جب لیور دبایا جاتا تھا تو مشین رد عمل ریکارڈ کر لیتی تھی اور لیور دبانے پر کھانا (Food Plate) آجاتا تھا۔ جو چوہا باکس میں ادھر ادھر گھومتا رہا اور دیواروں کو سونگھتا اور دانتوں سے کانٹے کی کوشش کی۔ اسی کوشش میں وہ لیور کے پاس آگیا اور اس کو دبا دیا۔ نتیجہ میں اس کو کھانا ملا۔ بار بار اسی حالات میں چوہے کو رکھنے پر کچھ وقت بعد چوہے نے سونگھنے اور ادھر ادھر گھومنے میں وقت ضائع نہیں کیا۔ اس نے سیدھے لیور دبا کر کھانا حاصل کر لیا۔ اسکینر نے اسی طرح کبوتروں اور چوہوں پر کئی تجربات کئے اور ان تجربات سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ، محرک کے تئیں رد عمل میں تقویت ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔

SKINNER BOX



اسکینر نے اپنی کتاب (1938) Behavior of Organism میں طرز عمل کی تفریق دو طرح سے کی ہے۔

1- غیر ارادی یا اضطراری عمل (Involuntary of Reflex Behavior)

2- عملی طرز عمل (Operant Behavior)

- 1- غیر ارادی طرز عمل سے مراد ایسا رد عمل ہے جو ایک واضح محرکہ کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ مگر جس کی نوعیت غیر ارادی ہوتی ہے۔ پاؤں کو لکڑی کے تجربہ میں کتے کے لعاب کا اخراج ایک غیر ارادی طرز عمل تھا۔
- 2- عملی طرز عمل سے مراد ایسا رد عمل ہے جس کا محرکہ واضح نہیں ہوتا ہے مگر جس کی نوعیت ارادی ہوتی ہے۔ جیسے اسکینر باکس میں لیور دبانا۔

غیر ارادی اضطراری مشروط کے ذریعہ سیکھنا Type-S Conditioning سے موسوم کیا جاتا ہے، جبکہ عملی طرز عمل سے مشروط اکتساب Type-R Conditioning کہا جاتا ہے۔ اسکینر کی توجہ عملی مشروطی اکتساب پر تھی۔ انہوں نے اسکینر باکس میں لیور دبانے پر چوہے کو کھانا (تقویت) فراہم کر لیور دبانے کا عمل سکھایا۔ اسکینر کے عملی مشروطی اکتساب میں چند اہم امور قابل غور ہیں۔

تقویت (Reinforcement): تقویت سے مراد ایسا محرکہ ہے جو کسی رد عمل کے مستقبل میں واقع ہونے کے امکان کو بڑھاتا یا کم کرتا ہے۔ تقویت دو قسم، مثبت تقویت اور منفی تقویت ہوتی ہے۔ جب کسی رد عمل پر جزاء یا انعام دیا جائے تو مستقبل میں اس کے دہرانے کے امکانات قوی ہو جاتے ہیں۔ جیسے اسکینر نے صحیح رد عمل پر کھانا فراہم کیا۔ اسکول میں مثبت تقویت کے طور پر طلباء کو انعام، تعریفی کلمات، شاباشی دی جاتی ہے۔ جو آئندہ سی طرح کا کام کرنے کیلئے تحریک بخشتی ہے۔ اس کے برعکس منفی تقویت میں رد عمل پر سزا دی جاتی ہے تاکہ مستقبل میں اس کے واقع ہونے کے امکانات مندل ہو جائیں۔ مثال کے طور پر اسکینر نے غلط رد عمل پر بجلی کا جھٹکا، تیز روشنی، تیز آواز کے ذریعے مستقبل میں اس کے واقع ہونے کے امکانات کو کم کیا۔ اسکول میں بھی غلط رد عمل پر سزا دی جاتی ہے۔ مگر اسکینر نے مثبت تقویت کو منفی سے زیادہ موثر مانا ہے۔

صورت گری (Shaping): صورت گری اسکینر کے تجربات میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ صورت گری کے تصور کو بہتر طریقے سے سمجھنے کیلئے کسی کمہار کے چاک کے پاس بیٹھے۔ وہ کس طرح دھیرے دھیرے کچی مٹی سے اپنی مرضی کی چیز تیار کرتا ہے۔ کبھی اندر سے تھپکتا ہے کبھی باہر سے سنبھالتا ہے اور اپنی خواہش اور ضرورت کے مطابق ایک شکل دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح کسی انسان کے طرز عمل کو دھیرے دھیرے کسی خاص ہدف کی طرف تقویت دیتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ اسکینر نے پہلے چوہے کو لیور کے آس پاس آنے پر تقویت دی، پھر لیور کو صرف چھونے پر تقویت دی اور اسکے بعد لیور دبانے پر تقویت دی۔ اسکینر نے دھیرے دھیرے صورت گری کے ذریعے کبوتروں کو کافی مشکل کام بھی سکھادیئے تھے۔

زنجیری سلسلہ (Chaining): رد عمل کے زنجیری سلسلہ سے مراد ہے کہ ایک رد عمل اگلے رد عمل کی راہ ہموار کرے۔ ایک رد عمل پر دی گئی تقویت دوسرے رد عمل کیلئے محرکہ کا کام کرتی ہے اور رد عمل ایک زنجیری انداز میں ایک دوسرے سے جڑا رہتا ہے۔

تعلیمی مضمرات (Educational Implications)

بطور معلم آپ عملی مشروطی اکتساب کا استعمال کرتے ہوئے کو موثر بنا سکتے ہیں۔

1. طالب علم کے طرز عمل و رویہ میں تبدیلی:- عملی مشروطی اکتساب کے اصول کو طرز عمل میں مجوزہ تبدیلی کے لئے کامیابی سے لاگو کیا جا سکتا ہے۔ مطلوبہ رویے کو حاصل کرنے پر مناسب اور فوری تقویت یا کمک کی مدد سے طالب علم کے رویے میں ترمیم کی جاسکتی ہے۔ عملی مشروطی نظریہ کا معلم درجہ میں استعمال کر کے طلباء کے اچھے برتاؤ کی حوصلہ افزائی کر اور غیر مناسب برتاؤ کو کم کیا جاسکتا ہے۔ اسکی کلیدیہ ہے کہ کمک کا استعمال بروقت، متعلقہ اور مستقل طور پر کیا جانا چاہیے۔ اساتذہ کلاس روم کے انتظامی طریقہ کار کو تقویت دے کر ایک منظم ماحول قائم کر سکتے ہیں جیسے کہ سوال پوچھنے پر ہاتھ اٹھانا، بولنے کے لیے اپنی باری کا انتظار کرنا، اور ہاتھ کے اشاروں یا آوازوں پر عمل کرنا۔ طرز عمل کی صورت گری یا اس کو تشکیل دینے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ سیکھنے والے کی کارکردگی پر تاثرات فراہم کریں، جیسے کہ تعریف، منظوری، حوصلہ افزائی، اور تصدیق۔

جس طرح اسکرن نے تقویت یا کمک کے ذریعہ نئے طرز عمل کو تشکیل دیا۔ اسی طرح معلم بھی تقویت کے متغیر تناسب سے طلباء کو ایک نیا کام سیکھنے کے لیے اس کا اطلاق کر سکتا ہے، جس کے تحت ابتدائی کمک (مثلاً تعریف) متواتر وقفوں پر، اور جیسا کہ کارکردگی میں بہتری آئے کمک کم ہوتی جائے، یہاں تک کہ آخر کار صرف غیر معمولی نتائج کو تقویت دی جائے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی استاد طلبہ کو کلاس میں سوالات کے جواب دینے کی ترغیب دینا چاہتا ہے تو انہیں ہر کوشش کے لیے ان کی تعریف کرنی چاہیے (قطع نظر اس کے کہ ان کا جواب درست ہے)۔ دھیرے دھیرے استاد طلبہ کی تب ہی تعریف کرے گا جب ان کا جواب درست ہوگا، اور وقت کے ساتھ ساتھ صرف غیر معمولی جوابات کی تعریف کی جائے گی۔

2. طالب علم کی شخصیت کا نشوونما:- عملی مشروط نظریہ کے ذریعے طلباء کی شخصیت کا تعمیری انداز میں نشوونما کیا جاسکتا ہے۔ تقویت کا استعمال کر اس میں اچھی عادات کا نشوونما اور کردار سازی کی جاسکتی ہے۔

3. تدریس و اکتساب میں تقویت کا استعمال:- عملی مشروطی اکتساب کا اصول کمک کے مناسب استعمال اور مناسب وقت کے بارے میں ہے۔ یہ نظریہ تدریس اور سیکھنے میں تقویت کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔

4. تقویت کے نظام الاوقات کی مناسب منصوبہ بندی:- عملی مشروطی اکتساب طرز عمل کی تقویت کے عمل میں نظام الاوقات کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ کمک کے صحیح استعمال کے لیے بہت احتیاط کی جانی چاہیے۔ مثبت یا منفی، بنیادی یا ثانوی، کمک کے مناسب نظام الاوقات ہونے ضروری ہیں۔

5. سزا کے استعمال کی حوصلہ شکنی:- یہ نظریہ مطلوبہ رویہ سیکھنے کے لیے سزا کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ سزا طویل مدت میں غیر موثر ثابت ہوتی ہے۔ سزا صرف رد عمل کو دبا دیتی ہے۔ اس طرح عملی مشروطی اکتساب نے تجویز کیا کہ مناسب رد عمل کا بدلہ دیا جائے اور نامناسب رد عمل کو نظر انداز کیا جائے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1- عملی مشروط کلاسیکی مشروط سے کس طرح الگ ہے؟ لکھیں
2- تقویت سے کیا مراد ہے؟

بصیرتی اکتساب نظریہ کافروغ گیسٹالٹ ماہرین نفسیات نے کیا۔ گیسٹالٹ مکتب فکر کے روح رواں وردائمر تھے۔ ان کے معاون کوفا اور کوہلر تھے۔ جس میں کوہلر کے ذریعے کیا گیا تجربہ اس نظریہ کی اساس بنا۔ گیسٹالٹ جرمن زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہوتا ہے 'کلی یا پورا'۔ اس نظریہ کے پس منظر میں یہ خیال کام کرتا ہے کہ کسی بھی چیز یا حالات کو سمجھنے کیلئے اس کو حصوں میں نہیں سمجھا جاسکتا جب تک ہم اس کو کل میں نہ دیکھیں۔ دراصل گیسٹالٹ نظریہ بنیادی طور پر ادراک (Perception) کی ماہیت سے جڑا ہوا ہے۔ اس مطابق فرد جز (Part) کے بجائے کل (Whole) کا ادراک حاصل کرتا ہے۔ اس نظریہ کے حامی کہتے ہیں کہ ادراک کیلئے صورت حال اور اس میں موجود اجزاء کے درمیان باہمی رشتوں کو سمجھ کر بصیرت کی بنیاد پر حل تلاش کیا جاتا ہے۔ اس دوران جزوی صورت حال کے بجائے مجموعی صورت حال کو دیکھا اور سمجھا جاتا ہے۔

گیسٹالٹ ماہرین نے تھارن ڈانک کے نظریہ سعی و خطا کو نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ اکتساب سعی و خطا کے ذریعے صرف صحیح رد عمل کو جان لینا نہیں ہے۔ بصیرتی اکتساب سے مراد ہے کہ جب ہمارے سامنے کوئی نئے حالات یا مسائل آتے ہیں تو ہم اس لئے حالات کے مختلف اجزاء کے درمیان ایک تعلق دیکھتے ہیں اور اسی کے حساب سے رد عمل کرتے ہیں۔ گیسٹالٹ ماہرین نے سیکھنے والے یعنی مکتب کے ذریعہ پوری صورت حال کا ادراک کرنے اور سمجھ داری کے ساتھ صحیح رد عمل دینے کی اہلیت کیلئے بصیرت (Insight) لفظ کا استعمال کیا۔ ان کے مطابق بصیرت ایک ایسی وقوفی کی اہلیت ہے جو کہ انسان اور اعلیٰ سطح کے جانوروں میں پائی جاتی ہے۔ اس میں کسی بھی مسئلہ کا حل اچانک ہی ذہن میں آ جاتا ہے۔ کوہلر نے دراصل کیسز جزیرہ پر ایک تحقیقی ادارہ میں ڈائریکٹر کے عہدہ پر کام کر رہے تھے۔ اس جزیرہ پر چمپینزی بہت تھے۔ انہوں نے چمپینزی کے طرز عمل اور اکتسابی اہلیت پر گہرا مطالعہ کیا اور اپنے تحقیقی نتائج اپنی کتاب 'The Mentality of Apes' میں تحریر کی۔ انہوں نے سلطان نامی چمپینزی پر کئی تجربات کئے جو کہ درج ذیل ہیں؛

انہوں نے سلطان کو ایک کمرے میں بند کر دیا اور کمرے کی چھت سے کیلے لٹکا دیے اور کیلے اتنی اونچائی پر تھے کہ سلطان ان کو اچھل کر بھی حاصل نہ کر پائے۔ اور کمرے میں مختلف جگہوں پر کچھ لکڑی کے بکسے رکھ دیئے۔ سلطان اچھل کود کر کیلے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن اس کو مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہو پائی۔ لیکن کچھ دیر بعد وہ بکس اٹھا کر لایا اور ان پر چڑھ کر اس نے کیلے حاصل کر لئے۔ اس تجربہ کی بنیاد پر یہ نتیجہ نکالا گیا کہ

1- سلطان نے پورے حالات کا کلی طور پر ادراک کیا۔

2- صورت حال اور اس جگہ موجود آلات و وسائل کے ہر پہلو پر غور کران کا تجربہ کیا اور ان کے درمیان ایک تعلق کو بھی دیکھا۔ اور اچانک ہی ان تعلق کا دھیان سے مطالعہ کرنے پر اس کے ذہن میں یکایک ہی ایک خیال آیا اور اس نے مسئلہ کو حل کر لیا۔

بصیرتی اکتساب نظریہ کی خصوصیات:

بصیرتی اکتساب نظریہ کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- 1- بصیرت وقتاً یا یک آتی ہے۔
- 2- اس میں ذہانت کا اہم رول ہوتا ہے۔
- 3- بصیرت تجربہ کے ساتھ بڑھتی ہے۔
- 4- اس کی جز میں سعی و خطا رہتی ہے۔
- 5- جب تک پوری طرح حالات کا ادراک نہ ہو جائے بصیرت ممکن نہیں ہے۔
- 6- ایک بار مسئلہ کا حل ہو جانے کے بعد اس کو دہرانا آسان ہو جاتا ہے۔
- 7- اس اکتساب کو نئے حالات میں بھی نافذ کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اس کا طلاق دوسری جگہ پر بھی کیا جاسکتا ہے۔
- 8- بصیرت سے سیکھنا نسبتاً مستحکم ہوتا ہے۔

بصیرتی اکتساب کے تعلیمی مضمرات (Educational Implications of Insight Learning)

بصیرتی اکتساب میں مضمر ایسے نکات ہیں جن کو معلم اپنے درجہ میں استعمال کر طلباء میں اکتساب کو بہتر بنا کر تعلیمی مقاصد کا حصول کر سکتا ہے۔

- 1- مسئلہ کا کلی طور پر ادراک (Problem as a whole): معلم کو چاہئے کہ درجہ میں مسئلہ کو کلی طور پر پیش کرے۔ ٹکڑے۔ ٹکڑے یا تھوڑا۔ تھوڑا کر کے سکھانے سے بچوں میں بصیرت پیدا نہیں ہو پائے گی۔ معلم کو درجہ میں مواد کو پیش کرتے وقت کلی طرز رسائی کو اپنانا چاہئے اور مواد مضمون کی فہم کلی طور بچوں میں پیدا کروانا چاہئے۔ جزو سے کل کی طرف نہیں بلکہ کل سے جزو کی طرف پیش رفت کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ سبق کو ایک انضمامی یونٹ (Integrated Unit) کے طور پر پیش کرنے سے طلباء میں سبق کے مکمل تصور کا ادراک ہو گا اور اس سے حاصل علم کو اپنی زندگی میں استعمال کر پائیں گے۔
- 2- انضمامی نصاب (Integrated Curriculum): درجہ میں نصاب کو ایک انضمامی کل (Integrated Whole) کی حیثیت سے دیکھنا اور پیش کرنا چاہئے۔ مضامین کو ایک دوسرے سے مربوط کر کے پیش کریں گے تو بچے کو علم کا کلی طور پر ادراک ہو گا۔ دراصل علم کو سہولت کے لیے مضامین میں تقسیم کیا ہے۔ اگر ہم کلی طور پر دیکھیں تو ہر مضمون کا ایک دوسرے پر باہمی انحصار ہے اور معلم کو اس کو ایک کل کی طرح ہی دیکھنا چاہئے۔
- 3- تحریک کی اہمیت (Importance of Motivation): یہ نظریہ تحریک پر بھی زور دیتا ہے۔ سیکھنے کے لیے تحریک ہونا ضروری ہے۔ اس عمل سے معلم کی واقفیت ہونا اور بوقت ضرورت اس کا استعمال کرنا بھی آنا چاہئے۔
- 4- منتقلی کی اہمیت (Importance of Transfer): یہ نظریہ اکتساب کی منتقلی پر بھی زور دیتا ہے۔ سابقہ تجربات نئے مواد کو سیکھنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ بصیرت کے ذریعے سیکھے گئے علم کا دوسرے حالات میں منتقلی اکتساب کو موثر بناتی ہے۔ اس لیے معلم کو طلباء کو اکتساب کی منتقلی کے لیے حوصلہ افزائی کرنا چاہئے۔

5- اکتساب میں دانشمندانہ طریقہ پر زور (Emphasis on Intelligent Learning): یہ نظریہ رٹنے کے طریقہ کار کی پوری طرح نفی کرتا ہے اور بصیرت، فہم و ادراک پر زور دیتا ہے۔ بصیرت کا نظریہ اتفاقی یا بے مقصد کوششوں و جدوجہد کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا بلکہ کوششوں کی جزر سی (Economical) پر زور دیتا ہے۔ یعنی اگر عاقلانہ انداز سے اکتساب کی جائے گی تو کم وقت اور کم جدوجہد سے زیادہ سے زیادہ اور بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔

6- اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کی نشوونما (Development of Higher Mental Faculties): بصیرت کا نظریہ ذہانت و عقل کے زیادہ سے زیادہ استعمال پر زور دیتا ہے اس لیے بصیرت کے ذریعے سیکھنے سے اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں جیسے کہ: سوچ و فکر، تخیل، منطقی سوچ، تجزیاتی سوچ، مسئلے کا حل، تخلیقی صلاحیتوں کی نشوونما ممکن ہے۔ یہ نظریہ خصوصاً تخلیقی صلاحیتوں اور تخیل پر مبنی سرگرمیوں کو ترغیب دیتا ہے۔

7- مسئلہ کے حل پر مبنی طرز رسائی (Problem Solving Approach): بصیرت کا نظریہ مسئلہ کے حل کو خود اپنی کوششوں سے کرنے کی وکالت کرتا ہے۔ یہ نظریہ بچے کو اپنی زندگی کے مسائل سے نبرد آزما ہونے یا غمٹنے کی تربیت فراہم کرتا ہے۔ معلم اگر مسئلے کے حل پر مبنی طرز رسائی کو اپنی تدریس میں مناسب انداز میں جگہ دے گا تو طلباء کو ذہنی اور جذباتی طور پر مسئلے کو حل کرنے اور اس سے متعلقہ اہلیتوں اور استعداد کی تربیت فراہم ہوگی۔

8- انفرادی اختلافات (Individual Differences): معلم کو بصیرت کے لیے طلباء میں موجود انفرادی اختلاف کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔ بچوں کی ذہانت اور پختگی کا دھیان بھی رکھنا ہوگا۔ بصیرت میں ذہانت کا بہت اہم رول ہے۔ زیادہ ذہین بچوں میں بصیرت بہتر انداز میں نشوونما کی جاسکتی ہے۔ نسبتاً کم ذہانت کے حامل طلباء میں بصیرت کے لیے وقت اور محنت زیادہ درکار ہوگی۔

بچے کی صلاحیت اور اس کے سابقہ تجربات بھی بصیرت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے معلم کو تدریس کرتے وقت تکثیری طرز رسائی کا استعمال کرنا چاہئے۔ اس تجربہ سے واضح ہے کہ کیلے کی اونچائی و صندوق کے بچے کا تعلق جب سمجھ میں آگیا تبھی ہدف کا حصول ممکن ہو سکا۔ اکتساب میں ماحول میں موجود چیزوں کے درمیان تعلق کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ حالات اور موجود مختلف عناصر کے درمیان پائے جانے والے تعلق کی بنیاد پر ہی بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے سیکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اکتسابی حالات کو اس طرح نظم کیا جائے کہ اکتساب میں موجود عناصر کے درمیان تعلق واضح ہو۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)

1- گسٹالٹ کے معنی و مفہوم تحریر کریں

2- بصیرتی نظریہ کی خصوصیات لکھیں۔

3- بطور معلم آپ نے اس نظریہ سے کیا سیکھا واضح کریں۔

ابھی تک آپ نے جو اکتساب کے نظریات کا مطالعہ کیا اس میں سیکھنے والے نے خود کے راست تجربات کی بنیاد پر اکتساب کیا۔ بلاشبہ راست تجربہ کی بنیاد پر سیکھنا بہت موثر ہوتا ہے مگر دوسروں کا مشاہدہ کر کے سیکھنا بھی اکتساب کے میدان میں بہت موثر ثابت ہوا ہے۔ سماجی اکتساب میں سیکھنے والے کو ہر تجربہ سے خود نہ گزر دوسرے کے تجربہ سیکھ لیتا ہے۔ وقوفی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ماہرین نے اکتساب میں مشاہدہ کے رول کو اہم مانا۔ یہ ماہرین سماجی نفسیات داں کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کے اکتسابی نظریات سماجی اکتساب کا نظریہ کے نام سے جانے گئے۔

البرٹ بندورا جو کہ اہم امریکی ماہر نفسیات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے سماجی اکتساب کا نظریہ پیش کیا۔ اس نظریہ کی اساس ان کے ذریعہ کیا گیا ایک تجربہ تھا۔ دراصل بندورا نے 1961 سے 1965 کے درمیان کئی تجربات کئے جو کہ Bobo doll کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ تجربات ان کی سماجی اکتسابی نظریہ کے مظہر تھے۔ انہوں نے ان سالوں میں اسٹین فورڈ یونیورسٹی کے نرسری اسکول کے مختلف طلباء پر اپنا تجربہ کیا۔ جن کی عمر تین سے پانچ سال کے درمیان تھی۔ بندورا نے بچوں کو تین مختلف گروپوں میں تقسیم کیا اور ان کے سامنے تین طرح کے ماڈلس (Models) پیش کئے گئے۔ وہ ماڈلس عاقل و بالغ اشخاص تھے۔ ایک وہ جن کو جارحانہ طرز عمل (Aggressive Behavior) پر مثبت تقویت تھی۔ دوسرے وہ جن کو اس جارحانہ طرز عمل کیلئے منفی تقویت دی گئی اور تیسرا گروپ وہ تھا جنہوں نے دیکھا کہ ماڈل کو کسی طرح کی کوئی تقویت نہیں دی گئی۔ ان ماڈلس کا مظاہرہ بندورا نے راست طور پر اور فلم دکھا کر کروایا۔ اس تجربہ کی بنیاد پر انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دوسروں کے طرز عمل کے مشاہدہ اور ان کی تقلید سے اکتساب ہوتا ہے۔

اس نظریہ کا مرکزی خیال تھا کہ ایسا ماڈل جس کو سیکھنے والا قابل تعریف مانتا ہو ان کو قابل الاحترام مانتا ہو ان کے طرز عمل اور کردار کی نقل کرنے کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ کرداری طرز رسائی کے مطابق اکتساب براہ راست ان کو دی گئی جزا اور سزاء سے متاثر ہوتا ہے۔ مگر اس نظریہ کے مطابق دوسروں کو ملی جزا یا سزاء کو بھی اکتساب و طرز عمل متاثر کرتا ہے۔ اس لئے انہوں نے قائم مقام تقویت (Vicarious Reinforcement) اصطلاح کا استعمال کیا۔ جس سے مراد ہے کہ جب کسی دوسرے کے طرز عمل پر مثبت یا منفی تقویت حاصل کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس طرز عمل کو اپناتا ہے یا ترک کر دیتا ہے۔ اگر ماڈل کے کسی طرز عمل کو سراہا گیا تو مشاہدہ کرنے والے میں اس طرز عمل کو اپنانے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اپنے پسندیدہ ہیر ویاہیر وٹن کے انداز کو اپنالینا اس کی مثال ہے۔

سماجی اکتساب کے عمل (Process of Social Learning)

توجہ (Attention): سماجی اکتساب میں ماڈل کے طرز عمل پر توجہ ایک اہم عنصر ہے۔ سیکھنے والے کی ماڈل پر توجہ ماڈل کی خصوصیات اور اسکی اپنی خصوصیات سے متعین ہوتی ہیں۔ سیکھنے والے کی خصوصیات (مثال کے طور پر، ادراک کی صلاحیتیں، علمی صلاحیتیں، حوصلہ افزائی، ماضی کی کارکردگی) اور ماڈل کی خصوصیات (مثال کے طور پر، مطابقت، نیاپن، جذباتی توازن وغیرہ) بھی توجہ کا تعین کرتے ہیں۔ سیکھنے والے کو ماڈل کے رویے کے بارے میں جتنا زیادہ علم ہوتا ہے، خاص طور پر اگر ماڈل کچھ کر رہا ہو جو سیکھنے والا خود سے کرنے کی توقع رکھتا ہے، اتنی ہی

زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔

حافظہ میں برقرار رکھنا (Retention): معلومات کو مجتمع یا ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بھی سیکھنے کے عمل کا ایک اہم حصہ ہے۔ حافظہ میں برقرار رہنا بہت سے عوامل سے متاثر ہو سکتا ہے، اس طرح سے سیکھنے میں ہم ماڈل کے طرز عمل کی ایک ذہنی تصویر بناتے ہیں تاکہ ہم اسے بعد میں دہرائیں۔

باز اشاعت (Reproduction): ایک بار جب سیکھنے والے نے ماڈل پر توجہ دی ہے اور معلومات کو برقرار رکھا ہے، تو ماڈل کے طرز عمل اور کارکردگی کو اپنے طرز عمل میں اپناتا ہے۔ جس طرح بچوں نے فلم دیکھ کر ماڈل کے طرز عمل کو اپنایا۔ سیکھے ہوئے عمل کی مزید مشق بہتری اور مہارت کا باعث بنتی ہے۔

ترغیب و تحریک (Motivation): آخر میں، سماجی اکتساب میں سیکھے ہوئے عمل کی کو طرز عمل میں ڈھالنے کے لئے ترغیب و تحریک بھی ضروری ہے۔ مثال کے طور پر، اگر آپ دیکھتے ہیں کہ کسی دوسرے طالب علم کو وقت پر کلاس میں آنے کے لیے اضافی کریڈٹ کے ساتھ انعام دیا گیا ہے، تو ہو سکتا ہے کہ آپ ہر روز کچھ منٹ پہلے حاضر ہونا شروع کر دیں۔ تقویت اور سزا اہم کردار ادا کرتی ہے۔

سماجی اکتساب نظریہ کے عمومی اصول مندرجہ ذیل ہیں:

- 1۔ لوگ دوسروں کے طرز عمل اور ان طرز عمل کے نتائج کو دیکھ کر سیکھ سکتے ہیں۔
- 2۔ سیکھنا طرز عمل میں تبدیلی واقع ہوئے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ کرداری ماہرین کا کہنا ہے کہ سیکھنے کو طرز عمل میں ایک مستقل تبدیلی سے ظاہر کیا جانا چاہئے، اس کے برعکس سماجی اکتسابی نظریہ دان کہتے ہیں کہ چونکہ لوگ صرف مشاہدے کے ذریعے سیکھ سکتے ہیں، اس لیے ضروری نہیں کہ وہ سیکھا گیا عمل کو ان کی کارکردگی میں دکھایا جائے۔ سیکھنا ہمیشہ طرز عمل میں تبدیلی سے ہی ظاہر نہیں ہوتا ہے۔
- 3۔ وقوفی علاقے کا سیکھنے میں اہم کردار ہوتا ہے۔

- 4۔ سماجی سیکھنے کے نظریہ کو کرداری سیکھنے کے نظریات اور وقوفی سیکھنے کے نظریات کے درمیان ایک پل یا منتقلی سمجھا جاسکتا ہے۔

سماجی اکتساب کے تعلیمی مضمرات (Educational Implications of Observational Learning)

سماجی سیکھنے کا نظریہ کے تعلیمی مضمرات درج ذیل ہیں۔

- 1۔ طلباء اکثر دوسرے لوگوں کو دیکھ کر بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ اس لئے ماڈلنگ نئے طرز عمل سکھانے کے لیے اور نئے رویے سکھانے کے لیے ایک تیز، زیادہ موثر ذریعہ فراہم کر سکتی ہے۔ موثر ماڈلنگ کو فروغ دینے کے لیے ایک استاد کو یقینی بنانا چاہیے کہ چار ضروری شرائط موجود ہیں۔ توجہ، حافظہ میں برقرار رکھنا، باز اشاعت، اور ترغیب۔
- 2۔ اساتذہ اور والدین کو خود کو مناسب طرز عمل کے نمونہ طور پر پیش کرنا چاہیے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ نامناسب طرز عمل کا نمونہ نہ بنائیں۔
- 3۔ اساتذہ کو طلباء کو مختلف قسم کے دوسرے ماڈلز سے روشناس کروانا چاہیے۔ روایتی دنیائی تصورات کو توڑنے کے لیے یہ نظریہ خاص طور پر اہم ہے۔

4- اساتذہ کو طلباء کو ان کی تعلیمی کامیابیوں کے لیے حقیقت پسندانہ توقعات قائم کرنے میں مدد کرنی چاہیے۔

5- طلباء کو یقین ہونا چاہیے کہ وہ ایک کام کو پورا کر سکتے ہیں۔ سیکھنے والوں کے لیے خود افادیت کا احساس پیدا کرنا ضروری ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)

1- بندورا کے تجربہ کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔

2- سماجی اکتساب نظریہ کے عمومی اصول تحریر کریں۔

15.8 وائیکوٹسکی کی سماجی تعمیریت (Social Constructionism of Vygotsky)

وائیکوٹسکی (1896-1934) کا شمار سماجی و قونی ماہرین نفسیات میں کیا جاتا ان کا خیال ہے کہ بچہ سماج اور ثقافت کے ساتھ تعامل کر کے معلومات کی تعمیر کرتا ہے۔ پیاجے کا نظریہ تھا کہ بچہ ایک متعین عمر کے مخصوص طرح کی معلومات حاصل کرتا ہے۔ یعنی ہر چیز کو سیکھنے کی ایک عمر ہوتی ہے۔ مگر وائیکوٹسکی کا خیال تھا کہ عمر کا سیکھنے سے بہت زیادہ تعلق نہیں ہے بلکہ سماج اور ثقافت کے تعامل سے متعینہ عمر سے پہلے بھی چیزیں سیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ بچہ کس طرح کے لوگوں کے درمیان ہے، اس کا سماج اور اس کی ثقافت کس طرح کی ہے۔ غالباً آپ نے دیکھا ہو گا کہ آج کل چھوٹے-چھوٹے بچے موبائل اور ٹیکنالوجی کا استعمال کس قدر مہارت سے کر رہے ہیں۔ وائیکوٹسکی کا نظریہ و قونی نشوونما میں سماجی تعامل کے بنیادی کردار پر زور دیتا ہے۔ ان کا ماننا تھا کہ نئے تصور اور مفہوم کی تعمیر میں معاشرہ کا کردار مرکزی ہوتا ہے۔ بچہ معاشرہ میں تعامل کے ذریعے سب سے زیادہ سیکھتا ہے۔ وائیکوٹسکی کے مطابق و قونی نشوونما پر سماجی عناصر (خاندان، سماج، اسکول، ہم جولی، ماحول اور زبان) کا اثر مرتب ہوتا ہے۔

وائیکوٹسکی کے مطابق پہلے فرد کی سماجی نشوونما ہوتی ہے اس کے بعد اسی بنیاد پر اس کی و قونی نشوونما ہوتی ہے۔ وائیکوٹسکی نے اپنے نظریہ میں تین اہم اجزاء کا ذکر کیا ہے۔ i- سماجی تعامل (Social Interaction)، ii- ثقافت (Culture) اور iii- زبان (Language)۔ سیکھنے کے عمل میں ان تینوں اجزاء کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ ان کے مطابق بچوں کے سیکھنے کے عمل کو ان کے سماجی تناظر سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

وائیکوٹسکی کے نظریہ کے اہم تصورات

وائیکوٹسکی کے نظریہ کے اہم تصورات درج ذیل ہیں؛

1) عارضی سہارا (Scaffolding): کبھی آپ نے مکانوں کی چھت بنتے ہوئے دیکھی ہے؟ آپ نے دیکھا ہے کہ پہلے عارضی چھت ڈالی

جاتی ہے جو کہ لکڑی، بانس، اور مٹی سے بنی ہوتی ہے۔ پھر اس کے اوپر سیمنٹ، اور لوہے سے چھت تیار کی جاتی ہے۔ جب اوپر والی

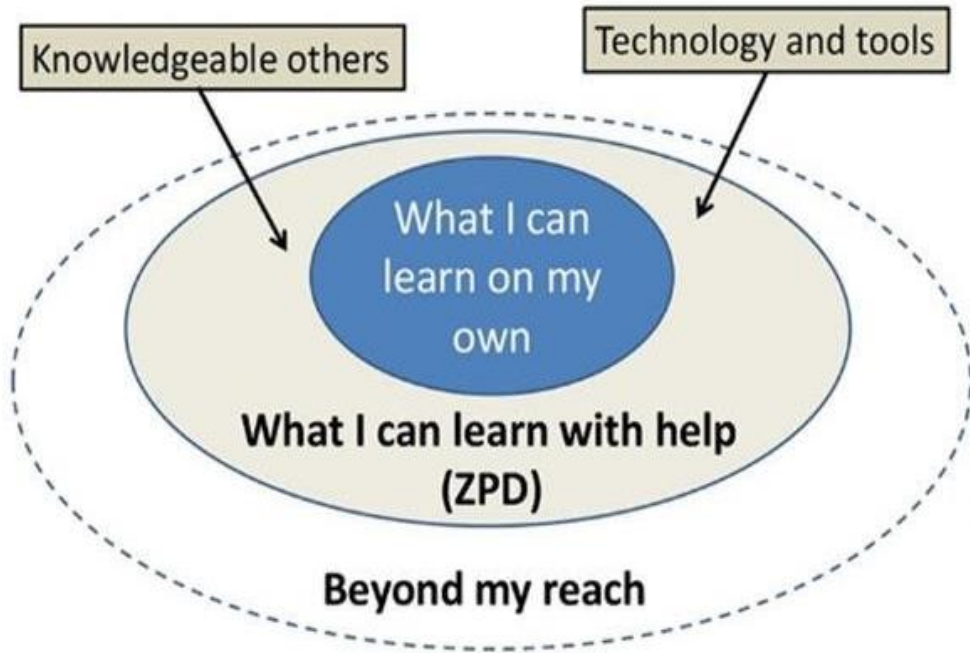
چھت پوری طرح بن کر تیار ہو جاتی ہے اور مضبوط ہو جاتی ہے تو نیچے سے عارضی چھت ہٹا دی جاتی ہے۔ یہ عارضی سہارا چھت کو

15 سے 20 دن دیا جاتا ہے۔ یہ دراصل scaffolding کہلاتا ہے۔ اسی اصطلاح کو اب آپ اکتساب میں استعمال کریں۔ اکتساب کے عمل

میں بھی معلم کو اسی طرح کا عارضی سہارا دینا ہو تا جب بچہ سیکھ جاتا ہے تو وہ عارضی سہارا ہٹا لیا جاتا ہے۔ سہارا نشوونما کی قرابت کے علاقہ

سے متعلق ہے۔ وائیکو ٹسکی کے مطابق گفتگو سہارا (Scaffolding) کا ایک بہترین آلہ ہے۔ سہارا ایک غیر مستقل شے ہے۔ بچے کو کسی کام یا علم کی تحصیل میں پہلے پہل اپنے استاذ، ہم جماعت ساتھیوں یا والدین کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور بعد میں مدد کی ضرورت کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک چھوٹا بچہ جس نے ابھی تک چلنا نہیں سیکھا ہے تو اسے والدین کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے انگلی یا ہاتھ پکڑ کر دھیرے دھیرے چلنا سکھایا جاتا ہے۔ کچھ وقت کے بعد بچہ خود بہ خود چلنے چلنے لگتا ہے، دوڑنے لگتا ہے تو اسے چلنے کے لیے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کمرہ جماعت میں جب معلم کو نیا مواد مضمون بچوں کو پڑھاتے ہیں تو معلم کو زیادہ ہدایات دینی پڑتی ہے گفتگو بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ جب بچہ مواد مضمون کو سیکھ جاتا ہے تو ہدایات اور گفتگو میں کمی آنے لگتی ہے اور بچہ کام خود بہ خود کرنے لگتا ہے۔

(2) نشوونما کا قربت کا علاقہ (Zone of Proximal Development-ZPD): وائیکو ٹسکی کے ذریعے یہ ایک بہت اہم تصور دیا گیا ہے۔ جو اس فرق کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایک متعلم مدد کے بغیر کیا کر سکتا ہے اور وہ ایک جانکار ساتھی کی رہنمائی، معاونت اور حوصلہ افزائی کے ساتھ کیا حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ایسا علاقہ ہے جہاں پر بچے کو اپنی معلومات، مہارتوں اور نشوونما کے لیے ہدایات، رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ یہ متعلم کی موجودہ صلاحیتوں سے بالاتر کاموں کی نمائندگی کرتا ہے لیکن زیادہ علم والے (MKO) کی مدد اور رہنمائی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ZPD کاموں کی حد ہے جو ایک شخص آزادانہ طور پر مکمل نہیں کر سکتا لیکن مدد کے ساتھ پورا کر سکتا ہے۔ وائیکو ٹسکی کے مطابق سیکھنے کے سماجی عمل میں بچوں کی حقیقی نشوونما (بغیر کسی مدد کے) کی سطح سے نشوونما کی ممکنہ حد) مدد سے کسی کام کا کرنے کے قابل (کی سطح کی جانب لے جانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وائیکو ٹسکی نے اسے نشوونما کا قربت کا علاقہ (Zone of Proximal Development-ZPD) سے موسوم کیا ہے۔ وائیکو ٹسکی کے مطابق "بچوں کے سیکھنے کا ممکنہ دائرہ ہوتا ہے۔ جب بچوں کو ایسا کام دیا جائے جو ان کی موجودہ سطح سے تھوڑا زیادہ مشکل ہو تو وہ بہتر طور پر جڑتے ہیں اور سیکھتے ہیں۔ یہ اس جانب اشارہ کرتا ہے کہ بچوں کو جوڑنے کے لیے تدریسی عمل کو چیلنجنگ بنانا چاہیے۔ یہ چیلنج نہ تو بہت آسان ہو اور نہ ہی بہت مشکل ہو۔ یہ ایک اہم تصور ہے جو یہ بتاتا ہے کہ کوئی بچہ خود کی سطح اور کسی دیگر با علم فرد (More Knowledgeable Other-MKO) کی مدد اور رہنمائی سے کیا حاصل کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ بچہ جو کر رہا ہے اور جو کرنے کی قابلیت رکھتا ہے کے درمیان کے دائرے کو نشوونما کا قربت (ZPD) کہا جاتا ہے۔ یعنی یہ بچے کے ذریعے خود مختار طور پر کیے جاسکے والے اور مدد کے ساتھ کرنے والے عمل کے درمیان کا فرق ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچہ اکائی والے ہندسوں کو جوڑنے کی قابلیت رکھتا ہے لیکن دہائی والے ہندسوں میں جہاں حاصل لگانے کی ضرورت ہوں وہ جوڑ نہیں پاتا ہے۔ اس حالت میں اسے جوڑنے میں اپنے سے زیادہ ماہر فرد کی مدد ملتی ہے تو وہ حاصل والا جوڑ بھی آسانی کے ساتھ کرنے لگتا ہے۔ اس مدد کو بھی وائیکو ٹسکی نے سہارا (Scaffolding) سے موسوم کیا ہے۔



(3) دیگر با علم افراد (More Knowledgeable Other-MKO): ایسے فرد کو کہا جاتا ہے جو اس مخصوص شعبے میں متعلم سے بہتر فہم اور اعلیٰ درجے کی اہلیت رکھتا ہے جس شعبے سے متعلق علم، تصور یا مہارت متعلم سیکھنا چاہتا ہے۔ MKO ضروری نہیں کہ استاد ہی ہو۔ یہ ایک ہم مرتبہ، کم عمر شخص، یا حتیٰ کہ ٹیکنالوجی یا میڈیا بھی ہو سکتا ہے، جب تک کہ وہ سیکھنے والے کو کسی کام کو انجام دینے کے لیے درکار علم یا سہاروں کے ساتھ فراہم کریں۔

(4) زبان اور خیالات (Language and Thoughts): وائیکوٹسکی کے مطابق بچے زبان کا استعمال نہ صرف ترسیل بلکہ خود ہدایتی طور پر کام کرنے کے لیے اپنے کام کی منصوبہ بندی کرنے، ہدایات دینے اور تعین قدر کرنے میں بھی کرتے ہیں۔ خود ہدایات میں زبان کے استعمال کو داخلی نجی زبان کہا جاتا ہے۔ وائیکوٹسکی بچوں کی وقوفی نشوونما میں سماجی عناصر اور زبان کا اہم کردار مانتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ وقوفی نشوونما کبھی بھی یک رخ نہیں ہو سکتی۔ یہ زبان کی نشوونما، سماجی نشوونما یہاں تک کہ جسمانی نشوونما کے ساتھ سماجی و ثقافتی تناظر میں ہوتی ہے۔ اس لیے وائیکوٹسکی بچوں کی وقوفی نشوونما میں سماجی تعامل کو بنیادی جزو تسلیم کرنے پر زور دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ علم کی تعمیر کے عمل میں معاشرہ ایک مرکزی کردار میں ہوتا ہے۔ اس طرح وائیکوٹسکی کے وقوفی نشوونما کے نظریہ کو سماجی ثقافتی نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔

سماجی تعمیری اکتساب کے تعلیمی مضمرات

معلم بطور سہولت کار: وائیکوٹسکی تعمیری اکتساب کے حامی تھے اور تعمیری اکتساب میں معلم کا کردار ایک سہولت کار کا ہوتا ہے۔ بچوں کو پوری آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنے انداز اور رفتار سے اکتساب کر سکیں ایک استاد ایک سہولت کار کے طور پر کام کر کے تدریس کو موثر بنا سکتا ہے۔ جب بچوں کو رہنمائی کی ضرورت ہو تو ان کی مدد کریں۔ "وائیکوٹسکی کے نقطہ نظر سے، استاد کا کردار بچے کی سیکھنے کی سرگرمی میں ثالثی و سہولت کار کا ہوتا ہے کیونکہ وہ سماجی تعامل کے ذریعے علم کا اشتراک کرتے ہیں" (Dixon-Krauss, 1996, p. 18)۔

سہاروں یا اسکیمپولڈنگ سے تدریس کی موثریت میں اضافہ: معلم تدریسی عمل میں سہاروں کا استعمال کر کے بچے کی سیکھنے کی صلاحیت کو بڑھا سکتے ہیں۔ اس سے نہ صرف تدریس کی موثریت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ بچے میں خود اعتمادی جیسے عنصر کا بھی نشوونما ہوتا ہے۔ سہاروں سے نہ صرف فوری نتائج برآمد ہوتے ہیں بلکہ مستقبل میں آزادانہ مسائل کے حل کے لیے ضروری مہارتیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

ماحولیاتی عوامل کی فہم: معلم بچے کے ماحولیاتی عنصر کو سمجھنے کے بعد ہی اگر تدریس کریگا تو تدریس میں انفرادیت کا عنصر بنارہے گا۔ معلم متعلم کے ماحول کو سمجھ کر تعلیمی مواد کے ساتھ اس کے موجودہ علم اور تجربے کا اندازہ لگا کر تدریسی لائحہ عمل تیار کر سکتا ہے۔ معلم کو چاہئے کہ مواد کو اس سے علم سے منسلک کریں جو طلباء پہلے سے سمجھتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔

ثقافتی اصولوں کو فہم: تدریس کو موثر بنانے کے لیے معلم کو ثقافتی اصولوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے تاکہ بچوں کی ثقافت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تدریس کی جائے۔ وانگوٹسکی ثقافت کو تدریس کا اہم حصہ مانتے ہیں یعنی معلم میں متعلقہ استعداد (contextual competency) ہونا ضروری ہے۔

طفل مرکوز تعلیم پر زور: وانگوٹسکی بچوں پر مرکوز سیکھنے پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اگر بچوں کو اس کی دلچسپی کے مطابق پڑھایا جائے تو بچے سیکھنے کے عمل میں زیادہ متحرک رہتے ہیں۔ یہ نظریہ طلباء کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اپنے اقدامات خود تیار کریں اور استعمال کریں۔ طلباء کی طرف سے روٹ لرننگ (Rote Learning) اور غیر فعال ہونے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

اکتساب میں رہنمائی و معاونت: ZPD کے مطابق رہنمائی و معاونت سے بچے کو سیکھنے میں حوصلہ افزائی اور تقویت ملتی ہے۔ جب بچے کو مدد کی ضرورت ہو، تب ہی اس کو مدد فراہم کی جائے اور معلم طلباء کے ZPD کے علاقہ کی نشاندہی کر معاونت کریں۔ وانگوٹسکی کا خیال ہے کہ تعلیم کا کردار بچوں کو ایسے تجربات فراہم کرنا ہے جو ان کے ZPD میں ہیں، اس طرح ان کی انفرادی سیکھنے کی حوصلہ افزائی اور آگے بڑھنا ہے۔ (برک، اور و نسلر، 1995) اس نظریہ کے مطابق متعلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت و تبادلہ خیال سے مہارتوں کو فروغ دے سکتا ہے۔ یہ نظریہ تجویز کرتا ہے کہ اساتذہ اشتراکی سیکھنے کی مشقیں استعمال کریں جہاں کم قابل بچے زیادہ ہنرمند ساتھیوں کی مدد سے نشوونما پا سکیں۔

باہمی تعلیم: اس نظریہ کے مطابق تدریس ایک ایسی سرگرمی ہے جس میں اساتذہ بچوں سے سیکھتے ہیں اور بچے اساتذہ سے سیکھتے ہیں۔ یہ نظریہ معلم، متعلم اور تدریسی عمل کے دیگر اجزاء کے درمیان فعال شراکت اور تعامل کی بھرپور وکالت کرتا ہے۔ درجہ میں انفرادی اور تعاون پر مبنی سیکھنے کو فروغ دیتا ہے۔

سماجی مہارتوں کے نشوونما میں معاون: یہ نظریہ اشتراکی اکتساب و تدریس کی بھرپور وکالت کرتا ہے اور گروہی کام کے طور پر طلباء میں ٹیم کے جذبے کو فروغ دیتا ہے۔ گروپ میں کام کرنے سے طلباء میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے جس کی بنیاد پر سیکھنے کے عمل میں طلباء کا اپنا نقطہ نظر بننا ہوتا ہے۔ استاد طلباء کی رہنمائی کرتا ہے کہ وہ اعتماد کریں، خود پر یقین کریں اور یہ ظاہر کریں کہ وہ دیئے گئے کام کو پورا کر سکتے ہیں۔

وقوفی پر مبنی صلاحیتوں کے نشوونما میں معاون: یہ نظریہ طلباء میں تنقیدی سوچ اور مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت کو فروغ دیتا ہے۔ سرگرمی پر مبنی تدریسی طریقوں کے استعمال سے متعلم میں تجسس کو فروغ ملتا ہے۔

موثر اکتساب میں معاون: اس نظریہ کے مطابق تدریس کو اس لحاظ سے نظم کیا جاتا ہے کہ طلبائے علم کو بذات خود دریافت کریں کیونکہ طلباء میں ان حقائق کو برقرار رکھنے کے زیادہ امکان رہتے ہیں جو وہ خود دریافت کرتے ہیں اور ان کی تخلیق کرتے ہیں ان حقائق کی نسبت جو انہیں

استاد کی طرف سے بتائی یا دی جاتی ہیں۔ علم کی فعال تعمیر میں سہولت فراہم کرتا ہے جہاں طلباء کو دستیاب وسائل کو دریافت کرنے اور ان کے ساتھ تعامل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1- عارضی سہارا (scaffolding) سے کیا مراد ہے واضح کریں۔
2- وانگو تسکی سماجی تعامل کو کیوں اہم مانتے تھے؟ وضاحت کریں۔
3- وانگو تسکی کے نظریہ کے اہم عناصر پر بحث کریں۔

15.9 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں مختلف اکتسابی نظریات کا مطالعہ کیا گیا جن کے ذریعے طلباء کے سیکھنے کے انداز اور یادداشت کے طریقوں کو سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ تھارن ڈانک کے سعی و خطا نظریہ کے مطابق ہر رد عمل کے پیچھے کوئی محرک ہوتا ہے اور بار بار مشق سے یہ رشتہ مضبوط ہوتا ہے جس سے طلباء کے سیکھنے میں استحکام آتا ہے۔ پاؤلو نے کلاسیکی مشروطی اکتساب میں محرک اور رد عمل کے رشتے کو اہم قرار دیا جبکہ اسکینر نے عملی مشروطی نظریہ پیش کیا جس میں تقویت کے ذریعے طلباء کے مثبت رویوں کو بڑھایا اور منفی رویوں کو کم کیا جاسکتا ہے۔

گیسٹالٹ ماہرین نے یہ نظریہ دیا کہ سیکھنے والا کل کو سمجھتا ہے نہ کہ جزوی عناصر کو، اور بصیرت کے ذریعے اچانک مسئلے کا حل ذہن میں آتا ہے، جس سے منطقی اور تجزیاتی سوچ، تخیل اور مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے۔ اسی طرح بینڈورا نے سماجی اکتساب کا نظریہ پیش کیا جس میں بتایا کہ طلباء دوسروں کے تجربات سے سیکھتے ہیں اور قائم مقام تقویت کے ذریعے دوسروں کے رویوں کو اپنالیتے یا ترک کر دیتے ہیں۔ اس عمل میں توجہ، حافظہ، باز اشاعت اور تحریک جیسے عناصر کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

وانگو تسکی نے سیکھنے کو سماجی و ثقافتی تعامل سے جوڑا اور اس کے لیے سماجی تعامل، ثقافت اور زبان کو بنیادی عناصر قرار دیا۔ انہوں نے عارضی سہارا، نشوونما کا قربت کا علاقہ اور با علم فرد جیسے تصورات کے ذریعے یہ واضح کیا کہ معلم طلباء کی سیکھنے کی صلاحیت کو مؤثر طریقے سے بڑھا سکتا ہے اور ان میں خود اعتمادی پیدا کر سکتا ہے۔ مختصر آئیہ کہ ان تمام نظریات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تدریس کو زیادہ کارآمد بنانے کے لیے مشق، مشاہدہ، بصیرت، سماجی تعامل اور تقویت جیسی حکمت عملیاں نہایت اہمیت رکھتی ہیں۔

15.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں۔
- طلباء کے سیکھنے کے طرز و انداز اور معلومات کے احفاظ کے طریقوں کے بارے میں مختلف ماہرین کے ذریعے دیئے گئے نظریات اکتسابی نظریات کہلاتے ہیں۔ یہ نظریات ایسے اصول وضع کرتے ہیں جن کو اساتذہ طلباء کے سیکھنے کے مختلف انداز اور تعلیمی ضروریات کے مطابق استعمال کر سکتے ہیں۔

- تھارن ڈانک کے ذریعہ دئے گئے سعی و خطا نظریہ کے مطابق ہر جوابی عمل یا رد عمل (Response) کے پیچھے کوئی نہ کوئی مہیج یا محرک (Stimulus) ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان ایک خاص قسم کا طرز عمل کرتا ہے۔ اس طرح مہیج اور طرز عمل کا رشتہ بن جاتا ہے جس کو S-R کہا جاتا ہے۔ اور بار بار اس طرح کے حالات سے یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔
- سعی و خطا نظریہ مشق پر بھی زور دیتا ہے۔ مشق سے سیکھے ہوئے کام میں استحکام اور استقامت آتی ہے اگر کوئی بچہ ناکامی سے ہمکنار ہو بھی جائے تو معلم کوشش اور مشق کے ذریعہ کامیابی کی طرف اس کو بڑھا سکتا ہے۔
- مشروطی اکتساب کے بانی روسی ماہر طبعیات ایوان پاؤلو (Ivan Pavlov) تھے۔ جو کہ نظام ہاضمہ کے عمل پر اپنی تحقیق کر رہے تھے۔ اس تحقیق میں انہوں نے کتوں پر اپنا تجربہ کیا جس کے لئے 1904 میں ان کو نوبل پرائز سے نوازا گیا۔ مشروط ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے محرک (Stimulus) اور رد عمل کے درمیان ایک ربط بن جاتا ہے۔ جب فطری محرک کی جگہ پر غیر فطری محرک کے تئیں فطری رد عمل کرنے کو کلاسیکی مشروطی اکتساب کے نام سے موسوم کیا۔
- غیر ارادی اضطرابی مشروط کے ذریعہ سیکھنا Type-S Conditioning سے موسوم کیا جاتا ہے، جبکہ عملی طرز عمل سے مشروط اکتساب Type-R Conditioning کہا جاتا ہے۔
- پاؤلو کے کلاسیکی مشروطی اکتساب اور اسکینر کے عملی مشروطی اکتساب کے نظریہ میں اہم فرق یہ تھا کہ کلاسیکی مشروط میں ذی شعور متحرک نہیں تھا۔ لیکن اسکینر کے نظریہ میں ذی شعور متحرک تھا، سرگرم تھا اور برابر عمل کر رہا تھا۔ اس لئے اس نظریہ کو عملی مشروطی اکتساب کہتے ہیں۔
- اسکینر کے نظریہ کی بنیاد پر کچھ اہم تصورات وضع کیے گئے۔ جس میں تقویت، صورت گری، زنجیری سلسلہ، وغیرہ ہیں۔
- مشروطی اکتساب کا نظریہ اکتساب میں مشروطیت اور تقویت پر زور دیتا ہے۔ معلم تدریس میں ان دونوں کا استعمال کر سیکھنے کے عمل کو موثر بنا سکتا ہے۔
- عملی مشروطی نظریہ کا معلم درجہ میں استعمال کر کے طلباء کے اچھے برتاؤ کی حوصلہ افزائی کر اور غیر مناسب برتاؤ کو کم کیا جاسکتا ہے۔ اسکی کلیدی یہ ہے کہ کمک کا استعمال بروقت، متعلقہ اور مستقل طور پر کیا جانا چاہیے۔
- گیسٹالٹ نظریہ بنیادی طور پر ادراک (Perception) کی ماہیت سے جڑا ہوا ہے۔ اس مطابق فرد جز (Part) کے بجائے کل (Whole) کا ادراک حاصل کرتا ہے۔ اس نظریہ کے حامی کہتے ہیں کہ ادراک کیلئے صورت حال اور اس میں موجود اجزاء کے درمیان باہمی رشتوں کو سمجھ کر بصیرت کی بنیاد پر حل تلاش کیا جاتا ہے۔ اس دوران جزوی صورت حال کے بجائے مجموعی صورت حال کو دیکھا اور سمجھا جاتا ہے۔
- گیسٹالٹ ماہرین کو ہلر نے بصیرت کا نظریہ دیا جس کی بنیاد چمپینزی پر کئے گئے ان کے تجربات تھے۔ اس نظریہ نے کرداریت ماہرین کے نظریات پر سوالیہ نشان کھڑے کئے۔
- گیسٹالٹ ماہرین نے سیکھنے والے یعنی مکتب کے ذریعہ پوری صورت حال کا ادراک کرنے اور سمجھ داری کے ساتھ صحیح رد عمل دینے کی

- اہلیت کیلئے بصیرت (Insight) لفظ کا استعمال کیا۔ ان کے مطابق بصیرت ایک ایسی وقوفی کی اہلیت ہے جو کہ انسان اور اعلیٰ سطح کے جانوروں میں پائی جاتی ہے۔ اس میں کسی بھی مسئلہ کا حل اچانک ہی ذہن میں آ جاتا ہے۔
- بصیرت پر مبنی اکتساب کا نظریہ رٹنے کے طریقہ کار کی پوری طرح نفی کرتا ہے اور بصیرت، فہم و ادراک پر زور دیتا ہے۔ بصیرت کا نظریہ اتفاقی یا بے مقصد کوششوں و جدوجہد کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا بلکہ کوششوں کی جزر سی (Economical) پر زور دیتا ہے۔
- بصیرت کا نظریہ ذہانت و عقل کے زیادہ سے زیادہ استعمال پر زور دیتا ہے اس لیے بصیرت کے ذریعے سیکھنے سے اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں جیسے کہ: سوچ و فکر، تخیل، منطقی سوچ، تجزیاتی سوچ، مسئلہ کا حل، تخلیقی صلاحیتوں کی نشوونما ممکن ہے۔
- سماجی اکتساب میں سیکھنے والے کو ہر تجربہ سے خود نہ گزر دوسرے کے تجربہ سیکھ لیتا ہے۔ وقوفی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ماہرین نے اکتساب میں مشاہدہ کے رول کو اہم مانا۔ یہ ماہرین سماجی نفسیات داں کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کے اکتسابی نظریات سماجی اکتساب کا نظریہ کے نام سے جانے گئے۔
- البرٹ بندورا جو کہ اہم امریکی ماہر نفسیات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے سماجی اکتساب کا نظریہ پیش کیا۔ اس نظریہ کی اساس ان کے ذریعہ کیا گیا ایک تجربہ تھا۔ دراصل بندورا نے 1961 سے 1965 کے درمیان کئی تجربات کئے جو کہ Bobo doll کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ تجربات ان کی سماجی اکتسابی نظریہ کے مظہر تھے۔
- قائم مقام تقویت دوسروں کو ملی جزایا سزاء کو بھی اکتساب و طرز عمل متاثر کرتا ہے۔ اس لئے انہوں نے قائم مقام تقویت (Vicarious Reinforcement) اصطلاح کا استعمال کیا۔ جس سے مراد ہے کہ جب کسی دوسرے کے طرز عمل پر جب مثبت یا منفی تقویت حاصل کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس طرز عمل کو اپناتا ہے یا ترک کر دیتا ہے۔
- سماجی اکتسابی عمل میں توجہ، حافظہ میں برقرار رکھنا، باز شاعت، ترغیب و تحریک عناصر اہم ہیں۔
- وائگوٹسکی (1896-1934) کا شمار سماجی وقوفی ماہرین نفسیات میں کیا جاتا ان کا خیال ہے کہ بچہ سماج اور ثقافت کے ساتھ تعامل کر کے معلومات کی تعمیر کرتا ہے۔
- وائگوٹسکی نے اپنے نظریہ میں تین اہم اجزاء کا ذکر کیا ہے۔ i- سماجی تعامل (Social Interaction)، ii- ثقافت (Culture) اور۔ iii زبان (Language)۔ سیکھنے کے عمل میں ان تینوں اجزاء کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ ان کے مطابق بچوں کے سیکھنے کے عمل کو ان کے سماجی تناظر سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔
- معلم تدریسی عمل میں سہاروں کا استعمال کر کے بچے کی سیکھنے کی صلاحیت کو بڑھا سکتے ہیں۔ اس سے نہ صرف تدریس کی موثریت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ بچہ میں خود اعتمادی جیسے عنصر کا بھی نشوونما ہوتا ہے۔
- وائگوٹسکی سے کچھ اہم تصورات دئے جس میں عارضی سہارا، (Scaffolding) نشوونما کا قرابت کا علاقہ، (Zone of Proximal Development) ZPD - دیگر با علم فرد (More Knowledgeable Other-MKO) ہیں

- غیر مشروط محرک (Unconditioned Stimulus-US) ایک ایسی چیز (جیسے خوراک) جو قدرتی طور پر پائے جانے والے رد عمل کو متحرک کرتی ہے، کھانا دیکھ کر منہ میں پانی آجانا۔
- غیر مشروط رد عمل (Unconditioned Response-UR) قدرتی طور پر پیدا ہونے والا رد عمل (جیسے لعاب) ہے جو غیر مشروط محرک کی پیروی کرتا ہے۔
- مشروط محرک (Conditioned Stimulus-CS) ایک غیر جانبدار محرک ہے جو، غیر مشروط محرک سے پہلے بار بار پیش کیے جانے کے بعد، غیر مشروط محرک جیسا ہی رد عمل پیدا کرتا ہے۔
- مشروط رد عمل (Conditioned Response-CR) ایک مشروط رد عمل پہلے سے غیر جانبدار محرک کے تئیں سیکھا ہوا رد عمل ہے۔
- معدومیت (Extinction) سے مراد رد عمل میں دھیرے-دھیرے آنے والی کمی ہے جو اس وقت ہوتی ہے جب مشروط محرک گھنٹی کی آواز) کو غیر مشروط محرک (کھانا) کے بغیر بار بار پیش کیا جاتا ہے۔
- فوری بازیابی (spontaneous recovery) معدومیت کے بعد ایک وقفے کے بعد اگر غیر مشروط محرک کے ساتھ مشروط محرک پھر سے پیش کیا جائے تو غیر مشروط محرک پھر سے موثر ہو جاتا ہے۔
- عمومیت (Generalization) سے مراد محرکات پر رد عمل دینے کے رجحان سے مراد ہے جو اصل مشروط محرک سے مشابہ ہو۔ جب ایک جاندار جس کو ایک محرک پر رد عمل کے لیے مشروط کیا گیا ہو تو اس طبقے کے اندر کسی خاص تربیت کے بغیر دوسرے محرکات پر رد عمل دیتا ہے تو اسے عمومیت کہا جاتا ہے۔
- غیر ارادی طرز عمل سے مراد ایسا رد عمل ہے جو ایک واضح محرک کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ مگر جس کی نوعیت غیر ارادی ہوتی ہے۔ پاؤلو کے تجربہ میں کتے کے لعاب کا اخراج ایک غیر ارادی طرز عمل تھا۔
- عملی طرز عمل سے مراد ایسا رد عمل ہے جس کا محرک واضح نہیں ہوتا ہے مگر جس کی نوعیت ارادی ہوتی ہے۔ جیسے اسکینر باکس میں لیور دبانا۔
- تقویت سے مراد ایسا محرک ہے جو کسی رد عمل کے مستقبل میں واقع ہونے کے امکان کو بڑھاتا یا کم کرتا ہے۔ تقویت دو قسم، مثبت تقویت اور منفی تقویت ہوتی ہے۔ جب کسی رد عمل پر جزاء یا انعام دیا جائے تو مستقبل میں اس کے دہرانے کے امکانات قوی ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس منفی تقویت میں رد عمل پر سزا دی جاتی ہے تاکہ مستقبل میں اس کے واقع ہونے کے امکانات مندرج ہو جائیں۔
- صورت گری کسی انسان کے طرز عمل کو دھیرے دھیرے کسی خاص ہدف کی طرف تقویت دیتے ہوئے لے جانے کا عمل
- زنجیری سلسلہ رد عمل کے زنجیری سلسلہ سے مراد ہے کہ ایک رد عمل اگلے رد عمل کی راہ ہموار کرے۔ ایک رد عمل پر دی گئی تقویت

- دوسرے رد عمل کیلئے محرکہ کا کام کرتی ہے اور رد عمل ایک زنجیری انداز میں ایک دوسرے سے جڑا رہتا ہے۔
- قائم مقام تقویت (Vicarious Reinforcement) اصطلاح کا استعمال کیا۔ جس سے مراد ہے کہ جب کسی دوسرے کے طرز عمل پر جب مثبت یا منفی تقویت حاصل کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس طرز عمل کو اپناتا ہے یا ترک کر دیتا ہے۔
- عارضی سہارا (Scaffolding): بچے کو کسی کام یا علم کی تحصیل میں پہلے پہل اپنے استاذ، ہم جماعت ساتھیوں یا والدین کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور بعد میں مدد کی ضرورت کم ہوتے ہوئے ختم ہو جاتی ہے
- نشوونما کا قربت کا علاقہ (Zone of Proximal Development-ZPD): یہ اصطلاح اس فرق کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایک متعلم مدد کے بغیر کیا کر سکتا ہے اور وہ ایک جانکار ساتھی کی رہنمائی، معاونت اور حوصلہ افزائی کے ساتھ کیا حاصل کر سکتا ہے۔
- دیگر با علم افراد (More Knowledgeable Other-MKO): ایسے فرد کو کہا جاتا ہے جو اس مخصوص شعبے میں متعلم سے بہتر فہم اور اعلیٰ درجے کی اہلیت رکھتا ہے جس شعبے سے متعلق علم، تصور یا مہارت متعلم سیکھنا چاہتا ہے۔

15.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1- Animal Intelligence کتاب کے مصنف تھے؟

- (a) اسکندر
(b) تھارن ڈانک
(c) بنڈورا
(d) پاڈلو

2- Psychic Salivation کا تصور دیا تھا۔

- (a) اسکندر
(b) تھارن ڈانک
(c) بنڈورا
(d) پاڈلو

3- Type R-Conditioning سے مراد ہے؟

- (a) عملی طرز عمل سے مشروط اکتساب
(b) اضطرابی طرز عمل سے مشروط اکتساب
(c) کلاسیکی مشروطی اکتساب
(d) ان میں سے کوئی نہیں

4- گسٹالٹ مکتب فکر کے روح رواں تھے۔

- (a) کوہلر
(b) کوفکا
(c) وردائمر
(d) پاڈلو

5- 'جب ذی شعور کسی دوسرے کے طرز عمل پر مثبت یا منفی تقویت حاصل کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس طرز عمل کو اپناتا ہے یا ترک کر دیتا ہے' کہلاتا ہے۔

- (a) قائم مقام تقویت
(b) مشاہداتی اکتساب
(c) صورت گری
(d) احفاظ
- 6- ZPD کا تصور دیا۔
(a) وائیکو تسکی
(b) تھارن ڈانک
(c) نیل فلمینگ
(d) وڈور تھ
- 7- Mentality of Apes کے مصنف ہیں۔
(a) وائیکو تسکی
(b) کوہلر
(c) بنڈورا
(d) اسکندر
- 8- جب متعلم کے ذہن میں اچانک مسئلہ کا حل آئے اور اسکی بنیاد پر وہ اکتساب کرے --- کہلاتا ہے
(a) مشاہداتی اکتساب
(b) مشروطی اکتساب
(c) بصیرتی اکتساب
(d) ارتباطی اکتساب
- 9- Bobo Doll پر تجربہ ذیل میں سے کس نظریہ کی اساس تھا۔
(a) نظریہ سعی و خطا
(b) عملی مشروطی اکتساب
(c) بصیرتی اکتساب
(d) سماجی اکتساب
- 10- ذیل میں سے کس کو نوبل پرائز سے نوازا گیا۔
(a) پاولو
(b) اسکندر
(c) تھارن ڈانک
(d) کوہلر

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- اکتسابی نظریہ کا مفہوم بیان کریں۔
- 2- سعی و خطا نظریہ کے تحت تھارن ڈانک کے تجربہ کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔
- 3- کلاسیکی مشروطی اکتساب کے اہم نکات تحریر کریں۔
- 4- پاڈلو کے تجربہ پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔
- 5- کلاسیکی اور مشروطی اکتساب کے درمیان تفریق کریں؟
- 6- 'گسٹاٹ نظریہ کی اساس کیا ہے'۔ واضح کریں؟
- 7- بصیرتی اکتسابی نظریہ کی خصوصیات تحریر کریں۔
- 8- سماجی اکتساب کے عمل سپر مختصر نوٹ لکھیں۔

- 9- وانگوٹسی کے اکتسابی نظریہ کے اہم تصورات تحریر کریں۔
10- بصیرتی اکتساب نظریہ کے تعلیمی مضمرات لکھیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- سعی و خطا کے نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے اسکے تعلیمی مضمرات تحریر کریں۔
2- 'بصیرت کا نظریہ اتفاقی یا بے مقصد کوششوں و جدوجہد کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا بلکہ کوششوں کی جزر سی (Economical) پر زور دیتا ہے'۔ وضاحت کریں
3- کلاسیکی مشروطی اکتساب کے ضمن میں پاؤلو کے تجربہ کا حوالہ دیتے ہوئے اسکے اہم نکات تحریر کریں۔
4- عملی مشروطی اکتساب کے اہم امور پر تفصیلی گفتگو کریں۔
5- عملی مشروطی اکتساب کے حوالہ سے اسکنز کے تجربہ کو بتاتے ہوئے اسکی تعلیمی افادیت کو مختصر تحریر کریں۔
6- 'گسٹاٹ ماہرین نے تھارن ڈانک کے سعی و خطا کے نظریہ کو نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ اکتساب صرف صحیح رد عمل کو جان لینا ہی نہیں ہے'۔ وضاحت کریں۔
7- سماجی اکتساب نظریہ کا تصور و تعلیمی مضمرات تحریر کریں۔
8- وانگوٹسی کا سماجی تعمیریت کا نظریہ اور اسکے اہم تصورات لکھیں؟

معروضی سوالات کے جوابات کی کلید (Answer Key of MCQs)

(a) .5	(c) .4	(a) .3	(d) .2	(b) .1
(a) .10	(d) .9	(c) .8	(b) .7	(a) .6

15.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Aggarwal, J.C. (2007), Basic Ideas in Educational psychology. New Delhi: Shipra Publication
- 2- Chuhan, S.S. (1995), Advanced Educational Psychology New Delhi :Vikas Publishing Home
- 3- Khan, A.N. & Husain, S.M.(2021) Taleemi Nafsiyat ke pehlu. Aligarh: Educational Book House
- 4- Mangal S.K. (2022), Advanced Educational Psychology. Delhi: PHI learning
- 5- Woolfolk, A. (2013). Educational Psychology (13th ed.). Upper Saddle River, NJ: Pearson.

اکائی 16۔ اکتساب کی منتقلی

(Transfer of Learning)*

اکائی کے اجزاء

تمہید (Introduction)	16.0
مقاصد (Objectives)	16.1
اکتساب کی منتقلی۔ تصور اور تعریف (Transfer of Learning – Concept and Definition)	16.2
اکتساب کی منتقلی کے اقسام (Types of Transfer of Learning)	16.3
منتقلی اکتساب کے نظریات (Theories of Transfer of Learning)	16.4
مثبت منتقلی اکتساب میں معلم کا کردار (Role of Teacher in Developing Positive Transfer)	16.5
حافظہ کا تصور اور تعریف (Meaning and Definition of Memory)	16.6
حافظہ کے اقسام (Types of Memory)	16.7
بھولنا (نسیان) کا مفہوم اور تعریف (Meaning and Definition of Forgetting)	16.8
نسیان کی وجوہات (Causes of Forgetting)	16.9
حفظ (یاد) کرنے کے طریقے (Methods of Memorization)	16.10
بچوں کا حافظہ بڑھانے کی ترکیبیں (Means of Improving Memory of Child)	16.11
حفظ کرنے کے موثر طریقہ کار (Effective Method of Remembering)	16.12
خلاصہ (Summary)	16.13
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	16.14
فرہنگ (Glossary)	16.15
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	16.16
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)	16.17

* Dr. Talmeez Fatma Naqvi, Associate Professor, MANUU CTE, Bhopal

تعلیم کا مقصد دراصل زندگی کے لئے تیار کرنا ہے۔ طلباء تعلیم کے دوران جو کچھ بھی سیکھتے ہیں وہ تب ہی افادہ ہو گا جب اس کا اطلاق روزمرہ کی زندگی میں کریں۔ اس کے علاوہ طلباء ایک شعبہ سے حاصل کردہ علم دوسرے شعبہ میں استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ طبیعتی سائنس پڑھاتے وقت ریاضی کے فارمولوں کی مدد لیتے ہیں۔ دراصل یہ عمل منتقلی اکتساب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پیش نظریوں میں اکتساب کی منتقلی، اسکے اصول اور منتقلی کے عمل میں تعلیم کے رول پر بات کریں گے۔ اس کے علاوہ حافظہ اور نسیان کے متعلق بھی متبادل خیال کریں گے۔

- پیش نظریوں کے مطالعہ کے بعد طلباء:
- اکتساب کی منتقلی کے تصور کی وضاحت کر سکیں گے۔
- منتقلی اکتساب کے اقسام کے درمیان تفریق کر سکیں گے۔
- اکتساب کی منتقلی کے نظریات کی وضاحت کر سکیں گے۔
- اکتساب میں مثبت منتقلی میں معلم کے کردار کو واضح کر سکیں گے۔
- حافظہ کا تصور اور تعریف بیان کر سکیں گے۔
- نسیان (بھولنا) کے تصور اور وجوہات کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیں گے۔
- حافظہ کے موثر طریقوں کو بیان کر سکیں گے۔

تعلیم و تدریس کا سب سے اہم مقصد متعلم کے طرز عمل میں ایسی تبدیلیاں رونما کرنا ہے جس کو زندگی کے نئے حالات میں استعمال کر سکے اور فیضاب ہو سکے۔ یہ ایک مصدقہ حقیقت ہے نئی مہارت کے سیکھنے پر پرانی سیکھی ہوئی مہارت اثر انداز ہوتی ہے۔ جب بچے کی گھر کی اور اسکول کی زبان مختلف ہوتی ہے تو پہلے سے سیکھی ہوئی زبان یعنی گھر کی زبان نئی سیکھنے والی زبان یعنی اسکول کی زبان کو متاثر کرتی ہے اب یہ اثر انداز ہونے کا عمل کس طرح کا ہے یعنی پہلے سے سیکھی گئی مہارت نئی مہارت کو مثبت انداز میں متاثر کر رہی ہے یا منفی میں۔ یہ دونوں مہارتوں کے درمیان مماثلت پر منحصر کرتا ہے اور یہ اثر ہی منتقلی اکتساب کہلاتا ہے۔

- بلیر، جونسن اور سمپسن (Blair, Johnson and Simpson) کے مطابق، ”جب پہلے سے سیکھے گئے علم کا اثر نئے سیکھنے پر پڑتا ہے تو اس عمل کو منتقلی اکتساب کہا جاتا ہے۔“

- کرو اور کرو (Crow and Crow) کے مطابق، ”عموماً اکتساب کے ایک شعبہ میں نشوونما پانے والے علم اور

- مہارتوں، سوچنے، محسوس کرنے یا کام کرنے کی عادتوں کا اکتساب کے دوسرے شعبے میں استعمال کرنا منتقلی اکتساب کہلاتا ہے۔“
 - کولیسنک (Kolesnic) کے مطابق، ”منتقلی مخصوص حالات میں سیکھے گئے علم، مہارتوں، عادتوں، رجحانوں اور دیگر سرگرمیوں کا کسی دیگر حالت میں استعمال کرنا ہے۔“
 - سورینسن (Sorenson) کے مطابق، ”منتقلی ایک حالت میں علم، تربیت اور عادتوں کو دوسری حالت میں تبدیل کیے جانے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔“
- اس طرح سیکھنے کی منتقلی کو آسان لفظوں میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے، سیکھنے کی منتقلی کا مطلب ہے کسی ایک حالت میں سیکھے ہوئے علم اور مہارتوں کا دیگر حالت میں سیکھے جانے والے علم اور مہارتوں کے سیکھنے میں استعمال ہونا۔ مندرجہ بالا تعریفات کی بنیاد پر واضح ہوتا ہے کہ اکتساب یا تربیت کے دوراں پہلے سے سیکھی ہوئی مہارت پر طرز عمل بعد میں سیکھی جانے والی مہارت پر ایک اثر ڈالتا ہے۔ اس اثر کو تعلیمی نفسیات کے ماہرین نے کئی طریقوں سے بتایا ہے۔

16.3 اکتساب کی منتقلی کے اقسام (Types of Transfer of Learning)

اکتساب کی منتقلی کی مندرجہ ذیل شکلیں ہیں:

- (1) **مثبت منتقلی (Positive Transfer):** جب کسی ایک شعبے میں سیکھا ہوا علم یا مہارت کسی دوسرے شعبے میں سیکھے جانے والے علم یا مہارت کے سیکھے جانے میں معاون ہوتا ہے تو اسے مثبت منتقلی کہتے ہیں۔ جیسے کہ بنگالی زبان سیکھے ہوئے کو اسمیہ زبان سیکھنے میں آسانی ہوگی۔ ہندی زبان سنسکرت سیکھنے میں، اردو زبان فارسی سیکھنے میں سہولت فراہم کرتی ہے یہ سہولت فراہم کرنے کا عمل مثبت منتقلی کہلاتا ہے۔
- (2) **منفی منتقلی (Negative Transfer):** جب پہلے سے سیکھی گئی مہارت مواد مضمون نئی مہارت یا مواد مضمون کو سیکھنے میں رکاوٹ ڈالے تو اس کو منفی منتقلی اکتساب کہا جاتا ہے جیسے کہ اگر کسی نے ٹائپ رائٹر پر ٹائپنگ سیکھی ہے تو اس کو کمپیوٹر پر شروع میں ٹائپ کرنے میں پریشانی ہوگی کیونکہ ٹائپ رائٹر ٹائپ کرنے میں key پر زیادہ دباؤ ڈالنا پڑتا ہے مگر اتنا ہی دباؤ کمپیوٹر پر ٹائپ کرنے میں ڈالیں تو وہی حرف کئی بار ٹائپ ہو جائے گا۔ منتقلی خواہ مثبت ہو یا منفی پہلے سے سیکھی ہوئی مہارت کا موجودہ مہارت پر ایک اثر متعین کرتا ہے۔
- (3) **متوازی منتقلی (Horizontal Transfer):** جب کسی ایک ہی سطح کی جماعت میں کسی ایک شعبے میں سیکھا ہوا علم مہارت اسی جماعت کے کسی دوسرے شعبے میں سیکھنے جانے والے علم یا مہارت میں معاون ہوتا ہے تو اسے متوازی منتقلی کہتے ہیں یعنی سیکھی ہوئی مہارت اسی سطح کے مہارت کو سیکھنے اور سلجھانے میں معاون ہو۔
- (4) **عمودی منتقلی (Vertical Transfer):** عمودی منتقلی ایسے منتقلی کو کہا جاتا ہے جس میں سیکھی ہوئی مہارت اعلیٰ سطح کی مہارت سیکھنے میں سہولت دے۔ گینگنے نے اس طرح منتقلی اکتساب کو سیڑھی کے اوپر چڑھنے کے عمل کی طرح مانا ہے۔ مثال کے طور پر درجہ میں بچہ نے سیکھا کسی بھی عدد کو اگر صفر ضرب دے تو جواب صفر ہی ہوگا۔ اگر وہ اس اصول کو سمجھ کر کوئی پیچیدہ ریاضی کے مسئلہ کا حل نکالے تو

اس اصول کا واضح استعمال ہو گا۔ جیسے کہ متعلم = $581 \times 221 \times 187 \times 0$ کو دیکھتے ہی کہہ دیگا کہ اس کا جواب صفر ہی ہو گا۔

(5) **جانبی منتقلی (lateral Transfer):** اس طرح کی منتقلی میں سیکھی ہوئی مہارت کی منتقلی کسی ایک حالات یا مضمون کے سیکھنے میں ہوتی ہے یعنی ایک جگہ کا سیکھا ہوا اسی سطح پر یا دوسرے کئی حالات میں سہولت فراہم کرے۔ جب ایک مضمون کا سیکھا ہو علم دوسرے مضمون کو سیکھنے میں سہولت دے۔ یعنی کچھ تصورات طریقہ کار، اصول اور حقائق کا اطلاق ایک سے زیادہ مضمون میں ہوتا ہے جیسے کہ درجہ میں معلم طلباء کو ضرب تقسیم سیکھائے اور اس کو گھر پر کسی حالات میں استعمال کرے۔ تاریخ میں پڑے ہوئے حقائق جغرافیہ اور اقتصادیات میں سہولت فراہم کرے۔

(6) **دو جانبی منتقلی (Bi-lateral Transfer):** جب جسم کے کسی ایک اعضاء کے ذریعے سیکھی ہوئی کوئی مہارت جسم کے کسی دوسرے اعضاء کے ذریعے اسی مہارت کو یا دیگر کسی مہارت کو سیکھنے میں معاون ہوتی ہے تو اسے دو پہلو منتقلی کہتے ہیں۔ جیسے دائیں ہاتھ سے لکھنے کی مہارت کا بائیں ہاتھ سے لکھنے یا تصویر بنانے میں معاون ہونا۔ انسانی جسم کے دو یکساں جانب ہیں بائیں جانب دایاں جانب۔ جب جسم کے بائیں حصہ کو یا کہ بائیں ہاتھ سے سیکھی گئی مہارت کی منتقلی دایاں جانب ہو جاتا ہے۔ تو اسے ہی دو جانبی منتقلی کہتے ہیں۔ عمومی طور پر ہم دایاں یا تھ سے لکھتے ہیں اگر بائیں ہاتھ سے لکھنے کو کہا جائے تو وہ ایسا کرنے میں یقیناً اہل ہو گئے بھلے ہی لکھنے میں وقت زیادہ درکار ہو اور لکھائی میں وہ خوبصورتی نہ ہو۔ اس کا مطالعہ کرنے کے لئے Mirror-drawing Application کا استعمال عام طور پر کیا گیا۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1- منتقلی اکتساب کا مفہوم بیان کریں۔
2- مثبت منتقلی اکتساب کی تعریف بیان کریں
3- جانبی اور دو جانبی منتقلی اکتساب کے درمیان تفریق کریں۔

منتقلی اکتساب کے نظریات (Theories of Transfer of Learning)

16.4

ماہرین تعلیم اور تعلیمی نفسیات دانوں کا ایک اہم مقصد زندگی کے مسائل کے حل سابقہ علم کا استعمال کرتے ہوئے بہتر طریقہ سے کرتا ہے دوران تربیت سیکھی مہارتوں کا مثبت طور پر اپنی آگے زندگی میں درپیش آنے والے مسائل کا حل کرنے میں استعمال کرنا یعنی منتقلی اکتساب ہے۔ ان یہ سوال ہے کہ کن حالات میں مثبت منتقلی ہوتی ہے اور کن حالات میں منفی منتقلی ہوتی ہے۔ ان تمام نظریات و اصولوں کی تشریح و توضیح مندرجہ ذیل صفحات میں کی جائے گی۔

(1) **ذہنی صلاحیتوں کا نظریہ (Theory of Mental Faculties):** تعلیم میں منتقلی شروعات سے ہی ایک دلچسپ کا موضوع رہا ہے۔ منتقلی کی وضاحت کرنے کے لئے 1730 میں ماہرین نے اہم کوششیں کی۔ ان کا ماننا تھا کہ انسان کے ذہن میں کچھ الگ الگ شعبہ ہوتے ہیں جیسے حافظہ، مشاہدہ، منطق وغیرہ۔ جن کو مشق کے ذریعہ بہتر اور مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ جس طرح کسرت کر کے جسم کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے ٹھیک اسی طرح ذہنی کسرت کے ان شعبہ جات کی کارکردگی اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اس نظریہ کے زیر اثر اس وقت کے معلم کچھ خاص

کلاسیک مضامین جیسے لیٹین، گریک، سنسکرت، ریاضی، جیومیٹری وغیرہ کے مطالعہ پر اس خیال سے زیادہ زور دینے لگے کہ ان مشکل اور پیچیدہ مضامین کو پڑھنے سے انسان کا ذہن تیز اور تربیت یافتہ ہو جائیگا اور اس طرح متعلم کو زندگی کے مسائل کو حل کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اسی نظریہ کو رسمی نظم و ضبط کا نظریہ یا ذہنی ڈسپلین کا نظریہ بھی کہا گیا۔ ان کے مطابق ریاضی اور منطق پڑھانے میں طلباء کے اندر منطقی اور تجرباتی سوچ میں اضافہ ہوتا ہے۔ کلاسیکی ادب جیسے کہ لاطینی، یونانی ادب، سنسکرت پڑھنے سے حافظہ بہتر ہوتا ہے جس کے مواد مضمون کو یاد رکھنے میں سہولت ہوتی ہے۔ اسی طرح تجرباتی سائنس کے ذریعہ طلباء میں مشاہدہ کرنے کی اہلیت میں اضافہ ہوتا ہے جس کو عام اور روزمرہ کی زندگی میں استعمال کیا جاسکتا ہے یعنی مراد یہ ہے کہ اس نظریہ کے مطابق طلباء کو پیچیدہ اور مشکل مضامین سیکھانے ان کے ذہنی شعبہ جات کا نشوونما، تربیت ہو جاتی ہے اور اس کے بعد کسی مسئلہ کے حل کرنے یا مہارت کو سیکھنا ایک طرح مثبت منتقلی کہلاتی ہے یہ نظریہ اپنے وقت میں کافی اہمیت کا حامل رہا۔ اس اصول کے مطابق سیکھنے کی منتقلی میں مواد مضمون کا نہیں بلکہ ان ذہنی صلاحیتوں کی منتقلی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ریاضی کی تدریس سے بچوں میں استدلال کی صلاحیت کی نشوونما کر دی جاتی ہے تو یہ استدلالی صلاحیت دیگر مضامین کے مطالعے میں معاون ہوتی ہے۔

(2) **مماثلی عناصر کا نظریہ (Theory of Identical Elements):** اس نظریہ کے موجد ماہر نفسیات تھارن ڈائک (Thorndike) ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ منتقلی ہمیشہ مخصوص ہوتی ہے نہ کہ عمومی۔ انھوں نے اس نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ جب دو مضامین یا مہارتوں میں کچھ یکساں اجزاء ہوتے ہیں تو ان میں منتقلی کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ جن مضامین یا مہارتوں میں یکساں اجزاء جتنے زیادہ ہوتے ہیں ان میں منتقلی کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ مثبت منتقلی بہتر طریقہ سے ہو یا ایک نئی مہارت یا مواد مضمون اور پرانی مہارت یا مواد مضمون کے درمیان یکساں اجزاء کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی مثبت منتقلی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

(3) **تعمیم کا نظریہ (Theory of Generalization):** اس نظریہ کے موجد ماہر نفسیات کارلس جڈ (Carls Judd) ہیں۔ ان کے مطابق ایک شخص جو کچھ ایک حالت میں سیکھتا ہے۔ اسکی دوسرے حالت میں منتقلی ممکن ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلی حالت میں وہ کچھ عمومی اصول کو بھی سیکھ لیتا ہے۔ جس کی تفہیم وہ دوسرے اور تیسرے حالت میں کر لیتا ہے۔ اس نظریہ کو بہتر طریقے سے سمجھانے کے لئے انہوں نے ایک تجربہ کیا۔ جس میں درجہ پانچ اور چھ کے طلباء کو دو گروپ میں بانٹا۔ ایک گروپ کو تجرباتی گروپ اور دوسرے گروپ کو کنٹرول گروپ بنایا۔ تجرباتی گروپ کو انعطاف کے اصولوں (Principles of Reflection) کی تفصیلی معلومات دی گئی جب کہ کنٹرول گروپ کو اس سے لاعلم رکھا گیا۔ دونوں گروپ پانی میں بارہ انچ کی گہرائی میں رکھے ایک ہدف پر نشانہ لگا کر مارنے کو کہا گیا۔ اور دونوں گروپ کو برابر کے مواقع فراہم کئے گئے نتیجتاً دیکھا گیا کہ دونوں گروپ کے نتیجے یکساں تھے۔ یعنی عمل انعطاف کی جانکاری ہونے کے باوجود بھی دونوں کے نتیجوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لیکن بعد میں تجربہ میں کچھ تبدیلی لائی گئی۔ اب دونوں گروپوں کو پانی میں چار انچ کی گہرائی پر رکھے ہدف کو نشانہ بنانا تھا۔ دونوں گروپ کے نتائج میں واضح ترقی پایا گیا۔ تجرباتی گروپ جن کو انعطاف کے اصولوں کی تعلیم دی گئی تھی ان کی کارکردگی کی کنٹرول گروپ سے کافی بہتر پائی گئی۔

(4) **عمومی اور خصوصی اجزاء کا نظریہ (Theory of General and Specific Factors):** اس اصول کے بانی ماہر نفسیات اسپیر

میں (Spearman) ہیں۔ اسپیرمین کے مطابق انسان میں دو طرح کی ذہانت عمومی (General) اور خصوصی (Specific) ہوتی ہے۔ عمومی ذہانت سے عمومی اہلیت کے سیکھنے کے لئے ہے اور خصوصی ذہانت سے خصوصی اہلیت سیکھتا ہے۔ اسپیرمین کے مطابق کسی مضمون یا مہارت کے سیکھنے میں جو عمومی اہلیت کی نشوونما ہوتی ہے اسی کی منتقلی کسی دوسرے مضمون یا مہارت کو سیکھنے میں ہوتی ہے مخصوص اہلیت کی نہیں۔ مثلاً ریاضی کے مطالعہ سے بچوں میں جو عمومی اہلیت کی نشوونما ہوتی ہے وہ سائنس کے مطالعے میں معاون ہوتی ہے۔

(5) نقل و حمل یا گیسٹالٹ کا نظریہ (Transposition/ Gestalt theory): یہ نظریہ گیسٹالٹ ماہرین کا ہے اس نظریہ کے مطابق انسان کسی بھی مضمون یا مہارت کو سیکھنے میں اپنی بصیرت کا استعمال کرتا ہے اور کسی بھی مضمون یا مہارت کو سیکھنے میں اس کی اس بصیرت کی نشوونما ہوتی ہے اور کسی دوسرے مضمون یا مہارت کے سیکھنے میں یہ بصیرت ہی منتقل ہوتی ہے۔ کوہلر نے مرغی کے بچے پر تجربہ کیا اس تجربہ میں اناج کے ٹکڑوں کو چھ اناج کے گولے پر اور چار اناج کے گولے پر بکھیر دیا گیا فرق اتنا ہی تھا کہ چار اناج کے گولے پر بکھرے ہوئے اناج کے ٹکڑے پر کچھ ایسی چیز لگا دی گئی جس سے کی دانہ گولی پر چپک جائے اور مرغی کا بچہ انکو کھانہ سکے مرغی کے بچوں نے چھ اناج کے گولے پر سے ہی کھانا سیکھ لیا اسکے بعد تین اناج کے گولے اور چار اناج کے گولے پر دانہ بکھیرا گیا۔ مرغی کے بچوں نے چار اناج کے گولے سے دانہ چن کر کھایا۔ کوہلر نے یہ نتائج اخذ کئے کہ مرغی کے بچوں نے محرکات کے درمیان رشتہ دیکھ کر اس پر رد عمل کرنا سیکھ لیا تھا اور اس کی منتقلی وہ دوسرے حالات میں بھی کر رہے تھے یعنی انہوں نے بڑے گولوں سے کھانا سیکھ لیا تھا۔

16.5 مثبت منتقلی اکتساب میں معلم کا کردار (Role of Teacher in Developing Positive Transfer)

- i. سیکھنے کی منتقلی میں معلم کے کردار کو مندرجہ ذیل نکات سے سمجھا جاسکتا ہے۔
منتقلی کے لیے جہاں تک نصاب کی تعمیر و تشکیل کا سوال ہے یہ کام تو ناظم تعلیم اور حکومت کا ہے لیکن معلم کو اتنا اور کرنا ہوتا ہے کہ وہ اس نصاب میں جو بامعنی اور مفید مواد ہے اس سے سیکھنے والوں کو متعارف کرائے اور اس مواد مضمون کو مخصوص ترتیب میں سیکھنے والوں کے سامنے پیش کریں۔
- ii. معلم کو چاہیے کہ متعلم کو کچھ بھی پڑھاتے سکھاتے وقت انہیں اپنی عمومی ذہانت کے استعمال کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرائیں۔ جس سے ان کی عمومی ذہانت کی نشوونما ہو سکے اور اس عمومی ذہانت کو آسانی کے ساتھ منتقل کیا جاسکے۔
- iii. معلم متعلم کو جو بھی پڑھائیں سکھائیں اسے صحیح طریقے سے انجام دیں۔ جس سے کہ متعلم کو اس کا واضح علم حاصل ہو سکے اور اس مواد مضمون پر عبور حاصل ہو سکے۔ ایسی حالت میں ہی سیکھنے کی منتقلی کے امکانات میں اضافہ ہوتا ہے۔
- iv. معلم متعلم کو اپنے سابقہ سیکھے ہوئے علم اور مہارت کو نئے سیکھے جانے والے علم اور مہارت کو سیکھنے میں استعمال کرنے کے لیے متحرک کریں۔
- v. معلم متعلم میں سیکھے ہوئے علم اور مہارت کے استعمال کے رجحانات کی نشوونما کریں۔
- vi. معلم کو متعلم میں مناسب تصورات اور اقدار کی نشوونما کرنا چاہیے جس سے کہ متعلم کے طرز عمل کو مستحکم کیا جاسکے۔

vii. معلم کو کچھ بھی پڑھاتے وقت متعلم کو تعلیم کے مواقع فراہم کرنا چاہیے۔ کیوں کہ اس تعلیم شدہ علم اور مہارت کی ہی منتقلی ہوتی ہے۔

viii. معلم کسی بھی مضمون کی تدریس یا مہارت کی تربیت کے وقت ایسے طریقوں کا استعمال کریں جن میں متعلم کو اپنے سابقہ علم اور مہارت کا استعمال کرنا پڑے۔

ix. معلم کو چاہئے کہ وہ متعلم کو اپنے سابقہ سیکھے ہوئے علم اور مہارت کا آزادی کیساتھ استعمال کرنے کا موقع فراہم کریں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1- اکتساب کی منتقلی کے ضمن میں تھارن ڈانک کا نظریہ لکھیں۔
2- گسٹالٹ کے نظریہ مطابق اکتساب کی منتقلی میں بصیرت کا کردار واضح کریں۔
3- منتقلی اکتساب میں معلم کا کردار کیا ہے تحریر کریں۔

16.6 حافظہ کا تصور اور تعریف (Meaning and Definition of Memory)

عموماً کسی سیکھے گئے مواد مضمون یا عمل کو ضرورت پڑنے پر دوبارہ یاد آنے کی استعداد کو حافظہ کہتے ہیں۔ حافظہ ایک ذہنی عمل ہے جو ہر جاندار میں کسی نہ کسی مقدار میں ضرور پایا جاتا ہے۔ جب کوئی انسان کسی چیز، مقام یا فرد کو دیکھتا ہے یا اپنے کسی دیگر حواس کے ذریعہ کوئی تجربہ حاصل کرتا ہے تو ان کے نقش نشانات (Code) کی صورت میں اس کے ذہن میں جمع ہو جاتے ہیں۔ ان یکجا تجربات کو ذہن کی شعور کی سطح پر لانے کے عمل کو ہی حافظہ کہتے ہیں۔

- وڈور تھ (Woo Worth) کے لفظوں میں، ”حافظہ سیکھی ہوئی چیز کا براہ راست استعمال ہے۔“
- ہل گارڈ (Hillgard) کے مطابق، ”حافظہ وہ ذہنی عمل ہے جس میں ماضی کے سیکھے گئے علم، تجربات یا مہارت کو دوبارہ یاد کیا جاتا ہے۔“

حافظہ کے عمل کے اقدام (Steps of Memory Process)

- 1- سیکھنا (Learning): حافظہ کا پہلا جزو سیکھنا ہے۔ جب ہم کسی عمل کو سیکھ لیتے ہیں تو وہ ہمارے ذہن میں محفوظ ہو جاتا ہے۔
- 2- احفاظ (Retention): حافظہ کے عمل کا دوسرا اہم جزو سیکھے گئے مواد مضمون کا احفاظ کرنا ہے۔ یعنی سیکھی ہوئی چیز کو طویل عرصے تک ذہن میں محفوظ کرنا یا مجتمع کرنا
- 3- باز آفرینی (Recall): سابقہ تجربات کو شعوری ذہن میں لانے کا عمل باز آفرینی ہے۔
- 4- شناخت (Recognition): شناخت کے ذریعہ سابقہ تجربات یا سیکھے ہوئے حقائق کو دیگر حقائق کے ساتھ جوڑ کر یا ان سے علیحدہ کر کے اسے بالکل واضح صورت میں سمجھا جاتا ہے۔

جزوقتی حافظہ (Short term memory): جزوقتی حافظہ کو فعال حافظہ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ جن اطلاعات سے ہم ابھی آگاہ ہیں یا جن کے بارے میں سوچ رہے ہیں وہ جزوقتی حافظہ ہے۔ فعال حافظہ میں اطلاعات تقریباً 20 سے 30 سیکنڈ تک ہی رہتی ہیں۔ جزوقتی حافظہ کی زیادہ تر چیزیں ہم بھول جاتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم اسکو طویل مدتی حافظہ میں منتقل نہ کر لیں۔ اس طرح کے حافظہ میں موجود اطلاعات کا ذہن میں اچھی طرح پروسیس ہوتا ہے اور اس کا معنی نکال کر اس کے لیے مطلوبہ رد عمل دیا جاتا ہے۔ ذہن میں اطلاعات کے پروسیس کرنے کے لیے تین طریقوں کا استعمال عام طور پر کیا جاتا ہے۔

- a. اطلاعات یا علم کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں ذہن میں encoding کرنا۔
 - b. حاصل کردہ اطلاعات چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ پروسیس کرنا۔
 - c. مہارتوں کے انداز میں ان اطلاعات کی تب تک مشق کرنا جب تک کہ وہ خود کار یا غیر ارادی فعل نہ بن جائیں۔
- طویل مدتی حافظہ (Long term memory):** طویل مدتی حافظہ سے مراد اطلاعات کا مسلسل چلنے والا مجموعہ ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے یہ ایسا حافظہ ہوتا ہے جس میں حصول کی گئی معلومات و اطلاعات کو بہت لمبے عرصہ تک اچھی طرح مجتمع کر کے رکھا جاسکتا ہے۔ یہ اطلاعات دیر پایا مستحکم انداز میں ذہن میں موجود رہتی ہیں۔ ان اطلاعات کو مجتمع اور مرتب کرنے میں ہمارا ذہن مختلف تکنیکوں کا استعمال کرتا ہے۔ ذہن میں اطلاعات زبانی اور علامتی شکل میں محفوظ کی جاتی ہے۔ ان اطلاعات کی زیادہ تر آگاہی (Awareness) ہمیں بنی رہتی ہے، لیکن جب ان کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ فعال حافظہ میں لائی جاسکتی ہیں۔ ان میں سے کچھ معلومات و اطلاعات آسانی سے فعال حافظہ میں لائی جاسکتی ہے مگر کچھ ہمارے ذہن میں ہی معدوم ہو جاتی ہیں جن کی باز آفرینی نسبتاً مشکل ہوتی ہے۔

عمدہ حافظہ کی خصوصیات (Characteristics of Good Memory)

اچھے حافظہ کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہوتی ہیں۔

- i. تیزی سے سیکھنا
- ii. سیکھے گئے مواد مضمون کو منظم کرنا
- iii. اچھی قوت یادداشت
- iv. تیز بازیافت
- v. درست شناخت
- vi. غیر ضروری باتوں کو بھولنا

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)

- 1- حافظہ کی تعریف بیان کریں۔
- 2- حافظہ کے عمل کے اقدام لکھیں۔
- 3- اچھے حافظہ کی خصوصیات بتائیں۔

16.8 بھولنا (نسیان) کا مفہوم اور تعریف (Meaning and Definition of Forgetting)

عموماً سیکھے گئے مواد مضمون یا عمل کو ضرورت پڑنے پر دوبارہ یاد نہ کر پانے کی حالت کو بھولنا کہتے ہیں۔ یعنی کوئی فرد جن حقائق، تجربات یا واقعات کو حفظی نشانات کی صورت میں اپنے دماغ میں محفوظ کرتا ہے اور ضرورت پڑنے پر انہیں دوبارہ شعوری ذہن پر لانے سے قاصر ہوتا ہے اس ذہنی عمل کو بھولنا یا نسیان کہتے ہیں۔

• من (Munn) کے مطابق، ”سیکھے گئے حقائق کو حفظ کرنے یا یاد کرنے کے بعد انہیں دوبارہ بازیافت کرنے کی ناکامی کو نسیان (بھولنا) کہتے ہیں۔“

• مان (Mann) کے مطابق، ”پہلے سے سیکھی گئی کسی چیز کا دہرانے یا پہچاننے کی اہلیت کا عارضی طور پر یا مستقل طور پر ختم ہو جانا نسیان کہلاتا ہے۔“

• بھائی (Bhatia) کے مطابق، ”نسیان سے مراد کسی انسان کی کسی واقعہ یا مواد کو شعور کی سطح پر لانے میں ناکامی سے ہے۔“

• ڈریور (Draver) کے مطابق، ”کسی وقت کو شش کرنے پر بھی کسی سابقہ تجربات کو یاد کرنے یا پہلے سے سیکھے ہوئے عمل کو یاد کرنے میں ناکام ہونا ہی نسیان (بھولنا) ہے۔“

16.9 نسیان کی وجوہات (Causes of Forgetting)

نسیان یا بھولنے کے درج ذیل وجوہات ہیں:

- i. عدم استعمال (Disuse): جب کوئی ذی روح کچھ سیکھتا ہے تو اس کے دماغ میں حافظہ کے نقوش بن جاتے ہیں۔ ان حافظہ کے نقوش کی مدد سے ہی فرد سیکھے گئے تجربہ کو یاد رکھتا ہے۔ لیکن اگر انہیں دہرائے نہیں تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ حافظہ کے نقوش بھی مندمل یا بالکل ہوتے جاتے ہیں اور اسکی باز آفرینی کرنا مشکل یا ناممکن ہو جاتا ہے۔
- ii. مداخلت (Interference): انسان کے دماغ میں لاتعداد حافظہ کے نقوش موجود ہوتے ہیں کبھی کبھی وہ ایک دوسرے میں اتنا گھل مل جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں نقوش غیر واضح ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ یہ مداخلت دو طرح کی ہوتی ہے پس کاری مداخلت اور پیش کاری مداخلت۔
- iii. انسداد یا ضبط (Repression): ماہر نفسیات فرائڈ کے مطابق انسان کو اپنی زندگی میں جو دردناک تجربات ہوتے ہیں اسے وہ

- بھولنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیوں کہ جب بھی وہ اسے یاد کرتا ہے اس کے لیے پریشانی کا باعث ہوتی ہے۔
- iv. دماغی چوٹ یا بیماری (Brain Injury or Disease): کبھی کبھی دماغی چوٹ یا بیماری، ذہنی تضادم وغیرہ وجوہات سے بھی سیکھی گئی باتیں انسان بھول جاتا ہے۔
- v. اکتسابی مواد کی نوعیت (Nature of Learned Material): بامعنی مواد زیادہ وقت تک یاد رہتا ہے۔ اس کے برعکس بے معنی مواد بہت جلد بھول جاتے ہیں۔
- vi. اکتسابی طریقہ کار (Methods of Learning): غیر دلچسپ تدریسی طریقوں کے ذریعے سیکھا گیا مواد بہت جلد بھول جاتا ہے۔
- vii. وقفہ (Time Lag): جب کسی مواد مضمون کو یاد کیے ہوئے یا سیکھے ہوئے لمبا عرصہ گزر جاتا ہے اور اس عرصے میں اس کا استعمال بہت کم ہوتا ہے تو وہ مواد بہت جلد بھول جاتا ہے۔
- viii. منشیات کا اثر (Intoxication): جب کوئی انسان منشیات کا استعمال کرتا ہے تو وہ منشیات بھی اسکے حافظہ پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔

16.10 حفظ (یاد) کرنے کے طریقے (Methods of Memorization)

- حفظ کرنے کے اہم طریقے مندرجہ ذیل ہیں:
- i. کلی طریقہ (Whole Method): جب کوئی فرد مکمل مواد مضمون کو ایک ساتھ یاد کرتا ہے تو اس طرح سے حفظ کرنے کے طریقے کو کلی طریقہ کہتے ہیں۔ زیادہ عقل مند بچوں کے لیے کلی طریقے سے یاد کرنا موثر ہوتا ہے۔
- ii. جزوی طریقہ (Part Method): جب کوئی فرد کسی مواد مضمون کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے انہیں الگ الگ حفظ کرتا ہے تو اس طرح سے حفظ کرنے کے طریقے کو جزوی طریقہ کہتے ہیں۔ کند ذہن بچوں کے لیے یہ طریقہ مناسب ہوتا ہے۔
- iii. مخلوط طریقہ (Mixed Method): جب کوئی فرد کسی مواد مضمون جس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اس کو حفظ کرنے کے لئے کلی طریقہ اور جزوی طریقہ دونوں کا استعمال کرتا ہے تو اس طرح حفظ کرنے کے طریقے کو مخلوط طریقہ کہتے ہیں۔ ماہرین نفسیات اپنے تجربات سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ جب مواد مضمون کافی طویل ہو تو مخلوط طریقہ زیادہ موثر ہوتا ہے۔ اگر کسی فرد کے لیے مواد مضمون بامعنی ہے تو کلی طریقہ زیادہ مناسب رہتا ہے۔ اگر مضمون مشکل ہے تو جزوی طریقہ بہتر ہوتا ہے۔
- iv. وقفے کا طریقہ (Spaced Method): جب فرد کسی مواد مضمون کو یاد کرنے کے درمیان وقفہ رکھ کر اسے دہراتا ہے تو اس طریقے کو وقفہ (ٹھہراؤ) کا طریقہ کہتے ہیں۔ یہ طریقہ مستحکم حافظہ کے لیے عمدہ ہوتا ہے۔ اس طریقے سے حفظ کرنے میں تکان کم ہوتی ہے اور پوری استعداد سے حفظ (یاد) کرنے کا موقع ملتا ہے۔
- v. مسلسل طریقہ (Unspaced Method): جب کوئی فرد کسی مواد مضمون کو بنا کسی وقفے کے مسلسل حفظ کرتا ہے تو اس طرح حفظ کرنے کے طریقے کو مسلسل طریقہ کہتے ہیں۔ اس طریقے میں بنا آرام کیے مواد مضمون کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ

فوری حافظے کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

- .vi سرگرم طریقہ (Active Method): اس طریقے میں اکتسابی مواد کو بول بول کر یاد کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ ابتدائی درجہ کے بچوں کے لیے مناسب ہوتا ہے۔ بول بول کر حفظ کرنے سے بچوں کے تلفظ میں بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔
- .vii جامد طریقہ (Passive Method): اس طریقے میں فرد بنا بولے من ہی من میں مواد مضمون کو دہراتا ہے۔ یہ طریقہ اعلیٰ جماعت کے طلباء اور بالغوں کے لیے مناسب ہوتا ہے۔
- .viii تصوراتی ارتباط کا طریقہ (Method of Association of Ideas): اس طریقے میں حفظ کیے جانے والے مواد کا دیگر چیزوں سے تعلق قائم کر لیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے اکتسابی مواد کا حافظہ تیزی سے ہوتا ہے اور وہ طویل عرصے تک حافظے میں مجتمع رہتا ہے۔
- .ix قرأت کا طریقہ (Recitation Method): اس طریقے میں فرد مواد مضمون کو با آواز پڑھتا ہے اور پھر کتاب بند کر کے اس کی بازیافت کرتا ہے۔ ماہرین نفسیات نے اپنے تجربات سے مسلسل پڑھنے کی بہ نسبت قرأت کے طریقے کو زیادہ مفید مانا ہے۔ دیگر ماہرین نفسیات کے تجربات کے نتائج بھی یہ بتاتے ہیں کہ اس سے مواد کی بازیافت کرنے میں اضافہ ہوتا ہے۔

16.11 بچوں کا حافظہ بڑھانے کی ترکیب (Means of Improving Memory of Child)

- زیادہ تر ماہرین نفسیات کا یہ خیال ہے کہ حافظہ ایک پیدائشی صلاحیت ہے۔ اس میں اضافہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن کچھ ماہرین نفسیات کا یہ خیال ہے کہ حافظے میں کچھ حد تک اصلاح کی جاسکتی ہے۔ اس کی اہم تر اکیب مندرجہ ذیل ہیں۔
- i. منظم مواد مضمون اور حسب مطابق مواد مضمون پیش کرنے سے تیزی سے حفظ ہوتا ہے اور مختصر وقت میں ہی زیادہ مواد حفظ کیا جاسکتا ہے۔
- ii. مواد مضمون پر ذہن یکسو کرنے سے چیزیں اچھی طرح سمجھ میں آ جاتی ہیں اور تیزی سے حفظ ہوتا ہے۔
- iii. نئے علم کا سابقہ علم سے تعلق قائم کرنے سے بھی حافظے میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔
- iv. با مقصد مواد ہونے پر حفظ کرنے کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- v. مواد مضمون کو استدلالی طریقے سے پیش کرنے سے بھی حافظے میں اضافہ ہوتا ہے۔
- vi. بار بار دہرانے سے حافظے کی قوت میں طویل عرصے تک اضافہ کیا جاسکتا ہے۔
- vii. سیکھنے اور حفظ کرنے میں ارتباط کے اصولوں کا عمل کرنے سے حافظہ کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- viii. جدید ماہرین نفسیات اور ماہرین تعلیم کے ذریعے ایسے کھیلوں اور آلات کو ایجاد کیا گیا ہے جس کا بار بار استعمال کرنے سے حافظے میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ix. مختلف طرح کی ذہنی ورزشوں جیسے دھیان و یکسوئی کی ورزشوں سے حافظے کی قوت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

قطعہ (chunking): ملر کا ماننا تھا کہ قطعہ یا (chunking) کے ذریعہ انسان اپنے حافظہ کو موثر بنا سکتا ہے۔ بہتر حافظہ کے لیے اطلاعات کو با معنی قطعے میں تقسیم کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ملر کے مطابق انسانی ذہن بالکل ایک کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے۔ کمپیوٹر کی طرح ہی اطلاعات کو Input کے طور پر لیتا ہے، اس کو پروسیس کرتا ہے، اس میں مطلوبہ تبدیلی لاتا ہے، اس کے بعد اپنے حافظہ میں مجتمع کرتا ہے اور مرتب کر کے حسب ضرورت اس کی بازیافت کر لیتا ہے۔ چکنگ دراصل اطلاعات کو ذہن میں مرتب کرنے کا ایک عمل ہے۔ اس کے ذریعہ کوئی بھی شخص اطلاعات کو چھوٹے چھوٹے گروپ میں تقسیم کر کے اس کو ایک با معنی شکل دیکر ذہن میں محفوظ رکھتا ہے۔ حافظہ کو موثر بنانے کی ایک تکنیک کے طور پر بھی آج کل اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ اطلاعات ایک دوسرے سے مربوط ہوتی ہیں، اس لیے اطلاعات کو چکنگ کی شکل میں محفوظ کرنے سے اس کی باز آفرینی بھی نسبتاً آسان ہو جاتی ہے۔ ایسا بھی مانا جاتا ہے کہ اعلیٰ و قونی کی سطح کے عمل میں بھی اطلاعات کو قطعہ کے انداز میں مرتب کیا جاتا ہے۔ چونکہ فرد کے ادراک اور سابقہ تجربات پر منحصر کرتے ہیں اس لیے ان قطعہ کی حیثیت ہر فرد میں مختلف ہوتی ہے۔

ارتباط (Association): موجودہ علم سے ربط بناتے ہوئے نئے علم کا انجذاب کرنا معلومات کو حفظ کرنے کا ایک اور مددگار طریقہ ہے۔ اس میں دو غیر متعلقہ اشیا کے درمیان کوئی تعلق جوڑ کر ان کو یاد رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، اباد شاہ اکبر کی پیدائش (1542) بھارت چھوڑو تحریک (1942) سے 400 سال قبل ہوئی تھی۔

بصری اشارے (Visual Cues): تصوراتی نقشے، گراف، اور تصاویر جیسے بصری ٹولز کا استعمال حافظہ کے لیے فائدہ مند ہوتے ہیں۔ گراف اور چارٹ معلومات کو بھی آسان بناتے ہیں، جس سے اسے سمجھنا اور بعد میں یاد کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ بصری سیکھنے والوں کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ معلومات کو دیر پا برقرار رکھنے کے لیے ایک بہترین تکنیک ہونے کے علاوہ، بصری اشارے مقامی حافظہ (Spatial Memory) کو بڑھانے کے لیے بھی بہترین ہیں۔

فن حفظ (Mnemonics): یادداشت کے آلات کا استعمال جیسے مخففات، پہیلیاں، اور نظمیں، طویل مدت تک یاد رکھنے کا ایک اچھا طریقہ ہے۔ مثال کے طور پر آپ کو عہد وسطی کی تاریخ میں سلاطین کے خاندانوں کے نام ترتیب سے یاد کرنے ہیں۔ غلام، خلجی، تغلق، سید، لودھی، مغل کے لئے کوئی ایک شعر یا مخفف بن سکتا ہے جیسے 'غم خریدتے تھے سب لوگ میرے'۔ مزید بصری سیکھنے والوں کے لیے، ایک اور یادداشت کا آلہ استعمال کر سکتے ہیں وہ ہے 'حافظہ محل بنانا'۔ یہ ایک خیالی جگہ ہے (یہ ایک گھریا جانا پہچانا مقام ہو سکتا ہے) جہاں آپ یادداشت کی تصاویر محفوظ کر سکتے ہیں۔ اس کے پیچھے خیال یہ ہے کہ آپ معلومات کو یاد کرنے کے لیے اپنے ذہن میں سفر کرتے ہیں۔

تفصیلی مشق (Elaborative Rehearsal): فرگس کریک اور رابرٹ لاک ہارٹ (1972) نے اپنے ایک مشہور مضمون میں تحریر کیا ہے کہ جس معلومات پر ہم زیادہ گہرائی سے غور و فکر و کارروائی کرتے ہیں وہ طویل مدتی یادداشت میں جاتی ہے۔ ان کی تھیوری کو لیول آف پروسیسنگ (Level of Processing) کہا جاتا ہے۔ اگر ہم معلومات کے کسی ٹکڑے کو یاد رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کے بارے میں

مزید گہرائی سے سوچنا چاہیے اور اسے مزید با معنی بنانے کے لیے اسے دوسری معلومات اور یادوں سے جوڑنا چاہیے۔
تلخیص (Summarization): زیادہ لمبے مواد کو مختصر کر کے ان کے مرکزی نکات یا خلاصہ بنا کر حفظ کرنے کو آسان بناتا ہے۔ عام طور
 طلباء یاد کرنے کے لئے مختصر آؤٹس بناتے ہیں۔ پھر اس میں سے اہم نکات کا خلاصہ بنا کر حفظ کر لیتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check our Progress)
1- نسیان کا مفہوم بیان کریں۔
2- انسان کیوں بھول جاتا ہے؟ بحث کریں۔
3- بطور معلم آپ طلباء کی یادداشت کو بہتر بنانے کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ بیان کریں۔

16.13 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں سیکھنے کی منتقلی اور حافظے کے عمل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سیکھنے کی منتقلی سے مراد یہ ہے کہ ایک حالت میں حاصل کردہ علم یا مہارت کسی دوسری حالت میں سیکھنے کو آسان بنائے۔ یہ منتقلی مثبت بھی ہو سکتی ہے جب پہلے سے سیکھی گئی مہارت نئی مہارت کو سہارا دیتی ہے، اور منفی بھی جب پرانی معلومات نئی سیکھنے میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ اس کے علاوہ متوازی، عمودی، جانبی اور دو جانبی منتقلی کی صورتیں بھی موجود ہیں۔ منتقلی کی وضاحت کے لیے ماہرین نے مختلف نظریات پیش کیے، جیسے ذہنی صلاحیتوں کا نظریہ جو یہ کہتا ہے کہ حافظہ، مشاہدہ اور منطق جیسے ذہنی شعبے مشق سے مضبوط ہوتے ہیں اور ان کی منتقلی نئی سیکھنے میں مددگار بنتی ہے۔ اسی طرح مماثلی عناصر کے نظریے میں کہا گیا کہ جب دو مضامین یا مہارتوں میں مشترکہ اجزاء ہوں تو ان میں منتقلی زیادہ ہوتی ہے۔ تعلیم کے نظریے کے مطابق ایک حالت میں سیکھے گئے عمومی اصول دوسری حالت میں بھی لاگو ہوتے ہیں، جب کہ گسٹالٹ نظریہ بصیرت کو بنیاد مانتا ہے اور اسے مختلف مضامین میں منتقل ہونے والی قوت قرار دیتا ہے۔ معلم کا کردار اس میں نہایت اہم ہے کہ وہ تدریس میں ایسے حالات پیدا کرے جو مثبت منتقلی کو بڑھا سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ حافظہ کے عمل پر بھی گفتگو کی گئی ہے جسے کسی سیکھے گئے مواد کو ضرورت پڑنے پر یاد کرنے کی صلاحیت کہا جاتا ہے۔ اس عمل میں سیکھنا، احفاظ، باز آفرینی اور شناخت شامل ہیں۔ حافظہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: فعال یا جزوقتی حافظہ، جس میں معلومات چند سیکنڈ تک رہتی ہیں، اور طویل مدتی حافظہ، جس میں معلومات لمبے عرصے تک محفوظ رہتی ہیں۔ نسیان یا بھولنے کو سیکھے گئے مواد کو یاد نہ رکھ پانے کی کیفیت کہا گیا ہے، جس کی کئی وجوہات ہیں جیسے عدم استعمال، مداخلت، دماغی چوٹ، بیماری، وقفہ یا منشیات کا اثر۔ یادداشت کو بہتر بنانے کے لیے مختلف طریقے بھی بیان کیے گئے ہیں، جیسے معلومات کو با معنی حصوں میں تقسیم کرنا، نئے علم کو پرانے علم سے جوڑنا، یادداشت کے آلات کا استعمال، بار بار مشق کرنا اور تلخیص بنانا۔ اس طرح یہ اکائی نہ صرف سیکھنے کی منتقلی کو واضح کرتی ہے بلکہ حافظہ کو مضبوط بنانے اور نسیان سے بچنے کی راہیں بھی دکھاتی ہے۔

- سیکھنے کی منتقلی کا مطلب ہے کسی ایک حالت میں سیکھے ہوئے علم اور مہارتوں کا دیگر حالت میں سیکھے جانے والے علم اور مہارتوں کے سیکھنے میں استعمال ہونا ہے۔
- اکتساب میں منتقلی کئی طرح سے ہوتی ہے۔ جیسے مثبت منتقلی یعنی جب کسی ایک شعبے میں سیکھا ہوا علم یا مہارت کسی دوسرے شعبے میں سیکھے جانے والے علم یا مہارت کے سیکھے جانے میں معاون ہو۔
- جب پہلے سے سیکھی گئی مہارت مواد مضمون نئی مہارت یا مواد مضمون کو سیکھنے میں رکاوٹ ڈالے تو اس کو منفی منتقلی اکتساب کہا جاتا ہے۔ اسی طرح متوازی منتقلی، عمودی منتقلی، جانبی منتقلی، دو جانبی منتقلی بھی اکتساب کی منتقلی کے اقسام ہیں۔
- منتقلی کی وضاحت کرنے کے لئے ماہرین نے کچھ اہم نظریات دئے۔ ذہنی صلاحیتوں کے نظریہ کے مطابق انسان کے ذہن میں کچھ الگ شعبہ ہوتے ہیں جیسے حافظہ، مشاہدہ، منطق وغیرہ۔ جن کو مشق کے ذریعہ بہتر اور مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق طلباء کو پیچیدہ اور مشکل مضامین سیکھانے ان کے ذہنی شعبہ جات کا نشوونما، تربیت ہو جاتی ہے اور اس کے بعد کسی مسئلہ کے حل کرنے یا مہارت کو سیکھنا ایک طرح مثبت منتقلی کہلاتی ہے یہ نظریہ اپنے وقت میں کافی اہمیت کا حامل رہا۔ اس اصول کے مطابق سیکھنے کی منتقلی میں مواد مضمون کا نہیں بلکہ ان ذہنی صلاحیتوں کی منتقلی ہوتی ہے۔
- مماثلتی عناصر نظریہ کے مطابق جب دو مضامین یا مہارتوں میں کچھ یکساں اجزاء ہوتے ہیں تو ان میں منتقلی کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ جن مضامین یا مہارتوں میں یکساں اجزاء جتنے زیادہ ہوتے ہیں ان میں منتقلی کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔
- تعلیم کے نظریہ کے مطابق ایک شخص جو کچھ ایک حالت میں سیکھتا ہے۔ اسکی دوسرے حالت میں منتقلی ممکن ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلی حالت میں وہ کچھ عمومی اصول کو بھی سیکھ لیتا ہے۔ جس کی تفہیم وہ دوسرے اور تیسرے حالت میں کر لیتا ہے۔
- گسٹالٹ نظریہ کے مطابق انسان کسی بھی مضمون یا مہارت کو سیکھنے میں اپنی بصیرت کا استعمال کرتا ہے اور کسی بھی مضمون یا مہارت کو سیکھنے میں اس کی اس بصیرت کی نشوونما ہوتی ہے اور کسی دوسرے مضمون یا مہارت کے سیکھنے میں یہ بصیرت ہی منتقل ہوتی ہے۔
- معلم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ تدریس میں ایسے حالات پیدا کرے کہ اکتساب میں زیادہ سے زیادہ مثبت منتقلی ہو سکے۔
- کسی سیکھے گئے مواد مضمون یا عمل کو ضرورت پڑنے پر دوبارہ یاد آنے کی استعداد کو حافظہ کہتے ہیں۔
- حافظہ کے عمل کے اقدام میں سیکھنا، احفاظ، باز آفرینی، شناخت شامل ہیں۔
- حافظہ کی دو اقسام ہوتی ہیں۔ جزوقتی حافظہ یا فعال حافظہ اور طویل مدتی حافظہ۔ فعال حافظہ میں اطلاعات تقریباً 20 سے 30 سیکنڈ تک ہی رہتی ہیں۔ طویل مدتی حافظہ سے مراد اطلاعات کا مسلسل چلنے والا مجتمع ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے یہ ایسا حافظہ ہوتا ہے جس میں حصول کی گئی معلومات و اطلاعات کو بہت لمبے عرصہ تک اچھی طرح مجتمع کر کے رکھا جاسکتا ہے۔

- سیکھے گئے حقائق کو حفظ کرنے یا یاد کرنے کے بعد انہیں دوبارہ بازیافت کرنے کی ناکامی کو نسیان (بھولنا) کہتے ہیں۔
- نسیان یا بھولنے کے مختلف وجوہات ہوتے ہیں جیسے کہ عدم استعمال، مداخلت، انسداد یا ضبط، دماغی چوٹ یا بیماری، اکتسابی مواد کی نوعیت، اکتسابی طریقہ کار، وقفہ، منشیات کا اثر وغیرہ۔
- حفظ کرنے کے موثر طریقوں میں قطعہ یعنی اطلاعات کو با معنی قطعات میں تقسیم کرنا، ارتباط یعنی موجودہ علم سے ربط بناتے ہوئے نئے علم کا انجذاب کرنا، یادداشت کے آلات کا استعمال جیسے محففات، پہیلیاں، اور نظمیں، تفصیلی مشق اور تلخیص ہیں۔

16.15 فرہنگ (Glossary)

- **منتقلی اکتساب**۔ مخصوص حالات میں سیکھے گئے علم، مہارتوں، عادتوں، رجحانوں اور دیگر سرگرمیوں کا کسی دیگر حالت میں استعمال کرنا منتقلی اکتساب کہلاتا ہے۔
- **مثبت منتقلی** جب کسی ایک شعبے میں سیکھا ہوا علم یا مہارت کسی دوسرے شعبے میں سیکھے جانے والے علم یا مہارت کے سیکھے جانے میں معاون ہوتا ہے تو اسے مثبت منتقلی کہتے ہیں
- **منفی منتقلی**۔ جب پہلے سے سیکھی گئی مہارت مواد مضمون نئی مہارت یا مواد مضمون کو سیکھنے میں رکاوٹ ڈالے تو اس کو منفی منتقلی اکتساب کہا جاتا ہے۔
- **متوازی منتقلی**۔ جب کسی ایک ہی سطح کی جماعت میں کسی ایک شعبے میں سیکھا ہوا علم مہارت اسی جماعت کے کسی دوسرے شعبے میں سیکھنے جانے والے علم یا مہارت میں معاون ہوتا ہے تو اسے متوازی منتقلی کہتے ہیں۔
- **عمودی منتقلی**۔ جب سیکھی ہوئی مہارت اعلیٰ سطح کی مہارت سیکھنے میں سہولت دے تو اسے عمودی منتقلی کہا جاتا ہے۔
- **حافظہ**۔ حافظہ وہ ذہنی عمل ہے جس میں ماضی کے سیکھے گئے علم، تجربات یا مہارت کو دوبارہ یاد کیا جاتا ہے۔
- **جزوقتی حافظہ**۔ جن اطلاعات سے ہم ابھی آگاہ ہیں یا جن کے بارے میں سوچ رہے ہیں وہ جزوقتی حافظہ ہے۔
- **طویل مدتی حافظہ** میں حصول کی گئی معلومات و اطلاعات کو بہت لمبے عرصہ تک اچھی طرح مجتمع کر کے رکھا جاسکتا ہے۔
- **نسیان یا بھولنا**۔ پہلے سے سیکھی گئی کسی چیز کا دہرانے یا پہچاننے کی اہلیت کا عارضی طور پر یا مستقل طور پر ختم ہو جانا نسیان کہلاتا ہے۔

16.16 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- 1۔ جب کسی ایک شعبے میں سیکھا ہوا علم یا مہارت کسی دوسرے شعبے میں سیکھے جانے والے علم یا مہارت کے سیکھے جانے میں معاون ہوتا ہے تو اسے ---- کہتے ہیں۔

(b) مثبت منتقلی

(d) عمودی منتقلی

(a) منفی منتقلی

(c) دو جانبی منتقلی

2- گیگنے نے کس منتقلی اکتساب کو سیڑھی کے اوپر چڑھنے کے عمل کی طرح مانا ہے۔

(b) جانبی منتقلی اکتساب

(d) متوازی منتقلی اکتساب

(a) عمودی منتقلی اکتساب

(c) مثبت منتقلی اکتساب

3- کس حافظہ کو فعال حافظہ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے

(b) جزوقتی حافظہ

(d) ان میں سے کوئی نہیں

(a) طویل مدتی حافظہ

(c) حسی حافظہ

4- فعال حافظہ میں اطلاعات ---- ہی رہتی ہیں۔

(b) تقریباً 10 سے 20 سیکنڈ تک

(d) تقریباً 50 سے 60 سیکنڈ تک

(a) تقریباً 5 سے 10 سیکنڈ تک

(c) تقریباً 20 سے 30 سیکنڈ تک

5- جب کوئی فرد مکمل مواد مضمون کو ایک ساتھ یاد کرتا ہے تو اس طرح سے حفظ کرنے کے طریقے کو ---- کہتے ہیں۔

(b) دفنی طریقہ

(d) کلی طریقہ

(a) جزوی طریقہ

(c) مخلوط طریقہ

6- منتقلی اکتساب کے مماثل عناصر کا نظریہ کے موجد۔

(b) تھارن ڈانک

(d) وڈور تھ

(a) وائیگوتسکی

(c) نیل فلمینگ

7- منتقلی اکتساب کے تعیم کا نظریہ کے موجد

(b) کوہلر

(d) کارلس جڈ (Carls Judd)

(a) وائیگوتسکی

(c) بندورا

8- ذیل میں سے کون سا حفظ کرنے کا طریقہ نہیں ہے

(b) ارتباط (Association)

(d) بصری اشارے (Visual Cues)

(a) قطعہ (chunking)

(c) مماثلی طریقہ

9- سابقہ تجربات کو شعوری ذہن میں لانے کا عمل --- کہلاتا ہے۔

(b) احفاظ

(d) ارتباط

(a) بازآفرینی

(c) شناخت

10- یاد کرنے کا سرگرم طریقہ کن درجات کے بچوں کے لیے مناسب ہوتا ہے۔

- (a) اعلیٰ درجات
(b) ثانوی درجات
(c) ابتدائی درجہ
(d) سب درجات کے لئے

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

- 1- اکتساب کی منتقلی کے تصور کی وضاحت کریں۔
- 2- منتقلی اکتساب کے اقسام کی فہرست سازی کریں۔
- 3- اکتساب میں معاون منتقلی کی مع مثال نشاندہی کریں۔
- 4- بطور معلم آپ اکتساب کی منتقلی میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں واضح کریں۔
- 5- حافظہ کی جامع تعریف تحریر کریں۔
- 6- حافظہ کی اقسام بیان کریں۔
- 7- نسیان کو کم کرنے کی تراکیب تحریر کریں۔
- 8- حفظ کرنے کے موثر طریقہ لکھیں۔
- 9- طلباء کی مدد سے کسی ایک سبق کے اہم نکات کے Mnemonics بنائیں۔
- 10- عمدہ حافظہ کسے کہتے ہیں؟ آپ ایسے بچوں کی نشاندہی کیسے کریں گی؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

- 1- اکتساب کی منتقلی کا مفہوم تعریف بیان کرتے ہوئے اسکے اقسام کو مفصل انداز میں تحریر کریں۔
- 2- منتقلی اکتساب کے نظریات کی وضاحت کریں
- 3- حافظہ کا تصور اور حافظہ کے عمل کے اقدام تحریر کریں۔
- 4- نسیان کا تصور اور اسکے وجوہات پر تفصیلی گفتگو کریں۔
- 5- آپ اپنے طلباء کے حافظہ بڑھانے کے لئے کیا حکمت عملی استعمال کر سکتے ہیں؟ مختصراً تحریر کریں۔
- 6- حفظ کرنے کے طریقوں کو بیان کرتے ہوئے آپ جس طریقہ کو موثر مانتے ہیں اسکی وضاحت کریں۔
- 7- جب دو مضامین یا مہارتوں میں کچھ یکساں اجزاء ہوتے ہیں تو ان میں منتقلی کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ وضاحت کریں۔
- 8- معلم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ تدریس میں ایسے حالات پیدا کرے کہ اکتساب میں زیادہ سے زیادہ مثبت منتقلی ہو سکے۔ بحث کریں۔

معروضی سوالات کے جوابات کی کلید (Answer Key of MCQs)

(d) .5	(c) .4	(b) .3	(a) .2	(b) .1
(c) .10	(a) .9	(c) .8	(d) .7	(b) .6

16.17 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

- 1- Aggarwarl, J.C. (2007), Basic Ideas in Educational psychology. New Delhi: Shipra Publication
- 2- Chuhan, S.S. (1995), Advanced Educational Psychology New Delhi :Vikas Publishing Home
- 3- Khan, A.N. & Husain, S.M.(2021) Taleemi Nafsiyat ke pehlu.Aligarh: Educational Book House
- 4- Mangal S.K. (2022), Advanced Educational Psychology. Delhi: PHI learning
- 5- Woolfolk, A. (2013). Educational Psychology (13th ed.). Upper Saddle River, NJ: Pearson.

نمونہ امتحانی سوالات

(Model Examination Questions)

متعلم کی نفسیات اور اکتساب

وقت: 3 گھنٹے Time : 3 Hours

جملہ نشانات: 70 Maximum Marks

ہدایات:

یہ پرچہ تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر حصہ کے لیے علیحدہ الفاظ کی تعداد اشارہ ہے۔ تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے۔

1. حصہ اول میں 10 لازمی سوالات ہیں جو کثیر انتخابی سوالات / خالی جگہ پر کرنا / مختصر جواب والے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔

ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔ (Marks 10=1×10)

2. حصہ دوم میں 8 سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی پانچ سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دو سو (200) الفاظ پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 6 نمبرات مختص ہیں۔ (Marks 30=6×5)

3. حصہ سوم میں 5 سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی تین سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو (500) الفاظ پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ (Marks 30=10×3)

حصہ اول

سوال (1):

(i) نفسیات کسے کہتے ہیں

(a) دماغ کا مطالعہ (b) طرز عمل کا مطالعہ (c) شعور کا مطالعہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

(ii) تجرباتی نفسیات کا موجد کسے کہا جاتا ہے؟

(a) ٹولمین (Tolman) (b) ونڈٹ (Wundt) (c) ہول (Hull) (d) بورنگ (Boring)

(iii) نشوونما پر کون سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں؟

(a) توارث (b) ماحول (c) (a) اور (b) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

(iv) نفسی تجزیہ کا نظریہ کس نے پیش کیا؟

(a) کوہل برگ (b) فرائڈ (c) ایرکسن (d) پیاجے

(v) درجہ ذیل میں کون سی کیفیت جذباتی ہے؟

- (a) غصہ کی حالت (b) ہنسنے کی حالت (c) رونے کی حالت (d) یہ سبھی
- (vi) ایک فرد کا دوسرے فرد سے فرق لازمی طور پر دکھائی دیتا ہے جو کئی عالمی طور پر مسلمہ ہے۔ "انفرادی فرق" کی یہ تعریف کس نے بیان کی؟

- (a) اسکیز (b) ٹائیلر (c) ڈریور (d) ڈالٹن

(vii) روز راک سیاہی کے دھبے شخصیت کی جانچ کے طریقے میں کتنے کارڈز ہوتے ہیں؟

- (a) پانچ (b) دس (c) بیس (d) تیس

(viii) سی۔ اے۔ ٹی۔ شخصیت کی جانچ کس عمر کے بچوں کے لیے مخصوص ہے؟

- (a) 2 سے 4 سال (b) 5 سے 15 سال (c) 3 سے 10 سال (d) 2 سے 8 سال

(ix) ذیل میں کلاؤڈ کی قسم نہیں ہے؟

- (a) انٹر اکاؤڈ (b) پرائیویٹ کلاؤڈ (c) پبلک کلاؤڈ (d) پائی برڈ کلاؤڈ

(x) کس ماہر نفسیات کے مطابق سیکھنے کا عمل کوشش اور خطا کا نتیجہ ہے؟

- (a) تھارن ڈانک (b) پاؤلو (c) اسکنر (d) کوہلر

حصہ دوم

(2) نفسیات اور تعلیمی نفسیات میں فرق واضح کیجیے۔

(3) ایک معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کی اہمیت بیان کیجیے۔

(4) نمو اور نشوونما میں فرق واضح کیجیے۔

(5) انفرادی فرق کے مفہوم کو تعریفوں کے ذریعہ واضح کیجیے۔

(6) شخصیت کی پیمائش کی وضاحت کیجیے۔

(7) واقعاتی طریقہ کار کا استعمال اپنے اسکول میں کیسے کریں گے، مختصر بیان کیجیے۔

(8) سعی و خطا اکتسابی نظریہ کے بنیادی قوانین بیان کیجیے۔

(9) سماجی اکتساب کے اہم خدو خال بیان کیجیے۔

حصہ سوم

(10) نفسیات کا مفہوم، نوعیت اور وسعت بیان کیجیے۔

(11) پیاجے کے وقوفی نظریہ کی تفصیلی وضاحت پیش کریں۔

- (12) ایک معلم کے لیے طلباء میں بظاہر پائے جانے والے انفرادی فرق کی معلومات کیوں ضروری ہے، تفصیل سے بیان کیجیے۔
- (13) شخصیت کا تصور واضح کرتے ہوئے اس کی مختلف قسموں کی وضاحت کیجیے۔
- (14) تجربات کی روشنی میں کلاسیکی مشروط واکتسابی نظریہ واضح کیجیے اور اس کے تعلیمی مضمرات بیان کیجیے۔